حقوق و فرائض

(اندازِ حیات)

مؤلف
علامہ محمد اکرم طاہر
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاھور- کراچی ہ پاکستان

حقوق و فرائض

(اندازِ حیات)

مؤلف

علامہ محمد اکرم طاہر

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور- کراچی ۰ پاکستان

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	حقوق وفرائض (انداز حیات)
مصنف	مولانا محمد اکرم طاہر
	فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان
تاریخ اشاعت	اگست 2008ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	AD45
قیمت	-/300 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

marfat.com

فہرست مضامین

انتساب	15
نقش اول	16
ارمغان تشکر	17
مقدمہ کتاب	19
حقوق اللہ	25
اللہ تعالیٰ پر ایمان	27
ایمان باللہ کا تصور	29
انبیاء و مرسلین علیہم السلام	31
نزول کے طریقے	32
ایمان بالکتب	34
ایمان بالملائکہ	36
فرشتوں کی حقیقت	37
فرشتوں کے فرائض منصبی	40
یوم آخرت پر ایمان	42
ایمان بالقدر	44
جبر کیا ہے؟	49
مسئلہ تقدیر	51
تقدیر معلق	54
تقدیر مبرم	54
کیا بندہ مختار کل ہے یا مجبور محض؟	57
اختتام بحث	59
باب: صفات باری تعالیٰ	61
اسماء الحسنیٰ کا ذکر	62
جلوہ ذات کی جستجو	66
باب: شرکت کی حقیقت اور اس کا بطلان	71
توحید کے تقاضے	72
رجاء	72
تقویٰ وخشیت	73
اطاعت خوف الٰہی	73
ایفائے عہد	76
انابت ورجوع	77
توکل آیات کے آئینے میں	78
توکل علی اللہ	79
استقامت	81
تسلیم ورضا	82
عظمت پروردگار	84
حمد وثنائے رب جلیل	84
تسبیح وتقدیس	86
ذکر الٰہی	87

marfat.com

نعمتوں کو یاد رکھنا	89
شکر خدا یعنی تذکرۂ سپاس	90
تذکرۂ سپاس گزاری	91
توبہ واستغفار	94
استعانت	95
خشوع وخضوع	95
عجز وانکساری وخوف وحرص	97
استعاذہ	97
باب: دعائیں	99
نماز کے بعد کی دعا	99
سونے اور بیدار ہونے کی دعا	99
رات کو بیدار ہو تو کیا پڑھے	100
صبح ومساء کی دعائیں	101
مصیبت کے وقت کیا پڑھا جائے	102
دعائے قرض	103
قوت حافظہ کی دعا	103
بیمار کو دیکھ کر کیا پڑھا جائے	104
گھر میں آنے جانے کی دعا	104
محفل کی دعا	106
وقت سفر یوں پڑھا جائے	106
ہر اہم معاملہ کی دعا	107
نیا لباس پہننے کی دعا	107
کھانا کھانے کی دعا	107
بیت الخلاء میں آمد ورفت کی دعا	108
چاند دیکھ کر کیا پڑھیں	108
آندھی، کڑک، گرج اور بادل	109
کے وقت کی دعا	109
شب قدر اور عرفا کی دعا	110
بوقت چھینک یہ دعا پڑھیں	110
مسجد میں آمد ورفت کی دعا	110
باب: کتاب الصلوٰۃ	112
طہارت	113
احکام شرعیہ کی اقسام	114
اوامر کی قسمیں اور تعریفات	114
فرض عین، فرض کفایہ، واجب،	
سنت	115
سنت غیر مؤکدہ	116
منہیات کی تعریف	116
حرام	116
مکروہ تحریمی	116
مکروہ تنزیہی	116
نجاستوں کا بیان	118
شجرہ نجاست	118
طہارت اور ازالۂ نجاست	118
خبث اور حدث	118
نجاست حکمی وحقیقی	119

marfat.com

پانی مطلق ومقید 119
نجاست حقیقیہ کا بیان 120
نجاست غلیظہ 120
نجاست خفیفہ 120
نجاست حقیقیہ دور کرنے کے لیے طریقے اور ضروری مسائل 121
باب: جھوٹے کا بیان 124
انسان اور جانوروں کے لعاب دہن اور پسینے کا بیان 125
کنوئیں کا پانی 125
کل پانی نکالنا واجب نہیں 126
خاص ہدایات 128
پانی کے مسائل کا بیان 129
جاری پانی 129
قاعدہ 129
بند پانی 129
قلیل پانی 130
مسئلہ قلتین 130
وضو اور غسل کے لیے پانی 130
دہ در دہ کی تعریف 131
احکام استنجاء 133
بیت الخلاء میں جانے کا انداز 134
استنجاء کن چیزوں سے کریں اور کن سے نہ کریں 135
مقدس اور اہم مقامات کے نزدیک پیشاب کرنا منع ہے 136
مکروہ حرکتیں 136
نوٹ 137
ضمیر کی آواز 137
باب: حیض کا بیان 139
مدت حیض 139
حائض کے احکام 139
رخصت کا واقعہ 140
عورت دوران حیض کیا کرے 140
مسائل حیض 140
طہر متخلل 141
ضروری تاکید 141
حائض سے مقاربت 144
دوران حیض استمتاع 144
نفاس کا بیان 144
سقوط حمل کا حکم 145
باب: معذور کا بیان 146
معذور کے احکام 146
باب: وضوء کا بیان 148
فرائض وضو 148
وضوء کی سنتیں 148

marfat.com

سراور کانوں کے مسح کا طریقہ	150
مستحبات وضو	150
وضو کے دوران دعائیں	151
وضو کے بعد کی دعا	153
وضو کے مکروہات	153
نواقض وضو	154
نواقض وضو کی تفصیلات وتشریحات	154
دیگر متفرق مسائل	155
باب: غسل کا بیان	158
غسل کی اقسام وحکمت	159
غسل کا طریقہ	160
غسل فرائض، سنیں، مستحبات	161
جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے	161
غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے	161
غسل کی دیگر اقسام	168
باب: تیمم کا بیان	170
تیمم کے کچھ ضابطے	172
تیمم کی تعریف اور طریقہ	173
ارکان تیمم	173
تیمم کی سنتیں	173
جن چیزوں سے تیمم جائز ہے	174
جن سے تیمم جائز نہیں	174
تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے	174
باب: موزوں پر مسح کا بیان	179
مسح کا طریقہ	179
مسح کے فرائض وسنتیں	179
مسائل مسح	180
مسح کی چند شرائط ودیگر مسائل	180
باب: ستر عورت کا بیان	182
دوران نماز کتنا فرض ہے	182
عورت کے اعضاء ستر	183
باب: وقت کا بیان	185
فجر کا وقت	185
صبح صادق اور صبح کاذب	185
فائدہ: مسئلہ	185
ظہر کا وقت	186
سایۂ اصلی کیا ہے	186
ڈھلتے سورج کی پہچان	186
وقت عصر، فائدہ	186
مغرب کا وقت	187
شفق کی تعریف، نوٹ	187
عشاء کا وقت	187
مستحب اوقات اور مسائل	187
مکروہ اوقات	189
نوافل کے لیے مکروہ اوقات	189

marfat.com

باب: اذان کا بیان	191
اذان کی عظمت اور ثواب	191
اذان کا طریقہ اور دعا	193
مسائل اذان	193
اقامت کا بیان	195
مسائل اقامت	196
استقبال قبلہ کا بیان	196
نماز کی چوتھی شرط اور اسکے مسائل	196
باب: نیت نماز کا بیان	199
مسائل نیت	199
تکبیر تحریمہ	199
نماز کا طریقہ	199
عورت کی نماز کا طریقہ	202
نماز کے بعد کی خاص دعا	202
سترہ کا بیان	202
نماز کے اندر فرائض وواجبات	203
واجبات نماز کی تفصیل	204
نماز میں سنتیں و مستحب	205
جماعت کا بیان	205
کون سی نماز کیلئے جماعت شرط ہے	206
جماعت ثانیہ کے مسائل	206
جماعت کس عذر سے ترک کی جا سکتی ہے	207
اکیلا مقتدی کہاں کھڑا ہو	208
صف بندی کے مسائل	209
امامت	209
بدمذہب کی اقتدا کا حکم	210
مسبوق کون؟	210
منفرد کون اور منفرد کے مسائل	210
نماز توڑنے والی باتیں	211
سنتوں اور نفلوں کا بیان	212
سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ اور نوافل کا بیان	212
سنت مؤکدہ کی تفصیل	213
تہجد	214
اشراق	214
چاشت	215
نماز حاجت	215
نماز استخارہ	215
صلوٰۃ التسبیح	217
نماز تراویح	217
شبینہ کا بیان	218
صلوٰۃ المریض	218
بیمار سے نماز کب ساقط ہوتی ہے	219
فوت نمازوں کی قضاء	220
بلوغت کی ابتداء	221

marfat.com

نماز کا فدیہ 221
قضائے عمری کا تصور 221
صلوٰۃ المسافر 222
قصر کا مفہوم 222
سنتوں ونوافل میں قصر نہیں 223
نیت اقامت کی شرائط 223
مسافر اور مقیم کی اقتداء 224
وطن اصلی و وطن اقامت کا بیان 224
کیا سواری پر نماز جائز ہے ریل،
کشتی یا جہاز پر نماز 225
باب: جمعہ کا بیان 227
جمعہ کی شرائط 227
شہر میں کئی مقامات پر جمعہ کا قیام
وقت جمعہ 228
خطبہ کا بیان 228
جماعت جمعہ، اذن عام 229
وجوب جمعہ کی گیارہ شرائط 230
خطبہ کی اہمیت اور مسائل دیگر 231
باب: عیدین کا بیان 233
مستحب یوم عید 233
عید کا وقت وطریقہ 234
عید الفطر اور بقرہ میں فرق 236
تکبیرات تشریق 236
باب: چاند گرہن (خوف) 237
سورج گرہن (کسوف) 237
صلوٰۃ الخوف 238
باب: سجدہ سہو کا بیان 239
سجدہ سہو کا طریقہ 239
سجدہ تلاوت کا بیان 240
سجدہ تلاوت کی شرائط 241
سجدہ شکر کا بیان 242
نماز میں سورتوں کا استعمال 243
قراۃ میں غلطی کا بیان 243
باب: جنائز کا بیان 244
مردہ کا غسل، کفن، دفن کا بیان 244
جب روح پرواز کرے تو 244
مردہ کا قرض 244
غسل مردہ کا طریقہ 245
کفن اور کفن پہنانے کی تفصیلات 247
جنازہ کا بیان 248
نماز جنازہ کی تفصیلات 249
قبر و دفن کا بیان 251
ایصال ثواب 251
باب: کتاب الصوم 252
روزے کا بیان 252
روزہ توڑنے والی چیزیں 252

marfat.com

جن صورتوں میں قضا و کفارہ
دونوں لازم ہیں 254
کفارہ کی شرائط 254
جن صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا 256
باب: اعتکاف کا بیان 257
واجب، سنت مؤکدہ اور اعتکاف
مستحب 257
عذر طبعی، عذر شرعی 258
باب: روزہ نہ رکھنے کی اجازت 260
نفلی روزوں کا بیان 260
محرم الحرام کے روزے 261
عاشورہ کا روزہ 262
شعبان کے روزے 263
شوال کے روزے 263
ذوالحج کے روزے 264
یوم عرفہ کا روزہ 264
باب: کتاب الزکوٰۃ 265
زکوٰۃ کا بیان 265
زکوٰۃ نہ دینے والوں کا حشر 266
زکوٰۃ کی تعریف 267
وجوب زکوٰۃ کی چند شرائط 267
حاجت اصلیہ کیا ہے 268
زکوٰۃ تین قسم کے ... 268

سونے چاندی اور مال تجارت کا
بیان 268
کتنے مال سے کتنا حصہ دیا جائے 269
سونا بھی ہے اور چاندی بھی تو
نصاب کیا ہوگا 270
کیا نوٹوں پر زکوٰۃ ہے 271
سائمہ کی زکوٰۃ 271
کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ 272
باب: عشر کا بیان 273
کن لوگوں پر کن چیزوں پر عشر ہے 273
زمین کے عشری یا خراجی ہونے کی
صورتیں۔ 273
مصارف زکوٰۃ 274
مسکین اور فقیر میں فرق 275
باب: صدقہ فطر کا بیان 275
کن لوگوں کو زکوٰۃ یا صدقہ فطر
دینا جائز نہیں 276
باب: کتاب الحج 278
احکامات حج 279
ارکان حج 279
واجبات حج 279
ممنوعات حج 280

marfat.com

حج کی تیاری 280
حج قران کے احکام 281
حج تمتع کا بیان 282
حج مفرد یا افراد 282
حج کی مختصر کیفیات 283

حصہ دوم

باب: سید الانبیاء کے حقوق
ایمان بالرسالہ والنبوۃ 288
رسول اور نبی میں فرق 288
انسانوں کے رسول انسان ہی تھے 289
تمام انبیائے کرام ایک ہی دین کے داعی تھے 290
عصمت انبیائے کرام 291
جملہ انبیائے کرام پر ایمان 293
انبیائے کرام کے معجزات 293
معجزہ کا تعریف 296
مسئلہ شفاعت 297
آداب نبوت 305
وحی کی تعریف 311
وحی الٰہی کے مراتب 312
آقائے رحمت ﷺ پر وحی کا آغاز 317
اتباع رسول ﷺ 320
اطاعت رسول ﷺ 320
عداوت رسول ﷺ کی ممانعت 332
رضائے خدا رضائے مصطفیٰ ﷺ 333
سرکار کی مخالفت دارین کی تباہی 349
باب: گنبد خضریٰ پہ حاضری
روضۂ اقدس کی زیارت کا ثواب 352
قرآن سے دلائل 356
احادیث طیبہ سے دلائل 362
گنبد خضریٰ پہ صحابہ کرام اور اکابرین امت کی حاضری 368
ائمہ اربعہ کے نزدیک گنبد خضریٰ کی حاضری 369
فقہ حنفی میں ذکر زیارت 370
فقہ شافعی میں زیارت کا تصور 370
فقہ مالکی میں تذکرۂ زیارت 370
فقہ حنبلی میں ذکر زیارت 370
قافلۂ شوق کی روضۂ رسول ﷺ پر حاضری 371
سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کی حاضری 371
شیخ المشائخ حضرت سید احمد رفاعی کی حاضری 372
حضرت حاتم اصم گنبد خضریٰ پہ 373
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ گنبد

marfat.com

خضریٰ پہ 373
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی
کی دربار پہ حاضری 374
دیوبند کے روحانی پیشوا حاجی
امداد اللہ مہاجر مکی گنبد خضریٰ کی
جالیوں کے سامنے 378
فضائل درود شریف 379
باب: جملہ انبیائے کرام کے حقوق 390
عدم تفرقہ 390
نبی اور رسول میں فرق 392
نبی اور وحی کا رشتہ 392
مشہور آسمانی کتابیں 392
وحی نبوت 392
نبوت کسبی ہے یا عطائی 392
تعداد انبیائے کرام کا تعین 392
درجات انبیائے کرام علیہم السلام 393
خاص بات 393
معجزہ نبوت کی دلیل 393
فائدہ 393
باب: حقوق النفس 394
قرآن و حدیث میں حفاظت
جان کا حق 394
اپنے آپ کو قتل کرنے کے تین محمل 395
سادگی و سخت کوشی 400
سونے اور جاگنے میں اعتدال 403
ہر کام میں اعتدال کی عادت 404
باب: لوازمات حیات کا تحفظ 406
مال و دولت کا تحفظ 411
ملبوسات 413
عمامہ شریف کی تفصیلات 415
قمیص شریف کا بیان 424
جبہ شریف کا بیان 426
حلہ شریف کا بیان 429
تہبند کا تصور 430
شلوار کا بیان 433
حضور ﷺ کے مختلف رنگوں
کے لباس 435
سیاہ رنگ کے کپڑے 436
زعفران اور ورس سے رنگے
ہوئے کپڑے 436
حضور ﷺ کے پاپوش مبارک
اور موزے مبارک 437
انگشتری مبارک کا بیان 438
خوشبو کا استعمال 440
تین چیزوں سے سرکار کی محبت 441
ذوق خوشبو 441

marfat.com

مزاج شناس نبوت کا بیان	441	فقہاء شافعیہ کا نظریہ	463
جنتی پھولوں کا سردار	441	فقہاء مالکیہ کا نظریہ	465
خوشبوؤں کا تحفہ	442	فقہاء حنبلیہ کا نظریہ	466
حضرت انس کی گواہی	444	فقہاء احناف کا نظریہ	466
حضرت جابر بن سمرہ کا بیان	444	مونچھوں کے بارے میں فقہاء	
حضرت وائل بن حجر کا بیان	445	کرام کا نظریہ	468
حضرت جحیفہ کا چشم دید واقعہ	445	اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحقیق	469
حضرت ابن اسود کا بیان	445	نبی اکرم ﷺ کا کنگھی، سرمہ اور	
امام قاضی عیاض کی روداشت	446	آئینہ استعمال کرنے کا انداز	470
قسمت جابر پہ قربان	446	سرکار کے حجامت بنوانے کا انداز	472
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گواہی	447	رحمت عالم ﷺ کا قابل رشک	
صحابہ بوئے یار کو ترستے تھے	447	گھریلو سامان اور اس کے قابل	
پسینہ مبارک کی دلکشی کا ایک منظر	448	تقلید استعمال کا انداز	473
حضرت سیدہ عائشہ کا بیان	448	حبیب خدا ﷺ کیسے برتنوں کو کس	
حضرت انس کی گواہی	448	انداز سے استعمال فرماتے تھے	480
مسئلہ خضاب کی تحقیق	449	مجاہد اعظم ﷺ اور جنگی سامان	
خضاب لگانے کے سلسلہ میں		کے استعمال کا انداز	481
مذاہب اربعہ کا خلاصہ	455	براق کی شاہ سوار کی سواریوں کا	
ساری بحث کا حتمی خلاصہ	456	ذکر خیر	489
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	458	باب: حقوق وتعلیم اور علمائے	
مشت بھر سے زائد ڈاڑھی	461	کرام کے حقوق	496
سرکار کی ریش مبارک کا بیان	462	باب: والدین کے حقوق	502
ڈاڑھی کی مقدار کے بارے میں		والدین سے خدمت	504

marfat.com

ادب ونیازمندی 507
سر تسلیم خم کرنا 507
عظمت والدین 509
والدین کے لیے دعاء استغفار 510
دعا کی درخواست 511
باب: اولاد کے حقوق 513
بچے کا نام رکھنا 517
بیٹی اور بیٹے کے درمیان یکساں سلوک 522
باب: میاں بیوی کے حقوق 524
عظمت شوہر 525
بیوی کے حقوق 526
باب: رشتہ داروں کے حقوق 540
باب: ہمسایہ کے حقوق 544
حق شفعہ 549
تحفظ ناموس جار 549
باب: مہمان کے حقوق 550
صحابہ کرام کی مہمان نوازیاں 552
باب: میزبان کے حقوق 557
دعوت میں حاضری کا انداز 560
دسترخوان پر مہمانوں کا فریضہ 561
اسلامی بھائیوں کی دعوتیں اور ان کے فوائد 562
باب: دوستوں کے حقوق 563
دوستی کے آداب 565
ایثار 565
فدائیت 565
اعتماد 566
بہتر چیز دوست کیلئے صالح دوستی 566
اظہار محبت 568
نئی دوستی 569
محبت میں میانہ روی 569
مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے حقوق 570
رحمت عالم ﷺ کی تربیت کے انداز 570
دوستوں کیلئے نصیحت کے پھول 571
دوستوں کی خطاؤں سے چشم پوشی 572
دوستی تا ابد رہے 572
دوستی میں تکلف ناپسندیدہ ہے 572
باب: دشمن کے حقوق 573
دشمن کے قاصدوں، عورتوں اور بچوں کی رعایت 574
کفر کے میلان صلح پر صلح کر لینا 575
کافر کو پناہ عطا کرنا 576
دین کے بارے میں جبر نہیں 577
ارشاد ربانی 577

marfat.com

باب: حاجت مندوں کے حقوق	580
فضیلت صدقہ وخیرات	581
فرمان پیغمبر جناب عیسیٰ علیہ السلام	582
آقائے دوجہاں کا فرمان گرامی	582
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ حسنہ	582
حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت	583
حضرت عبداللہ بن مسعود کا عمل	583
امام شعبی کا فرمان	583
حضرت امام حسن بصری کی نصیحت	583
باب: اہل تجارت کے حقوق	584
آداب وفضائل تجارت	584
تاجر اور گاہک	587
تجارتی قسمیں	589
سرکار کی طرف سے ممانعت	592
نیلامی کا جواز	592
بیع سلم ورہن	592
حدیث نبوی ﷺ	592
سرور عالم کا طرز عمل	593
ذخیرہ اندوزی کی ممانعت	593
ذخیرہ اندوز لعنتی ہے	593
سودی کاروبار کی حرمت	593
سرکار کا فرمان گرامی	594
باب: یتیموں کے حقوق	595
سید عالم ﷺ کا فرمان گرامی	595
کفیل یتیم کے لیے فردوس بریں کی خوشخبری	596
یتیموں کی خیرخواہی	596
علاج سنگ دلی	597
رضائے الٰہی کی خاطر	597
یتیم کو کھانا کھلانا	597
یتیموں کے مال کی حفاظت	598
استدعا	600

marfat.com

انتساب

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

کی 80 سالہ ریاضتوں کے اس ثمر کے نام

قدرت نے جن کو بے پناہ عبقری صلاحیتوں سے نوازا ہے

میری مراد

گل سرسبد گلشن ضیاء الامت زیب مسند شاہ کرم

ام القریٰ مکۃ المکرمہ یونیورسٹی کے مایہ ناز فاضل

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے پرنسپل

تحریک محمدیہ غوثیہ کے روح رواں

جگر گوشہ ضیاء الامت پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب

جن کی نگاہ حسن کے صدقے ہمیں قلم اٹھانے کی ہمت ملی ہے

طاہر

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش اول

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسل و خاتم النبیین وعلٰی ازواجہ الطاھرات وآلہ الطاھرین وعلی اصحابہ المکرمین المعظمین نجوم الاھتداء لطالبین

ہر قسم کی حمد وستائش کے لائق وہ ذات ہے۔ جو تمام انوار وتجلیات کا سرچشمہ ہے۔ جو ازل سے روشنیوں کی خیرات تقسیم کر رہی ہے۔ اسی کریم ذات نے مہر عرب کو عالمتاب شعاعوں سے نوازا ہے۔ یہ مہر رسالت کی شوخ وشنگ شعاعوں کی ذرہ نوازی ہے کہ جن ذروں پہ پڑتی ہیں انہیں رشک صد طور بنا دیتی ہیں۔

ہم ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ان بندہ نواز نگاہوں کو سلام کرتے ہیں۔ جو آفتاب رسالت کی پرتاب کرنوں سے اکتساب ضیاء کرتی ہیں اور پھر گمنامی کی تیرہ وتار وادیوں میں پڑے بے نام ذروں کو یوں چمکا دیتی ہیں کہ وہ بے مایہ سنگ ریزے امت مسلمہ کی خدمت کے لئے تنگ تابیوں کا منظر پیش کرتے ہیں۔ قلم -- قرطاس -- اور پاکیزہ کلمات کے زرنگار سلسلے کہاں اور کہاں یہ عاجز وحقیر -- پرتقصیر -- درماندہ راہ وفقیر ؎

تیری نسبت نے سنوارا میرا انداز حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا تو سگ دنیا ہوتا

یا یوں کہہ لیتے ہیں

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل   نسیم صبح تیری مہربانی

طاہر

marfat.com

ارمغان تشکر

کتاب -- زندگی ہے -- زندگی -- بھی ایک حسین کتاب ہے۔ کتاب -- مرنے نہیں دیتی -- موت - ان کو مارتی ہے۔ جن کی نسبت مردہ ہوتی ہے۔ نسبت اگر زندہ ہو تو -- یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے۔

تحریر کتاب کسی کی وراثت نہیں۔ یہ سراسر سعادت ہے۔ یہ کرم کی بات ہے -- جس پہ کرم ہوتا ہے اور جب کرم مہربان ہوتا ہے -- تو بندہ کمر بستہ ہو جاتا ہے -- توفیق دستگیری کرتی ہے -- ہمت ساتھ دیتی ہے -- تو بندہ راستے تلاش نہیں کرتا بلکہ -- منزل بندے کو خود تلاش کرتی ہے۔

مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک عرصہ تک وقت میں کافی وسعت اور گنجائش تھی -- مگر وہ کام نہ ہو سکا -- جو کام اس وقت پر مقدر تھا جب کہ میں روزانہ 120 کلومیٹر سفر طے کر کے سرکاری ادارے میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہوں۔

اس دوران میرے انتہائی شفیق و خلیق استاذی المکرّم دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے مدرس اور ادارہ ضیاء المصنفین کی روح رواں جناب علامہ ملک محمد بوستان صاحب نے برادر اصغر علامہ بشیر احمد فخر صاحب کی وساطت سے حکم ارسال فرمایا جس میں ''حقوق و فرائض'' کے موضوع پر کتاب تحریر کرنے کا بارگراں میرے ناتواں کندھوں پہ ڈالا گیا۔

بہرحال مرشد خانہ کی طرف سے یہ حکم نامہ جہاں گراں قدر ذمہ داری تھی وہاں بہت بڑی سعادت بھی ہے۔ اس لیے میں آپ کے احسان پر ہمیشہ دعاگو رہوں گا۔ آج جب میں نے اس کتاب کا مسودہ برادر عزیز علامہ مختار احمد رومی صاحب (مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف) کی معیت میں استاذی المکرّم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت

marfat.com

حاصل کی تو آپ بہت مسرور ہوئے۔ آپ نے مسودہ کو چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ فرمایا اور کتاب کو مستحسن فرما کر رومی صاحب کو ایک جگہ سے ایک پیرا گراف خود پڑھ کر سنایا اور داد بھی دی یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔

زیر نظر کتاب ''حقوق و فرائض'' میں بے شمار خامیاں اور کجیاں ممکن ہیں (جن صاحبان کو مطالعہ کے دوران کوئی غلطی نظر آئے اصلاح فرمادے) یا اپنی رائے سے ادارہ کو آگاہی فرمادے مگر اس کے باوجود میرے لیے یہ ایسی سعادت ہے کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تکمیل کتاب کے سلسلہ میں میرے خصوصی شکریہ کی مستحق درج ذیل شخصیات ہیں جن کے توسط سے میری ڈیوٹی کا سفر مختصر ہوا اور تدریسی اوقات میں آسانی پیدا ہوئی اور التواء میں پڑے ہوئے تحریری کام کو تیزی سے کرنے کا موقع ملا۔

جناب گرامی قدر چوہدری ریاض احمد صاحب میکن، ایس پی سرگودھا اور جناب رانا محمد اسلم صاحب آف ہرگن اسسٹنٹ ڈی پی آئی (لاہور) کی خصوصی سفارش پر ڈی ای او سرگودھا جناب عبدالعزیز عابدی صاحب اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن سرگودھا جناب عزت مآب سید عطاء اللہ صاحب نے مجھے عارضی طور پر میری رہائش کے قریب ترین ادارے میں ایڈجسٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس تعاون کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور محمد فخر الدین رازی نے اپنی امی اور دونوں بھائیوں حافظ محمد قمر الحسن و حافظ محمد ضیاء الحسن کی معیت میں مسودۂ کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور اپنے علم کے مطابق مسودہ میں موجود کتابت کی غلطیوں کو درست کرنے میں میری معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے میں ان کے ذوق علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

محمد اکرم طاہر

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ کتاب

یہ زندگی بہت بڑی نعمت بھی ہے اور آزمائش بھی ہے وہ ذات کریم جس نے موت و حیات کو تخلیق کیا ہے۔ وہ حکیم بھی ہے اور علیم بھی ہے۔ اس ذات گرامی نے انسان کو زندگی دے کر شتر بے مہار کی طرح آوارہ نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کے پاس اس حیات مستعار کے ایک ایک لمحے کا ریکارڈ موجود ہے۔

اللہ رب العزت یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ہے جو حسن عمل کے تازہ پھول اس کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوتا ہے اور کون ہے جو اپنے کرتوتوں کے کانٹوں سے دامن تار تار کر کے آتا ہے۔

اگر ادیان عالم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کسی مذہب کے پاس بھی انسان کی پوری زندگی کیلئے مکمل تعلیمات نظر نہیں آتیں۔ مگر وہ دین جس کے داعی محمد عربی ﷺ ہیں۔ اس کا مطالعہ کرنے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ جس رب نے بندے کو پیدا کیا ہے اس نے پوری زندگی کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات مرتب کر دیا ہے جو نظام مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں صدیوں سے موجود ہے۔ جس میں مہد سے لے کر لحد تک بلکہ اس سے بھی آگے تک کی روشن تعلیمات موجود ہیں۔ نظام مصطفیٰ ﷺ فقط تھیوری نہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کے سوا لاکھ صحابہ کرام نے اس نظام پر عمل کر کے زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کا لوہا منوایا ہے۔

یہ نظام حیات بہت ہی سادہ اور آسان سا ایک چارٹ ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔

1۔ حقوق اللہ۔ 2۔ حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں انسانی زندگی کے اس پہلو کا تذکرہ ہے۔ جس کا تعلق ایک بندے کا اپنے رب کے ساتھ ہے اور حقوق العباد میں ان تعلیمات کا ذکر ہے جو مسلمان کو معاشرے کے دوسرے افراد سے مل جل کر زندگی گزارنے کا ڈھنگ

marfat.com

سکھاتی ہیں۔

جس انسان کا رویہ اپنے مالک کے ساتھ بھی مثالی ہے اور مالک کے حکم کے مطابق معاشرے کے ساتھ بھی رویہ قابل رشک ہے۔ اس کے لئے انعام یہ ہے کہ جب اس کی زندگی کا آخری لمحہ آئے گا تو مالک العرش کی طرف سے اک صدائے دلنواز فضا شناس ہوگی اور بندے کی روح جھوم اٹھے گی اور بندۂ مومن لبیک لبیک کہتا ہوا۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ (الفجر:28-27)۔ کو گلے لگاتے ہوئے فردوس بریں کی بہاروں کی طرف رقصاں ہوگا۔

مومن کا انداز حیات کیسا ہونا چاہئے۔ اسی غرض سے یہ کتاب ''حقوق وفرائض'' وجود میں لائی گئی ہے تا کہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ بندۂ مومن کے ذمہ فرائض کیا ہیں اور حقوق کیا ہیں۔

اگر ان دو باتوں پر عمل ہو سکے تو زندگی باغ و بہار ہے حقوق وفرائض کا مطلب یہ ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک فریق کا جو فرض ہے وہ فریق ثانی کا حق ہے جو فریق اول کا حق ہے وہ فریق ثانی کا فرض ہے۔ مثلاً بڑوں کا احترام کرنا چھوٹوں کا فرض ہے تو بڑوں سے شفقت وصول کرنا چھوٹوں کا حق ہے۔ اسی طرح چھوٹوں پر شفقت اور مہربانی کرنا بڑوں کا اخلاقی فرض ہے۔ تو چھوٹوں سے احترام وصول کرنا بڑوں کا حق ہے مگر یہی حقوق وفرائض کا معاملہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کا انداز بدل جاتا ہے۔ بندہ -- بندے سے اپنا حق قانونی طور پر بھی وصول کرنے کا مجاز ہے مگر ذات باری تعالیٰ پر کوئی چیز بھی واجب اور فرض نہیں۔ اس نے اپنی مہربانی سے مخلوق کے حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ۔ میرے بندے تو میرا ذکر کر کے دیکھ تو سہی پھر دیکھنا میں تیرا ذکر تیری یاد کو چار سو کیسے پھیلا دیتا ہوں۔ پھر فرماتا ہے۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ۔ میرے ساتھ کئے گئے بندگی کے وعدے تم پورے کرو بندہ نوازی کے وعدے میں پورے کردوں گا۔ یاد رہے کہ بندہ جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کر کے دکھائے بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں یہ اس کا محض کرم ہی کرم ہے کہ بندگی کی کوئی

marfat.com

توفیق بخشی ہے پھراس کو قبولیت کے قابل بنایا ہے پھر اس پر انعام عطا فرمائے یہ اس کی نوازش ہے۔

اگر بندۂ مومن اپنے فرائض اور حقوق کو مدنظر رکھ کر زندگی گزارے تو ناکامی کا تصور پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ معاشرے اس وقت فساد کا شکار ہوتے ہیں جب ہر بندہ اپنے حقوق تو طلب کرتا ہے مگر فرائض میں کوتاہی کرنا اپنی شان تصور کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی نظام اسلام پر عمل پیرا ہو کر کامرانی اس وقت حاصل کی جب انہوں نے حقوق وفرائض دونوں پر عمل کر دکھایا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ دنیا کے گوشے گوشے پر چھا گئے۔ اور نظام مصطفیٰ ﷺ برپا کر کے زمانے کو امن وآشتی سے مالا مال کر دیا۔

یہ کتاب ''حقوق وفرائض'' (مومن کا انداز حیات) دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول اٹھائیس ابواب پر اور حصہ دوم اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس کی مختصری تفصیل درج ذیل ہے۔

باب اول میں اللہ رب العزت کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی ہر کام کی ابتداء باعث برکت ثابت ہوتی ہے۔

اولیت حقیقی اسی پاک ذات کا حق ہے۔ اس لئے بندۂ مومن کا جو تعلق اپنے رب کی ہستی کے ساتھ ہے اس کا بیان سب سے پہلے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تذکرہ اس وقت تک نامکمل ہے جب تک اس پر ایمان کے تقاضوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ اس لئے اس باب میں اللہ جل جلالہ کے مبعوث کردہ انبیاء کرام ومرسلین عظام کا ذکر پھر ان پر نازل ہونے والی وحی جو مقدس ملائکہ کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کے لئے پہنچائی گئی ہے اور کتابی صورت میں موجود ہے اس کا تذکرہ اور ان نورانی ومعصوم فرشتوں کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شئون حیات پر مامور ہیں اور یوم آخرت اور تقدیر کے تصور کو اجاگر کیا گیا ہے۔

marfat.com

دوسرے باب میں صفات باری تعالیٰ جو کہ اسماء الحسنیٰ کی صورت میں بندۂ مومن کی توجہ کا مرکز ہے کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب ثالث میں شرک اور اس کے بطلان کی مختصر انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔

چوتھے میں توحید کے تقاضوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے حوالے سے اس کی بارگاہ بے کس پناہ سے مانگنے کے انداز کا تذکرہ دعاؤں کی صورت میں کیا گیا ہے۔

چھٹے باب سے لے کر اٹھائیسویں باب تک عبادات اور ان کے متعلقات سے بحث کی گئی ہے۔ عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اور ان کے لوازمات جو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں داخل ہیں ان کا تذکرہ کتاب کے حصہ اول یعنی حقوق اللہ میں مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے دوسرے حصے یعنی (حقوق العباد) کی الگ ابواب بندی کی گئی ہے یہ حصہ ثانیہ کل اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے باب اول اور دوم میں سید الانبیاء ﷺ کے حقوق کا ذکر جمیل کیا گیا ہے۔

باب سوم میں جملہ انبیاء کرام کے آداب، مشہور آسمانی کتب اور معجزات کے بارے میں تذکار جمیلہ چھیڑے گئے ہیں۔

باب رابع کو حقوق النفس کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ بندے پر اس کی اپنی جان کے حقوق بھی ہیں جن کا جاننا از حد ضروری ہے۔

پانچویں باب کو لوازمات حیات کے تحفظ کا عنوان دیا گیا ہے جس میں ایک بندۂ مومن کے لئے زندگی گزارنے کا سلیقہ ایک ایسی ہستی کی سیرت طیبہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے جس عظیم الشان ہستی کی صورت کو معیارِ کمالات بنایا گیا ہے اور سیرت کو اسوۂ حسنہ اور اسوۂ کاملہ کا درجہ دیا گیا ہے۔

چھٹے باب سے لے کر اٹھارہویں باب تک ان لوگوں کے حقوق کا ذکر ہے جن کے

marfat.com

ساتھ بندے کو تقریباً زندگی کے ہر موڑ پر واسطہ پڑتا ہے۔ بلکہ معاشرتی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا یہی لوگ ہیں۔ جن کے حقوق سے آگاہی اتنی ہی ضروری ہے جتنی آنکھوں کے لئے روشنی کی ضرورت ہے اور ان کے حقوق پورے کئے بغیر اسلامی طرز زندگی تشنۂ تکمیل رہتی ہے۔ مثلاً یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ جن مہربان ہستیوں سے تعلیم حاصل کرے یا جن کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے اور ان کی زیارت سے حج مبرور کا ثواب پائے یا وہ لوگ جو پیرانہ سال میں سہارا بننے والے ہیں۔ یا وہ مقدس رشتے جو ایک دوسرے کا لباس کہلاتے ہیں یا وہ لوگ جو وراثت کے مالک تصور کئے جاتے ہیں۔ یا وہ لوگ جن کے ساتھ خیر خواہی اور خبر گیری کا درس قرآن وحدیث نے دیا ہے یا وہ جن کی آمد گھر میں برکتوں کا باعث ہوتی ہے یا وہ جن کے ساتھ حسن سلوک سے تاریخ کے باب روشن ہوتے ہیں یا وہ جن کی ضروریات پوری کرنے کا حکم قرآن مقدس نے دیا ہے یا وہ لوگ جن کے ساتھ ہر وقت ہر کسی کو واسطہ پڑتا ہے۔ یا وہ افراد جن کا معاشرے میں کوئی سہارا نہیں بنتا۔ ان کے حقوق کے بارے میں بندۂ مومن کو معلوم ہی کچھ نہ ہو اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کے بغیر خود کو خیر الامم کا فرد تصور کرتا رہے اس لئے کتاب کے اس حصے میں حقوق العباد کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اہل ایمان باہمی معاملات میں ایک دوسرے کے حقوق پورے کر کے اپنے خالق و مالک کی رضا بھی حاصل کر سکیں اور اسلامی معاشرہ امن ومحبت کا گہوارہ بن کر ترقی کے زینوں پر گامزن رہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی وسعتوں کی حامل ہے ابھی بہت سارے گوشے تشنۂ تعارف رہ گئے ہیں مگر ادارہ ضیاء المصنفین کی طلب پر کتاب کو سمیٹنا پڑا۔

بہر حال یہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ یہ سعادت اس فقیر بے نوا کی غفران کا بہانہ ہے جو قدرت کا سراسر احسان ہے۔

اللّٰھم اغفرالی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت

marfat.com

الیک و انی من السلمین۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک ومحبوبک و نبیک وصفیک سیدنا و مولانا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی آلہ الطیبین الطاھرین وازواجہ الطاھرات امھات المومنین وسائر الصحابۃ والتابعین و اولیاء امۃ الکاملین و علماء ملۃ الصالحین و علینا معھم اجمعین یا ذالجلال والاکرام

محمد اکرم طاہر

marfat.com

حقوق اللہ

marfat.com

اللہ تعالیٰ پر ایمان

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾ (النساء)

اے اہل ایمان اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے (قرآن) سے پہلے اتاری اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا تو وہ (سیدھے راستے سے) بہت دور بھٹک گیا۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اجمالی ایمان کے بعد تفصیلی ایمان کی دعوت دی ہے کیونکہ جب کوئی نومسلم ایمان کا زیور زیب گلو کرتا ہے تو وہ اسی لمحے تمام تر دینی معلومات سے آگاہ تو نہیں ہو جاتا بلکہ مبادیات ایمان کے بارے میں کچھ معلوم کر کے دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

دوسرا مفہوم اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کو صمیم قلب سے ایمان پر کاربند رہنا چاہیے۔ بے شمار آیات میں بنی نوع انسان کو ذات باری تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق یہی ہے کہ بندہ اپنے خالق اور مالک کو پہچان کر اس پر ایمان رکھے اور زندگی بھر اسی کی بندگی کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالے رہے۔

قرآن مجید کے بعد ایمان باللہ کا تفصیلی تذکرہ احادیث نبوی میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک ایک صاف شفاف سفید کپڑوں اور سخت سیاہ بالوں

marfat.com

والا آدمی ظاہر ہوا۔ اس پر سفر کے آثار بھی نہ تھے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا حتیٰ کہ سرکار کائنات کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانو سید عالم ﷺ کے زانوؤں سے جوڑ کر اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر عرض کناں ہوا۔

یا محمد ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ایک معبود برحق ہونے کی گواہی دے اور اس بات کی بھی شہادت دے کہ حضرت محمد ﷺ اس کے (پیارے) بندے اور رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ شریف کا حج کرے۔ اگر تجھے حج کی توفیق ہو تو۔ اس نے عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کی اس بات پر حیران تھے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کر رہا ہے۔ (اس کے بعد) عرض کرنے لگا مجھے ایمان کے بارے میں خبر دیں کہ ایمان کسے کہتے ہیں تو حبیب خدا نے فرمایا کہ تیرا اللہ رب العزت کی ذات پر ایمان لانا اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم قیامت پر اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ رب تعالیٰ کو ہر چیز کی بھلائی اور برائی ازل سے معلوم ہے اور ان کا اندازہ کر رکھا ہے۔ وہ کہنے لگا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ (تیسیر الوصول)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے۔ پہلی یہ بات کہ بندہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔ خدا نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ موت پر ایمان رکھے۔ تیسری یہ کہ بعد الموت اٹھائے جانے پر ایمان اور چوتھی یہ کہ تقدیر پر یقین رکھے۔ (ترمذی ص8)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ دوسری روایت میں ہے ساٹھ سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔ حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (تیسیر الوصول ص9)

marfat.com

مذکورہ بالا آیت واحادیث میں ایمان باللہ کے تصور کو واضح کرتے ہوئے اس کے باریک تقاضوں کا ذکر فرما دیا گیا ہے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس کی طرف سے مبعوث کیے گئے انبیاء و مرسلین اور ان پر نازل کردہ کتب اور ملائکہ اور روز آخرت اور تقدیر الٰہی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

ایمان باللہ کا تصور کامل طور پر تبھی واضح ہو سکتا ہے جبکہ مذکورہ عنوانات کے تحت احادیث و آیات قرآنیہ بیان کی جائیں۔ اختصار کے ساتھ ہر عنوان کے تحت اس کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

ایمان باللہ کا تصور

سورۂ اخلاص میں اس تصور کو جتنے خوبصورت انداز میں واضح کیا گیا ہے اس سے بہتر کا بیان ممکن نہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

''اے محبوب آپ فرما دیں وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں''۔

اللہ تعالیٰ پر جو ایمان لاتا ہے۔ اس کے قلب و نظر میں یہ عقیدہ راسخ ہونا چاہیے کہ وہ ذات اقدس ابدی' ازلی اور سرمدی ہے۔ تمام صفات کمال جو اس کے اسماء گرامی سے ظاہر ہوتی ہیں' اس میں موجود ہیں۔ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس کی نگاہ میں ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔ عالم رنگ و بو کا ہر فرد اسی کے سہارے قائم ہے۔ وہ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔ نہ اس کی ابتداء ہے کوئی۔ نہ اس کی انتہاء ہے۔ وہ تنہا ہے۔ بندے کے اچھے کاموں سے راضی ہوتا ہے۔ افعال بد سے ناراض ہوتا ہے۔ اپنے بندوں سے اس کا تعلق رحمٰن و رحیم کا ہے مگر جو لوگ اس کے قہر و غضب کو دعوت دیتے ہیں وہ دونوں جہانوں میں خانماں و برباد ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے خیر وشر کی تمیز کا احساس بندے کے دل میں رکھا ہے۔ وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۙ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۙ (الشمس) ''اور (قسم) جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا، پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی''۔ اگر انبیاء کرام تشریف نہ بھی لاتے تو اس کائنات ہست وبود کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت اور اس کے واجب الوجود ہونے کی شہادت دے رہا ہوتا۔ عقل سلیم آفاقی اور انفسی دلائل سے اپنے پالنے والے کو پہچان لیتی مگر اس کریم ذات نے بنی نوع انسان کی ہدایت ودستگیری کیلئے انسانیت کے برگزیدہ ترین افراد انبیاء کرام کو مختلف ادوار میں ہر ملک اور ہر علاقے میں مبعوث فرمایا تاکہ جادۂ مستقیم کی نشاندہی کرتے رہیں اور انسانیت کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر گامزن رکھیں۔

اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا (النساء)

''ہم نے وحی بھیجی آپ کی طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے اور جیسے وحی ہم نے بھیجی ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کردیا ہے ہم نے آپ سے، اس سے پہلے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک نہیں کیا آپ سے۔ اور کلام فرمایا اللہ نے موسیٰ سے خاص کلام۔ (بھیجے) رسول خوشخبری دینے کے لیے اور ڈرانے کے لیے تاکہ نہ رہے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر رسولوں کے (آنے کے) بعد اور اللہ تعالیٰ غالب

marfat.com

ہے، حکمت والا ہے"۔ (ضیاء القرآن جلد اول، صفحہ 422)

ایمان باللہ کے تقاضوں میں سے اس بات پر بھرپور یقین رکھنا لازم ہے کہ یہ نظام کائنات ایک دن درہم برہم ہو جائے گا اور دنیائے آب وگل کی تمام رنگینیاں مٹ جائیں گی۔ اس دن کی حقیقی بادشاہی خالق دوعالم کی ہی ہوگی۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی بھی اس کی بارگاہ جلال میں دم مارنے کی جرأت نہ رکھتا ہوگا۔ قیامت کے بارے میں ذاتی معلومات فقط رب العزت کے پاس ہیں۔ البتہ سید عالم ﷺ نے علم خداداد کی بنا پر روز محشر کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

اس دن ہمیشہ کیلئے فیصلہ فرما دیا جائے گا جو جنت میں جائے گا وہ ابد الآباد تک ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت کی بہاریں لوٹے گا اور جو بدنصیب دوزخ میں جائے گا۔ اگر اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت میں جائے گا۔ دوزخ مستقل ٹھکانہ کفار ومشرکین کیلئے ہے۔ ایمان باللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کی ذوات قدسیہ پر ایمان لانا بھی ایمان باللہ کے بیان کا حصہ ہے۔

انبیاء ومرسلین علیہم السلام

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس عالم گیتی کے ذروں کو نور عرفان سے منورو تاباں کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر فخر موجودات سرور کائنات رحمت کونین سعادت دارین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تک انبیاء ومرسلین کے مقدس گروہ کو ہر زمانے اور ہر علاقے میں مبعوث فرمایا۔

بعض انبیاء کرام کا تذکرہ قرآن مقدس، تورات شریف، انجیل مبارک اور دیگر صحائف میں فرمایا اور بعض کا ذکر کہیں نہ فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے۔ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ (المومن:78) یعنی بعض پیغمبروں کا ذکر قرآن مجید میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے اور بعض کا تذکرہ سرکار کے سامنے نہیں بیان کیا گیا مگر اس کے باوجود انبیاء کرام کے بارے میں ہمیں اس بات پر یقین رکھنا ہوگا کہ ان کی تعداد کچھ بھی

marfat.com

ہے مگر وہ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت میں صادق ہیں۔ ان کے مراتب و درجات کی بلندی اللہ رب العزت ہی جانتا ہے۔ ہمیں یہ انداز نہیں سکھایا گیا کہ بعض پیغمبروں کے بارے میں درجات کی بے جا بلندی کے قائل ہوں اور بعض کے بارے میں شکوک وشبہات دل میں جنم لیتے رہیں۔ ہمارے لیے تمام انبیاء کرام رحمت ہیں۔ ان کی آمد حق ہے۔ نفس نبوت و رسالت میں سب برابر ہیں۔ علومراتب کی حقیقت اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرہ:253)

یہ (صاحب عظمت) رسول ہیں ہم نے بعض پر بعض کو بزرگی عطا کی ہے ان میں سے کوئی وہ ہیں جن (موسیٰ) سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض (یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درجات بلند فرمائے۔

انبیاء ومرسلین سب انسانوں میں سے ہیں۔ نبوت ایک ایسی نعمت ہے جو محض عطائے الٰہی ہے اس میں کسی کے کسب کا کوئی دخل نہیں۔

نبوت ورسالت میں توارث نہیں۔ حضرت نوح کا بیٹا مسند نبوت پر تو کیا بیٹھتا وہ تو سرے سے ایمان سے محروم رہ گیا کیونکہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ الخ (ہود:46) رب العالمین جسے پسند کرتا ہے اسے رسالت کا تاج عطا فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام:124) رسالت کا دامن ہر داغ سے پاک تسلیم کرنا بنیادی عقیدہ ہے۔ رسالت کو ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ کی گرد سے بھی پاک ماننا لازم ہے ورنہ عقیدہ رسالت معتبر تصور نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعہ سے جو پیغام بندوں کی رہبری کیلئے بھیجتا ہے اسے وحی کہتے ہیں۔

نزول وحی کے تین طریقے ہیں

1۔ حضرت جبرائیل امین بعض اوقات ملکی شکل اور کبھی بشری صورت میں (دحیہ کلبی) کی شکل میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی پیش کرتے۔

marfat.com

2۔غیب سے آواز فقط کانوں میں سنائی دیتی۔ بولنے والا نظر نہ آتا تھا۔
3۔کبھی نبی کے قلب انور میں القاء والہام ہوجاتا۔

ہمارے پیارے آقا محمد عربی ﷺ پر جب تیسری قسم کی وحی نازل ہوتی تو جلال وحی سے آپ کے وجود اطہر پہ کپکپی طاری ہوجاتی۔ بدن ناز پسینے سے شرابور ہوجاتا۔ جسد اقدس بوجھل ہوجاتا۔آپ جس سواری پر جلوہ فرما ہوتے نزول وحی کے لمحات میں سواری بار نبوت کو برداشت کرنے سے قاصر ہوجاتی۔ اگر کسی کے زانو پر حبیب کبریا ﷺ سر انور رکھ کر استراحت فرما ہوتے تو اس کا زانو بار وحی سے ٹوٹ پڑتا تھا یعنی شدت سے درد محسوس ہوتی تھی۔

وحی الٰہی میں جو لذت و سرور ہوتا اس کیفیت سے قلب نبی ہی لطف نہ اٹھاتا بلکہ وجود اقدس کا انگ انگ سرشار ہوتا۔ کبھی وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو انتظار کی گھڑیاں قیامت بن جاتیں۔عقیدۂ نبوت کے تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے اول نبی اور جناب آخر الزمان رسول انام حضرت محمد عربی ﷺ کو آخری نبی ماننا کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ مستقل ستون دین وایمان ہے۔ اگر یہ بنیاد متزلزل ہو تو ساری عمارت ایمان دھڑام کر کے گر جائے گی۔ ختم نبوت مصطفیٰ ﷺ کا جو منکر ہے وہ بے ایمان ہے۔ لاشک فی کفرہ۔

مسئلہ شفاعت بھی عقیدہ نبوت سے منسلک ہے۔ روز محشر انبیاء ومرسلین کی شفاعت سے معصیت شعار ان امت کی بخشش ہوگی۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء) اور (اے پیارے حبیب ﷺ) یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے اگر آپ کے پاس حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور آپ ان کی سفارش کرتے (بارگاہ الٰہی میں) تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے حوالے سے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی طرف سے انبیاء

marfat.com

کرام پر نازل شدہ کتابوں کے وجود اور ان کی صحت پر ایمان لایا جائے۔

مشہور آسمانی کتابیں چار ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توارت شریف نازل ہوئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف نازل ہوئی۔

اور ہمارے پیارے کملی والے آقا محمد ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہوا۔

ان کتب کے علاوہ بعض آسمانی صحائف بھی بعض مرسلین و انبیاء پر نازل ہوئے۔

سابقہ کتب اپنے انبیاء کی طرح مخصوص زمانے اور خاص علاقے تک محدود تھیں۔ ان کتب میں تحریف بھی ہوئی مگر قرآن مجید سدا بہار کتاب ہدایت ہے۔ کسی زمانے اور وقت کے ساتھ خاص نہیں۔ روز حشر تک اس کے جلوے جلوہ ریز رہیں گے۔ قرآن مجید ہر طرح کی وسوسہ اندازی اور دخل شیطانی سے محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ رب العزت نے خود اٹھا رکھا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر) بے شک ہم ہی (سراپا نصیحت) قرآن مجید کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب سماویہ کے مجموعہ کا نام بائبل رکھا۔ اسی کو عہد عتیق کہتے ہیں اور انجیل کے نسخوں کو عہد جدید کہتے ہیں۔ مسلمان عہد عتیق اور عہد جدید سے بے نیاز ہیں کیونکہ مسلمانوں کے پاس جو ضابطہ حیات قرآن مقدس کی شکل میں موجود ہے اس کی تعلیمات آفاقی ہیں۔ غیر محرف ہیں اور ہمیشہ کیلئے اس میں ہر طبقہ فکر کیلئے لازوال سرمایہ ہے۔ تمام قدیم و جدید علوم کا سرچشمہ قرآن مقدس ہے۔ اس کے باوجود اہل اسلام سابقہ کتب سماویہ پر اجمالی ایمان کا یقین رکھتے ہیں۔

ایمان بالکتب کی مختصر توضیح

اللہ کریم نے انسان کی رہبری کی خاطر نبوت و رسالت کا زریں سلسلہ جاری فرمایا۔ انبیائے کرام کے دامن میں انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے جتنا بھی سرمایہ تھا وہ سب خالق

marfat.com

ارض وسماء کا عطا فرمودہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کائنات میں وہی لوگ فوز و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں جو زبان نبوت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام کی تعلیمات ابلیسی دسیسہ کاریوں سے یکسر مبرا اور پاک ہیں اور بنی نوع انسان انبیائے کرام کی روشن و تاباں تعلیمات کے محتاج ہیں۔

ایمان باللہ کے بنیادی تقاضوں میں سے یہ ایک اہم تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کیلئے ان نفوس قدسیہ پر جو صحائف اور کتب نازل فرمائی ہیں ان پر تہہ دل سے ایمان رکھا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ پاکیزہ سرمایہ اللہ کی طرف سے سراسر انعام ہے۔

اگر کسی بڑے سے بڑے مدعی عقل و دانش کو نبوت کے پروگرام سے ذرہ بھر بھی اختلاف ہو تو یقین کا آئینہ غبار آلود ہونے سے ایمان کا چہرہ دھندلا پڑ جائے گا اور اس کے دونوں جہانوں کی بربادی کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ انبیاء کرام کی طرف جو بھی اللہ تعالیٰ کے پیغامات آئے خواہ وہ صحائف کی صورت میں نازل ہوئے یا کتب کی شکل میں اتارے گئے ان کی تعداد کا علم ضروری نہیں۔ فقط ان کتب اور صحائف پر ایمان رکھنا ضروری ہے جس طرح انبیاء کرام کی تعداد کا یقینی علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

ہمارے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا علم احادیث صحیحہ کے ذریعے معلوم ہے۔ سابقہ آسمانی کتابوں کا وجود اگرچہ منزل من اللہ صورت میں اب دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں مگر پھر بھی ان کو برحق ماننا ہمارے لیے لازم ہے کیونکہ ان کی تصدیق قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ سابقہ کتب عبرانی اور سریانی وغیرہ زبانوں میں نازل ہوئی تھیں۔ اب وہ کتابیں تو کیا وہ زبانیں بھی اس شکل میں صفحۂ ہستی پر موجود نہیں۔ جن ممالک میں یہ زبانیں کسی دور میں بولی جاتی تھیں اب ان ممالک مثلاً مصر و شام وغیرہ میں عربی بولی جاتی ہے۔

ان سابقہ کتب کے تراجم بھی اہل کتاب و اہل کلیسا کی دست و برد سے پاک نہیں۔ ان میں بھی من مانی تحریف کرتے رہتے ہیں۔ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جو اقوام

marfat.com

اب تک ایک دوسرے کے دینی و آسمانی سرمائے کی دشمن ہیں۔ انبیائے کرام کی قاتل ہیں وہ جب غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف متحد ہوتی ہیں تو اپنے سارے اختلافات بھلا کر متحد ہو جاتی ہیں اور اتحادی افواج کے نام پر متحد ہو کر جدھر رخ کرتی ہیں تاخت و تاراج کرتی جاتی ہیں اور جو قوم اقوام عالم پر سروری کیلئے پیدا کی گئی ہے جس کی کتاب ہدایت تنسیخ و تحریف انسانی سے بالاتر ہے وہ قوم آج اپنے صحیفۂ حیات کی تعلیمات سے بے گانہ ہو کر ہر ملک میں پٹ رہی ہے۔ ہر جگہ اس کی عزت و عصمت کو لوٹا جا رہا ہے یہ قوم ایک ارب سے بھی زائد ہونے کے باوجود اہل کلیسا سے مار کھا رہی ہے۔ اس کا سبب یہ نہیں کہ دیگر اقوام اپنی منسوخ کتابوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اس لیے وہ ترقی کر رہی ہیں بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اس قوم مسلم نے آسمانی ضابطہ حیات سے انداز حیات نہیں سیکھا۔ اس لیے قرآن مقدس کی طرف پشت کر کے زندگی کی راہوں پر چلنے والی قوم ہر میدان میں مار کھا رہی ہے۔ کبھی وہ وقت تھا جب اس کوڈ آف لائف کو سینوں سے لگانے والوں نے اپنی لازوال کتاب قرآن مقدس کی ایک ایک آیت کو اپنے لیے سرمایۂ زیست تصور کیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا تو قدرت نے ان کے پرچم شرق و غرب پر لہرا دیئے۔ شہر اور آبادیاں تو کیا صحراؤں' جنگلوں اور دریاؤں پر ان کی حکمرانی تھی۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اقبالؒ

ایمان بالملائکہ

ملائکہ سے مراد وہ نوری مخلوق ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سرے سے مادہ ہی نہیں ہوتا۔ ان میں تذکیر و تانیث کا تصور نہیں۔ عام انسانوں کی نگاہیں انہیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ دیگر مخلوق کی طرح ان میں سلسلہ تناسل نہیں چلتا۔ امر الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ باذن اللہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔

marfat.com

فرشتوں کی حقیقت

ملائکہ کا واحد مَلَک ہے۔ اس کا ماخذ اشتقاق اَلْوُکَۃُ ہے جس کا معنی ہے ''پیغام رسانی'' کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے مقبول بندوں تک پہنچانے پر مامور ہیں۔ اس لیے ان کا نام ملائکہ ہے۔ ملائکہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس میں اتنے اقوال ہیں کہ ان کا احاطہ یہاں آسان نہیں۔ علمائے اسلام کے نزدیک ان کی حقیقت یہ ہے اِنَّهَا اَجْسَامٌ لَطِيْفَةٌ قَادِرَةٌ عَلَى التَّشَكُّلِ بِاَشْكَالٍ مُخْتَلِفَةٍ یہ وہ لطیف اور نورانی جسم ہیں جو مختلف شکلیں بدل سکتے ہیں۔ لَا يَرَاهُمْ مَاهُمْ عَلَيْهِ اِلَّا اَرْبَابُ النُّفُوْسِ الْقُدْسِيَّهِ اور ان کو ان کی اصلی شکل میں صرف اولیاء کاملین ہی دیکھ سکتے ہیں اور ہونا بھی یوں ہی چاہیے۔ کیونکہ مختلف اشیاء کا شعور و ادراک ایک ہی قوت سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف قوتیں مختلف چیزوں کا شعور و ادراک کرتی ہیں۔

رنگت کا ادراک آنکھ سے اور حرارت کا چھونے سے ہوتا ہے۔ نابینا اگر سرخ وسفید کو نہ سمجھ سکے تو وہ معذور ہے لیکن اسے یہ حق نہیں کہ وہ سرخ وسفید کا انکار ہی کر دے۔ اسی طرح ملائکہ جن کا تعلق عالم ارواح سے ہے۔ اگر ہمارے ظاہری حواس انہیں نہ پاسکیں تو وہ معذور ہیں اور وہ آنکھ جو عالم روح کے اسرار ولطائف کو دیکھ سکتی ہے وہ تو اس وقت روشن ہوتی ہے جب ریاضت اور مجاہدات سے تزکیہ نفس ہو اور دل کا آئینہ چمکنے لگے۔

جو لوگ ساری عمر لذات وخواہشات کے درپے رہتے ہیں جنہوں نے تزکیہ نفس کی اہمیت کا کبھی احساس نہیں کیا وہ اگر اس نورانی اور لطیف مخلوق کو نہ دیکھ سکیں تو معذور ہیں۔ مگر انہیں کسی طرح یہ زیبا نہیں کہ وہ ان نفوس قدسیہ کے مشاہدات کا انکار کریں جن کی چشم دل بیدار بھی ہے اور بینا بھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ (سورۃ فاطر:1) تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اسی نے فرشتوں کو قاصد بنایا جن کے دو دو

تین تین چار چار پر ہیں (اپنی مخلوق کی) بناوٹ میں جو چیز چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے۔

ملائکہ کی تعداد سوائے رب العزت کے کوئی نہیں جانتا۔ زمانہ اسلام سے قبل عرب کے جہلاء کا ایک گروہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتا تھا۔ قرآن مجید نے بڑی سختی سے اس نظریہ کی مخالفت کی ہے۔

فرشتے ہر لمحہ بندگی میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ پل بھر کیلئے بھی اپنے خالق کی نافرمانی نہیں کرتے کیونکہ ان کے اندر سرکشی کا مادہ ہی نہیں رکھا گیا۔ فرمانبرداری ان کے رگ وپے میں سمائی ہوئی ہے۔ بندگی ان کا وطیرہ ہے۔ ان میں سلسلہ تناسل نہیں ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا آسمان میں ایک چپہ کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔ فرشتے دربار الٰہی کے دربان بھی ہیں اور امور کائنات پر مامور ملائکہ اپنی ڈیوٹی ہزاروں برس سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی خوراک ان کی بندگی کا مزہ ہے۔ وہ اہل ایمان کیلئے مصروف دعا بھی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے ان کی زبان تر رہتی ہے۔

الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ:5) تمام فرشتے جناب جرائیل علیہ السلام کی سرپرستی میں ہیں۔ جرائیل علیہ السلام ملائکہ کے سردار بھی ہیں اور رب العزت کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی ہیں۔ ان کا کام انبیاء کرام کی بارگاہ میں وحی الٰہی کا پہنچانا تھا۔ وہ امین ہیں۔ پیغام ربانی میں ذرہ برابر خیانت سے بھی ان کا دامن پاک ہے۔

حضرت میکائیل علیہ السلام بھی عظیم ملائکہ میں شامل ہیں۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (سورۃ بقرہ) جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور (خاص کر) جرائیل (فرشتے) اور میکائیل (فرشتے) کا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

یہ میکائیل فرشتہ بندوں کے رزق پر مامور ہے۔ بارش کے برسانے کا نظام ان کے زیر فرمان ہے۔ زمین پر بارش کا کردار کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پانی کے ذریعے سے زراعت ممکن ہے۔ زرعی اجناس کا انحصار پانی پر ہے اور یہ سارا نظام میکائیل کے دست

marfat.com

تصرف میں دیا گیا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو جان قبض کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔ ان کے زیر کمان فرشتوں کا ایک گروہ ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (الانعام:93)

حضرت اسرافیل علیہ السلام

یہ روز محشر صور پھونکیں گے جس سے ساری مخلوق فنا ہو جائے گی۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کی خدمات تو معلوم ہیں مگر ان کے نام مشہور نہیں۔ بلکہ معلوم بھی نہیں۔

کراماً کاتبین

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار)

دو معزز محرر ہر بندے کے ساتھ ہر وقت قلم تیار کر کے اس کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں۔ ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ ایک فرشتہ ہمیشہ بندے کے نیک اعمال تحریر کرتا ہے۔ دوسرا برے اعمال لکھتا رہتا ہے۔ یہ اپنی تحریر میں کمی بیشی نہیں کرتے۔ ان کے علاوہ کچھ بندے کے محافظ بن کر اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (الرعد:11) انسان کے آگے اور پیچھے باری باری سے (مؤکل) لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

محافظ فرشتے

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (الرعد:11)

آٹھ فرشتے

کچھ وہ فرشتے ہیں جن کی قسمت ان کے عظیم کارنامے سے عظمتوں کی حامل ہے۔ آٹھ فرشتے قیامت کے روز عرش معلیٰ کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ (الحاقۃ)

انیس فرشتے

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ (المدثر) اس (دوزخ) پر انیس فرشتے متعین ہیں۔ بعض

marfat.com

فرشتوں کی تعداد اور ان کی خدمات کا تذکرہ قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا مگر ان کے ناموں کا ذکر نہیں۔ اس لیے جن لوگوں نے فرشتوں کے وجود کا انکار کیا ہے اور مختلف دور از کار تاویلیں کی ہیں۔ ان کا انکار بھی علمی نہیں اور ان کی تاویلیں بھی کسی ستائش کی مستحق نہیں۔ (ضیاء القرآن ج۔1 'ص45)

فرشتوں کے فرائض منصبی

بعض فرشتے وہ ہیں جو جب سے پیدا کیے گئے ہیں جس عبادت میں مصروف ہیں اسی میں قیامت تک محو رہیں گے۔ (سبحان اللہ کیا ذوق بندگی ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سلیقہ عبادت نصیب فرمائے۔ آمین) یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۝ (الانبیاء) وہ رات اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔ ان فرشتوں کو علیین اور ملائکہ مقربین کہا جاتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کے تکوینی نظام کی تدبیر کرتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی سرمو مخالفت یا نافرمانی نہیں کرتے۔

قرآن مجید میں ہے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (التحریم) وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ ان فرشتوں کو مدبرات امرا کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض فرشتے آسمانوں کے تکوینی نظام کی تدبیر کرتے ہیں اور بعض زمینوں کے تکوینی نظام کی تدبیر کرتے ہیں۔

محمد رشید رضا لکھتے ہیں۔ سلف صالحین نے فرشتوں کے متعلق یہ کہا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود کی اور ان کے بعض کاموں کی خبر دی ہے۔ جس پر ہمیں ایمان لانا واجب ہے اور یہ ایمان لانا ان کی حقیقت کے جاننے پر موقوف نہیں ہے۔ اس لیے ہم ان کی حقیقت کا علم اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔

جب شریعت میں یہ وارد ہے کہ فرشتے سمندروں اور سبزہ زاروں پر مقدر ہیں تو ہم اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس کائنات میں اس عالم محسوس سے زیادہ لطیف اور عالم بھی ہے اور اس عالم میں فرشتے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور عقل کے نزدیک یہ جائز

marfat.com

ہے۔(المنار، ج1،ص254)

فرشتے جو محیر العقول کارنامے انجام دیتے ہیں اور ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں آسمان سے زمین پر پہنچ جاتے ہیں اور آسمانوں کی خبریں زمین تک پہنچاتے ہیں۔ سائنس کی ترقی اور کمپیوٹر کے اس دور میں اس کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے۔ جب خلائی سیاروں اور برقی لہروں کے ذریعے ایک براعظم سے دوسرے بعید براعظم تک ایک آن میں آواز اور تصویر پہنچ سکتی ہے اور چاند سے زمین تک ٹیلی فون سے گفتگو ہو سکتی ہے تو فرشتوں کے تصرفات اور نظام عالم میں ان کی تدبیروں کا واقع ہونا اب بعید از فہم نہیں رہا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کبھی فرشتے ایسے بدنوں میں ظاہر ہوتے ہیں جن کو ہر خاص و عام دیکھ لیتا ہے۔ درآں حالیکہ وہ اپنی اصلی صورت پر بھی قائم رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں آقائے کونین ﷺ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوتے تھے تو وہ اس وقت سدرۃ المنتہیٰ میں بھی موجود ہوتے تھے اور کامل ولی اللہ بھی اسی طرح بیک وقت کئی جگہ پہ موجود ہوتا ہے اور ہر چند کہ یہ چیز بظاہر عقل سے بعید ہے لیکن میرا اس پر ایمان ہے۔ (روح المعانی، ج1،ص219)

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ (النازعات)

"ان فرشتوں کی قسم جو نہایت سختی سے (کافروں کی جان) کھینچتے ہیں اور جو بہت نرمی سے (مومن کی جان کی گرہ) کھولتے ہیں اور جو (زمین وآسمان) میں سرعت سے تیرتے ہیں اور جو احکام الٰہیہ کی اطاعت میں پوری قوت سے آگے بڑھتے ہیں اور جو (امور تکوینیہ اور نظام عالم) کی تدبیر کرتے ہیں اللہ کے حکم سے"۔

قرآن مقدس میں ایک اور مقام پر فرشتوں کی ڈیوٹی کا تذکرہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حم السجدہ)

marfat.com

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف اور غم نہ کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔

(سورۃ الذاریات:4) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام تقسیم کرنے والے ہیں''۔

اور الزخرف میں ہے:

وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾

''اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں''۔

اور کراماً کاتبین کا ذکر ہے۔

ترجمہ: اور بے شک ضرور تم پر نگہبان (مقرر) ہیں۔ معزز فرشتے لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ (تبیان القرآن، ج1 ص 51-250)

ملائکہ کی تعداد کا تعین کہیں نہیں ہے۔ ان کے وجود پر ایمان رکھنا مومن کیلئے لازم ہے۔ فرشتوں کے بارے میں لوگ شکوک وشبہات کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ ان کو جنات اور ملائکہ میں فرق نہیں نظر آتا۔ حقیقت یہ ہے ملائکہ نورانی مخلوق ہے۔ گناہ سے پاک ہے۔ ان میں نافرمانی کا مادہ ہی نہیں۔ ان کی تعداد سوائے رب العالمین کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ اپنی مرضی سے اپنی شکلیں بدل سکتے ہیں۔ ان میں سلسلہ توالد وتناسل نہیں۔ ان کی کارروائیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

یوم آخرت پر ایمان

ایمان باللہ اور عقیدۂ توحید پر ایمان کا اصل سرمایہ قیامت پر پورا پورا یقین ہے۔ اگر عقائد کے ارکان میں سے ایمان بالآخرت کو خارج تصور کریں تو پوری عمارت ایمان دھڑام سے گر جائے گی۔ قرآن مجید کی پہلی سورت یعنی سورۂ فاتحہ میں اجمالی طور پر یہی درس دیا گیا ہے کہ تمام تر عبادات ومعاملات اور عقائد کا لب لباب روز محشر پر ایمان ہے۔

marfat.com

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (سورۃ الفاتحہ) کا تصور دل ٗ دماغ اور روح پر جتنا چھایا رہے گا اتنا ہی بندے کے خلوص میں نکھار ٗ عمل میں تب وتاب اور تمام تر حرکات وسکنات میں محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی جھلک نمایاں نظر آئے گی۔ بندہ نیکی میں رغبت اور دلچسپی تبھی پیدا کر سکتا ہے۔ جب اس کے رگ وپے میں خداوند قدوس کی نگاہ خوردبین کے پہرے کا احساس جاگزیں رہے اور بندۂ مومن برائی سے تنفر اسی وقت ہوگا۔ جب اس کے قلب ونظر پہ ایک عظیم ذات کے ہر لحہ دیکھتے رہنے کا تصور اجاگر ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی حیات مستعار کا ہر لحہ تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہوتا ہے جولوگ جواب دہی کے تصور سے بے نیاز ہیں۔ ان کی زندگی درندگی بن جاتی ہے۔ درندے بھی ان کے وجود سے بلکہ ان کے سایہ سے پناہ مانگتے ہیں اور جن لوگوں کو اس زندگی کے خاتمہ کا یقین ہے اور برزخی زندگی پر کامل یقین ہے۔ موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر مکمل ایمان ہے۔ ان کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہوتا ہے۔ ان کے اعمال میں سے ایمان کی حلاوت اور خوشبو چھلکتی رہتی ہے۔

کتنی دنیا ہے جن کے ذہن حیات بعد الموت کے منکر ہیں۔ دور قدیم کے کفار اور دور جدید کے کفار کا ذہنی اور قلبی اندھیرا ایک جیسا ہے۔ ان کے اعتراضات ایک جیسے ہیں۔ منکرین قیامت کا خیال ہے کہ جو مردے صدیوں پہلے مٹی میں جا کر مٹی ہو جاتے ہیں۔ ان کے غبارات طوفانوں کے ذریعے سمندروں میں سے گزر کر ریگزار کائنات میں کھو جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو درندے کھا جاتے ہیں۔ کچھ لوگ آگ کی نذر ہو جاتے ہیں۔ روز حشر ان کے ذرات کیونکر از سر نو جمع کیے جاسکیں گے۔ انسانوں کا دوبارہ اسی وجود کے ساتھ اٹھنا عقل ودانش کے ترازو میں نہیں آتا۔

منکرین قیامت کے قول کو خالق کائنات نے قرآن مجید میں یوں ذکر کیا ہے۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (الصافات) کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ گئے تو کیا ہم (قیامت کے دن دوبارہ) اٹھا کر

marfat.com

کھڑے کیے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادوں کو (بھی) ؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چیلنج کرتے ہوئے عقل سلیم کیلئے بڑی خوبصورت بات ارشاد فرمائی۔ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ (سورۃ ق) کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے میں تھک گئے تھے کہ دوبارہ نہیں پیدا کرسکیں گے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ازسرنو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

خالق دو عالم نے ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (المومنون)

"اور ہم نے انسان کو مٹی کے (جوہر سے) بنایا پھر ہم نے اس کو حفاظت کی جگہ (یعنی عورت کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم ہی نے لوتھڑے کی بوٹی بنائی اور ہم ہی نے بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر آخر کار ہم ہی نے اس کو دوسری مخلوق (کی صورت) میں بنا کھڑا کیا تو (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر (لوگو!) اس کے بعد تم (سب) کو مرنا ہے۔ پھر قیامت کے دن تم سب کو اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا"۔

ایمان بالقدر

ایمانیات کے بنیادی تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ بندۂ مومن اچھی بری تقدیر پر دل و جان سے ایمان رکھے مگر تقدیر کا مسئلہ بہت مشکل مسئلہ ہے۔ یہ معمہ سمجھنے اور سمجھانے کا نہیں۔ حاصل اس کا یہی ہے کہ بندہ فقط اس پر پختہ یقین رکھے کہ یہ کوئی ایسی

marfat.com

شے ہے جو عقل سے ناپی تولی جانے والی نہیں ہے۔ جیسے کسی شاعر نے ذات باری تعالیٰ کے بارے میں کہا تھا۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا بس جان گیا تیری پہچان یہی ہے

حبیب کبریا ﷺ نے ہر مسئلہ کھول کر واضح فرمایا مگر مسئلہ تقدیر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی کرید میں مت جاؤ۔ کچھ لوگوں نے روح کے بارے میں سوال کیا تو رب العزت نے فرمایا قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (بنی اسرائیل:85) پیارے آپ فرما دیں روح میرے رب کے امر میں سے ہے۔ شائد سائلین نے روح کی حقیقت کو جان لیا ہو جس کیلئے آگے سے خاموش ہو گئے مگر روح کی حقیقت کو جاننا بھی روحانی لوگوں کا کام ہے۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر پر علمائے کرام نے بہت کچھ لکھا ہے مگر آخر کار تقدیر کو تقدیر مان کر بیٹھ گئے۔

کچھ تصورات جن سے قلب کو اطمینان نصیب ہو سکتا ہے ان کا تذکرہ ضروری ہے۔

تقدیر کا مادہ "قدر" ہے۔ اس کا معنی ہے اندازہ ٹھہرانا۔ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ (القمر) بے شک ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے قبل اپنے علم ازلی و ابدی سے ساری مخلوق کا اندازہ مقرر فرمایا۔ أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ (طٰہٰ) اس نے ہر شے کو (مخصوص) بناوٹ عطا فرمائی اور پھر اس کو (مقاصد) پورا کرنے کی راہ دکھادی۔

انسان نہ تو پتھر کی طرح مجبور محض ہے کہ جہاں پیدا کیا گیا وہیں پڑا رہا۔ نہ حس نہ حرکت اور نہ ہی انسان اللہ تعالیٰ کی طرح قادر مطلق ہے کہ ہر چیز اس کے قبضہ اختیار میں ہے۔ قرآن حمید میں ان دونوں تصورات کا بیان ہے۔ اگر پورے خلوص اور مکمل غور و خوض کے ساتھ ان مقامات کا مطالعہ کریں تو دل کو کافی تسلی نصیب ہو سکتی ہے۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ (القصص:56) اے حبیب ﷺ آپ کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے جس کو ہدایت دینا چاہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ انبیاء کرام کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ کے پیغمبر ہدایت

marfat.com

کا سیدھا راستہ ہی دکھانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ بات مکمل گئی کہ سیدھے راستہ کی روشنی عطا فرمانا بھی اللہ کی طرف سے عنایت ہے اور جادۂ مستقیم پہ گامزن رکھنا بھی اللہ کا کرم ہے۔ انبیاء کرام تو ہدایت کا سبب ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی بندوں کو نصیب ہوتے ہیں۔

رب العالمین نے بندوں کو پیدا فرما کر انہیں دو راستے دکھا دیئے۔ اب دونوں میں ایک کا انتخاب کرنا بندے کے بس میں دے دیا۔ انتخاب کا اختیار بندے کے ہاتھ میں ہے۔ ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستوں کا دکھا دینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ (البلد) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ (الدہر) بے شک ہم نے سیدھا راستہ اس کو دکھا دیا۔ چاہے تو اب (ایمان لاکر) شکر ادا کرے چاہے تو (کفر اختیار کرکے) اس کی نعمتوں کا ناشکرا بن جائے۔

ہدایت اور گمراہی، روشنی اور اندھیرے کے فرق کو واضح کرنے کے لیے قدرت نے مرسلین بھی مبعوث فرمائے اور بندے کے دل میں بھی ایسی قوت رکھی ہے کہ اگر بندہ اس قوت سے کام لے تو نور اور ظلمت کے درمیان فرق محسوس کرسکتا ہے۔ فرمایا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝ (الشمس) پھر اس کی پرہیزگاری اور بدکاری دونوں باتیں سجھا دیں۔ بندے کی آنکھیں، دل، کان اور دماغ اگر مسلسل انکار و ہٹ دھرمی سے بے کار نہ ہو گئے ہوں تو اسلام کی خوشبو اور کفر کا تعفن و بدبو والا ماحول بے غبار ہو جاتا ہے۔

انبیاء کرام کے معجزات، قدرت کے بے شمار دلائل انفسی و آفاقی نشانیاں اور اولیاء کرام کی کرامات، اسلام کی درخشاں تعلیمات کا نور آ گھیں سویرا اور کفر و شرک کا گھپ اندھیرا دیکھنے کے بعد بندہ اس موڑ پر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں اس کا رب اس کو پکار کر آواز دیتا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:29) پس جو چاہے وہ ایمان کی سعادت سے دونوں جہاں آباد کرے اور جو چاہے کفر کر کے دونوں جہاں برباد کرے۔

اپنی تخلیق پر کوئی انسان قادر نہیں مگر تخلیق کے بعد اپنے ارادے کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ بندہ چوری کرنے کا ارادہ کرے پھر ترک کر دے۔ دنیا کا قانون افعال پر گرفت کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے قوانین میں ارادہ پر بھی گرفت ممکن ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ معاف کر دے۔

marfat.com

اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ (البقرہ:284) اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے نفسوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پھر جسے چاہے معاف کر دے جسے چاہے عذاب دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسی دو کتابیں ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں۔ یارسول اللہ! البتہ اگر آپ ہمیں بتا دیں! آپ کے دائیں ہاتھ میں جو کتاب تھی آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے۔ اس میں اہل جنت کے اسماء ہیں اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبائل کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ پھر آخر میں (جمع کر کے) سب کا میزان (ٹوٹل) کر دیا گیا ہے۔ اس میں اب نہ کبھی اضافہ ہوگا اور نہ کبھی کمی ہوگی۔ پھر آپ کے بائیں ہاتھ میں جو کتاب تھی آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے۔ اس میں دوزخ والوں کے نام ہیں اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کے قبائل کے اسماء ہیں۔ پھر آخر میں (جمع کر کے) سب کا میزان کر دیا گیا۔ اس میں نہ کبھی کوئی اضافہ ہوگا نہ کبھی کمی ہوگی۔ آپ کے اصحاب نے کہا یارسول اللہ ﷺ جب سب کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے تو اب عمل کس چیز کیلئے کریں۔ آپ نے فرمایا تم ٹھیک ٹھیک عمل کرتے رہو کیونکہ جنت والے کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر کیا جائے گا۔ خواہ (وہ زندگی بھر) کوئی عمل کرتا رہے۔

دوزخ والے کا خاتمہ اہل دوزخ کے عمل پر کیا جائے گا خواہ وہ (زندگی بھر) کوئی عمل کرتا رہے۔ پھر آقائے کونین ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو جھاڑا اور ان کتابوں کو ایک طرف رکھا۔ پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک فریق جنت میں ہے اور ایک فریق دوزخ میں (سنن الترمذی' تبیان القرآن، ج8، ص740) ہو سکتا ہے کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلے لکھ ہی دیا ہے کہ فلاں شخص دوزخی ہے اور فلاں شخص جنتی ہے۔ دوزخی خواہ جتنے اچھے عمل کرے اور جنتی خواہ جتنے برے عمل کرے وہ جنت میں ہی جائے گا۔

marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ازل میں علم تھا کہ کون شخص خاتمہ کے وقت اہل جنت کے عمل کرے گا اور کون شخص خاتمہ کے وقت اہل دوزخ کے عمل کرے گا تو اس نے وہی کچھ لکھا ہے جو بندوں نے کرنا تھا۔ اس کو ازل میں علم تھا کہ کوئی شخص نبی ﷺ کی ہدایت سے ایمان لائے گا اور کون شخص آپ کی ہدایت کے باوجود ایمان نہیں لائے گا اور اسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کے الگ الگ نام کتابوں میں لکھ دیئے۔

(تبیان القرآن، ج8، ص741)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مسئلہ تقدیر کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

قضاء و قدر پر ایمان لانا بڑے اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اسی سے آدمی کو وہ یکساں تدبیر نظر آسکتی ہے جو تمام عالم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جس شخص کو اس تدبیر کا ٹھیک ٹھیک اعتقاد ہو گا وہ ان چیزوں پر نظر رکھے گا جو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ دنیا و مافیھا اور ان کا عکس اسے معلوم ہو گا۔ لوگوں کے اختیارات کو قضائے الٰہی کے مقابلہ میں ایسا سمجھے گا جیسے آئینہ میں صورت کا عکس ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر پیدا ہونے سے پہلے سب حوادث پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس عالم میں اسی طرح پیدا ہو کر ظاہر ہوتے ہیں کہ جیسے پہلے ہی پیدا ہو چکے ہیں۔

یہ خدا کا قانون ہے اور اس کا طریقہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو چیزیں وہاں موجود ہو چکی تھیں وہ محو ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد) خدا جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ مثلاً کبھی کسی بلا کی کچھ نہ کچھ پیدائش ہو جایا کرتی ہے۔ وہ مصیبت زدہ پر نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ دعا اس کو روک لیتی ہے اور موت کی پیدائش ہونے کو ہوتی ہے کہ کوئی نیکی اس کو روک لیتی ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ نازل ہونے والی شے بھی معمولی اسباب میں سے ایک ایسا ہی سبب ہے جیسے بقائے زندگی کیلئے کھانا اور پینا اور موت کیلئے زہر کھا لینا یا تلوار مار لینا۔

اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عالم ایسا ہے جس میں تمام قائم بالغیر چیزیں

marfat.com

مجسم ہوتی ہیں اور معانی اس میں منتقل ہوتے ہیں۔ قبل اس کے کہ کوئی چیز زمین میں پیدا ہو۔ جیسے رحم کا عرش میں معلق ہونا اور فتنے ایسے نازل ہوتے ہیں جیسے (بارش کے) قطروں کی بوچھاڑ اور نیل و فرات پہلے سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں پیدا کیے گئے تھے۔ پھر زمین پر ان کو اتار دیا ہے۔ ایسے ہی سورۂ انعام اور سورۂ حدید کا نازل کرنا۔ مجموعہ قرآن کا ورق قرآن پر اتارنا اور سید عالم ﷺ کا دیوار مسجد کے بیچ میں جنت اور دوزخ کا اس انداز سے دیکھنا کہ خوشہ انگور کو توڑنا چاہتے تو ممکن تھا اور دوزخ کی حرارت کو محسوس کر سکتے تھے۔

قرآن مجید میں جبر و قدر کی حقیقت بے شمار مقامات پر بیان فرمائی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (البقرۃ)
بے شک جنہوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے یکساں ہے خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تفسیر ضیاء القرآن میں اس کی شرح قابل مطالعہ ہے۔ آپ ان سطور کو پڑھیں انشاءاللہ تعالیٰ ذہن کھل جائے گا۔

دعوت حق قبول کرنے والے خوش نصیبوں کے ذکر کے بعد اب ان بدنصیبوں کا حال بیان ہوتا ہے جنہوں نے حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر بعض لوگ بلاوجہ جبر و قدر کی بحث چھیڑ دیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ان بے چاروں کا کیا قصور۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو وہ ایمان کیونکر لا سکتے ہیں۔ جب خدا نے خود ان کو ایمان لانے سے باز رکھا تو انہیں سزا کیوں دی جائے۔ کاش اتنی بڑی جرأت سے پہلے وہ جبر کی حقیقت پر ہی غور کر لیتے۔

جبر کیا ہے؟

انسان کی بے بسی کی وہ حالت جس میں وہ کسی ایک بات کے کرنے پر مجبور ہو اور اسے چھوڑ کر دوسری چیز اختیار کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر حضور کریم ﷺ تشریف نہ لاتے۔ واضح دلائل اور روشن معجزات سے حق کو نکھار کر نہ رکھ دیتے اور قرآن کی دل ہلا دینے والی آیتیں سنا سنا کر ہدایت اور گمراہی کی راہوں کو الگ الگ نہ فرما دیتے اور کوئی انسان ورثہ میں ملے

marfat.com

کفر و شرک میں سرگرداں رہتا تو جبر کی کوئی بات بھی تھی لیکن اب جبکہ کتاب الٰہی کی روشنی نے حق اور باطل کو بالکل ممتاز کر دیا اور حضور نبی اکرم ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اپنے معجزات اور اپنے دلائل سے غلط فہمی کا شائبہ تک باقی نہ چھوڑا۔

اس کے بعد بھی جو باطل کو چھوڑ کر ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا اور وہ گمراہی اور باطل سے چمٹا رہنے پر مجبور نہ تھا بلکہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اس نے حق کو قبول نہیں کیا اور باطل سے منہ نہیں موڑا۔ ایسے لوگوں کو مزید سمجھانا واقعی بے سود ہے کیونکہ سمجھایا تو اسے جاتا ہے جو سمجھتا نہ ہو اور وہ جو سمجھ چکا ہو اور پھر کفر پر بضد ہو وہ لاعلاج مریض ہے۔ وہ شفایاب نہیں ہوسکتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس مخصوص گروہ کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کیا ہے جو محض تعصب اور ہٹ دھرمی کے باعث دانستہ کفر کی راہ پر دوڑے چلے جارہے تھے۔ اس مذکورہ آیت سے اگلی آیت میں بھی مزید اسی مضمون کی وضاحت فرمائی گئی ہے جو انتہائی قابل توجہ ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ٘ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۠ (بقرہ) مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔

یہاں بھی بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تو غریب کیونکر ایمان لاتے۔

ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ انسان کے اعمال پر کوئی نتیجہ اور اثر مرتب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر انسان جسمانی صحت کے اصولوں کو لگاتار توڑتا رہے تو اس کا بلانوش معدہ جو ہر چیز ہضم کر لیا کرتا تھا کیا غذا ہضم کرنے سے معذور نہیں ہو جاتا؟ کیا اس کا جگر خون پیدا کرنا چھوڑ نہیں دیتا؟ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو روحانی صحت کے بھی چند اصول ہیں جن کی پابندی سے روحانی قوتیں نشوونما پاتی ہیں اور جن کی پیہم خلاف ورزیوں سے وہ قوتیں ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ دل سے حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔ آنکھیں دیکھتی تو ہیں لیکن عبرت حاصل نہیں کرتیں۔ کان سنتے تو ہیں لیکن نصیحت قبول نہیں کرتے۔

marfat.com

مسئلہ تقدیر

اسی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ ان کفار کی پیہم نافرمانیوں سے حق کو سمجھ لینے کے باوجود اس سے مسلسل انکار کرنے کی وجہ سے ان کے دل و دماغ اور دیدہ و گوش کی ساری قوتیں ناکارہ ہو کر رہ گئی ہیں تو ان کی یہ محرومیاں نتیجہ ہیں ان مسلسل نافرمانیوں کا اور طبعی اثر ہے ان کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہلے ہی انہیں ہوش و فہم سے محروم کر دیا گیا تھا تا کہ وہ حق کو سمجھ ہی نہ سکیں۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے متعدد موقعوں پر اس قدر واضح فرمایا ہے کہ غلط فہمی کی گنجائش تک باقی نہیں چھوڑی۔ مثلاً ایک جگہ پر ارشاد گرامی ہے۔ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (النساء:155) یعنی ان کے کفر و انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ یعنی پہلے سے ان کے دل مہر شدہ نہ تھے بلکہ ان کے کفر و انکار اور اس پر ان کے شدید اصرار کی پاداش میں انہیں اس نعمت سے محروم کر دیا گیا۔

قرآن مقدس میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (المطففین) یعنی جو کرتوت وہ کیا کرتے تھے ان کا میل ان کے دلوں پر جم گیا ہے اور ان کے دلوں کا روشن آئینہ اس قدر مکدر ہو گیا ہے کہ آفتاب ہدایت کی روشن کرنیں اس میں چمک پیدا نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین

مسئلہ: جبر و قدر کو رب قدوس نے کثیر مقامات پر کتاب مقدس کی آیات بینات میں واضح فرمایا کہ کوئی کم فہم اس نادانی میں گرفتار ہو کر اپنی حیات گراں قدر کے قیمتی لمحات کو یونہی ضائع نہ کرتا رہے کہ ہدایت کی روشنی میری قسمت میں نہیں۔ بدکاری، ڈاکہ زنی، حرام خوری میرا مقدر ہے۔ میں اس سے بچ نہیں سکتا بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ بندہ کسی کام کے کرنے پر مجبور محض نہیں۔ دونوں راستے اس کیلئے عیاں اور واضح کر دیئے گئے ہیں۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ (البلد) ہم نے دونوں راہیں اسی پر واکر دی ہیں۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ

marfat.com

تَقْوٰىهَا ۝ (الشمس) بعض نادان لوگ ہر خوبی کو اپنی عقل و دانش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور ہر مصیبت اور زوال کو تقدیر کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ جیسے حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عمل سے فارغ ہوا مسلمان بنا کے تقدیر کا بہانہ

اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت نمبر 138 میں فرمایا اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو راہ راست پر چلنے کیلئے مجبور کر دیتا لیکن حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے اختیار اور ارادہ سے حق کو قبول کرے یا اسے رد کرے۔ اسے مجبور محض بنا کر انسانیت کی مسند رفیع سے جمادات کی پستی میں پھینک نہ دیا جائے۔ (ضیاء القرآن ج۔1، ص 605) غالباً تقدیر کے بارے میں جو غلط نظریات اہل اسلام کے جاہل حضرات کے ہاں مروج و مشہور ہیں۔ یہ کفار و مشرکین عرب اور دیگر کافران عالم سے سن سنا کر حاصل کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید نے کفار کے نظریات کی وضاحت فرماتے ہوئے سورہ انعام کی ان آیات میں نقشہ کشی فرمائی ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (سورۂ انعام)

''یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے کہ'' اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ، دادا'' نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ایسی ہی باتیں بنا کر ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا۔ یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزا انہوں نے چکھ لیا۔ ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔ پھر کہو (تمہاری اس حجت کے مقابلہ میں) حقیقی حجت تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بے شک اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا''۔

marfat.com

تفہیم القرآن میں اس کی وضاحت اس طرح ہے یعنی وہ اپنے جرم اور اپنی غلط کاری کیلئے وہی پرانا عذر پیش کریں گے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ ہم شرک کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے انہیں حرام ٹھہرائیں۔ ورنہ اگر خدا نہ چاہتا کہ ہم ایسا کریں تو کیونکر ممکن تھا کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے۔ پس چونکہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس لیے درست کر رہے ہیں اور اس کا الزام اگر ہے تو ہم پر نہیں۔ اللہ پر ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ان کے عذر کا مکمل جواب دے رہے ہیں۔ اس جواب کو سمجھنے کیلئے اس کا تجزیہ کر کے دیکھنا چاہیے۔ پہلی بات یہ فرمائی کہ اپنی غلط کاری اور گمراہی کیلئے مشیت الٰہی کو معذرت کے طور پر پیش کرنا اور اسے بہانہ بنا کر درست رہنمائی کو قبول کرنے سے انکار کرنا مجرموں کا قدیم شیوہ رہا ہے اور اس کا انجام یہ ہوا ہے کہ آخر کار وہ تباہ ہوئے اور حق کے خلاف چلنے کا برا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا۔

پھر فرمایا یہ عذر جو تم پیش کر رہے ہو یہ دراصل علم حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض گمان اور تخمینہ ہے۔ تم نے محض مشیت کا لفظ کہیں سے سن لیا ہے اور اس پر قیاسات کی ایک عمارت کھڑی کر دی ہے۔ تم نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ انسان کے حق میں فی الواقع مشیت کیا ہے۔ تم مشیت سے یہ معنی سمجھ رہے ہو کہ چور اگر مشیت الٰہی کے تحت چوری کر رہا ہے تو وہ مجرم نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے یہ فعل خدا کی مشیت کے تحت کیا ہے۔

دراصل انسان کے حق میں خدا کی مشیت یہ ہے کہ وہ شکر اور کفر' ہدایت اور ضلالت' اطاعت اور معصیت میں سے جو راہ بھی اپنے لیے منتخب کرے گا خدا وہی راہ اس کیلئے کھول دے گا اور پھر غلط یا درست جو کام بھی انسان کرنا چاہے گا خدا اپنی عالمگیر مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے جس حد تک مناسب سمجھے گا اسے اس کام کا اذن اور اس کی توفیق بخش دے گا۔ لہٰذا اگر تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مشیت الٰہی کے تحت شرک اور تحریم طیبات کی توفیق پائی تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تم لوگ اپنے ان اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ نہیں ہو۔

marfat.com

اپنے غلط انتخاب راہ اور اپنے غلط ارادے اور سعی کے ذمہ دار تم خود ہی ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ خدا نے جس طرح فرشتوں کو پیدائشی راست رو بنایا ہے اسی طرح تمہیں بھی بنا دے۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ کی مشیت انسان کے حق میں یہ ہوتی تو وہ ضرور ایسا کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی مشیت نہیں ہے۔ لہٰذا جس گمراہی کو تم نے اپنے لیے خود پسند کیا ہے اللہ بھی تمہیں اسی پر پڑا رہنے دے گا۔ (تفہیم القرآن، ج1، ص96-595)

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ نوشتہ تقدیر مٹ نہیں سکتا۔ لکھا ہو کر رہتا ہے مگر علماء محققین نے تقدیر کی دو قسمیں لکھی ہیں جن کی تفصیل تفسیر مظہری سے پیش کرتے ہیں۔

(1) تقدیر معلق۔ (2) تقدیر مبرم

تقدیر معلق

اسے کہتے ہیں جس کے وقوع پذیر ہونے کو کسی دوسری چیز کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہو۔ اگر یہ شرط پائی گئی تو یہ چیز پائی جائے گی اور اگر یہ نہ پائی گئی تو وہ بھی نہ پائی جائے گی۔ کبھی اس تعلیق کا ذکر لوح محفوظ میں درج ہوتا ہے اور کبھی صرف علم الٰہی میں مگر لوح محفوظ میں اس کا ذکر نہیں ہوتا۔

تقدیر مبرم

وہ ہوتی ہے جس کے متعلق اٹل فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس میں ردوبدل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ وذالک القضاء لا یرد یہ وہ قضا ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور فخر موجودات ﷺ سے قرآنی آیت یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَہٗۤ اُمُّ الْکِتٰبِ ﴿۳۹﴾ (الرعد) کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **لاقرن عینک بتفسیرھا ولا قرن عین امتی بعدی بتفسیرھا، الصدقة علی وجھھا، وبرالوالدین، واصطناع المعروف یحول الشقا سعادة یزید فی العمر ویقی مصارع السوء** (روح المعانی)

یعنی اس آیت کی تفسیر سے (اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری آنکھ بھی ٹھنڈی کروں گا

marfat.com

اور اپنی امت کی آنکھ بھی ٹھنڈی کروں گا۔ (سنو) صدقہ کو درست مصرف پر خرچ کرنا۔ ماں باپ کے ساتھ مہربانی کرنا اور (ہر کسی کے ساتھ) بھلائی کرنا ایسے اعمال ہیں جو بدبختی کو نیک بختی سے بدل دیتے ہیں اور بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ **سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرہ ان یبسط لہ فی رزقہ وینسألَہُ فی اثرہ فلیصل رحمہ** میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق اس کیلئے کشادہ کیا جائے یا اس کی موت کو مؤخر کیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

علامہ ابن کثیر نے مسند احمد سے روایت نقل کی ہے۔

عن ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ، ولا یرد القدر الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر۔

حضرت ثوبان نے کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو اس کے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور تقدیر کو دعا بدل دیتی ہے اور نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور زار و قطار رو کر التجا کر رہے تھے۔ **اللھم ان کنت کتبتنی فی اھل السعادۃ فاثبتنی فیھا، وان کنت کتبت علی الشقاوۃ ما مسحنی، واثبت فی اھل السعادۃ والمغفرۃ، فانک تمحوما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب** (ابن کثیر)

اے اللہ اگر تو نے مجھے سعادت مندوں کے زمرہ میں لکھا ہے تو مجھے اسی زمرہ میں رہنے دے اور اگر تو نے مجھ پر شقاوت لکھی ہے تو اسے مجھ سے مٹا دے اور اہل سعادت و مغفرت کی فہرست میں میرا نام ثبت کر دے کہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثبت کرتا ہے جو چاہتا ہے ام الکتاب تیرے پاس ہے۔ (اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے کشف کا واقعہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مسئلہ تقدیر کی وضاحت ہوتی ہے)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ کشف سے دیکھا کہ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے استاد ملا طاہر لاہوریؒ کی پیشانی پر شقی

marfat.com

(بدبخت) لکھا ہوا ہے۔ آپ نے اس کا تذکرہ اپنے دونوں بچوں سے کیا۔ ان دونوں نے گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے استاد کی شقاوت کو سعادت سے بدل دے۔

حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ یہ قضاء (تقدیر) مبرم ہے۔ اس کو بدلا نہیں جا سکتا۔ بچوں نے پھر بھی دعا کیلئے اصرار کیا۔ آپ کو یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان القضاء المبرم ایضا یرد بدعوتی کہ قضائے مبرم بھی میری دعا سے بدل جاتی ہے۔ تو میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

اللّٰھم رحمتک واسعة وفضلک غیر مقتصر علی احد ارجوک واسئلک من فضلک العمیم، ان تجیب دعوتی فی محو کتاب الشقاء من ناصیة ملا طاھر (لاھوری) واثبات السعادة مقامه کما اجبت دعوة سید السند رضی الله عنه.

اے اللہ تیری رحمت بڑی وسیع ہے۔ تیرا فضل کسی ایک پر بند نہیں۔ میں امیدوار ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ اپنے فضل عمیم سے میری اس التجا کو قبول فرما۔ ملا طاہر کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر سعید کا لفظ ثبت فرما جس طرح تو نے حضرت غوث اعظم کی دعا قبول فرمائی تھی۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا دیا گیا ہے اور سعید کا لفظ لکھا گیا ہے۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قضائے مبرم سے یہاں وہ قضا مراد ہے جو لوح محفوظ میں کسی امر سے معلق نہ تھی بلکہ شکل مبرم تھی لیکن علم الٰہی میں وہ قضاء معلق تھی۔ رحمة الله علیه وعلیٰ امثاله وافاض علینا من برکاتھم وفیوضھم۔ (ضیاء القرآن، ج2، ص495)

marfat.com

کیا بندہ مختارکل ہے یا مجبور محض؟

اس کائنات ہست و بود اور جہانِ رنگ و بو میں ازلی وابدی اور کلی و ذاتی قدرتوں کا مالک رب ارض وسما ہے۔ مخلوق کا کوئی فرد نہ ذاتی طور پر مختار کل ہے اور نہ ہی مجبور محض ہے جس حد تک اس حکیم ودانا ذات نے چاہا اختیارات عطا فرما دیئے اور اپنی حکمت کاملہ کے تحت جتنا چاہا بے بس بنا دیا۔

حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا بندہ مختار کل ہے یا مجبور محض؟ آپ نے ایک عملی تمثیل سے اس کو جبر وقدر کا مسئلہ سمجھا دیا۔ فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑا ہو گیا تو فرمایا ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر دکھاؤ۔ اس نے ایک ٹانگ اوپر اٹھالی تو آپ نے فرمایا دوسری ٹانگ بھی اٹھالو تو اس کی ہنسی نکل گئی۔ کیونکہ اس تمثیل سے مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ کہنے لگا بیک وقت دونوں ٹانگیں اٹھا کر کھڑے ہونا ممکن نہیں۔ فرمایا ایک ٹانگ اٹھا کر کھڑے ہونا بندے کے اختیار میں ہے اور دوسری ٹانگ کو بیک وقت نہ اٹھا سکنا یہ بندے کی بے بسی ہے۔

المختصر: انسان بعض امور میں صاحب اختیار بنایا گیا ہے اور بعض معاملات میں بے بس ہے جن معاملات میں بے بس ہے ان پر خداوند قدوس گرفت نہیں فرماتا۔ سزا و جزا انہیں امور پر ہو گی جن میں بندہ اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں آزاد ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 253 کا مضمون قابل توجہ ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

"اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) وہ لوگ ان (رسولوں) کے پیچھے آئے بعد اس کے کہ آ گئیں ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکن انہوں نے اختلاف کیا ان میں سے کوئی ایمان پر (ثابت) رہا اور ان میں سے کوئی کافر ہو گیا اور اگر چاہتا

marfat.com

اللہ تعالیٰ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے"۔

صاحب ضیاء القرآن نے فرمایا:

اگر انسان اس آیت میں کما حقہ تامل نہ کرے تو وہ آسانی سے اس غلط فہمی کا شکار ہوسکتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے۔ اس کے اپنے بس میں کچھ نہیں۔ ایک غیر مرئی قوت (اسے تقدیر کہہ لیں) کے ہاتھ میں انسان ایک کھلونا ہے۔ اس کا کوئی اچھا یا برا فعل اس کی ہر شائستہ اور ناشائستہ حرکت اس کے اپنے ارادے سے سرزد نہیں ہوتی بلکہ اس سے جبراً کرائی جاتی ہے لیکن اگر آپ ذرا غور و فکر کی زحمت گوارا کریں گے تو آیت کے الفاظ ہی آپ کی اس غلط فہمی کو دور کر دیں گے۔

اخْتَلَفُوْا (وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ (ان میں سے بعض نے ایمان قبول کیا) وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ (اور ان میں سے بعض نے کفر اختیار کیا) یہ تینوں فعل بغیر فاعل کے ارادہ و اختیار کے صادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان سب کا تعلق ظاہری اعضاء سے نہیں جن پر جبر کا قانون چل سکتا ہے بلکہ ان کا تعلق ذہن اور قلب سے ہے۔

اب مطلب آیت کا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فکر کی صلاحیت بخشی ہے اور عمل کی قوت عطا فرمائی ہے۔ پھر انبیاء کرام کے ذریعے اس پر ہدایت کا راستہ روشن اور واضح کر دیا لیکن اسے صرف سیدھے راستے پر چلنے کیلئے مجبور نہیں کیا بلکہ اسے اتنا اختیار دیا کہ وہ ہدایت کی راہ پر چل نکلے یا گمراہی کی راہ پر۔

بعض لوگوں نے عقل و فکر سے کام لیتے ہوئے اپنی مرضی سے راہ راست اختیار کی اور بعض نے نفسانی خواہشات و شہوات اور دنیاوی خواہشات پر اپنی خوشی سے اپنی روحانی ترقی کو قربان کر دیا۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان کو جو اختیار دیا گیا ہے اس سے وہ قدرت خداوندی سے باہر نہیں نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت اتنی زبردست اور ہمہ گیر ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس طرح اس نے انسان کو عمل کرنے کی آزادی دی ہے۔ وہ اس آزادی کو سلب کر کے اسے صرف راہ راست پر چلنے کیلئے مجبور کر

marfat.com

سکتا ہے اور اس طرح اختلاف کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے لیکن مصلحت عامہ اور حکمت بالغہ کا تقاضا یہی ہے کہ حق و باطل کی یہ آویزش جاری رہے۔ ہر شخص اپنی مرضی سے حق و باطل میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔ (ضیاء القرآن، ج1، ص176)

تقدیر کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اس پر ایمان لانا ناگزیر ہے اور اتنا پیچیدہ ہے کہ اس کی تفصیلات میں پڑنے سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ قرآن مقدس نے کئی بار اس کو موضوع سخن بنایا ہے مگر ہر بار آیت کا اختتام وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۝ جیسے الفاظ پر کیا ہے تاکہ بندہ خوب جان لے کہ اصل اختیارات کلی کا مالک اللہ رب العزت ہے۔

اختتام بحث

مسئلہ تقدیر میں الجھنے سے سید عالم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس بحث کو تفسیر مظہری کی روشنی میں مذکورہ آیت کے تحت مطالعہ کرتے ہوئے ختم کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنے نور کو ظاہر فرمایا۔ جس نے اس نور کو حاصل کیا وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے حاصل نہ کیا وہ گمراہ ہوا۔ اس لیے میں کہتا ہوں قلم اللہ تعالیٰ کے حکم پر خشک ہو گیا۔ (ترمذی و احمد)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۝ (بقرہ) اس آیت پر اعتراض کرنا درست نہیں کیونکہ اس کے کاموں کی حکمت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام بغوی نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت مولا علی مشکل کشا سے عرض کیا کہ تقدیر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گہرا سمندر ہے تو اس میں داخل نہ ہو۔ پھر اس نے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ ایک تاریک راستہ ہے تو اس کو طے نہ کر۔ اس نے پھر پوچھا تو فرمایا یہ ایک سربستہ راز ہے تو اس کو نہ کھول یعنی یہ عقل سے معلوم ہونے والی چیز نہیں اور یہ اسی طرح ہلاکت کا موجب ہے جیسے تاریک راستہ یا گہرا سمندر۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آقا کو

marfat.com

فرماتے سنا کہ جس نے تقدیر کے بارے میں بحث کی (یعنی جھگڑا کیا) قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور جس نے جھگڑا اور بحث وغیرہ نہ کی اس سے نہ پوچھا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر زمینوں اور آسمانوں میں بسنے والوں کو عذاب دے تو اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں اور وہ ظالم نہیں۔ اگر وہ ان پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان کیلئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر تو احد پہاڑ کے برابر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سونا خرچ کرے تو تجھ سے اس وقت تک قبول نہ کیا جائے گا جب تک تو تقدیر پر ایمان نہ لائے گا اور یہ یقین نہ کرے گا کہ جو تجھے ملا ہے وہ تیرے ہاتھ سے نکلنے والا نہ تھا۔ یعنی وہ ضرور تجھے مل کر رہنا تھا اور جو نہیں ملا وہ ملنے والا نہ تھا۔

اگر اس کے علاوہ تجھ کو کسی اور حالت پر موت آ جائے تو تو جہنم رسید ہوگا۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی سرکار دوعالم ﷺ سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں۔ (رواہ احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ) تفسیر مظہری سورۂ بقرہ آیت نمبر 253، ج 1، ص 6، پ 3)

marfat.com

صفات باری تعالیٰ

توحید پر ایمان کا تقاضا ہے کہ حقیقت ایمان بندۂ مومن کے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں یوں اتر جائے جیسے پھول میں خوشبو اور آنکھ میں نور ہوتا ہے کہ وہ ذات ابدی' دائمی' سرمدی ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ دست فنا و زوال نہ اس کی ذات کو چھو سکتا ہے اور نہ صفات کو۔ کیونکہ وہ ذات گرامی حادث نہیں قدیم ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔

اس عالم آب و خاک اور جہان رنگ و بو کی ہر چیز اسی کے دست قدرت کی شاہکار ہے۔ عالم علوی اور سفلی کی تمام تر حقیقتوں سے ذاتی طور پر آشنا ہے۔ لامکاں سے لے کر عالم امکاں تک ہر لحہ اسی کا ارادہ' اس کی قدرت اور اسی کا علم جلوہ گر ہے۔ وہ تمام تر شئون جہاں کا تنہا مالک و خود مختار ہے۔ اس کے امور و معاملات میں آفرینش کا کوئی بڑے سے بڑا شاہکار ذاتی طور پر اور مستقل طور پر دم نہیں مار سکتا۔

اسی نے انسان اشرف المخلوقات کو بنا کر ان میں سے اپنی برگزیدہ اور پسندیدہ ہستیوں کو نبوت و رسالت کا تاج زرنگار عطا فرمایا۔ اس کی تمام صفات کمال جو اس کے صفاتی اسماء سے عیاں ہیں وہ اس کی ذات میں ہمیشہ سے موجود ہیں۔ اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ نہ ان صفات میں کوئی شرکت کا تصور کر سکتا ہے۔ اس ذات عالی جناب کے سارے نام اعلیٰ' عمدہ اور پاکیزہ ہیں۔ ان کا تذکرہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسمائے صفات میں سے ہر اسم گرامی اللہ تعالیٰ میں موجود کسی وصف پر دلالت کرتا ہے مثلاً رب العزت علیم و خبیر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے بارے میں تمام معلومات پر ذاتی طور پر حاوی ہے۔ وہ سمیع ہے یعنی زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں سے جو بھی اسے پکارتا ہے وہ سب کی سنتا ہے مگر وہ مخلوق کی طرح قوت حاسہ سامعہ کا محتاج نہیں۔ ہم محتاج ہیں آوازوں کے' بولنے والا آواز کے ذریعے سے فضا میں تموج پیدا کرتا ہے تو لہریں اور موجیں کان کے پردے سے ٹکراتی ہیں اور ہمارے درست کان ہمیں پکار کا مفہوم سمجھا دیتے ہیں مگر ذات باری تعالیٰ کو ہم اپنے نظام

marfat.com

اَسْمَاءُ اللّٰهِ الْحُسْنٰى

اللہ تعالیٰ کے اچھے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اَلرَّحْمٰنُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلرَّحِيْمُ جَلَّ جَلَالُهٗ
وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں	بہت ہی مہربان	ہمیشہ رحم فرمانے والا

اَلْمَلِكُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْقُدُّوْسُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلسَّلَامُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْمُؤْمِنُ جَلَّ جَلَالُهٗ
بادشاہِ حقیقی	ہر عیب سے پاک	سلامت رکھنے والا	امن دینے والا
اَلْمُهَيْمِنُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْعَزِيْزُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْمُتَكَبِّرُ جَلَّ جَلَالُهٗ
نگہبان	سب سے غالب	ٹوٹے دِلوں کو جوڑنے والا	متکبر
اَلْخَالِقُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْبَارِئُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْمُصَوِّرُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْغَفَّارُ جَلَّ جَلَالُهٗ
پیدا کرنے والا	پیدا کرنے والا	تصویر بنانے والا	بخشنے والا
اَلْقَهَّارُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْوَهَّابُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلرَّزَّاقُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْفَتَّاحُ جَلَّ جَلَالُهٗ
سب سے طاقتور	بے حساب دینے والا	رزق دینے والا	کھولنے والا
اَلْعَلِيْمُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْقَابِضُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْبَاسِطُ جَلَّ جَلَالُهٗ	اَلْخَافِضُ جَلَّ جَلَالُهٗ
سب کچھ جاننے والا	بند کرنے والا	کشادہ کرنے والا	پست کرنے والا

marfat.com

اَلرَّافِعُ جل جلالہٗ	اَلْمُعِزُّ جل جلالہٗ	اَلْمُذِلُّ جل جلالہٗ	اَلسَّمِیْعُ جل جلالہٗ
بلند کرنے والا	عزت دینے والا	ذلیل کرنے والا	خوب سننے والا
اَلْبَصِیْرُ جل جلالہٗ	اَلْحَکَمُ جل جلالہٗ	اَلْعَدْلُ جل جلالہٗ	اَللَّطِیْفُ جل جلالہٗ
خوب دیکھنے والا	فیصلہ کرنے والا	عدل کرنے والا	بڑا مہربان
اَلْخَبِیْرُ جل جلالہٗ	اَلْحَلِیْمُ جل جلالہٗ	اَلْعَظِیْمُ جل جلالہٗ	اَلْغَفُوْرُ جل جلالہٗ
ہر چیز سے خبردار	بُرد بار	بہت بڑا	بہت بخشنے والا
اَلشَّکُوْرُ جل جلالہٗ	اَلْعَلِیُّ جل جلالہٗ	اَلْکَبِیْرُ جل جلالہٗ	اَلْحَفِیْظُ جل جلالہٗ
بڑا قدردان	بلند مرتبہ	سب سے بڑا	سب کا محافظ
اَلْمُقِیْتُ جل جلالہٗ	اَلْحَسِیْبُ جل جلالہٗ	اَلْجَلِیْلُ جل جلالہٗ	اَلْکَرِیْمُ جل جلالہٗ
قوّت دینے والا	کفایت کرنے والا	بزرگ	کرم کرنے والا
اَلرَّقِیْبُ جل جلالہٗ	اَلْمُجِیْبُ جل جلالہٗ	اَلْوَاسِعُ جل جلالہٗ	اَلْحَکِیْمُ جل جلالہٗ
نگاہ رکھنے والا	قبول کرنے والا	وُسعت دینے والا	بہت دانا
اَلْوَدُوْدُ جل جلالہٗ	اَلْمَجِیْدُ جل جلالہٗ	اَلْبَاعِثُ جل جلالہٗ	اَلشَّہِیْدُ جل جلالہٗ
محبت کرنے والا	بزرگ	بھیجنے والا رسولوں کا	ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا
اَلْحَقُّ جل جلالہٗ	اَلْوَکِیْلُ جل جلالہٗ	اَلْقَوِیُّ جل جلالہٗ	اَلْمَتِیْنُ جل جلالہٗ
حق	کارساز	توانا	مضبوط

marfat.com

اَلْوَلِیُّ جل جلالہٗ	اَلْحَمِیْدُ جل جلالہٗ	اَلْمُحْصِیُ جل جلالہٗ	اَلْمُبْدِئُ جل جلالہٗ
دوست	جس کی حمد کی گئی	گننے والا	آغاز کرنے والا
اَلْمُعِیْدُ جل جلالہٗ	اَلْمُحْیِ جل جلالہٗ	اَلْمُمِیْتُ جل جلالہٗ	اَلْحَیُّ جل جلالہٗ
دوبارہ لوٹانے والا	زندہ کرنے والا	مارنے والا	زندہ
اَلْقَیُّوْمُ جل جلالہٗ	اَلْوَاجِدُ جل جلالہٗ	اَلْمَاجِدُ جل جلالہٗ	اَلْوَاحِدُ جل جلالہٗ
دوسروں کو زندہ رکھنے والا	پانے والا	بزرگی والا	اکیلا
اَلْاَحَدُ جل جلالہٗ	اَلصَّمَدُ جل جلالہٗ	اَلْقَادِرُ جل جلالہٗ	اَلْمُقْتَدِرُ جل جلالہٗ
یکتا	بے نیاز	قدرت والا	قوت والا
اَلْمُقَدِّمُ جل جلالہٗ	اَلْمُؤَخِّرُ جل جلالہٗ	اَلْاَوَّلُ جل جلالہٗ	اَلْاٰخِرُ جل جلالہٗ
آگے کرنے والا	پیچھے کرنے والا	سب سے پہلے	سب سے پیچھے
اَلظَّاهِرُ جل جلالہٗ	اَلْبَاطِنُ جل جلالہٗ	اَلْوَالِیُ جل جلالہٗ	اَلْمُتَعَالِیُ جل جلالہٗ
آشکارا	پوشیدہ	مالک	سب سے بلند
اَلْبَرُّ جل جلالہٗ	اَلتَّوَّابُ جل جلالہٗ	اَلْمُنْتَقِمُ جل جلالہٗ	اَلْعَفُوُّ جل جلالہٗ
احسان کرنے والا	توبہ قبول کرنے والا	بدلہ لینے والا	معاف فرمانے والا
اَلرَّءُوْفُ جل جلالہٗ	مَالِكُ الْمُلْكِ جل جلالہٗ	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جل جلالہٗ	
بہت مہربان	سارے ملکوں کا مالک	بزرگی اور انعام والا	

marfat.com

اَلْمُقْسِطُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْجَامِعُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْغَنِیُّ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْمُغْنِیْ جَلَّ جَلَالُہٗ

انصاف کرنے والا جمع کرنے والا غنی غنی کرنے والا

اَلْمُعْطِیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْمَانِعُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلضَّارُّ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلنَّافِعُ جَلَّ جَلَالُہٗ

عطا فرمانے والا باز رکھنے والا ضرر پہنچانے والا نفع دینے والا

اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْھَادِیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْبَدِیْعُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْبَاقِیْ جَلَّ جَلَالُہٗ

روشنی والا راہ دکھانے والا نیا پیدا کرنے والا ہمیشہ رہنے والا

اَلْوَارِثُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلرَّشِیْدُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلصَّبُوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ

مالک سب کی رہنمائی کرنے والا بڑا تحمل کرنے والا

اَلَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ جَلَّ جَلَالُہٗ اَلْبَصِیْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ

وہ ذات جس کی مثل کوئی چیز نہیں وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے

غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ نِعْمَ الْمَوْلٰی جَلَّ جَلَالُہٗ

تیری بخشش کے طلبگار ہیں اے ہمارے ربّ اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے تو بہترین دوست ہے

وَنِعْمَ النَّصِیْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ سَمِیْعٌ جَلَّ جَلَالُہٗ بَصِیْرٌ جَلَّ جَلَالُہٗ عَلِیْمٌ جَلَّ جَلَالُہٗ

اور بہترین مددگار ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا سب کچھ جاننے والا

قَدِیْرٌ جَلَّ جَلَالُہٗ مُرِیْدٌ جَلَّ جَلَالُہٗ مُتَکَلِّمٌ جَلَّ جَلَالُہٗ

ہر چیز پر قدرت والا ارادہ فرمانے والا کلام کرنے والا

marfat.com

جلوۂ ذات کی جستجو

اللہ تعالیٰ کو جاننے کیلئے زمانہ ازل سے محو کوشش ہے۔ کوئی اس کو عقل کی کسوٹی سے پرکھنا چاہتا ہے۔ کوئی عشق کے رنگ میں ڈوب کر اس کا سراغ پانا چاہتا ہے۔ عقل اگر عقل سلیم کا لباس پہن کر رب کی ہستی کو تلاش کرے تو کوئی دیر نہیں لگتی۔ کائنات کی رنگینیاں ذرے سے لے کر کہسار تک قطرے سے لے کر سمندر تک ہر چیز اپنے ہونے میں کسی خالق و موجد و باری کی محتاج ہے۔ ہر چیز گواہی دے رہی ہے کہ کوئی غالب کارزبردست ذات موجود ہے جس کی صفات کا عکس اس کی ذات کے جلوؤں کو آشکار کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کا تذکرہ قرآن وحدیث میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ ہر نام کسی صفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ اسمائے گرامی 99 ہیں۔ یہ ایسے جامع ہیں کہ مزید بنانے کی ضرورت نہیں۔ ان کے اندر اتنی وسعت ہے کہ ہر نام پاک معانی کا ایک بحر زخار ہے اور بے مثل ایسا ہے کہ مخلوق کے ساتھ بظاہر اشتراک نظر آتا ہے مگر اشتراک کی نسبت ذرے اور صحرا جتنی بھی نہیں۔ اللہ رب العزت سمیع اور بصیر ہے۔ بندہ بھی سمیع و بصیر ہے مگر فرق زمین و آسمان سے بھی بڑھ کر ہے۔

بندے کی نظر روشنی کی محتاج ہے۔ ایک خاص حد تک محدود ہے جب تک حیات ہے تو بصارت قائم ہے۔ موت آئی تو نظام درہم برہم ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ ازل سے سمیع و بصیر ہے۔ محتاج نہیں، غیر متناہی اور لامحدود، غیر حادث حی و قیوم بندہ تو اپنی غذا کو ترستا پیدا ہوا۔ شکم مادر میں رب قدیر کا محتاج۔ اسی کے سہارے اس عالم سے گزر کر عالم ناسوت میں اترا۔ قدرت نے زمین کے شکم میں خزانہ رکھ دیا۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ ۚ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ (الحجر) ''اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم نہیں اتارتے اسے مگر ایک معلوم اندازے کے مطابق''۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی نہیں بھولتا۔ بندہ عقل سے سوچے کہ جب وہ پانی کی ایک بوند تھا پھر کس طرح قطرۂ آب خون کا لباس پہن کر گوشت کا ایک خوبصورت ٹکڑا بنایا گیا

marfat.com

جس کے اندر نرگسی آنکھیں، احمریں لب، یاقوتی دانت، مرمریں رخسار، زلفیں مثل شب تار اور سینے میں ہر لحہ دھڑ کنے والا دل سجایا گیا۔ دماغ اور دل جن کی گہرائیوں اور پنہائیوں کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو

وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ مہانے ہو

وجود کا انگ انگ اپنی اپنی خوراک پا رہا ہے۔ کون وجود کے اندر اتر کر ہر عضو کو اس کی مطلوبہ نشو ونما اور پرورش کا سامان بہم پہنچا رہا ہے۔ اندر کی دنیا کا سفر ہی عقل سلیم کیلئے وجود باری تعالیٰ کی نشانیوں کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اس سے آگے تو قدم قدم پہ رنگ ونور کے جلوے بکھرے پڑے ہیں۔

بندہ آغوش مادر میں آ کر آنکھ کھولتا ہے تو ہر طرف قدرت کی رنگینیوں کا نظارہ کرتا ہے۔ اسے بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے مگر وہ کون ذات ہے جس نے ماں کی چھاتیوں پر پاکیزہ دودھ کے دو چشمے جاری کر رکھے ہیں۔ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ (النحل) ''خالص دودھ جو خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لیے''۔ جس کریم ذات نے بندے کی ناتوانی اور ضعف کے دور میں اسے یار و مددگار نہ چھوڑا۔ وہی ذات از ابتدا تا انتہا ہر لحہ ساری مخلوق کی دست گیری کرتی ہے مگر ناشکرا انسان رب کی کرم گستریوں کے دستر خوان سے ہر گھڑی سیراب ہونے کے باوجود اس کے وجود کا ہی منکر بنا بیٹھا ہے۔

اس کے باوجود وہ رب ارض وسما آسمان سے محبت کی برکھا برساتا ہے اور زمین کے سینے سے اپنے لطف و کرم کی خیرات نچھاور کرتا رہتا ہے۔ کاش انسان کھلی آنکھوں سے دیکھنے کا عادی ہو جائے۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ (عبس)

marfat.com

''پھر ذرا غور سے انسان دیکھے اپنی غذا کو۔ بے شک ہم نے زور سے پانی برسایا۔
پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو۔ پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں۔
اور زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے باغات۔ اور (طرح طرح) کے پھل اور گھاس۔
سامان زیست تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے''۔

(ضیاء القرآن، جلد 5، صفحہ 496)

خالق کائنات نے غذا کیلئے سب کچھ مہیا فرما دیا مگر اس کے باوجود کھانے کے ایک لقمہ پر کتنی انرجی کی ضرورت ہے۔ کتنے لوگ اور کتنی مشینری درکار ہے۔ گندم کا ایک لقمہ تیار ہو کر حلق تک پہنچ بھی گیا مگر کون ذات ہے جو لقمے سے خون پیدا کر کے وجود کے انگ انگ اور رگ رگ اور نس نس میں پہنچا کر بال، ناخن، ہڈی اور پٹھے کو پال رہا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میرا ارادہ میری سوچ کے مطابق پروان چڑھ سکتا ہے۔ اللہ مالک الملک اپنے ارادے میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ چاہتا ہے تو بہترین غذا اور دوا کو صحت اور شفا کا سبب بنا دیتا ہے۔ اگر چاہتا ہے تو اسی رزق کو بیماری کا باعث بنا دیتا ہے۔

بندے کی بنیادی ضروریات جتنی اہم ہیں اتنی ہی وافر مقدار میں پیدا کی گئی ہیں۔ انسان تو ایک سانس کی قدر و منزلت کا اندازہ لگانے میں کامیاب ہو جائے تو توحید کی ساری بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔

بیان میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرا دماغ ہی بت خانہ ہو تو کیا کہیے

آکسیجن کے بغیر زندگی محال تھی۔ قدرت نے ہوا کا انتظام اتنی وافر مقدار میں کر دیا کہ کھلے میدانوں اور صحراؤں سے لے کر گھنے جنگلوں بلکہ پہاڑوں کی تاریک اور گہری غاروں میں بھی زندہ رہنا ممکن بنا دیا۔ اسی طرح پانی کے بغیر جانداروں کی زندگی کا تصور ممکن نہ تھا۔ اس کریم ذات نے آسمانوں سے پانی برسانے کا اہتمام فرمایا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے برف پگھل کر دریاؤں کو بھرتی رہتی ہے۔ چار دانگ عالم میں کہسار کا سلسلہ جہاں بے شمار

marfat.com

قدرتی وسائل اور معدنی دولتوں کا امین ہے وہاں پہاڑوں کے دامن میں قدرتی پانی کے میٹھے چشمے دعوت فکر ونظر بھی دے رہے ہیں اور خلق خدا کی ضرورتوں کو پورا بھی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ زمین کی بے پناہ وسعتیں اپنے سینے کے اندر پانی کے ذخائر لیے بیٹھی ہیں جہاں بھی کوئی اپنا یا بیگانہ زمین کے اندر سے پانی نکالنا چاہے قدرت اسے مالا مال کرتی ہے۔

گرمی اور سردی کیلئے قدرت نے اپنی مہربانی سے موسموں کو ترتیب دیا ہے۔ اگر ایک سا موسم رہتا تو زندگی اجیرن ہو جاتی۔ موسموں کا تغیر وتبدل زندگی کے نشیب وفراز کیلئے انتہائی لازمی تھا۔ کیونکہ موسم نہ بدلیں تو سردیوں کے پھل اور کھیت محض سردی میں اور گرمیوں کی اجناس محض گرمیوں کے رحم وکرم پر ہی نہ چھوڑے بلکہ ان میں مناسب فاصلہ بھی رکھا اور اتصال بھی رکھا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی تبدیلی بھی وجود باری تعالیٰ پر دال ہے ورنہ کوئی اس کا ہمسر ہوتا تو اپنی مرضی سے موسموں کو اپنے تابع کر لیتا اور مخلوق کا رزق گڑبڑ ہو جاتا جبکہ رب کریم نے ساری خلقت کا ہر قسم کا رزق ظاہری، باطنی، روحانی، جسمانی، ذہنی، قلبی تمام انواع کا رزق اپنے دست قدرت میں رکھ کر اعلان فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) اور جتنے جاندار زمین پر رواں دواں ہیں ان کا رزق اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے۔

یہ مہربانی محض اس کی رحمت ہے۔ کوئی طاقت اسے مجبور نہیں کر سکتی۔ اس کا فرمان گرامی ہے كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الانعام:12) اس نے از راہ خود لوگوں پر کرم نوازی کو اپنے ذمہ کرم پر لازم کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے حد و بے حساب نوازشات انسان کی ذات پر ہیں جن کا احاطہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم:34) اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ انسان کا وجود ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس پر مزید یہ کرم کہ اس کو دل و دماغ کی انوکھی صلاحیت عطا فرمائی جس نے اس کو باقی مخلوق سے اس کو ممتاز اور اشرف کر دیا۔ عقل کی قوت سے علم اور علم کی طاقت سے کائنات پر فرمانروائی محض انسان کو عطا کی گئی ہے۔

marfat.com

الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ (طٰہٰ) وہ (ذات) جس نے ہر شے کو یعنی ہر مخلوق کو اس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی پھر اس کو ان اغراض (خاص) کے پورا کرنے کی راہ دکھائی (جن کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے) چونکہ انسان محض اس کی بندگی اور پہچان کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی تخلیق اور دیگر مخلوق کے اغراض حیات میں بہت بڑا فرق ہے۔ باقی مخلوق ارادہ واختیار کی مالک نہیں۔ طوعاً وکرھاً وہ اپنے فرائض پورے کر رہی ہے مگر انسان کو ہدایت وگمراہی دونوں میں سے ایک کے اختیار کا مالک بنایا گیا ہے۔ اب جو شخص اپنے اختیار کا استعمال درست کر دکھائے گا اور ہدایت کا انتخاب کرے گا وہ سرفرازی سے ہمکنار کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے اس کیلئے یہ اعزاز ہے۔

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

اور (جتنی خلقت) ہم نے (پیدا کی ہے) ان میں بہتیروں پر ان کو فضیلت بخشی۔

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے اور خالق کے درمیان ایک بہت ہی گہری شناسائی کا تعلق ہے۔ خالق نے اپنے بندوں کی ہر حاجت اور ہر غرض کا ساماں پیدا کر رکھا ہے تاکہ میرا بندہ میرے فرائض کی بجا آوری کے راستہ سے میرا شکر ادا کرے اور میرے انعامات کا سزاوار ہوتا رہے یہ تبھی ممکن ہے جب بندہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔ پھر اس کے شعور کے تاج محل میں اس کی محبت وعرفان کی شمع فروزاں ہو جائے۔ یہ اپنے حقوق کی خیرات مانگنے در آقا پہ جبہ سائی کرتا رہے اور کریم آقا اپنے گدا کو دامن پھیلائے سر جھکائے محبت بھری صدا پہ صدا لگائے دیکھ کر اپنے بے تاب جلوؤں کی برسات کر دے مگر سوختہ جاں اس کی بارگاہ میں یوں عرض کناں رہتے ہیں۔ ؎

مانگے جو کوئی قطرہ تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے بس اپنی تمنا دے دے

marfat.com

شرک کی حقیقت اور اس کا بطلان

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝٦٥ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝٦٦ (زمر)

''اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا کیا دھرا اکارت جائے گا اور تو ہار میں رہے گا بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو''۔

درحقیقت شرک کا موضوع گویا توحید کا تتمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید کا موضوع اس وقت مکمل ہوتا ہے جب شرک کی حقیقت بیان کی جائے اور اس کا بطلان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کے بعد شرک کے بارے میں بھی آپ اپنے اذھان کے تمام شکوک وشبہات دور کر لیں۔ کیونکہ شرک ایک ایسا سم قاتل ہے اور زہر ہلاہل ہے کہ جس کا ایک قطرہ بھی انسان کے تمام اعمال صالحہ کو نیست و نابود کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس کی ایک چنگاری بھی خرمن اعمال کو جلا کر خاکستر کر سکتی ہے۔

چونکہ اس موضوع سے ہمارے دین و دنیا کی فلاح وابستہ ہے اس لیے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ کہیں ہمارا دامن اس غلاظت سے آلودہ تو نہیں۔ کہیں اس کی آگ ہمارے خرمن اعمال کو جلا تو نہیں رہی اور ہمیں اس کا شعور تک نہیں۔ جس عقیدے یعنی (عقیدہ توحید) پر اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔ آج جہالت اور عدم واقفیت کی بنا پر اسی عقیدہ کو انتشار وافتراق کا سبب بنایا جا چکا ہے اور ملت اسلامیہ دو ایسے متحارب گروہوں میں بٹ چکی ہے کہ اتحاد تو کیا ایک دوسرے کو سلام دینا بھی گوارا نہیں کرتے۔

وہ ملت جس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر مستحکم کیا اور اس طرح مستحکم

marfat.com

کیا کہ فتنہ وفساد کی مہیب آندھیاں بھی اس چراغ کو نہ بجھا سکیں۔ کفر والحاد کے زلزلے اس کی بنیادوں کو کھوکھلا نہ کر سکے۔ اس کے آگے دشمن کی ناپاک سازشیں اور فتنہ انگیز منصوبہ بندیاں راکھ کا ڈھیر ثابت ہوئیں۔ امت مسلمہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح باطل کا مقابلہ کرتی رہی اور اس کو شکست فاش دیتی رہی۔ وہی بنیاد آج فتنہ وفساد کا باعث بنادی گئی ہے۔ اس وجہ سے ایک دوسرے پر مشرک ہونے کا افتراء باندھا جا رہا ہے (جس کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے)۔ (خطبات ضیاء الامت صفحہ 52-51)

توحید کے تقاضے

رجاء

جب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ بندے نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کے عرفان کا فانوس اپنے من کی کٹیا میں فروزاں کر لیا تو اس کے نتیجہ کے طور پر ضروری ہے کہ اس ذات گرامی کی بارگاہ سے ہر لحہ یہ امید وابستہ رہے کہ میری خطاؤں پر قلم عفو پھیرنے والا بھی وہی کریم آقا ہے۔ میری دانستہ یا نادانستہ تمام ترلغزشوں کو وہی جانتا ہے۔ ذرہ ذرہ اس کے علم میں ہے۔ تمام حرکات وسکنات کا ریکارڈ اس کے پاس موجود ہے۔ وہی میرے پاپ مٹانے والا ہے وہی میری ناقص عبادتوں کو شرف قبول بخشنے والا ہے۔ اسی کی بارگاہ سے یہ صدائے دلنواز گوش ہوش تک پہنچ کر خطا کاروں کو تسلیاں دیتی ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (الزمر)

''اے پیارے حبیب ﷺ آپ فرمادیں اے میرے بندو! جنھوں نے (گناہ کر کے) اپنے اوپر ظلم کیے ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ جاؤ کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور وہ بے شک بڑا بخشنے والا ہے''۔

قرآن مجید میں بہت سی آیات اس مضمون کو واضح کرتی ہیں مثلاً (بنی اسرائیل:53)

وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ

marfat.com

الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝

تقویٰ وخشیت

کافر اپنے کفر کی نحوست کی وجہ سے عرفان الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ عرفان نصیب نہ ہو تو تقویٰ کی سعادت کبھی میسر نہیں آسکتی مگر بندۂ مومن گناہ کے باوجود خوف الٰہی کے جھٹکے محسوس کرتا ہے۔ کبھی نہ کبھی گناہ کی دلدل سے نکل کر طہارت وتقدس کی دنیا میں آباد ہو جاتا ہے۔ توحید پر ایمان ہونے کی وجہ سے اللہ رب العزت اپنے ایماندار بندوں کو اپنے تقویٰ کی سعادتوں سے بہرہ ور کرتا ہے۔ ایمان جتنا پختہ ہوتا جاتا ہے قرب کی منزلیں اتنی نزدیک آتی جاتی ہیں۔ اس کی ناراضگی کا خوف اور رضا کی امید بڑھتی جاتی ہے۔ جتنا قرب زیادہ اتنا ہی تقویٰ زیادہ۔ جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی انعام زیادہ۔ خشیت وتقویٰ اس کیفیت کا نام ہے جو بندے کے دل میں بارگاہ الٰہی سے بطور انعام نازل ہوتی ہے اور بندہ ہر قسم کے گناہ کے تصور سے بھی لرز اٹھتا ہے۔

قرآن مجید میں بے شمار آیات الٰہی ایسی ہیں جو تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

اطاعت الٰہی وخوف خدا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (آل عمران)

"اے (پیارے محبوب ﷺ لوگوں سے) فرمادیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو بے شک اللہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا"۔

ایمان باللہ کا دعویٰ اسی وقت معتبر ہو سکتا ہے جب اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کیلئے کمربستہ ہوں ورنہ دعویٰ بغیر دلیل بے کار ہے۔ اطاعت بالجبر تو کوئی شے نہیں اصل تو اطاعت بالمحبۃ ہے جس کے نور سے قلب ونظر کی وادیاں جگمگا اٹھتی ہیں۔ یہی مدعا اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

خوف خدا

خوف خدا کائنات کی عظیم سعادت ہے جس دل میں خوف الٰہی کا بسیرا ہے۔ اس دل

marfat.com

سے بہتر کوئی دل نہیں۔ دل قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ اس میں اگر اس کی یاد نہیں تو یہ ویرانہ ہے۔ اس سے تو پتھر اچھا ہے جو اس کے خوف سے لرزتا ہے، کانپتا ہے تو اس سے آب شیریں کے چشمے لہراتے ہیں۔

دراصل خوف خدا ایک خوبصورت وابستگی کا نام ہے۔ ایک نہایت ہی حسین ربط کا نام ہے جو بندے اور اس کے خالق کے درمیان پیدا ہوتا ہے۔ خوف الٰہی کا ایک خاص اعجاز ہے جس کے من کی کٹیا میں خوف خدا کا فانوس فروزاں ہو جاتا ہے وہ کائنات کے دیگر تمام خوفوں سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ (یونس) کا مژدہ جانفزا آویزہ گوش کیا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا اس بندہ نواز مالک کی طرف سے ہوتی ہے اور عروج و کمال بھی۔ یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ اپنے پالن ہار کی معرفت حاصل کرے اور دل کے نہاں گوشوں میں اس کے خوف کی کیفیات بھر کر لذتوں سے ہمکنار ہو۔

یہ نعمت کسی ناشکرے انسان کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ خوف خدا کی نعمت بے پایاں ان کو نصیب ہوتی ہے جن کے مزاج میں عاجزی، فروتنی اور انکساری ہوتی ہے۔ یہ شمع ان کے قلب و نظر کے صحراؤں میں فروزاں کی جاتی ہے جن کے دل ستھرے طبیعت میں ریشم جیسی ملائمت اور پانی جیسی رقت، پھول کی پتیوں جیسی نزاکت ہوتی ہے۔

وہ لوگ جن کے دلوں کی دنیا میں خوف خدا حکمرانی کرتا ہے ان کے دن خلق خدا کی خدمت، بھلائی اور بہتری کے امور میں صرف ہوتے ہیں اور ان کی راتیں جلوۂ یار کی دید کی خاطر چھم چھم آنسو برساتے اور گریہ وزاری کرتے بیت جاتی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان) کے مصداق لوگ اپنے رب کی بارگاہ سے وہ سرمدی انعام پاتے ہیں زمانہ جس کو نگاہ شوق اور رشک سے دیکھتا رہ جاتا ہے۔ دنیا ان کے تصرف میں آ جاتی ہے۔ کائنات کے سارے حسن ان کو سلام کرتے ہیں۔

خوف خدا کا زبانی دعویٰ معتبر نہیں بلکہ جس دل میں یہ چنگاری بھڑک اٹھتی ہے اس کے رگ و پے میں ان جانی اور پر کیف لذتوں کے پیمانے سرایت کر جاتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے

marfat.com

رب کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے اللہ کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے دل تکبر و غرور سے یکسر پاک ہو جاتے ہیں۔ اس دنیا میں ان کو اولیاء اللہ کا لقب ملتا ہے۔ وہ مخدوم ہونے کے باوجود دوسروں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے آستانوں سے زمانہ سیراب ہوتا ہے۔ وہ کسی کو دکھ نہیں دیتے بلکہ دوسروں کے دکھ درد اٹھا کر زمانے کو سکھ چین دیتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ جب گلوئے ناز پہ خنجر آبدار کا وار چلتا ہے تو تار نفس کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے مگر توکل کا کرشمہ تھا قدرت نے اعلان کر دیا۔ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ (الصافات) توکل کی بنا پر آج تک راہ وفا کے مسافروں کیلئے ان کی ذات چراغ نور ہے۔ اسی طرح حضرت ام موسیٰ علیہا السلام نے کس کے بھروسہ پر اپنے نور نظر لخت جگر کو لکڑی کے صندوق میں بند کر کے سمندر کی خونخوار لہروں کے حوالے کر دیا جس کے سہارے ام موسیٰ علیہا السلام نے ماتا کی جان کو دریا کے حوالے کیا تھا۔ اس کریم نے لاج رکھ لی اور اس نے بتا دیا کہ جو کوئی اس ذات کریم پر بھروسہ کر کے منزل کی طرف قدم اٹھاتا ہے اسے منزل مراد عطا کی جاتی ہے۔

نواسہ رسول سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ جس عزم کے ساتھ سوئے راہ کربل روانہ ہوئے تھے بظاہر وہ راستہ بڑا پر پیچ تھا۔ آزمائش بڑی دشوار گزار تھی مگر آپ کا یقین کامل، جذبہ صادق، توکل بے مثال تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ منزل خود بخود دست کر قدموں میں آ گئی۔ آپ کے نقوش پا آج بھی نجات اہل ایمان کیلئے جگمگا رہے ہیں۔

راہ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ سائے کم   لیکن اس پر چلنے والے خوش ہی رہے پچھتائے کم
راہ طلب میں تنہا نکلو یا پھر اس کے ساتھ چلو   جس کی ٹھوکر راہ نکالے راہ میں ٹھوکر کھائے کم

(رضا)

marfat.com

ایفائے عہد

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ (انعام)

''اور اہل (ایمان) جب بات کروتو انصاف سے بات کرو اگرچہ (فریق مقدمہ) قریبی رشتہ دار ہی ہو اور جو عہد اللہ سے کر چکے ہو پورا کرو انہیں باتوں کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو''۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ (الرعد)

''بھلا جو آدمی اس بات کو جانتا ہے کہ جو (قرآن اور دین) تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے برحق ہے (کیا یہ آدمی) اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو مطلق اندھا ہے (اور کچھ بھی نہیں جانتا) پس وہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں جو سمجھدار ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا کرتے ہیں''۔

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ (النحل)

''اور جب تم لوگ باہم عہد کرلوتو اللہ کی قسم کو پورا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو جبکہ اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے''۔

وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا (النحل:95)

''اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو''۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (احزاب:23)

marfat.com

''مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا''۔

انابت ورجوع

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ (ہود)

''(حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ضدی قوم سے) فرمایا اے میری قوم بھلا دیکھو تو سہی اگر میں اپنے پالنے والے کے روشن راستے پر ہوں اور مجھ کو اپنی جناب سے (اچھا حلال) رزق دیا ہے تو کیا (حلال کو چھوڑ کر تمہاری طرح حرام کھانے لگوں) اور میں بالکل نہیں چاہتا کہ جس سے تم کو روکتا ہوں خود اسی کو کرنے لگوں۔ (ہمت کے مطابق) میں تو اصلاح احوال چاہتا ہوں اور بس۔ (اس میں) میری کامیابی تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے ہی ہوسکتی ہے۔ میں بھروسہ بھی اسی پر کرتا ہوں اور رجوع بھی اسی کی طرف کرتا ہوں''۔

وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ (الزمر)

''اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ اس (گھڑی) سے پہلے کہ تم پر عذاب آ پڑے پھر تمہارا کوئی مددگار نہ ہو''۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ (رعد)

''تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے''۔ (کنز الایمان)

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ (ص:24)

''تو اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا''۔ (کنز الایمان)

marfat.com

توکل آیات کے آئینے میں

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ (رعد)

''اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔ تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے''۔ (کنزالایمان)

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ہود)

''اور اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کے غیب ہیں اور اسی کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں''۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (الطلاق)

''اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے''۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (انفال:2)

''ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں''۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ (فرقان:58)

''اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو''۔

marfat.com

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ (شعراء)

''اور اسی پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے''۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (ہود:88)

''میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔

توکل علی اللہ

خود سپردگی کو توکل کہتے ہیں یعنی اپنے معاملات اور اپنی ذات کا تصرف کسی کے حوالے کر دینا۔ بندہ اپنی مشکلات میں کسی ایسی ذات پر بھروسہ کرتا ہے جس کے بارے میں اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ ہستی میرے اعتماد پر پورا اترے گی اور میری امیدوں کا بھرم رکھ لے گی۔ اب یہ متوکل کی دانست اور فہم کا مسئلہ ہے کہ وہ کس کو اپنے بھروسہ اور اعتماد کا مرکز تصور کرتا ہے۔

کافر و مشرک بھی توکل پر عمل پیرا ہوتا ہے مگر چونکہ اس کی ذہنی اور فکری تربیت نہیں ہوتی اور اس کی معلومات کا مجموعہ درست نہیں اور اس کی رہبری قندیل نبوت و رسالت کی کرنوں سے محروم ہے اور اس کے کاشانہ قلب و نظر میں وحی الٰہی کی روپہلی شعاعوں کا گزر نہیں۔ اس لیے اس کا بھروسہ اور توکل درست نہیں۔ چونکہ اس کا بھروسہ دیوی' دیوتا اور طرح طرح کے بتوں پر ہوگا یا کسی پروہت پر بھروسہ کر کے اپنی متاع حیات برباد کر بیٹھے گا۔

کامل بھروسہ اس کا ہے۔ جس کے وجدان کی اتھاہ گہرائیوں میں یقین کی قوت سرایت کیے ہوئے ہے۔ اسے علم ہے کہ میرے توکل کا محور وہ ذات ہے جو اختیارات کی مالک ہے اور وہ میرے دیدہ و دل کی سربستہ تمناؤں اور امنگوں سے آگاہ ہے اور وہ ذات اتنی کریم و مشفق و مہربان بھی ہے کہ میرے توکل کے مطابق مجھے نواز دے گی۔

چودہ طبق کی اس پر رونق دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی ہے جس پر جتنا اعتماد کیا جائے اتنا کم ہے۔ وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے جو توکل کے درجات سے خوب واقف ہے۔ اس

marfat.com

پر بھروسہ کرنے والے کاملین کا ایک خوبصورت قافلہ ہے جس کے سالار محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس گروہ کا ہر فرد بے مثال ہے۔ چونکہ ان نفوس قدسیہ کا یقین کمال درجے کا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا توکل جلد رنگ لاتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کامل توکل کے سہارے ہر میدان وفا میں اتر کر بازی جیتی تھی۔ وہ آتش نمرود کے بھڑکتے شعلوں میں بے خوف کیوں اتر گئے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جان تو جان آفریں کی امانت ہے جب چاہے گا لے لے گا مگر آپ کے انداز حیات نے زمانے کو بتادیا کہ جو اس کا ہو جائے شعلہ ھائے نار نمرود اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اسی طرح سیدنا اسماعیل علیہ السلام کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ جب گلوئے ناز پہ خنجر آبدار کا وار چلتا ہے تو تار نفس کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود جان جان آفریں کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور مٹی کی چوٹیوں پر تاریخ توکل وخود سپردگی کا نیا باب رقم کر دیا اور قدرت کو اعلان کرنا پڑا وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (صافات) توکل علی اللہ کی بنا پر آج تک راہ وفا کے مسافروں کیلئے آپ کی ذات جلوۂ طور کی طرح جگمگا رہی ہے۔

حضرت ام موسیٰ علیہا السلام نے کس ذات کے بھروسے پر اپنے نور نظر لخت جگر کی ننھی سی جان کو لکڑی کے صندوق میں بند کر کے سمندر کی خونخوار لہروں کے حوالے کر دیا۔ وہ وہی ذات بندہ پرور ہے جو بندوں کے بھروسے کی لاج رکھتی ہے۔ اس نے ام موسیٰ علیہ السلام کے توکل کی لاج رکھ لی اور کائنات عالم کو بتادیا کہ جو کوئی اس پر بھروسہ کر کے منزل جاناں کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ منزل اٹھا کر اس کے قدموں میں رکھ دی جاتی ہے۔

نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام عالی مقام جس عزم کے ساتھ سوئے کربلا روانہ ہوئے تھے۔ بظاہر وہ راستہ بڑا پر پیچ تھا۔ آزمائش بڑی دشوار گزار تھی مگر آپ کا یقین کامل، بھروسہ مستحکم،

marfat.com

جذبہ صادق اور توکل بے مثال تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ طاغوت کی گردن ٹوٹ گئی۔ باطل کا غرور مٹ گیا۔ قدرت نے آپ کے نقوش پا کو خضر راہ شوق بنا دیا۔

راہ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ سائے کم لیکن اس پر چلنے والے خوش ہی رہے پچھتائے کم
راہ طلب میں تنہا نکلو یا پھر اس کے ساتھ چلو جس کی ٹھوکر راہ نکالے راہ میں ٹھوکر کھائے کم

رضاء الدین صدیقی (رضا)

استقامت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (حم السجدہ)

"(اے حبیب تم ان سے) کہہ دو میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود تو وہی ایک معبود ہے۔ پس سیدھے اسی کی طرف (منہ کیے) چلے جاؤ اور اس سے معافی مانگو اور شرک کرنے والوں پر تف ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت پر ایمان کے منکر ہیں"۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (شوریٰ)

"تو (اے پیارے نبی) تم تو لوگوں کو (دین) کی طرف بلاتے رہو اور (خود بھی) جیسا آپ سے فرمایا گیا ہے (اسی پر قائم) رہو اور ان کی خواہشات پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا۔ اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا کیا۔ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں۔ اللہ ہم سب کو جمع

marfat.com

کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے''۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ (الروم:30)

''تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر، اللہ کی ڈالی ہوئی بنا''۔

تسلیم و رضا

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (بقرہ)

''اور یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی بھی نہ جائے گا۔ یہ ان کی (محض) امیدیں ہیں۔ آپ فرمائیں اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو بلکہ اصلی بات تو یہ ہے کہ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہے تو اس کیلئے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران)

''کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے متلاشی ہیں حالانکہ جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں۔ چار و ناچار اسی کے حکم کی فرمانبردار ہیں اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے''۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (آل عمران:20)

''پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں اور جو کوئی میرے ساتھ ہے''۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ

marfat.com

''اور اس سے بہتر کس کا دین ہے جس نے اپنا منہ اللہ کیلئے جھکا دیا اور وہ نیکی والا ہے اور اتباع کی''۔ (النساء:125)

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

''اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکو کار تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی''۔ (لقمان:22)

وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا''۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ (المومن)

''تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں''۔

قرآن مجید نے اس تصور تسلیم و رضا کو مختلف انداز میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ تاریخ میں ان لوگوں کے نام صدیوں تک جگمگاتے رہیں گے جنہوں نے اپنا سب کچھ مالک کے حوالے کر دیا ہے''۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو بندہ اپنی ملکیت کو اپنے مالک کی ملکیت تصور کرتا ہے۔ رب کائنات اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ سوچ اور فکر کا ایک زاویہ ہے۔ جس کے تحت بندہ اپنے رب کی عطاؤں کو لوٹتا ہے اگر اس کے قطب نما کی سوئی ہمیشہ اپنے پروردگار کی رضا کی طرف لگی رہے تو مالک کونین اپنی توجہات کی کرنیں اس پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

جو لوگ اس باریک نکتہ کو سمجھ گئے وہ بامراد ہو گئے۔ وہ نہ فقط اپنی املاک کی ملکیت کا تصرف اپنے مولا و مالک کے سپرد کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے وجود اور موجود کے مرکز کو اس کی طرف لگا دیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے رب کی عطاؤں کا تماشا کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں بلکہ جہان آب و خاک کا قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ کھلی نگاہوں سے اس کی کامرانیوں کا نظارہ کرتا ہے۔

marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفاؤں کا وہ باب رقم کیا جس کی ہر سطر کتاب جاں سپاری کا عنوان ہے۔ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور نواسہ رسول ﷺ امام عالی مقام، امام حسین رضی اللہ عنہ نے تسلیم ورضا کے جو نقوش قرطاس ہستی پہ ثبت فرمائے ہیں وہ آج بھی اہل نظر کی رہبری کیلئے رشک صد آفتاب ہیں۔ انہیں نقوش وفا کی کرنوں کی جھلک نے غازی علم الدین شہید کو حیات جاوداں سے ہمکنار کیا اور پندرہویں صدی ہجری کے شہید گل گوں قبا جناب عامر شہید چیمہ آف (ساروکی وزیر آباد) نے جرمن میں گستاخ رسول پر خنجر سے حملہ کے نتیجہ میں خود کو شہادت کی عظمتوں سے ہمکنار کیا۔

عظمت پروردگار

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۠ (بنی اسرائیل)

''(اے حبیب) فرمایئے حمد اللہ کیلئے جس نے نہ کسی کو اپنا بیٹا بنایا اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے کہ وہ کمزور ہے اور اس کی خوب بڑائی بیان کرتے رہا کریں''۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ (مدثر)

''(اے پیارے) چادر اوڑھنے والے (محبوب) اٹھیے اور ڈرایئے اور اپنے رب کی تکبیر بیان کیجئے اور اپنے کپڑے خوب پاک رکھیے اور نجاست سے الگ رہیے اور لوگوں پر احسان نہ کیجئے۔ حصول کثرت کی غرض سے اور اپنے رب کیلئے صبر پر کاربند رہیے''۔

حمد وثنائے رب جلیل

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

''(اے حبیب ﷺ) فرمادیں کہ ہر طرح کی تعریف رب کریم کیلئے اور اللہ کے

marfat.com

برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں پر سلام ہو۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں"۔(النمل)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ (النمل)

"(اور اے نبی) فرمادیں کہ حمد اللہ کیلئے ہے اور عنقریب وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے گا اور اس وقت تم ان کو پہچان لو گے اور تمہارا رب تمہارے کرتوتوں سے غافل نہیں"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ

"حمد اللہ کیلئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی کو بنایا"۔(انعام:1)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿١﴾

"سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی"۔(کہف)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ (الزمر:74)

"اور وہ بولے الحمد للہ جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ہم سے"۔

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ (صافات)

"اور سلام ہو رسولوں پر اور حمد ہے عالمین کے پروردگار کیلئے"۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ (جاثیہ)

"اور حمد اللہ کیلئے (جو) آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے اور عالمین کا رب ہے"۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا (الاعراف:43)

"اور پکار اٹھے حمد اللہ کیلئے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی"۔

marfat.com

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (لقمان)

"آپ فرمایئے حمد اللہ کیلئے ہے مگر اکثر لوگ (اس حقیقت کو) جانتے نہیں"۔

تسبیح و تقدیس

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ (طٰہ)

"(اور اے پیارے) آپ صبر کریں ان کی باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور طلوع شمس سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح کیا کریں اور رات کے وقتوں میں اور دن کے کناروں پر (یعنی ظہر کے وقت) تسبیح کیا کریں تا کہ تم خوش ہو جاؤ"۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الروم)

"پس جب تم شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ کی تسبیح کرو اور آسمان اور زمین میں وہی اللہ ہے تعریف کے لائق اور (نیز) تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو اللہ کی تسبیح کرو"۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر)

"اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور اس سے (اپنی امت کیلئے) معافی مانگیں۔ بے شک وہ بڑا تواب ہے۔ یعنی توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ (ق)

"(اے حبیب) اور جیسی جیسی باتیں یہ منکر کہتے ہیں ان پر صبر کریں اور طلوع آفتاب سے قبل اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرو اور رات میں بھی اور نمازوں کے بعد بھی اس کی تسبیح کیا کرو"۔

marfat.com

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ وَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ (الاعلیٰ)

''اور اپنے رب کی تسبیح پڑھا کر جس کا نام بڑی شان والا ہے جس نے تمام مخلوقات کو بنایا اور پھر ٹھیک کیا اور جس نے (ہر چیز کی غرض وغایت کا) اندازہ مقرر کیا اور اس کو اسی راہ پر لگا دیا اور جس نے (سبز خوش نما) چارہ (زمین سے) نکالا پھر اس کو (آخر کار) کالا (بدنما) کوڑا کر دیا''۔

ذکر الٰہی

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ۠ (بقرہ)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو''۔

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (بقرہ)

''پھر جب تم اپنے حج کے ارکان مکمل کر چکو تو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کے تذکرے کرتے ہو۔ اس سے بھی زیادہ اپنے اللہ کے نغمے الاپا کرو۔ پھر لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعا مانگتے ہیں کہ اے رب ہمیں دنیا میں ہی دے دے۔ (ان کو دنیا میں مل جاتا ہے) مگر آخرت میں کچھ حصہ نہیں''۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور شب و روز کے ردو بدل میں اہل دانش و بینش کیلئے (قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور پہلو کے بل اور غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی آفرینش

marfat.com

میں (اور بے ساختہ پکارتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے اس کو بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا۔ تیری ذات پاک ہے تو ہمیں عذاب نار سے بچا"۔

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (اعراف)

"اور اپنے دل میں گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر اور بے آواز نکلے زبان سے صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے رہو اور اس کی یاد سے غافل نہ ہو جاؤ"۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

"اور (اے پیارے) کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کرتے رہیں اور نماز ادا کرتے رہیں۔ کوئی شک نہیں کہ نماز بے حیائی کے کاموں اور غیر شائستہ حرکتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے رہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے"۔ (العنکبوت)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝

"اے اہل ایمان اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و مساء اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا کرو"۔ (احزاب)

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (بقرہ:203)

"اور اللہ کو یاد کرتے رہو گنے ہوئے دنوں میں"۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (مزمل)

"اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور اس کی بارگاہ میں خلوت گزیں ہو جاؤ سب کچھ چھوڑ کر"۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ (الدہر)

"اور اپنے رب کا نام لیا کر صبح و شام"۔

marfat.com

وَّ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا (الشعراء:227)

''اور کثرت سے اپنے اللہ کا ذکر کیا اور بدلہ لیا''۔

نعمتوں کو یاد رکھنا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران)

''اور سب مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسی کو پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ جانا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر اس نے تمہیں آگ سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ''۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المائدہ)

''اے اہل ایمان! اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ یاد کرو جب ایک قوم نے تم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا تھا تو اللہ نے تم سے ان کے ہاتھ کو روک دیا تھا۔ اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ایمان والوں کو اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے''۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ (فاطر)

''اے لوگو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جو تم پر ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی پیدا کرنے والا ہے جو آسمانوں و زمین سے تم کو رزق دے تو اس کے سوا کوئی لائق

marfat.com

عبادت نہیں۔ پھر تم لوگ کدھر بہکے چلے جا رہے ہو"۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (الضحیٰ)

"اور پس اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔ (کنزالایمان)

شکر خدا یعنی تذکرہ سپاس

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (بقرہ)

"پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرتا رہوں گا اور میرا شکر کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو"۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ (بقرہ)

"اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں پاکیزہ رزق دیا ہے اسے (بے دھڑک) کھاؤ اور اگر تم اللہ ہی کی بندگی کا دم بھرتے ہو تو اس کا شکر (بھی) کرو"۔

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۷﴾

"اگر تم (اللہ کی) سپاس گزاری سے کام لو اور (اس پر) ایمان رکھو تو اللہ کو تمہیں عذاب دینے میں کیا پڑی ہے بلکہ اللہ (تو شکر گزاروں کا) قدردان اور (ان کے حال سے) واقف ہے"۔ (نساء)

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ (ابراہیم)

"(موسیٰ علیہ السلام نے بوقت وعظ اپنی قوم سے فرمایا) اور (وہ وقت بھی یاد ہے) جب تمہارے رب نے بتا دیا تھا کہ اگر (ہمارا) شکر کرو گے تو ہم تم کو اور زیادہ (نعمتیں) مرحمت فرمائیں گے اور اگر تم نے ناشکری کی تو تم کو (معلوم ہے) کہ ہماری پکڑ بڑی شدید پکڑ ہے"۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ (لقمان)

marfat.com

''اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی (اور فرمایا) کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے فائدے کیلئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور (ہر حال میں) حمد وثناء کا سزاوار ہے اور مستحق ہے''۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝

''اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے بچائے) تو کیا تم شکر کرو گے''۔ (انبیاء)

7- اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ (سبا)

''اے آل داؤد شکر کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی ہیں جو شکر کرنے والے ہیں''۔

تذکرۂ سپاس گزاری

اللہ تعالیٰ کی عطا کسی کا استحقاق نہیں ہوتا۔ اس کی نوازش تو اس کا کرم ہوتا ہے۔ کوئی اس کی بارگاہ میں اپنے استحقاق کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ تو اس بندہ پرور کی ادائے کریمانہ ہے کہ کسی کے ذرہ بھر عمل کی قدر کرتے ہوئے اسے پہاڑوں کے برابر جزا سے نواز دے اور اگر کسی کے پہاڑ برابر عمل کو غارت کر دے تو اس سے کوئی کیسے پوچھ سکتا ہے نہ کوئی اس کے خلاف اپیل کر سکتا ہے کیونکہ وہ مالک الملک ہے۔

اس کی عطاؤں کا سلسلہ کسی غرض اور سبب پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ وہ مہربان اور کریم ازل سے لے کر ابد تک ذرے ذرے کو پالتا رہے گا۔ کوئی اس کا سپاس گزار ہو تو اس کی شان ربوبیت میں ذرہ بھر اضافہ نہیں ہوگا۔ کوئی اس کی ناشکری کرتا رہے تو اس کی عظمتوں میں ذرہ بھر کمی پیدا نہیں ہو سکتی۔

دراصل کچھ دل شکر گزار ہوتے ہیں۔ معمولی سی جھلک کسی کے احسان کی ان کو نظر آئے تو بار احسان سے ان کے سر اہل احسان کے سامنے سرافگندہ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ تا دم واپسیں کسی نہ کسی صورت میں ان کے احسان و مروت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور حسن

marfat.com

رویہ سے ان کے کرم کا بدلہ احسان کی صورت میں چکاتے ہیں اور اس کے برعکس کچھ طبیعتیں ناشکری ہوتی ہیں۔ ہزاروں کرم فرمائیوں کے بدلے کبھی اپنی زبان سے ایک لفظ شکر بھی لوٹا کر دینا گوارا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ لوگ احساس بھی نہیں ہونے دیتے جس سے شکرگزاری کا جذبہ پھوٹتا ہو مگر اس کے باوجود بھی اہل کرم اپنی نوازشات کے سلسلے توڑتے نہیں۔

تاریخ اسلام میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ قدرت کی نگاہ میں وہ لوگ اچھے ہیں جو دوسروں پر احسان کرتے ہیں یا ان پر کوئی نیکی کرے تو وہ بہتر بدلہ دیتے ہیں۔ اللہ کریم خود ہمیشہ احسان ہی کرتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کو شکر گزار بندے اچھے لگتے ہیں۔

ہادی کونین ﷺ نے نسل انسانی کی رہبری کیلئے اپنی امت کو انہیں تعلیمات کے فانوسوں سے نوازا ہے اور فرمایا۔ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهِ جو لوگوں کا شکریہ ادا کرنے والا نہیں وہ اللہ کا بھی ناشکرا ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ اَلشُّكْرُ قَيْدٌ لِلْمَوْجُوْدِ وَصَيْدٌ لِلْمَعْدُوْمِ یعنی شکر گزاری کی عادت سے موجود نعمتیں دائمی ہو جاتی ہیں۔ شکر سے نعمتوں کی برسات چھم چھم برستی رہتی ہے اور شکر کے ذریعے معدوم نعمتوں کو شکار کیا جاسکتا ہے۔

درحقیقت شکر ایک خوبصورت جذبے کی تصویر ہے جو لوگ اس مصوری کے ماہر ہیں ان پر ہر موسم میں اللہ تعالیٰ کے انعام موسلا دھار برستے ہیں۔ شکر گزاری فنون لطیفہ میں سے کوئی فن نہیں کہ بندہ پہلے وہ فن سیکھے پھر اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے۔ بلکہ شکر ایک انتہائی خوبصورت اور لطیف ترین احساس کا نام ہے۔ یہ احساس فقط انسانوں میں ہی ودیعت نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ذی نفس اور ذی روح میں احساس شکر کا خانہ موجود ہوتا ہے۔

جانور تو اپنے مالک اور محسن کے شکریہ کا احساس کسی نہ کسی صورت میں ضرور دلاتے ہیں مگر بعض انسان اس محل کو مقفل کر دیتے ہیں اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے منعم کی مزید توجہ اور احسان نوازی کی کرم گستریوں سے محروم ہو جاتے ہیں ورنہ محسن حقیقی تو فقط جذبہ سپاس گزاری کی جھلک دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور بندے کی نسلیں سنوار دیتا ہے۔ اگر بندگی

marfat.com

اور بندہ پروری کے نظارے کی تمنا ہو تو انبیائے کرام اور صحابہ کرام و اولیائے کرام کی ذوات قدسیہ کی سیرتوں کا مطالعہ کریں۔

جناب سیدنا داؤد علیہ السلام نے جس درد بھرے انداز اور محبت بھرے لہجے میں اپنے مالک کریم سے پوچھا تھا کہ پیارے مولا میں تیرے سلسلہ ہائے لطف و کرم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کریم بندہ نوازی فرما اور مجھے اپنے شکر کا سلیقہ عطا فرما۔ ذرہ نواز آقا نے جب اپنے بندے کے دل کے صحراؤں میں جذبہ شکر کا طوفان امڈتا دیکھا تو فرمایا۔ اے سراپا جذبہ سپاس بندے ہماری بارگاہ ناز میں محض عمل کی کوئی وقعت نہیں۔ خواہ عمل کہساروں کے برابر ہو۔ ہم تو ذرۂ خلوص کی بلکہ فقط جذبہ خلوص کی وہ قدر کرتے ہیں کہ بندے کی سات پشتوں میں بھی ہمارے احسانات کی خوشبو مہکتی رہتی ہے۔

اولیائے کرام کی زندگیاں اس حقیقت کی مظہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو اور ان کی نسلوں کو بلکہ ان کے خدام کی نسلوں کو شکر گزاری کے بدلے سدا نوازتا رہتا ہے۔ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی شاہ بغداد والی جیلاں سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی اور خواجہ اجمیر کا جذبہ شکر و سپاس زندہ ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیا حضرت خواجہ خواجگان داتا علی ہجویری، حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی، حضرت شاہ سلیمان پیر پٹھان، حضرت خواجہ شمس العارفین، اعلیٰ حضرت بریلوی، حضرت نعیم الدین مراد آبادی، حضرت امیر السالکین پیر امیر شاہ صاحب آف بھیرہ شریف رحمہم اللہ اجمعین جیسی ہستیاں وہ ذوات قدسیہ ہیں جن کے سر ساری زندگی غلامیٔ مصطفیٰ کے شکرانے میں اپنے مولا کی بارگاہ میں جھکے رہے اور ان کی آنکھیں زندگی بھر اللہ کے شکر میں برستی رہیں تو اس کریم ذرہ نواز اور بندہ پرور کجپال خدا نے نہ فقط اپنے اولیا بلکہ ان کی نسلوں کے سروں پر اپنی ہر نعمت کا مینہ برسا رکھا ہے۔

اولیاء اللہ کے وارث جب تک اپنے رب کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے ان کی عزتوں کے چاند جگمگاتے رہیں گے اور جن خانوادوں نے اپنے بزرگوں کے طریقوں کو چھوڑ

marfat.com

کرنا شکری کی روش اختیار کی وہ مٹ جائیں گے۔ ان کی عزت ذلت میں بدل جائے گی۔ کیونکہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ) کا اعلان آج بھی گونج رہا ہے۔ مگر جو لوگ ان یاروں اور شکر گزاروں کے لگتے کچھ نہ تھے فقط ان کی چاکری اور نوکری میں رہ کر شکر کا وطیرہ اپنائے رکھا وہ بھی آج تک نوازے جا رہے ہیں اور نوازے جاتے رہیں گے۔ اَللّٰهُمَّ اجعلنا منهم!

توبہ و استغفار

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء)

''بے شک ہم نے جو کتاب برحق آپ پر نازل فرمائی ہے (تو اس لیے) کہ جتنا تم کو خدا نے بتا دیا ہے اس کے مطابق لوگوں کے باہمی جھگڑوں کو چکایا کرو اور دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو اور اللہ سے معافی چاہو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (هود)

''اور اپنے رب سے معافی چاہو۔ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ، بے شک میرا رب رحم والا اور محبت فرمانے والا ہے''۔

وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (نور)

''اور تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو مل کر اے اہل ایمان تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ (ھود:61)

پس اس سے معافی مانگو پھر اس کی بارگاہ کی طرف رجوع کرو''۔

وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (نصر)

''اور اس سے بخشش طلب کرو۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

marfat.com

استعانت

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (فاتحہ:4)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔

قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہِ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِاللّٰہِ وَ اصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ ۟ۙ یُوۡرِثُہَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۲۸﴾ (اعراف)

''حضرت موسیٰ نے فرمایا اپنی قوم سے، اللہ سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو۔ بے شک ملک تو سب اللہ ہی کا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور (بہتر) انجام پرہیزگاروں کا ہی ہے''۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں ایک دن بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا! اے بیٹے حق خدا کی حفاظت کر۔ میرا اللہ دینی و دنیاوی تمام آفات سے تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حق کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ کو تو اپنے سامنے موجود پائے گا۔ اگر تجھے کچھ درکار ہو تو اپنے رب سے سوال کر۔ اگر تجھے امداد کی ضرورت ہو تو اپنے رب سے مدد مانگ اور جان لے کہ اگر ساری قوم مل کر تجھے کوئی نفع دینا چاہے تو اسی چیز سے نفع دے سکتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر فرمایا ہے اور اگر ساری مخلوق مل کر تجھے نقصان دینا چاہے تو نہیں دے سکتی ہے۔ ہاں اسی چیز سے نقصان تجھے پہنچ سکتا ہے جو اس نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے۔ قلم لکھ چکا اور کاغذ خشک ہو گئے۔

خشوع وخضوع

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ ﴿ۙ۴۵﴾ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ وَ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ (البقرہ)

''اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔ جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور

marfat.com

اس کی طرف پھرنا ہے"۔(کنز الایمان)

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ (آل عمران)

"اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا۔ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے۔ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے"۔(کنز الایمان)

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ﴿۳۴﴾ (الحج)

"تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن جھکائے رکھو۔ اے محبوب خوشی سناؤ ان تواضع کرنے والوں کو"۔

وَ زَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾

"اور زکریا نے جب اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کیلئے اس کی بی بی سنواری۔ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے۔ امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے"۔(انبیاء)

وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ (بنی اسرائیل)

"اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے"۔

وَّ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

marfat.com

قُلُوبُهُمْ (حج: 54)

''اور اس لیے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لیے ان کے دل''۔

عجز وانکساری وخوف وحرص

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (اعراف)

''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ، بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ اس کے سنورنے کے بعد اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے ہوئے۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے''۔ (کنزالایمان)

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (اعراف)

''اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے، صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔ بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں''۔

استعاذہ

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

''اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (کسی برے کام پر اکسائے) تو تم اللہ کی پناہ مانگ۔ بے شک وہی سنتا جانتا ہے''۔ (اعراف، کنزالایمان)

marfat.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰىہُمۡ ۙ اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ مَّا ہُمۡ بِبَالِغِیۡہِ ۚ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۵۶﴾

''وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر کسی سند کے جو انہیں ملی ہو۔ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس جسے نہ پہنچیں گے تو تم اللہ کی پناہ مانگو۔بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے''۔(المومن)

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ﴿۹۸﴾ (النحل)

''تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے''۔

marfat.com

دعائیں

اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ بندہ اس کے در جود و عطا پہ ہر لمحہ اپنا دامن نیاز آ گہیں پھیلائے رکھے۔ کیونکہ اس کے سوا کائنات میں کون ہے جو اس کے کرم کے بغیر کسی کا دامن مراد بھر سکے۔ بندۂ مومن زبان سے کچھ طلب کرے یا قلب و جوارح سے کچھ مانگے۔ عبادات کے بعد کچھ مانگے یا چلتے پھرتے اپنی مشکلات کا حل طلب کرے۔ بندے کا فرض ہے کہ وہ ارض وسماء کے مالک سے مانگے اور صدقہ محمد عربی ﷺ کا پیش کرے اور رب کے پیاروں کا وسیلہ دے کر مانگے۔ پھر دیکھے کہ کریم کس طرح جھولیاں بھرتا ہے۔

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعا

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نماز مکمل کر کے سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ یوں دعا مانگتے تھے۔ **استغفر اللہ** پھر یوں فرماتے **اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت و تعالیت یا ذالجلال والاکرام**۔ حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا۔ یہ کلمات طیبات (معقبات) ہیں جو کوئی ان تین کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھے گا وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔ سرکار خود ان کلمات کو سلام پھیرنے کے بعد اس ترتیب سے ادا فرماتے تھے کہ (33) مرتبہ سبحان اللہ، (33) مرتبہ الحمد للہ اور (34) مرتبہ اللہ اکبر۔ سرکار نے عقبہ بن عامر سے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۞ پڑھا کر۔

سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں

1۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ جب آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو تین سورتیں یعنی سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں مبارک اور پیارے ہاتھوں میں دم کرتے یعنی پھونک مارتے اور انہیں اپنے

marfat.com

رخ روشن پر ملتے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے جسم مبارک پر تین مرتبہ ملتے یعنی چہرہ اقدس سے شروع کر کے پورے وجود مبارک پر تین بار دونوں ہاتھ پھیرتے۔ پھر استراحت فرما ہوتے۔ جب آپ کو مرض وصال پیش آیا تو مجھے فرمایا کہ میں اسی طرح کروں۔

2۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے تو یوں بارگاہ رب العزت میں دعا فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ اَحْیٰ وَاَمُوْتُ، اے اللہ میں تیرے نام پر جیتا ہوں اور تیرے نام پر موت آئے اور جب سرکار بیدار ہوتے تو یوں عرض کناں ہوتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔ سب تعریفیں اسی اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد اٹھایا اور اسی کی طرف نشور ہوگا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رحمت کونین ﷺ جب رات کو سوکر بیدا ہوتے تو یہ دعا مانگتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ بِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ اے اللہ تیری حمد کے ساتھ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کی بھیک مانگتا ہوں۔ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما اور میرے دل کو ہدایت کے بعد ٹیڑھا نہ فرما اور مجھے اپنی بارگاہ ناز سے رحمت کے خزانے عطا فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

رات کو بیدار ہونے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ جب تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو یوں عرض کرتے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ

marfat.com

اَلْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَائُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ ہمارے پالنے والے حمد سب تیرے لیے تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کا قائم رکھنے والا ہے اور تعریف تیرے لیے تو آسمانوں اور زمین کا اور چیزیں جتنی بھی ان میں ہیں۔ سب کا بادشاہ ہے اور تیرے لیے تعریف ہے تو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے سب کا مالک ہے اور تیرے لیے تعریف ہے تو سچا اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تجھ سے ملنا برحق ہے اور تیری بات سچی ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔ سارے نبی سچے ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے خداوند قدوس میں تیرے سامنے سرافگندہ ہوں اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر بھروسا کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور میں تیری ہی مدد سے دشمنوں سے جھگڑا کرتا ہوں اور تیری ہی طرف فیصلہ لاتا ہوں تو میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور جو پیچھے کیے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کیے اور ظاہراً کیے اور وہ گناہ بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو اپنے نیک بندوں کو آگے بڑھانے والا ہے اور بروں کو پیچھے ہٹانے والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

صبح و مسا کی دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والی کونین ﷺ صبح و شام یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔ ہم اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو اپنا دین مان کر اور محمد عربی ﷺ کو رسول مان کر راضی ہوئے اور سرکار اس دعا کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جو اس دعا کو صبح و شام پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور راضی کرے گا۔

marfat.com

حضرت عبد اللہ بن غنام بیاضی کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو بندہ یہ دعا صبح کو پڑھے گا۔ گویا اس نے تمام دن کا شکر ادا کر دیا اور جو شام کو پڑھے گا تو رات کا شکر ادا کرنے والا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصۡبَحَ بِیۡ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ اَوۡ بِاَحَدٍ مِنۡ خَلۡقِکَ فَمِنۡکَ وَحۡدَکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ، لَکَ الۡحَمۡدُ وَ لَکَ الشُّکۡرُ۔

اے میرے مولا میں یا تیری مخلوق میں سے کوئی شخص جو تیری کسی نعمت کے ساتھ صبح کرے وہ نعمت تیری ہی طرف سے ہے اور تیری ذات یکتا ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیرے لیے حمد اور شکر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ شام کے لمحات میں یوں بارگاہ قدس میں دعا کرتے تھے۔

اَمۡسَیۡنَا اَلۡمُلۡکُ لِلّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ، رَبِّ اَسۡاَلُکَ خَیۡرَ مَا فِیۡ ھٰذِہِ اللَّیۡلَۃِ وَخَیۡرَ مَا بَعۡدَھَا اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّ ھٰذِہِ اللَّیۡلَۃِ وَشَرِّ مَا بَعۡدَھَا رَبِّ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡکَسۡلِ وَسُوۡءِ الۡکِبۡرِ رَبِّ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الۡقَبۡرِ۔

اور صبح کی سہانی گھڑیوں میں بھی سرکار یہی دعا مانگا کرتے مگر اَمۡسَیۡنَا وَ اَمۡسَی الۡمُلۡکُ کی جگہ اَصۡبَحۡنَا وَاَصۡبَحَ الۡمُلۡکُ کہتے تھے۔

رنج و مصیبت کی گھڑیوں میں کیا پڑھا جائے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا جو بندہ جناب ذی النون یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں بارگاہ ایزدی میں مانگی تھی پڑھے گا تو اس کی تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ

marfat.com

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی خطا کار ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ اضطراب و پریشانی کے لمحات میں بارگاہ رب العزت میں یوں دست سوال دراز فرماتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

(متفق علیہ)

خدا کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں۔ وہ بڑا بزرگ و برتر ہے اور بڑا بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ وہ سموات و زمین کا رب ہے۔

دعائے قرض

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور انور ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف لائے۔ ایک انصاری ابوامامہ نامی صحابی رسول مسجد میں بیٹھے تھے۔ سرکار نے پوچھا تم بے وقت میں کیسے بیٹھے ہو، عرض کیا۔ آقا دکھوں میں گھر چکا ہوں۔ قرض خواہ بہت تنگ کرتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام پڑھتے رہنا۔ میرا اللہ تیرے درد و الم کو دور کرے گا اور قرض اتار دے گا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں میں نے چند دن یہ کلمات صبح و شام پڑھے۔ قدرت نے حضور کے صدقے سے میرے رنج و غم بھی دور کر دیئے اور میرا قرض بھی اتر گیا۔

قوت حافظہ کیلئے دعا

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ہم صحابہ کرام کو ہمیشہ یہ دعا پڑھنے کی تعلیم فرماتے تاکہ قوت حافظہ میں برکت ہو۔

marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا تَعْلَمُ وَاَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ۔

اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کے معاملات میں صلاح وخیر کے امور میں تجھ سے ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں۔نعمت کا شکر کرنے کی توفیق تجھ سے مانگتا ہوں اور حسن عبادت کا سوال بھی تجھ سے ہی کرتا ہوں۔تجھ سے سچی زبان اور سلامتی والا دل طلب کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی برائی سے جس کو تو جانتا ہے اور ہر اس چیز کا سوال کرتا ہوں جس میں بھلائی ہے جس کو تو ہی جانتا ہے۔ان گناہوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن کو تو خوب جانتا ہے۔

بیمار کو دیکھ کر یہ دعا پڑھی جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار نے فرمایا جو کسی بیمار کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا تو جب تک وہ زندہ رہے گا وہ اس بیماری سے محفوظ رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بیماری سے محفوظ رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر بزرگی اور برتری عطا کی ہے۔

گھر میں آتے وقت کی دعا

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار گھر سے نکلتے وقت فرمایا کرتے تھے

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیْنَا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے۔اے ہمارے مولا ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارے قدم ڈگمگا جائیں یا ہم سیدھے راستے سے بھٹک جائیں یا

marfat.com

ہم خود کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم نادانی کا شکار ہوں یا کوئی ہم سے نادانوں والا سلوک کرے۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں

کہ سرکار تاجدار مدینہ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔ اے رب کریم میں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی خیر مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے نکلے اور اپنے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا پروردگار ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو سفر میں رات ہو جاتی تو فرماتے۔

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدُبُّ عَلَیْکِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِن اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔

اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ میں اپنے رب سے تیری برائی اور جو کچھ تجھ میں پیدا کیا گیا ہے اس کی برائی سے اور جو تجھ پر چلتے ہیں ان کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں شیر چیتوں اور سانپ بچھو اور شہروں کے باسیوں سے خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

خولہ رضی اللہ عنہ بنت کلیم سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جو کوئی کسی مقام پر اترے اور وہاں ٹھہرے اور یہ دعا پڑھ لے تو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے تکلیف نہ دے گی۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل اور کامل کلمات کے واسطہ اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

marfat.com

محفل کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکار ابد قرار نے فرمایا جو شخص کسی ایسی محفل میں پھنس جائے جہاں لوگ کثرت سے فحش گوئی میں مصروف ہوں تو وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات پڑھ لے۔ اس سے وہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس محفل میں سرزد ہوئے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

اے اللہ تعالیٰ تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وقت سفر یوں پڑھا جائے

رحمت کونین ﷺ جب سفر کا آغاز فرماتے تو سواری پر سوار ہوتے وقت یوں دعائے خیر فرماتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اِزْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَفِی الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ۔

اللہ کے نام سے شروع اے اللہ تو ہی میرے سفر میں میرا دوست ہے اور اہل وعیال میں تو میرا خلیفہ ہے۔ اے اللہ تو زمین کو ہمارے لیے طے کر دے اور ہم پر سفر آسان کر دے۔ اے میرے مولا میں سفر کی سختی اور واپسی کے رنج اور مال واہل کی بدحالی دیکھنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار جان بہار ﷺ جب سفر سے واپسی کا عزم فرما کر چل پڑتے تو ہر بلند زمین پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے۔

marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا ملک ہے اس کے واسطے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے پروردگار کو سجدہ کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے سارے لشکروں کو بھگا دیا۔

حضرت عبداللہ الخطمی سے روایت ہے کہ سرور عالم ﷺ جب کسی کو الوداع فرماتے تو یوں دعا بھی فرماتے۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں تمہارے دین کو تمہاری امانتوں کو اور تمہارے اعمال کے نتائج کو۔

ہر اہم معاملہ کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کوئی حادثہ درپیش آتا تو آپ یوں دعا مانگتے۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بلکہ ان کلمات کا کثرت سے ورد فرماتے اور ساتھ فرماتے لوگو یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا اکثر ذکر کیا کرو۔

ترجمہ: اے زندہ رہنے والے اور ہمیشہ قائم رہنے والے میں نے تیری رحمت کے ساتھ تیری بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا ہے۔

کھانا کھانے کی دعا اور نئے کپڑے پہننے کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی دو عالم ﷺ جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو رب طور وحرم کے حضور یوں دعا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْ هٰذَا اَسْاَلُکَ خَیْرَهٗ مَا صُنِعَ لَهٗ

marfat.com

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ مَا صُنِعَ لَہٗ۔

اے اللہ تعریف تیرے ہی واسطے ہے تو نے ہی مجھے کپڑا پہنایا ہے۔ میں تیری بارگاہ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کیلئے بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کی برائی اور جس غرض کیلئے یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہن کر یوں دعا مانگی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ اس خداوند قدوس کی تعریف جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں ستر ڈھانپتا ہوں اور زندگی میں جمال حاصل کرتا ہوں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھے اور پرانے کپڑے خیرات کر دے تو وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں رب العزت کی امان میں ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ جناب رحمت عالم ﷺ جب کھانا تناول فرماتے یا مشروب نوش فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تعریف اس خدا کی جس نے کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

لیٹرین میں آمدورفت کیلئے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اے مولائے کریم میں تجھ سے مذکر و مؤنث جنات و شیاطین کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار جان اسرار ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر یوں دعا پڑھتے۔ غُفْرَانَکَ مولا ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

چاند دیکھ کر کیا پڑھیں

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ سرکار چاند دیکھ کر یہ دعا مانگتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ

marfat.com

عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَ رَبُّكَ اللّٰهُ.

"اے مالک اس (چاند) کو ہم پر یمن وبرکت اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال۔ میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے"۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ کملی والے محبوب ﷺ جب بھی نیا چاند دیکھتے تو تین مرتبہ هِلَالُ خَيْرٍ وَّ رُشْدٍ پھر تین بار اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَکَ۔ پھر یوں پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَ جَاءَ بِشَهْرِ كَذَا۔

خیر و بھلائی کا ماہتاب ہے۔ میں اس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

سب تعریف اس خدائے لم یزل کے لئے جو فلاں مہینہ لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔

آندھی، کڑک، گرج، بادل کے وقت کی دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ آندھی اور بجلی کی گرج اور کڑک کی آواز سن کر یوں دعائیں مانگتے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ

اے پاک مولا ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور (اپنے کرم سے) اس سے پہلے عافیت عطا فرما۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ آفاق عالم میں بادل کے نشانات دیکھتے تو جس کام میں بھی مصروف ہوتے چھوڑ دیتے۔ اگر نماز میں ہوتے تو اسے مختصر فرماتے اور اللہ رب العزت کی جناب میں یوں دست نیاز دراز فرماتے ہوئے عرض کرتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا اے اللہ میں اس آندھی والے بادل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جب بجلی چمکے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ سُبْحَانَ مَنْ يُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيْئًا اے اللہ لگا تار اور خوشگوار بارش برسانا۔

تیز آندھی کے موقع پر سرکار یوں دعا مانگتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ

marfat.com

مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ۔

الٰہی میں تیری بارگاہ سے اس ہوا کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کی برائی اور اس میں جو کچھ ہے اس کی برائی اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

شب قدر اور عرفہ کے دن کیا پڑھا جائے

سرور عالم ﷺ نے فرمایا عرفہ کے دن کی دعا بہترین دعا ہے۔ میری اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی سب سے افضل ترین دعا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آقائے کائنات ﷺ سے عرض کیا اگر شب قدر کی گھڑی مجھے نصیب ہو تو کیا پڑھوں تو سرکار نے فرمایا یوں دعا مانگو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ وَتُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ اے اللہ کریم تو بڑا معافی دینے والا ہے اور درگزر کو بڑا پسند کرتا ہے۔ مجھے معاف کردے۔

بوقت چھینک یہ دعا پڑھی جائے

سرکار نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اور سننے والا یوں کہے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ چھینک والا یوں کہے يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

مسجد میں آمد ورفت کی دعا

سیدہ خاتون جنت فرماتی ہیں کہ سرکار مسجد میں جاتے وقت پہلے درود پڑھتے پھر یوں فرماتے۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر

marfat.com

تشریف لاتے تو فرماتے رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ اے اللہ میرے گناہ معاف کردے اور میرے لیے اپنے رحمت بھرے دروازے کھول دے۔

سلسلہ عبادات

بندے پر اللہ کریم کا حق ہے کہ اگر اس کو پہچان کر اس کی شان رحمت کو جان کر اپنی زندگی کے ہر سانس کیلئے خیر اسی سے مانگتا ہے۔ بیماریوں میں صحت وشفا اس سے طلب کرتا ہے۔ سکون جان کیلئے ازواج واولاد اسی سے مانگتا ہے۔ لذت کام ودہن کیلئے لاتعداد نعمتیں اس سے پاتا ہے اور اسی سے مانگتا رہتا ہے تو جبین نیاز بھی اسی کے سامنے جھکایا کرے۔ اس کی طرف سے بندگی کے جو طریقے اور سلیقے عطا کیے ہیں ان پر کاربند ہو کر جسم وجان کی لذتوں کے ساتھ ساتھ روح کی لذتیں بھی حاصل کرے۔ اب عبادات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس میں سب سے مقدم نماز ہے۔

marfat.com

نماز

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ (بقرہ)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر رکوع کرو۔

وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ۝ (بقرہ)

اور مدد طلب کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ اور البتہ نماز بھاری ہے مگر (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں پر شاق نہیں۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۝ (بقرہ)

(اے اہل ایمان) نمازوں کی حفاظت و پابندی اختیار کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۝ (ہود)

"(اے پیارے نبی) دن کے دونوں سرے یعنی (صبح و مسا) اور کچھ حصے شب کے نماز پڑھا کریں کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں اور جو لوگ ذکر (خداوندی) کرنے والے ہیں ان کیلئے یہ (نماز) یاددہانی ہے"۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل)

"(اے پیارے نبی ﷺ) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی) نمازیں پڑھا کریں اور صبح کی نماز (بھی) کیونکہ صبح کی نماز کا وقت ظہور نور کا وقت ہے"۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

marfat.com

الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الروم)

”جب تم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو صبح وشام اور آسمانوں اور زمین میں وہی رب العزت ہی لائق تعریف ہے اور (ہاں) تیسرے پہر اور دوپہر کو بھی (حمد بیان کرو)“۔

ان مذکورہ آیات میں نماز کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ نماز ایک ایسا اہم رکن دین ہے۔ جس کے بارے میں قرآن مجید میں مختلف انداز میں بے شمار مرتبہ حکم دیا گیا ہے۔ ان آیات میں نمازوں کے اوقات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت بندۂ مومن کو گناہوں سے پاک کر کے قرب خداوندی عطا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی بندگی اس کا حق ہے جو بندے پر اس کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں جوش ومحبت سے سرشار ہو کر مصروف رہنے والے لوگ اپنے خالق ومالک کو راضی کر لیتے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے جی چراتے ہیں وہ زندگی کی لذتوں سے محروم رہتے ہیں اور روز محشر رسوائی اٹھائیں گے۔ جب تک کامل طہارت حاصل نہ ہو نماز کا تصور ناممکن ہے۔ طہارت کیلئے ضروری ہے کہ بندے کا وجود حدث اصغر اور حدث اکبر اور ہر قسم کی نجاست سے مبرا ہو۔ اب ہم طہارت کے بارے میں بیان کریں گے۔

نماز کے مختصر سے بیان کے بعد تفصیلی بیان سے پہلے طہارت کے بارے میں ضروری مسائل شروع کرتے ہیں۔

طہارت

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (التوبہ)

”(مسجد قبا) میں ایسے (کامل) لوگ ہیں جو کامل طور پر پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے“۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

marfat.com

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ (المدثر)

''اے چادر اوڑھنے والے (محبوب) اٹھیے اور (لوگوں کو انجام بد سے) ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کریں اور اپنے کپڑوں کو خوب پاکیزہ رکھیے اور نجاست سے الگ رہیے''۔

احکام شرعیہ کی اقسام

جاننا چاہیے کہ حکم شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک امر دوسری نہی۔ یعنی شرع کے احکام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ احکام جو کسی چیز کے کرنے کے متعلق ہوں ایسے احکام کو اوامر کہتے ہیں۔ یہ جمع ہے امر کی۔ امر وہ حکم شرع ہے جس سے کسی فعل کی طلب ثابت ہو۔ دوسرے وہ احکام جو کسی چیز کے ترک کرنے کے متعلق ہوں ایسے احکام کو نواہی کہتے ہیں۔ یہ جمع ہے نہی کی اور نہی وہ حکم شرع ہے جس سے کسی فعل کی ممانعت ثابت ہو۔

اوامر کی قسمیں اور تعریفات

اوامر کی تین قسمیں ہیں۔ فرض، واجب، سنت۔ پھر ان میں سے واجب اور سنت کی دو دو قسمیں ہیں۔ واجب عین، واجب علی الکفایہ، سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ۔

فرض: وہ ہے جو قرآن کریم یا حدیث متواتر سے قطعی طور پر ثابت ہو یعنی جس امر کا حکم قرآن کریم یا حدیث متواتر نے قطعی طور پر دیا ہو وہ فرض ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو شخص فرض ادا کرے وہ ثواب کا مستحق ہوگا اور غفلت کی وجہ سے ادا نہ کرے تو خدا کا سخت نافرمان اور عذاب کا مستحق ہے۔ اگر کوئی فرض کی فرضیت کا انکار کرے مثلاً یوں کہے کہ میں پنج وقتہ نماز کو فرض نہیں مانتا یا زکوٰۃ کو فرض نہیں مانتا تو وہ کافر ہے۔

کسی بھی فرض کی فرضیت کا انکار اس وقت موجب کفر ہوگا جبکہ فرضیت نص قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع امت سے ثابت ہو اور اس کی فرضیت کے جملہ مجتہدین قائل ہوں۔ اگر بعض مجتہدین قائل ہوں اور بعض منکر تو ایسے فرض کا منکر کافر نہیں بلکہ فاسق ہے۔

marfat.com

فرض کی دو قسمیں ہیں۔

1- فرض عین 2- فرض کفایہ

فرض عین: فرض عین وہ ہے جو ذاتی طور پر سب کو اپنی جگہ ادا کرنا پڑے مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔

فرض کفایہ: وہ ہے کہ ایک یا زیادہ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ساقط ہو جائے۔ مثلاً نماز جنازہ اگر محلے کے چند لوگ ادا کر دیں تو فرض کا بوجھ اتر جائے گا۔ فرض کفایہ سے فرض عین افضل ہوتا ہے۔

واجب: وہ ہے جس کا ثبوت وجوبا دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ یعنی حدیث غیر متواتر سے ثابت ہو۔ اس کا منکر فاسق وگمراہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ دلائل شرعیہ سمعیہ چار ہیں۔

1۔ قطعی الثبوت والدلالۃ: یعنی وہ دلائل جو اپنے ثبوت میں اور دلالت میں قطعی ہوں۔ جیسے نصوص قرآن آیات محکم اور سنت متواترہ کہ ان کا مفہوم قطعی ہے۔

2۔ قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ: یعنی ثبوت میں قطعی اور دلالت میں ظنی جیسے مؤولہ۔

3۔ اس کے برعکس: جیسے خبر احاد جن کا مفہوم قطعی ہو یعنی اس کا ثبوت ظنی ہوتا ہے اور دلالت قطعی۔

4۔ ثبوت اور دلالت دونوں ظنی ہوں۔ جیسے وہ اخبار احاد جن کا مفہوم ظنی ہو ثبوت بھی ظنی ہو۔ واضح ہو کہ یہاں دلالۃ سے مراد مفہوم ہے۔ پس اب جاننا چاہیے کہ پہلی قسم کے دلائل سے فرض اور حرام ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح دوسری قسم کے دلائل سے بھی فرض اور حرام ثابت ہوتا ہے مگر وہ ثبوت میں اتنا قوی نہیں ہوتا جتنا قسم اول میں ہوتا ہے۔ تیسری قسم کے دلائل سے واجب اور کراہت تحریمی ثابت ہوتی ہے اور چوتھی قسم کے دلائل سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے (ردالمحتار)

سنت: وہ ہے جو رسول خدا ﷺ سے قولاً وفعلاً ثابت ہو۔ اگر حضور نے ہمیشہ کیا ہو۔ کبھی

marfat.com

ترک نہ کیا ہو اور وہ حضور کے مخصوصات سے بھی نہ ہو۔ ایسی سنت کو سنت موکدہ کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا منکر اور تارک بدعتی و گناہ گار ہے۔ بشرطیکہ اس کا ثبوت خبر واحد سے ہوتا ہو۔ خبر واحد اس کو کہتے ہیں جس حدیث کا راوی صرف ایک ہو۔ اگر سنت خبر مشہور سے ثابت ہو تو اس کا منکر فاسق ہے۔

خبر مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی دو سے زیادہ ہوں۔ اگر سنت کا ثبوت خبر متواتر سے ہو تو اس کا منکر کافر ہے۔ سنت کے قبول اعتقاد کے بعد اگر کوئی اس کا تارک ہو تو اس کی سرزنش آخرت میں ہوگی اور سنت پر عمل کرنے والا ثواب پائے گا۔ سنت کی دوسری قسم۔

سنت غیر مؤکدہ: اس کو مستحب بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ سنت ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی کیا ہو اور کبھی ترک فرمایا ہو۔ مستحب کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق و گناہ گار مگر اس پر عمل کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور فضیلت کا حامل ہے۔

منہیات کی تعریف اور اقسام

جن امور سے خدا اور خدا کے رسول ﷺ نے روکا ہے ان کی تین اقسام ہیں۔

1۔ حرام۔ 2۔ مکروہ تحریمی۔ 3۔ مکروہ تنزیہی

حرام: وہ ہے جس کی ممانعت قطعی دلیل سے وجوباً ثابت ہو۔ حرام کو ترک کرنے والا ثواب پائے گا۔ حرام کا مرتکب عذاب کا مستحق ہے اور اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔

مکروہ تحریمی: وہ ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے وجوباً ثابت ہو۔ مکروہ تحریمی سے اجتناب کرنے والا ثواب پائے گا اور ارتکاب کرنے والا مستحق عتاب ہوگا۔

مکروہ تنزیہی: جس کی ممانعت شفقتاً یا (تادیباً) ہو۔ اس کا ترک کرنے والا پرہیزگار ہے اور فضیلت کا مستحق ہے۔ اس کا مرتکب نہ عذاب نہ ثواب پائے گا مباح کا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔

marfat.com

فائدہ: مکروہ تحریمی حرام کے نزدیک ہوتا ہے اور مکروہ تنزیہی حلال کے نزدیک ہوتا ہے۔
لہٰذا مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی میں صرف اعتقادی فرق ہے یعنی حرام کو جائز جاننے والا کافر ہے باقی عمل میں دونوں برابر ہیں۔

فرض اور حرام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اعتقادی اور دوسری عملی۔

اعتقادی: جس پر عمل کے ساتھ اعتقاد بھی فرض ہو۔ اس اعتقاد کا منکر کافر ہے۔

عملی: وہ ہے جس کا صرف عمل ہی فرض ہو اس کے فوت ہو جانے سے عمل کی صحت فوت ہو جائے۔

marfat.com

نجاستوں کا بیان

انسان کی بناوٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نجاستیں بندے کے اندر سے خارج ہوتی ہیں اور کچھ باہر سے اس کو ملوث کر دیتی ہیں۔ لہٰذا دو قسمیں ہیں نجاست کی۔ داخلی اور خارجی۔ مزید ان کی کئی قسمیں ہیں مثلاً نجاست حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی نجاستوں کو حکمی بھی کہتے ہیں۔ نجاستوں کے شجرہ سے مزید وضاحت ممکن ہے۔

شجرہ نجاست

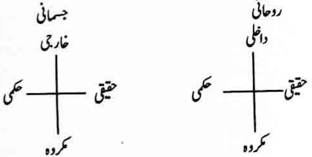

طہارت اور ازالہ نجاست

طہارت اور ازالہ نجاست دو جدا جدا چیزیں ہیں۔ نماز کیلئے فقط ازالہ نجاست کافی نہیں بلکہ طہارت لازمی چیز ہے۔

خبث، حدث

خبث کا اطلاق نجاست حقیقی پر ہوتا ہے۔ حدث کا اطلاق نجاست حکمی پر ہوتا ہے اور نجاست کا اطلاق ان دونوں پر یعنی حقیقی اور حکمی دونوں نجاستیں نجاست کا لفظ بول کر مراد لی جا سکتی ہیں۔

تطہیر النجاست یعنی ازالہ نجاست کے مفہوم میں تین چیزیں داخل ہیں۔ بدن، کپڑے

marfat.com

اور مکان، بدن اور مکان کی طہارت کا حکم بطریق دلالۃ النص ثابت ہوتا ہے اور کپڑوں کی طہارت کا حکم وجوباً اسی آیت سے جس سے بدن اور مکان کی طہارت کا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (مدثر) اور (اے محبوب ﷺ) اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔

یہ آیت بدن، مکان، کپڑے تینوں چیزوں کے پاک رکھنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کپڑوں کی پاکیزگی نماز کیلئے واجب ہے۔ اسی طرح بدن اور جگہ کا پاک ہونا بھی واجب ہے۔

نجاست حکمی وحقیقی

نجاست حکمی وہ ہوتی ہے جو نظر سے محسوس نہیں ہوتی۔ صرف شرعی حکم کی وجہ سے اس کو ناپاک کہا جاتا ہے اس کا دور کرنا واجب ہے۔ کسی قسم کا کوئی عذر اس کے ازالہ سے روکنے کیلئے کافی نہیں۔ تندرست ہو یا بیمار۔ کمزور ہو یا قوی۔ مرد ہو یا عورت بہر حال کوئی بھی ہو ہر شخص پر اس کا دور کرنا واجب ہے۔ دیگر جتنی بھی شرائط ہیں عذر کے تحت ساقط ہو سکتی ہیں مگر نجاست حکمی کا دور کرنا ساقط نہیں ہو سکتا البتہ عذر کی صورت میں متبادل صورت بھی ہے مثلاً جس پر غسل فرض ہو وہ اگر پانی استعمال نہ کر سکتا ہو یا دستیاب نہ ہو تو تیمم کرے۔

نجاست حکمی دو قسم کی ہے۔ (1) حدث اصغر۔ (2) حدث اکبر۔ ان نجاستوں کا ازالہ خالص پانی سے ممکن ہے۔ اگر عذر ہو تو مٹی سے بھی۔

مطلق: خالص پانی سے مراد مطلق پانی ہے یعنی جو مقید نہ ہو۔ جس پانی میں یہ چار اوصاف ہوں اس کو مطلق کہتے ہیں۔ (1) سیال پانی، اتنا رقیق ہو کہ بہنے والا ہو۔ (2) اس میں پیاس بجھانے کی صلاحیت ہو۔ (3) سبزہ ونباتات میں روئیدگی پیدا کر سکتا ہو۔ (4) صاف شفاف ہو یعنی اس میں کوئی رنگ ملا ہوا نہ ہو۔

مطلق پانی کی مثالیں: دریا، نہر، کنواں، چشمہ، بارش، تالاب، جھیل کا پانی، ان پانیوں میں مذکورہ صفات پائی جاتی ہیں۔

marfat.com

مقید پانی: وہ پانی جو بغیر قید کے نہ بولا جا سکے یعنی لفظ پانی کے ساتھ کوئی اور لفظ بھی ساتھ لگایا جائے یا مذکورہ بالا چار صفات میں سے کوئی وصف اس میں نہ ہو۔ مثلاً عرق گلاب، عرق کیوڑہ، تربوز کا پانی، ان میں پانی کا مفہوم تو پایا جاتا ہے مگر اس کو ادا کرنے کیلئے اور لفظ بھی بڑھائے جاتے ہیں۔

نجاست حقیقیہ کا بیان

جو نجاست نظر آنے والی اور محسوس ہونے والی ہو اس کو نجاست حقیقی کہتے ہیں۔ جیسے پیشاب، خون وغیرہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (1) غلیظہ۔ (2) خفیفہ

نجاست غلیظہ

جس نجاست کے بارے میں قرآن کریم یا حدیث پاک نے صراحت کی ہو اور اس کے خلاف کوئی نص موجود نہ ہو اور تمام ائمہ مجتہدین کے نزدیک وہ نجس ہو۔

نجاست خفیفہ

جس کا پاک ہونا بعض آیات واحادیث سے ثابت ہو رہا ہو اور بعض آیات واحادیث سے ناپاک ہونا ثابت ہو رہا ہو ایسی نجاست کو خفیفہ کہتے ہیں۔ اسی لئے آئمہ مجتہدین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مذکورہ ذیل اشیاء نجاست غلیظہ میں داخل ہیں۔ لحم خنزیر اور اس کے تمام اجزا۔ مردہ کا گوشت ناپاک ہے اور چمڑا بھی دباغت سے پہلے ناپاک ہے۔

کتے کا جوٹھا، شراب، خون جاری، ان جانوروں کا پیشاب اور پاخانہ جن کا گوشت حرام ہے۔ خواہ وہ درندے ہوں۔ جیسے بلی، بھیڑیا، شیر وغیرہ یا چرندے ہوں۔ جیسے گدھا وغیرہ اور بطخ، مرغی، جونک، سانپ وغیرہ کا پاخانہ۔ گھوڑے، خچر، گدھے کی لید۔ گائے، بھینس کا گوبر، آدمی کا پیشاب و پاخانہ خواہ شیر خوار بچے کا ہی ہو، منی، مذی، ودی، کچا لہو، پیپ، منہ بھر تے کھانے وغیرہ کی، خون حیض ونفاس، استحاضہ۔

نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو تو ساڑھے چار ماشہ وزن اگر پتلی ہو تو ہتھیلی کے گڑھے کے

marfat.com

برابر معاف ہے۔ گاڑھی نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے پر لگی ہو تو اس سے نماز جائز نہیں۔ اوپر لکھا گیا ہے چار ماشہ وزن تک نجاست معاف ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مقدار کا دور کرنا بھی ضروری ہے۔ اتنی مقدار کو نہ دور کیا اور نماز پڑھ لی تو مکروہ تحریمی ہے۔

اگر اس مقدار سے کم نجاست کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو نماز کیلئے اس کا دور کرنا سنت ہے۔ اگر اس کو دور نہ کیا جائے تو مکروہ تنزیہی ہے اور معافی کی مقدار سے زیادہ نجاست کو دور کیے بغیر اگر نماز پڑھ لی تو بالکل نہ ہوگی۔ بلی اور چوہے کے پیشاب سے احتیاط ناممکن ہے۔ اس لیے معاف ہے مگر برتن یا پانی میں بلی یا چوہا پیشاب کر دے تو پانی نجس ہو جائے گا۔

نجاست خفیفہ

درج ذیل اشیاء نجاست خفیفہ ہیں۔ حلال جانوروں کا پیشاب، حرام وحلال جانوروں کی بیٹ اور جن پرندوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کی بیٹ اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے کسی عضو کے چوتھائی حصہ سے کم پر لگ جائے تو معاف ہے۔ اس مقدار کا دور کرنا بھی ضروری ہے مگر بھول کر رہ جائے تو نماز ہو جائے گی۔ جان بوجھ کر اتنی مقدار کو دور نہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

نجاست حقیقیہ کیسے دور ہوتی ہے

نجاست حقیقیہ کپڑے پر ہو یا بدن پر پانی سے تین بار دھونے سے ناپاک کپڑا وغیرہ پاک ہو جاتا ہے۔ کپڑے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر بار دھو کر خوب نچوڑ لیا جائے تا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہ جائے۔ آب مطلق اور آب مقید دونوں سے نجاست حقیقی دور کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اشیاء کو پاک کرنے کے مختلف طریقے اور مختلف صورتیں ہیں جن کو اچھی طرح یاد کرنا ضروری ہے۔

1۔ آئینہ اور روغنی برتن وغیرہ سے نجاست کو رگڑ کر دور کرنے سے پاک کیا جاسکتا ہے جبکہ

marfat.com

نجاست کا وجود باقی نہ رہے۔ رگڑنا خواہ لکڑی سے یا ناخن سے یا پتھر سے ساری صورتیں برابر ہیں۔

2۔ جو چیزیں زمین پر قائم ہیں اور ثابت ہیں وہ خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ زمین، زمین کی ناپاکی اور ان چیزوں کی ناپاکی جو زمین پر ثابت ہیں اور قائم ہیں۔ ان کو سورج کی حرارت اور ہوا پاک کردیتی ہے۔

3۔ بعض چیزیں چھیلنے سے پاک ہوجاتی ہیں مثلاً کوئلہ، لکڑی کی چیز ناپاک ہوگئی تو اس ناپاکی کو کھرچ کر یا چھیل دینے سے لکڑی پاک ہوجائے گی۔

4۔ ذات کے بدل جانے سے بھی بعض چیزیں پاک ہوجاتی ہیں جیسے شراب اگر سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گی۔

5۔ بعض چیزیں آگ میں تپانے سے پاک ہوجاتی ہیں مثلاً اگر مٹی کے برتن کے اجزا میں نجاست جذب ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو آگ میں خوب تپایا جائے اور اگر نجاست اس کے اجزا میں جذب نہ ہوئی ہو تو صرف دھو ڈالنا ہی کافی ہے۔ اس قاعدہ کلیہ کی بنا پر یہ فتویٰ ہے کہ جو برتن نجس مٹی سے بنائے جائیں یا اینٹیں اور پھر ان کو آگ میں پکایا جائے تو یہ پاک ہوجاتی ہیں۔ گوبر اور لید کی راکھ پر بھی یہی فتویٰ ہے یعنی پاک ہے۔

6۔ اکثر میں سے بعض کے نکال دینے سے جیسے اناج کو گاہنے کے وقت بیل وغیرہ پیشاب کرتے رہتے ہیں۔ پھر بھوسہ الگ نکال دیا جاتا ہے اور اناج الگ کر لیا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر میں سے بعض حصہ یعنی بھوسہ نکال دیا جاتا ہے۔ اس لیے سب اناج پاک ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر روٹی کا کچھ حصہ ناپاک ہوجائے اور وہ ناپاک حصہ توڑ کر الگ کردیا جائے تو بقیہ روٹی پاک ہوجائے گی۔

marfat.com

چند خاص اور ضروری مسائل

یہاں ہم نجاست حقیقی دور کرنے کے چند خاص قواعد لکھتے ہیں جن کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

1۔ جن چیزوں میں چکنائی ہو ان سے نجاست حقیقی دور نہیں ہو سکتی مثلاً دودھ، چھاچھ اور تیل وغیرہ۔

2۔ مستعمل پانی سے نجاست حقیقی تو دور ہو سکتی ہے مگر نجاست حکمی دور نہیں ہو سکتی۔ یعنی کسی نے پانی سے وضو کیا اور پانی کسی برتن میں جمع ہو گیا تو ایسے پانی کو مستعمل کہتے ہیں۔ اس پانی سے دوبارہ وضو یا غسل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اس پانی سے نجاست حقیقی کو دور کر سکتے ہیں۔

(نماز کی سب سے بڑی کتاب ص265 تا 277)

marfat.com

جوٹھے پانی کے احکام

انسان خواہ مرد ہو یا عورت، نیک ہو یا بدبختی کہ مسلم ہو یا کافر ومرتد حائض ہو یا جنب۔ حالت نفاس میں ہو خواہ کسی بھی حالت میں ہو اس کا جوٹھا پاک ہے۔ بشرطیکہ منہ کے اندر کوئی نجس چیز نہ ڈالی ہوئی ہو۔ ہاں عورت کیلئے غیر محرم مرد کا جوٹھا مکروہ ہے۔ اگر معلوم ہو کہ یہ فلاں کا جوٹھا ہے۔

کفار ومشرکین کے جوٹھے پر پاک ہونے کا حکم اس لیے ہے کہ ان کے عقائد و نظریات اسلامی نظریات کے اگرچہ خلاف ہیں اس لیے ان کو نجس کہا گیا ہے۔ ہاں ان کے اجسام اصلاً پاک ہیں اسی لیے سید عالم نے ان کو مسجد شریف میں شب باشی کی اجازت فرمائی۔ اگر حسی نجاست کفر وشرک کی وجہ سے ہوتی تو سرکار ﷺ مختلف وفود سے مذاکرات کے موقع پر مسجد میں ان کو داخلہ کی اجازت نہ دیتے مگر اس کا مقصود یہ بھی نہیں کہ خواہ مخواہ کفار ومشرکین سے میل جول کر کے ان کے جوٹھے کھانے اور پانی وغیرہ کو استعمال کرتے رہیں۔ یہ ایک ضرورت کے تحت شرعاً اجازت ہے۔

مندرجہ ذیل جانوروں کا جھوٹا پاک ہے۔

گائے، بھینس، گھوڑا اور تمام حلال جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جوٹھا پاک ہے اور تمام حلال پرندے اور چرندے سب کا جوٹھا پاک ہے۔ مرغی، بطخ وغیرہ ان جانوروں کا جوٹھا مکروہ ہے۔ چوہا، چھپکلی اور تمام گھریلو جانور جیسے بلی، کوا، چیل، باز ان کا گوشت حرام ہونے کے باوجود ان کا جوٹھا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

ان جانوروں کا جوٹھا ناپاک ہے۔

سور، کتا، ہاتھی اور تمام درندے چرندے پرندے جن کا گوشت حرام اور نجس ہے ان کا جوٹھا ناپاک ہے۔ گدھے اور خچر کا جوٹھا پاک ہے مگر دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا۔ اگر ان

marfat.com

کے جوٹھے پانی کے علاوہ کسی جگہ پر اور کوئی پانی دستیاب نہ ہو تو وضو اور تیمم دونوں کا حکم ہے۔ اس میں اختیار ہے کہ تیمم پہلے کریں یا وضو۔ (درمختار)

انسان اور جانوروں کے پسینے اور لعاب دہن کا بیان

مسئلہ: برتن خواہ جس بھی چیز کا ہو تین بار دھو دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اختلاف علماء کرام سے بچنے کیلئے سات مرتبہ دھو دینا بہتر ہے۔ کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کو بھی تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: جس جانور کا جوٹھا پاک ہے اس کا پسینہ بھی پاک ہے۔ جس کا جوٹھا ناپاک ہے اس کا پسینہ بھی ناپاک ہے اور جس کا جوٹھا مکروہ ہے اس کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور یہی حکم جانوروں کے لعاب دہن کا بھی ہے۔ آدمی کا جوٹھا اور لعاب دہن اور پسینہ پاک ہے۔ انسان خواہ جنب ہو یا حائض ہو یا حالت نفاس میں ہو۔

کنوئیں کا پانی

اگر کوئی ناپاک چیز کنوئیں میں گر جائے تو اس کو پاک کرنے کے تین طریقے ہیں۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں کنوئیں کا کل پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ: 1۔ بڑی جسامت کا جاندار کنوئیں میں گر کر مر جائے تو سارا پانی کنوئیں سے نکالا جائے گا مثلاً بندہ، بکری، گدھا، خچر وغیرہ۔

2۔ جن جانوروں میں دم سائل یعنی جاری خون پایا جاتا ہے جیسے چڑیا، چوہا، مرغی، بطخ وغیرہ ایسے جانور اگر کنوئیں میں مر کر پھٹ جائیں یا پھول جائیں یا باہر سے ہی پھولے اور پھٹے ہوئے گرے ہوں تو کل پانی نکالا جائے گا۔

3۔ سور یعنی خنزیر اس کا ایک بال بھی کنوئیں میں گر جائے تو کل پانی نکالا جائے گا کیونکہ یہ جانور نجس العین ہے یعنی ذاتی طور پر نجس ہے۔

4۔ جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے اگر کنوئیں میں فقط گر ہی جائیں تو کل پانی نکالنا واجب ہے۔ خواہ زندہ نکل آئیں۔

marfat.com

5۔ نجاست حقیقی خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ کنوئیں میں گر جائے تو کل پانی نکالنا ضروری ہے۔
6۔ آدمی یا بھینس وغیرہ کے پیشاب کا ایک قطرہ بھی گر جائے تو کل پانی نکالنا ضروری ہے۔

کل پانی کنوئیں سے نکالنا واجب نہیں

مسئلہ: جن جانوروں میں خون جاری ہوتا ہے ان کے کنوئیں میں گر کر مرنے کے بعد برآمد ہونے سے کل پانی نہیں نکالا جائے گا بلکہ پانی کی مخصوص مقدار نکالنا کافی ہے۔

مسئلہ: جن جانوروں میں جاری خون نہیں پایا جاتا جیسے مچھر، مچھلی، پسو وغیرہ اگر کنوئیں میں گر کر مر جائیں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کنواں ایسا ہو کہ اس سے سارا پانی نکالنا ممکن نہ ہو یعنی کنواں کی سوتیں پھوٹتی ہوں تو اسے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ دو پرہیز گار اور دانا آدمیوں سے کنوئیں کے کل پانی کا اندازہ کرالیا جائے۔ اسی اندازے سے پانی نکال دیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رسی لے کر کنوئیں کے اندر موجود پانی کو ناپ لیا جائے پھر گھنٹہ بھر پانی نکال کر دیکھیں کتنا کم ہوا ہے۔ اسی حساب سے گھنٹوں کے اندازے سے پانی نکال دیا جائے۔

مثال کے طور پر ایک کنوئیں میں دس گز گہرا پانی موجود ہے۔ مسلسل ایک گھنٹہ پانی نکالنے سے پانچ گز پانی کم ہوسکتا ہے تو دو گھنٹے لگا کر پانی نکال دیں۔ کنواں پاک ہو جائے گا۔ اگر مسلسل پانی نیچے سے نیا ساتھ ساتھ پھوٹتا ہے اور ختم نہ ہو سکے۔ اگر کوئی کنواں ایسا ہو کہ مسلسل پانی نکالنے سے بھی کم نہ ہو بلکہ اسی رفتار سے پھوٹتا ہے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنواں بغور دیکھیں پانی کا اندازہ لگائیں۔ اسی کے مطابق ایک گڑھا کھود کر پانی ادھر سے نکال کر گڑھے میں بھر دیں۔ برابر ہو جائے تو کنواں پاک۔

درج ذیل صورتوں میں پانی کی معین مقدار نکالی جائے۔

مسئلہ: 1۔ مرغی، کبوتر، بلی یا اتنا بڑا جانور کنوئیں سے مردہ حالت میں ملے تو چالیس ڈول نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ پھولا، پھٹا نہ ہو۔

2۔ اگر کنوئیں سے مردہ چوہا یا اس جسامت کا جانور مردہ حالت میں ملے اور پھولا اور پھٹا

marfat.com

ہوا نہ ہو اور یہ معلوم بھی نہ ہو کہ کب کا گرا ہوا ہے تو جتنے لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے یا غسل کیا ہے تو ان کو دن بھر کی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔ اس پانی سے جو برتن اور کپڑے دھوئے گئے ہوں ان کو دوبارہ دھونا چاہیے۔ اگر پھول کر پھٹ گیا ہو تو تین دن اور رات کی نمازیں لوٹائی جائیں۔

مسئلہ: اگر چوہا، چڑیا یا ان کے برابر کا کوئی جاندار کنوئیں میں گر کر مر گیا ہو اور ابھی تک پھولا اور پھٹا نہیں تو بیس ڈول نکالنے واجب ہیں اور تیس ڈول نکالنے مستحب ہیں۔

مسئلہ: اگر چڑیا یا کبوتر کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو اس سے کنواں پلید نہیں ہوتا۔ ہاں مرغی اور بطخ کی بیٹ سے کنواں پلید ہو جاتا ہے اور کل پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کنوئیں میں بلی، بکری یا چوہا گر کر زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر چوہا یا بلی زخمی حالت میں کنوئیں میں گر جائیں تو خون سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اس صورت میں سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: تین چوہے ایک مردہ بلی کے حکم میں ہیں۔ اگر تین چوہے کنوئیں میں اکٹھے موجود پائے جائیں تو کنوئیں کا سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: چوہے کے جسم پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو کل پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: کنوئیں میں اگر بکری، اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ کا گوبر یا مینگنیاں گر جائیں۔ اگر زیادہ مقدار میں ہیں پانی ناپاک۔ اگر کم مقدار میں ہوں خواہ ٹوٹی ہوئی ہوں یا سالم ہوں تو پاک۔ خواہ خشک ہوں یا تر ہوں یہی حکم ہے۔ ان نجاستوں میں سے اگر کوئی نجاست پانی کے مٹکے میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: یہ مذکورہ بالا حکم جنگل کے ایسے کنوؤں کا ہے جو کھلے ہوں اور وہاں مویشیوں کی آمد و رفت زیادہ ہو ورنہ شہر اور گاؤں کے کنوئیں ان حالات میں نجس ہو جائیں گے۔

مسئلہ: اگر کسی گھڑے یا مٹکے یا ٹینکی میں کوئی جانور مر جائے اور اس ٹینکی وغیرہ کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا گیا تو جانور کی جسامت اور نجاست کے اندازے سے کنوئیں سے پانی نکالا

marfat.com

جائے گا مثلاً اگر مردہ چڑیا جس کا وجود ابھی پھول کر پھٹا نہیں تو اس کیلئے کنوئیں سے بیس ڈول نکالنے چاہئیں۔

مسئلہ: اگر کسی کنوئیں کے قریب اتنا گڑھا ہو جس کے اثرات کنوئیں کے پانی میں محسوس ہوں تو ایسا گڑھا ناپاک ہے۔ اگر اثرات محسوس نہ ہوں تو پاک ہے۔ (نماز کی سب سے بڑی کتاب)

خاص ہدایات

جن جانوروں کے وجود سے کنواں پلید ہوتا ہے ان جانوروں کو پانی کے نکالنے سے پہلے کنوئیں سے نکالنا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے کنواں ختم کر دیا جائے اور اس کے آس پاس کی دیواریں اور کنارے توڑ دیئے جائیں تو اس کے ماحول کو پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ دیواریں، پتھر اور اینٹیں، کنکر، رسی، ڈول وغیرہ سب چیزیں خود بخود پاک ہو جائیں گی۔

مسئلہ: جن اشیاء کے گرنے سے کنواں پلید ہو جاتا ہے۔ اگر وہ چیزیں بسیار کوشش کے باوجود کنواں سے نہ نکالی جاسکتی ہوں تو غور کریں کہ وہ چیزیں کس نوعیت کی ہیں۔ اگر چیزیں ایسی ہوں جو کہ خود تو پاک ہوتی ہیں مگر کسی ناپاک چیز کے لگنے سے ناپاک ہو جاتی ہیں مثلاً ناپاک کپڑا، گیند، جوتا وغیرہ تو ان کا نکالنا اگر ناممکن ہے تو معاف ہے۔ صرف اس حساب سے پانی نکالنا ضروری ہے جس حساب کی نجاست ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اصلاً تو پاک ہوتی ہیں مگر خارجی نجاست کی وجہ سے پلید ہوتی ہیں۔

اگر کنوئیں میں گرنے والی چیز ایسی ہے جو خود نجس ہے جیسے مردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گئی ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا۔ اگر سڑ گل کر مٹی ہونے کا یقین ہو جائے تو فقط کل پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: کنواں پاک کرنے کیلئے پانی نکالنے کا اختیار ہے۔ خواہ ایک ہی دم سارا پانی نکال ڈالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے نکالیں۔ دونوں طرح جائز ہے۔

marfat.com

مسئلہ: چھوٹا بچہ بڑے جانور کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اگر بکری وغیرہ کا چھوٹا بچہ بھی گر کر کنوئیں میں مر جائے تو حکم بڑے جانور کا ہی لگے گا۔

مسئلہ: جنگل میں پانی قلیل ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی پانی موجود نہ ہو آدمی کو یقین ہو اس پانی سے کسی درندے نے پانی نہیں پیا۔ فقط قریب سے گزرا ہے تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ اگر دیگر پانی دستیاب ہو سکتا ہے تو پھر ایسے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں جس کے قریب سے درندہ گزرا ہے۔ (ممکن ہے اس نے اندر منہ ڈالا ہو)۔ (درمختار)

پانی کے مسائل کا بیان

پانی تو پانی ہی ہوتا ہے مگر اس کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ تھوڑا پانی اور زیادہ پانی ہونے کی شکل میں اس کے احکامات بدل جاتے ہیں۔

جاری پانی

اتنا گہرا پانی ہو کہ اس کے اندر سے چلو بھرنے کے بعد زمین دکھائی نہ دے۔ اتنا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے۔

قاعدہ

رنگ، بو اور ذائقہ ہر پانی کے اندر یہ تین وصف پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی وصف بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے مثلاً جاری پانی میں اگر کوئی نجس چیز مل جائے تو دیکھیں گے کہ رنگ، بو، ذائقہ میں سے اگر کوئی وصف بھی تبدیل نہیں ہوا تو پانی پاک ہے۔ اگر کوئی وصف بھی متغیر ہو گیا تو جاری ہونے کے باوجود بھی پانی ناپاک ہے۔

بند پانی

بند پانی یا قلیل ہوگا یا کثیر ہوگا۔ کثیر کی علامت یہ ہے کہ اگر نجاست اس کے کسی حصے میں پڑی ہوئی ہو اور دوسری طرف اس نجاست کا اثر نہ پہنچے تو یہ پانی کثیر کہلائے گا۔ اس کی مقدار کا اندازہ چالیس گز مربع یا اڑتالیس گز مربع کی ہے۔ گہرائی اتنی ہو کہ چلو بھرنے سے

marfat.com

زمین دکھائی نہ دے۔ اس کا حکم جاری پانی کا ہی ہے۔ یعنی ایسا پانی پاک ہے جب تک کسی نجس چیز سے مل کر اس کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہیں ہوتا۔ اس کثیر پانی کو حوض کبیر بھی کہتے ہیں۔

قلیل پانی

جو پانی دہ دردہ سے کم ہو اس پانی کو قلیل کہیں گے۔ اس میں اگر اتنی نجاست گر جائے کہ اس کے گرنے سے پانی کو حرکت ہو جائے تو پانی ناپاک ہے خواہ پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف بھی تبدیل نہ ہو۔ (درمختار) (نماز کی سب سے بڑی کتاب صفحہ 293)

مسئلہ قلتین

عربی میں گھڑے کو قلۃ کہتے ہیں۔ قلتین دو گھڑے حدیث شریف میں ہے کہ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلْ نَجَسًا جب دو گھڑے پانی ہو اس میں نجاست گر جائے تو پانی پاک ہے۔ اس حدیث پاک کو اہل حدیث ظاہری الفاظ پر محمول کرتے ہوئے دو گھڑے کی مقدار پانی کو نجاست ملنے کے باوجود پاک تصور کرتے ہیں جبکہ فقہائے اہل سنت تقویٰ اور نفاست کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنی قلیل مقدار پانی میں نجاست کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس کے نجس ہونے کا حکم صادر کرتے ہیں۔ (حقیقت اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں)

وضو اور غسل کیلئے پانی

دریا، ندی، نالا، چشمہ یا بارش کا پانی خواہ میٹھا ہو یا کھارا اس سے وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ: پانی میں کوئی چیز ڈال کر پکائی جائے تو پانی کے اوصاف رنگ، بو، ذائقہ میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہو تو وضو اور غسل جائز ورنہ نہیں۔ اگر کوئی گاڑھی چیز پانی میں پکائی جائے جس سے پانی گاڑھا ہو جائے اور رقت اور سیلان ختم ہو جائے تو بھی وضو اور غسل

marfat.com

درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز پانی میں ڈال کر جوش دیا جس سے بدن سے میل کچیل خوب ستھرا ہو جائے اور پانی کی رقت بھی برقرار رہے گاڑھا نہ ہو جیسے مردہ نہلانے کیلئے بیری کے پتے یا بیمار کو غسل دینے کیلئے ادویات ڈال دی جائیں تا کہ میل اتر جائے اور پانی کے اوصاف میں تغیر بھی آ جائے مگر گاڑھا نہ ہو تو غسل و وضو جائز ہے۔

مسئلہ: شربت، شیرہ، شوربا، سرکہ، گلاب کے عرق سے وضو غسل جائز نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس پانی میں دوسری کوئی چیز مل کر اس کی شکل وصورت ہی یوں بدل دے کہ اس کا نام پانی نہ رہے بلکہ کوئی اور نام رکھنا پڑے اس سے غسل و وضو جائز نہیں مثلاً پانی میں رنگ اور مٹھاس ڈال دی جائے تو شربت بن گیا۔ اگر پانی میں نمک، مرچ اور دیگر مصالحہ جات ملائے جائیں تو شوربا کہلائے گا۔ ایسے پانی سے وضو جائز نہیں۔

مسئلہ: پانی میں زعفران گھول دیا تا کہ کپڑا رنگا جائے تو اس سے وضو جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر پانی میں پاک چیز مل جائے اسے پکایا نہ جائے اور نہ ہی اس کی رقت اور سیلان میں فرق آئے تو ایسے پانی کو پاک تصور کیا جائے گا۔ اگر چہ اس کا کوئی وصف بدل بھی جائے۔

مسئلہ: اگر پانی میں دودھ ملایا جائے۔ پانی پر دودھ کا رنگ غالب آ جائے تو وضوء درست نہیں۔ اگر پانی کا رنگ مغلوب نہ ہو تو درست ہے۔

مسئلہ: ویرانے یا جنگل میں اگر تھوڑا سا پانی دستیاب ہو مگر اس کے پلید ہونے کا یقینی ثبوت نہ ہو تو وضو وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ: کنوئیں میں درختوں کے پتے گر کر بدبو پیدا کر دیں۔ رنگ اور ذائقہ بھی بدل دیں تب بھی اس پانی سے اس وقت تک وضو اور غسل درست ہے جب تک پانی میں رقت برقرار رہے یعنی پانی پتلا ہے۔

دہ دردہ کی تعریف

جو حوض 20 گز لمبا اور پانچ گز چوڑا یا 25 گز لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ دس در دس کے حکم میں ہے۔

marfat.com

مسئلہ: اگر چھت کے نصف حصہ پر نجاست پڑی ہو۔ بارش کے پانی سے گھل مل کر پرنالہ سے پانی بہنے لگے تو پانی ناپاک ہے۔ اگر نصف سے کم ہو تو پانی پاک ہے۔ اگر نجاست کے قریب ہی پرنالہ ہو۔ بارش برسنے سے نجاست بہہ پڑے تو پانی نجس ہے۔

مسئلہ: تالاب ناپاک پانی سے بھرا پڑا تھا۔ پھر خشک ہو گیا۔ پھر بارشوں سے بھر گیا تو اب وہ پانی پاک ہے۔ کیونکہ دھوپ نے پہلے ناپاک پانی کو پاک کر دیا تھا۔

مسئلہ: اگر پانی بدبودار ہو گیا مگر معلوم نہیں کہ کسی نجاست کی وجہ سے ہے یا کھڑا رہنے کی وجہ سے ہے تو پانی پاک ہے۔

مسئلہ: اگر کسی تالاب میں پانی پر کائی جم جائے اور ہلانے سے پانی میں حرکت بھی محسوس ہو اور کائی بھی ہلتی نظر آئے تو پانی پاک ہے۔ وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر چھت پر بارش کے دوران پڑی ہوئی نجاست نیچے ٹپکنے لگے اور بارش کے بند ہونے کے بعد بھی پانی ٹپکتا رہے تو یہ پانی پاک ہے۔

مسئلہ: دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے برص کے سفید داغ پڑنے کا خطرہ ہے۔

مسئلہ: مچھر، مکھی، بھڑ، مچھلی، بچھو وغیرہ جن میں بہتا خون نہیں ہوتا۔ وہ پانی میں مر جائیں یا باہر سے مردہ ہو کر پانی میں گرائے جائیں تو ان سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ: پانی کے جانور مثلاً مچھلی، کیکڑا، آبی مینڈک وغیرہ اگر پانی میں مر جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ خشکی کے مینڈک جن میں خون جاری پایا جاتا ہے وہ پانی میں مر جائیں تو پانی پلید ہو جائے گا۔

مسئلہ: جن جانوروں کی پیدائش آبی نہ ہو بلکہ خاکی ہو۔ وہ پانی میں مر جائیں یا مردہ گرائے جائیں تو پانی ناپاک ہو جائے گا جیسے بطخ، مرغابی، قاز۔

مسئلہ: کچھوا، کیکڑا، مینڈک آبی پانی میں مر کر گل سڑ بھی جائیں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں تب بھی پانی پلید نہیں ہو گا۔ ہاں وہ پانی پینے کے استعمال میں نہ لایا جائے۔ فقط وضو اور غسل

marfat.com

کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: اگر جاری پانی دھیرے دھیرے چل رہا ہو تو تیزی کے ساتھ وضو نہیں کرنا چاہیے بلکہ آہستہ آہستہ کریں تاکہ مستعمل پانی آگے گزر جائے۔

مسئلہ: ناپاک بدن والا آدمی جیسے جب یا حیض ونفاس والی عورت جس کے بدن پر اب کوئی نجاست موجود نہ ہو یا کافر جس کا بدن خارجی نجاست سے مبرا ہو کنوئیں میں داخل ہوں تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اگر ان کے بدن پر نجاست لگی ہو تو پانی پلید ہو جائے گا اور کل پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ: مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: غسل یا وضو کے وقت مستعمل پانی کے چھینٹے پاک پانی میں کم مقدار میں گر جائیں تو اس سے وضو اور غسل درست ہے۔ (عالمگیری)

احکام استنجاء

دنیا میں جتنے بھی مذاہب موجود تھے یا ہیں کسی مذہب میں بھی اسلام اور نظام مصطفیٰ ﷺ جیسی خصوصیات موجود نہیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21) تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ سرور کونین ﷺ کی ہر ادا دین کا قانون بن گیا۔ امت کیلئے درس ہدایت بن گیا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ سرکار کی پوری زندگی کا ہر لمحہ آئین قدرت بن گیا۔ جس میں ہزاروں ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی فائدے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کی حیات طیبہ کی حسیں اداؤں کو فقہاء کرام نے یوں ترتیب دیا کہ طبعی حاجات جو ہر حال میں ہر انسان کیلئے ناگزیر ہیں ان کو ایک مستقل باب کا درجہ دے کر احکام استنجا کا نام دے دیا۔ اس باب کی ایک ایک کڑی جہاں ظاہری آداب کی آئینہ دار ہے وہاں روحانی اور باطنی جلوہ سامانیوں کی امین ہے۔ جہاں جسمانی فوائد کا لحاظ رکھا گیا ہے وہاں طبی اور حفظان صحت کا تحفظ بھی فراہم کیا گیا ہے۔

marfat.com

بیت الخلاء میں جانے کا انداز

رحمت عالم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے گھر سے پیدل چل پڑتے۔ آبادی سے دور کہیں جا کر جھاڑیوں کی اوٹ میں یا کسی آڑ میں تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی پردہ نہ ہوتا تو پردہ کیلئے دو جھاڑیوں کو کان سے پکڑ کر حکم فرماتے وہ زمین سے اکھڑ کر پردہ بنا دیتیں۔ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ایسی انگوٹھی جس پر کچھ اسلامی عبارت یا نام لکھا ہو یا تعویذ اپنے وجود سے دور کرنا چاہیے۔

یہ دعا پڑھ کر اندر داخل ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ اے اللہ! میں تجھ سے پلیدیوں اور ناپاکیوں کی پناہ مانگتا ہوں۔

سید عالم ﷺ اپنی امت کو یہ درس دے رہے ہیں کہ امت رسول ﷺ ایسے نازک لمحات میں اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کریں کہ اے کریم اب میں بے ستر ہونے والا ہوں۔ ایسے ماحول میں مجھے ظاہری اور باطنی مرئی اور غیر مرئی دونوں غلاظتوں سے آلودہ ہونے کا خطرہ ہے۔ ایسی بے بسی کے عالم میں جہاں میں تجھ سے اپنی زبان سے پناہ مانگنے سے بھی قاصر ہوں وہاں تو ہی میری دستگیری فرما اور مجھے ظاہری نجاست کی تلویث سے بھی بچا اور جنات کی خباثتوں سے بھی بچا۔

ایسے ہی بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کرے۔ اے مولا جس طرح میرے بدن سے ان نجاستوں اور غلاظتوں کو تو ہی دور کرنے والا ہے ایسے ہی میرے قلب و باطن اور روح کو اخلاقی اور روحانی ناپاکیوں سے مبرا فرما۔

لیٹرین میں جانے سے پہلے سر ڈھانپ لینا چاہیے۔ بایاں پاؤں اندر پہلے رکھیں۔ سر جھکا کر عاجزی کے ساتھ بیٹھیں۔ بائیں پہلو پر وزن کا رجحان ہو۔ بائیں رخسار کے نیچے الٹا ہاتھ رکھیں۔ جتنا جلدی ممکن ہو فراغت پائیں۔ تھوکنے سے پرہیز کریں کیونکہ بواسیر کا خطرہ ہے۔

بیت الخلاء میں بیٹھ کر اسلامی و دینی خیالات سے احتراز کریں۔ نہ قبلہ شریف کی طرف

marfat.com

منہ کر کے پیشاب کریں اور نہ قبلہ شریف کی طرف پشت کریں۔ اگر چار دیواری سے باہر رفع حاجت کا اتفاق ہو تو سخت زمین پر پیشاب نہ کریں تاکہ چھینٹیں نہ اڑیں۔ کسی جانور کے سوراخ میں پیشاب نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کوئی موذی جانور ہو جو تمہیں تکلیف دے یا عام کیڑے مکوڑے ہوں تو تم ان کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

چاند اور سورج چونکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیاں اور عظیم آیات ہیں۔ ان کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کریں۔ آدھے سر کو درد کا (درد شقیقہ) خطرہ ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ ایسی جگہ پر رفع حاجت نہ کریں جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہو۔ کسی سایہ دار درخت جو گزرگاہ وغیرہ پر ہو اس کے نیچے پیشاب کرنے نہ بیٹھیں۔ پانی میں پیشاب نہ کریں۔ جانوروں کے چارے وغیرہ کا خیال کرتے ہوئے پیشاب کی احتیاط کریں۔

استنجاء کن چیزوں سے کریں اور کن سے نہ کریں

مٹی کا پاک اور ستھرا ڈھیلا استعمال کر کے پھر پانی کا استعمال کریں۔ طہارت میں احتیاط ضروری ہے۔ مبالغہ سے پرہیز کرنی چاہیے۔ پتھر کے چکنے ڈھیلے سے پرہیز کریں۔ نوک دار اور کھردرے پتھر سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔ ہڈی، گوبر اور کوئلے سے سرکار نے منع فرمایا کیونکہ یہ جنات کی خوراک ہے۔ کاغذ، درختوں کے پتے، جانوروں کا چارہ استنجا سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔

پختہ اینٹ، ٹھیکری وغیرہ سے بھی اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ جن چیزوں سے نجاست زائل ہی نہ ہو ان کے استعمال کا فائدہ نہیں۔ نجاست تو زائل ہوسکتی ہو مگر مقام نازک پر خراش آنے کا خطرہ ہو تو بھی ممنوع ہے۔ بعض لوگ چھوٹے پیشاب کے قطروں کو خشک کرنے کیلئے مٹی کا ڈھیلا استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو درست ہے مگر عام بازاروں میں گلیوں میں بچوں اور عورتوں کے سامنے ٹہلتے ہوئے اس بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے باپردہ انداز میں قطروں سے خلاصی حاصل کریں۔

چھوٹا پیشاب کر کے بعض لوگوں کے چند قطرے اٹک جاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ

marfat.com

قطرے اٹھنے اور بیٹھنے سے نکل جاتے ہیں۔ بعض اوقات کھانسنے سے اور بعض دفعہ زمین پر پاؤں مارنے سے قطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال استبراء البول ضروری ہے مگر لوگوں کے سامنے ایسی حرکت بے حیائی کے مترادف ہے۔ اطباء اور حکماء کے نزدیک قبض ایک ایسی بیماری ہے جس کو ام الامراض کہتے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ کی سنت کے مطابق طبعی حاجت سے چھٹکارا حاصل کیا جائے تو بندہ ہزاروں امراض سے بچ جاتا ہے۔

جسمانی ورزش اور محنت ومشقت کرنے والے کا کھانا خوب ہضم ہو جاتا ہے۔ قبض سے بچ جاتا ہے۔ دفاتر میں جو لوگ زیادہ دیر تک بیٹھنے پر مجبور ہیں یا فارغ البال ہیں۔ کھانے ثقیل کھا کر مشقت نہیں کر پاتے وہ اس بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آج کل لیٹرینوں کا رواج عام ہے۔ لیٹرین میں بیٹھ کر زور آزمائی کرتے ہیں۔ بعض لوگ سگریٹ نہ لگائیں تو ان کی حاجب رفع نہیں ہوتی۔ قبض کی وجہ سے بواسیر کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کھانے میں جو کا موٹا آٹا استعمال فرماتے تھے۔ سرکار ہمیشہ کھانا چبا کر تناول فرماتے تھے۔ کیونکہ جو کام دانتوں کا ہے وہ آنتوں کو کرنا پڑے تو کھانا ہضم نہیں ہوگا۔ اس لیے سرکار دو عالم ﷺ زندگی بھر تساہل اور تن آسانی سے دور رہے۔ اپنے کام خود سرانجام دیتے رہے۔ جتنا کھانا تناول فرماتے اس سے کہیں زیادہ مشقت فرماتے حتیٰ کہ جب طبعی تقاضے کے مطابق حاجت محسوس فرماتے گھر سے چل پڑتے تاکہ جلد حاجت سے خلاصی ہو جائے اور آقائے کریم ﷺ نے ہر حال میں اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔

مقدس اور اہم مقامات کے قریب پیشاب کرنا منع ہے

مسجد، عیدگاہ، قبرستان اور وہ مقامات جہاں لوگ اجلاس کرتے ہیں۔ جاری پانی یا بند پانی، تالاب، حوض، کنوئیں، راستے، غسل خانے وغیرہ میں پیشاب کرنا منع ہے۔

مکروہ حرکتیں

دو مرد یا دو عورتیں ایک جگہ پر رفع حاجت کیلئے نہ بیٹھیں۔ نہ مرد، مرد کا ستر دیکھے نہ عورت، عورت کا ستر دیکھے۔ نہ اس دوران باتیں کریں۔ اذان کا جواب دینا۔ چھینک پر

marfat.com

الحمد للہ کہنا یا جواب دینا کسی کو سلام کا جواب دینا۔ دیر تک بیٹھے رہنا، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، شرم گاہ کو بغیر ضرورت کے دیکھنا، آسمان کی طرف دیکھنا، ادھر ادھر خواہ مخواہ دیکھنا، نیچے بیٹھ کر اونچی جگہ کی طرف پیشاب کرنا سخت منع اور ناپسندیدہ ہے۔

نوٹ: اسلام نے بعض چیزوں کے سرانجام دینے اور بعض سے بچنے کا حکم دیا ہے تاکہ جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاست کا ازالہ ہو اور روحانی طہارت کی طرف رغبت پیدا ہو۔ رفع حاجت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ سب تعریفیں اسی کے لائق ہیں جس نے مجھ سے دکھ دور کیا اور مجھے عافیت بخشی اور اس سے آسان ترین یہ دعا ہے۔ غُفْرَانَکَ یعنی تیری بخشش (کی طلب)۔

سبحان اللہ! ساری انسانیت پر کرم کرنے والے آقا ﷺ نے کیسی تعلیم اپنی امت کو عطا فرمادی ہے کہ بندہ ان کربناک لمحات سے گزر کر جسمانی غلاظت سے نجات پا گیا اور گندگی کی جگہوں پر خبیث روحوں کے ڈیرے ہوتے ہیں۔ اگر بندہ اللہ کی پناہ مانگے بغیر وہاں داخل ہو تو جنات کے شر کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے جب بندہ دونوں قسم کی خباستوں کے شر سے نجات پائے تو اسی کریم ذات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی حمد وثناء کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنی رحمتوں کے طفیل روح کو آلودہ کرنے والی ظاہری اور باطنی آلودگیوں سے بچائے رکھے اور جو لمحے اس کے ذکر کے بغیر گزرے ہیں ان سے درگزر کرے۔ اس لیے غفرانک کے مبارک الفاظ سے اپنی بخشش کی التجا کرے ورنہ ناشکروں میں شمار ہوگا۔

ضمیر کی آواز

بندہ اپنے ضمیر کی میٹھی، ملائم اور پیار بھری نصیحتوں سے بھاگتا جاتا ہے۔ کان میں روئی ٹھونس لیتا ہے۔ اس کی ایک نہیں سنتا مگر بھاگ کر جاتا کہاں ہے؟ نفس کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ نفس اس کو اپنے آہنی شکنجے میں کس لیتا ہے۔ ضمیر بھی قریب کھڑا اس کا تماشا دیکھتا ہے مگر پریشاں، حیران اور اداس تماشائی خوش ہو کر تالیاں بجانے کی بجائے مہربان ناصح کی طرح پھر اسے توبہ اور رُجوع اِلَی اللّٰہِ کا پیار بھرا درس دیتا ہے۔ اب بھی اگر بندہ

marfat.com

اپنے ماضی پر پشیمان ہو کر در توبہ پہ دستک دیتا ہے۔ گڑگڑاتا ہے، آنسوؤں کی نیاز پیش کرتا ہے تو کریم آقا اپنے مہربان نبی کے طفیل نفس کے دام ہمرنگ زمیں سے اسے خلاصی عطا فرماتا ہے۔ کاش بندہ نفس نامہرباں کے فریب پر پیچ کی دل آویزیوں کو پہچان کر بچ جائے اور ضمیر کی تلخ نوائیوں پہ کان دھرنے کا خوگر ہو جائے مگر اس کیلئے شیخ کامل کی رہبری کی ضرورت ہے جو نفس کے دلربا فریب سے آگاہ بھی کرے اور بچنے کا سلیقہ بھی سکھائے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْخٌ فَلَہُ الشَّیْطَانُ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

marfat.com

حیض ونفاس کا بیان

جو خون (بالغہ) نوجوان اور تندرست عورت کے رحم سے شرمگاہ کے راستے خارج ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔

مدت حیض

خون حیض کی کم سے کم مدت تین رات دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ جو عورت تین دن سے کم یا دس دن سے زائد خون دیکھے وہ خون حیض نہیں بلکہ استحاضہ کا خون ہے۔

پہچان

حیض کے چھ رنگ ہیں۔ سیاہ، سرخ، زرد، سبز، گدلا، خاکی۔ اگر سفیدی ظاہر ہو تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

ان رنگوں کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ خون آلودہ کپڑا خشک کر کے دیکھیں۔ مذکورہ چھ رنگوں میں سے کوئی رنگ ظاہر ہو تو حیض ہے ورنہ حیض نہ ہوگا یعنی کپڑا خشک ہونے کے بعد سفید ہو جائے تو حیض نہ ہوگا۔

حائض کے احکام

حیض والی عورت پر درجہ ذیل سات چیزیں حرام ہیں۔ نماز، روزہ، طواف کعبہ کرنا، قرآن شریف پڑھنا، قرآن مقدس کو چھونا، مسجد میں جانا، صحبت کرنا، حیض سے نماز کی مکمل معافی مل جاتی ہے۔ جب تک حیض سے عورت پاک نہ ہو جائے نماز کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ روزہ، عورت کیلئے ان ایام میں قدرت نے روزہ بھی معاف فرمایا مگر قضا شدہ روزوں کی قضا ادا کرنی پڑے گی۔ بہتر تو یہ ہے کہ رمضان شریف کے بعد پاکیزہ حالت میں گزشتہ روزوں کی قضا کرے۔ اگر زندگی میں کسی وقت قضا پوری کرے تب بھی جائز ہے۔

marfat.com

رخصت کا واقعہ

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حوا سلام اللہ علیہا جب زمین پر جلوہ گر ہوئے تو ایک دن حضرت حوا سلام اللہ علیہا نے عین حالت نماز میں خون محسوس کیا تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے حضرت جبرائیل امین سے پوچھا حضرت جبرائیل نے رب جلیل سے پوچھا تو رب العالمین نے فرمایا اس حالت میں نمازیں معاف ہیں۔ پھر پندرہ دن کے بعد روزہ کی حالت میں آپ نے خون دیکھا تو آدم علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ روزہ نہ رکھو۔ یہ آپ نے اپنے قیاس سے مسئلہ حل فرمایا مگر رب العزت نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام حضرت حوا سے فرماؤ کہ روزہ کی قضا کرے۔ عرض کی مولا ایسے کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز کی معافی ہمارے حکم سے ہوئی تھی اب تم نے اپنے قیاس سے مسئلہ بتایا ہے۔ اس لیے روزہ کی قضا کرنی پڑے گی۔

عورت دوران حیض کیا کرے

حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں بھی زبان پاک ہے۔ حائض کیلئے جائز ہے بلکہ پسندیدہ عمل ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے اور 60 مرتبہ استغفر اللہ پڑھے تو سرکار کے ارشاد گرامی کے مطابق اس کو اللہ تعالیٰ ہزار رکعت نفل کا ثواب دے گا اور ساٹھ ہزار گناہ بخش دے گا اور سات درجات جنت میں اس کے بلند کیے جائیں گے اور اسی طرح ایک اور فضیلت بھی حائض عورت کیلئے آئی ہے کہ اگر عورت حیض سے فارغ ہو کر غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔ دونوں رکعتوں میں ایک بار الحمد شریف اور تین تین بار قل ھو اللہ شریف پڑھے تو اس کے تمام گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جائیں گے اور آئندہ آنے والے حیض تک اس کے گناہ (صغیرہ) نہیں لکھے جائیں گے۔

مسائل حیض

عورت نے نماز شروع کی اور حیض آ گیا یا روزہ رکھا اور حیض آ گیا تو اسی وقت نماز توڑ دے۔ چونکہ ناپاکی کی حالت میں کوئی نماز جائز نہیں۔ اگر یہ نماز فرض تھی تو اس کی قضا نہیں۔

marfat.com

اگر نفل نماز تھی تو قضا کرے گی۔ روزے کی قضا لازمی ہے۔

طہر متخلل

حیض کی مدت میں دو بار خون آیا یعنی ایک بار تین دن سے زائد آ کر رک گیا۔ دو دن کے بعد سابقہ عادت سے پہلے پھر شروع ہو گیا تو یہ درمیانی وقفہ بھی حیض ہی شمار ہو گا۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت دس دن سے خون زیادہ دیکھے جبکہ اس کی عادت دس دن سے کم تھی تو اس کے حیض کی مدت اس کی قدیم عادت کے مطابق ہو گی اور اس سے زائد خون استحاضہ شمار ہو گا۔ مثلاً ایک عورت کی عادت آٹھ دن کی ہے اور کبھی اتفاق سے دس دن تک خون دیکھا تو اس شکل میں آٹھ یوم حیض کے شمار ہوں گے اور دو دن استحاضہ ہوں گے۔

مسئلہ: اگر حاملہ عورت حمل کے دوران خون دیکھے یا بچے کی پیدائش سے پہلے خون دیکھے تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ کا خون ہے۔ اگر دبر کی طرف کا خون پائے تو بھی استحاضہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر عورت خاص عادت والی ہو اور اسی عادت کے حساب سے خون ہر ماہ آتا ہو لیکن کسی مہینے میں اس کے خلاف خون آئے۔ مثلاً سات دن کی عادت تھی اور آٹھ دن خون آیا یا نو دن خون آیا تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ عورت کی سابقہ عادت بدل گئی ہے اور یہ پورا عشرہ حیض ہی تصور کیا جائے گا۔

قاعدہ: حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ بعض عورتوں کی مستقل عادت بن جاتی ہے۔ اس حساب سے خون آتا اور بند ہوتا ہے۔ ان کیلئے تو عادت کے دن حیض کے شمار ہوں گے اور باقی سب دن استحاضہ کے۔ مگر جن عورتوں کی کوئی عادت نہ ہو ان کیلئے پورے دس دن حیض کے ہوں گے اور اس سے زائد یا تین دن سے کم استحاضہ ہو گا۔

ضروری تاکید

استحاضہ کا خون نکسیر کی طرح ہی حکم رکھتا ہے۔ ان ایام میں عورتوں پر تمام احکامات لازم ہیں۔ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کریں۔ روزہ رکھیں۔ تلاوت کلام مجید دیکھ کر کریں یا زبانی کریں۔ مسجد میں داخل ہونا سب جائز ہے۔

marfat.com

مسئلہ: اگر کسی عورت کو کسی عرصہ سے مسلسل خون آ رہا ہو اور اسے یاد نہ ہو کہ حیض کے دن کون سے ہیں اور اس کی کوئی عادت بھی نہ ہو یا عادت کے باوجود بھول جائے تو اب وہ گمان غالب پر غور کرے اور عمل کرے یعنی جن دنوں کو پاکیزہ دن خیال کرے ان میں نماز و روزہ وغیرہ ادا کرے اور جن کو حیض شمار کرے ان میں ممنوعات کو ترک کردے۔

مسئلہ: حائضہ عورت کیلئے قرآن مجید، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی کتابیں یا ایسی تختی اور تعویز وغیرہ جس میں آیات قرآنی لکھی ہوں ان کو بغیر پردہ کے چھونا ناجائز ہے۔ قبرستان اور عیدگاہ وغیرہ جانا جائز ہے۔

بچوں کو تعلیم دینے والی عورت اگر حیض ونفاس کے ایام گزار رہی ہو تو ایک ایک کلمہ الگ الگ کر کے پڑھائے تو پڑھا سکتی ہے۔ دو کلمات کے دوران وقفہ کرے۔ یعنی آیت پوری نہ پڑھائے بلکہ آیت کے حصے کر کے پڑھائے یا ہجا کر کے پڑھائے۔ قرآن پاک کے علاوہ دیگر ذکر اذکار باوضو ہو کر خوب کرے۔

تنبیہ: حائض جنبی اور نفاس کے دن گزارنے والی عورت کو قرآن مجید چھونا جائز نہیں۔ اگر قرآن مجید پر ایسا غلاف ہو جو جلد سے جدا ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر غلاف یا چولی جو قرآن مقدس کے ساتھ سلی ہوئی ہو تو پھر چھونا ناجائز ہے۔

حائضہ سے مقاربت

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرہ)

اے پیارے نبی ﷺ آپ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ وہ ناپاکی ہے۔ پس عورتوں سے حیض کے دوران الگ رہو۔ جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریقے سے آؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اور اللہ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کو اور پاکیزہ

marfat.com

رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ حیض کے دوران عورتوں سے میل جول کے بارے میں افراط و تفریط کا شکار تھے۔ بعض حیض کے دنوں میں ان سے اتنی نفرت کرتے تھے کہ ان کے قریب بھی نہ جاتے تھے اور نہ ان کا پکا ہوا کھانا کھاتے اور بعض حد سے گزر کر ان دنوں میں بھی مقاربت کرتے۔ اسی طرح مشرکین عرب اور دیگر مجوس قبائل بھی بے قاعدگی کا شکار تھے۔

کملی والے کی شریعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ افراط و تفریط کے خاتمے کیلئے برسر پیکار ہے۔ اس لیے سرکار نے جو اصل حقیقت پر مبنی اور دین و دنیا کیلئے بھلائی کا راستہ تھا اس کی طرف رہنمائی فرمائی۔ حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ نے سرکار سے عرض کیا۔ پیارے آقا ﷺ فرمائیے سردی کا موسم ہے۔ کپڑوں کی قلت ہے۔ کیا ہم میاں بیوی حالت حیض میں ایک کپڑے میں سو سکتے ہیں۔ ان کے اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ جس میں صاف فرما دیا کہ یہ تو سراپا تکلیف ہے۔ (نماز کی سب سے بڑی کتاب) اس آیت سے یہ تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ حیض عورت کیلئے سراسر تکلیف کا باعث ہے۔ ممکن ہے بلکہ یقیناً مرد کیلئے بھی جماع کی صورت میں بیماری اور تکلیف کا باعث ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان دنوں میں عورت کو گھر سے نکال دیا جائے یا اس سے بول چال ہی ختم کر دی جائے۔

چونکہ رب ذوالجلال نے بندے کو پیدا کیا ہے اور اس کے تمام احوال سے وہی واقف ہے۔ اس لیے اس ذات نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل امت مسلمہ کو ان نتائج سے آگاہ فرما دیا جو انتہائی مضر اور خطرناک تھے۔ مرد و زن دونوں کیلئے کثیر بیماریوں کے خدشات تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مرد کو ایسی حالت سے ایسی نفرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو کہ پھر کبھی اس عورت کے نزدیک جانے سے ہی ہمیشہ کیلئے متنفر ہو جائے۔ اس لیے سرکار نے ابتدائے اسلام میں اس حد تک ڈرایا کہ جو شخص دوران حیض جماع کرے اس کو ساڑھے چار تولے سونا صدقہ کرنا پڑے گا۔ بشرطیکہ وہ صاحب حیثیت ہو۔ اگر صاحب استطاعت نہیں تو اس صورت میں اس کو توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

صدقہ کرنے کا حکم اس صورت میں ہے کہ جب خون حیض کا رنگ سرخ تھا۔ اگر زرد رنگ حیض کے دوران تھا تو پھر سوا دو ماشہ سونا صدقہ کرے۔ ہاں عورت اس گناہ اور کفارہ سے بری ہے۔ یہ ظلم مرد کی طرف سے روا رکھا گیا ہے تو کفارہ کا بندوبست بھی وہی کرے گا۔

مسئلہ: جو شخص حالت حیض میں جماع کو حلال تصور کرے وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ نص قطعی ہے اور نص قطعی کا منکر کافر ہے۔ ہاں اگر غلطی سے کوئی کر بیٹھے تو گڑگڑا کر معافی مانگے۔

دوران حیض استمتاع

حضرت امام ابو یوسف اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک حالت حیض میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک عورت سے لذت حاصل کرنا منع ہے۔ باقی سارے بدن سے لطف اندوز ہونا جائز ہے۔

مسئلہ: عورت اگر دس دن پورے کر کے پھر پاک ہوئی تو غسل سے قبل بھی جماع جائز ہے۔ اگر دس دن سے پہلے میں خون حیض بند ہوا تو اتنا وقت گزرنے کا انتظار کرنا چاہیے کہ ایک نماز کا پورا وقت درمیان سے گزر جائے۔ مثلاً عصر کے وقت خون بند ہوا تو شام کے بعد بغیر غسل کے بھی جماع جائز ہے۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ غسل کر کے صاف ستھرا ہو کر پھر جماع کیا جائے تا کہ ذوق سلیم پر کسی قسم کی نفرت کا اثر نہ پڑے۔

مسئلہ: اگر حیض عادت مقررہ سے کم مدت میں منقطع ہوا تو غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے۔ مثلاً ایک عورت کی عادت پانچ دن مقرر ہے اور ایک دن پہلے ہی خون بند ہو گیا یعنی پورے چار دن پر خون مکمل ختم ہوا تو ایک دن مزید انتظار کرنا واجب ہے۔

نفاس کا بیان

حیض اور نفاس کے احکام ایک جیسے ہیں۔

پیدائش بچہ کے بعد جو خون رحم سے جاری ہو اس کو نفاس کہتے ہیں۔ اس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہیں۔ چالیس دن سے زائد جو خون جاری رہے اس کو استحاضہ کہیں گے۔

marfat.com

خون استحاضہ کے دوران سب احکامات صحت مند عورت کے سے ہیں یعنی کوئی اس پر پابندی نہیں اور کوئی چیز اس پر منع نہیں فقط اتنی بات ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو تازہ کرنا پڑتا ہے۔

مسئلہ: اگر پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے۔ رحم سے خون جاری ہو تو یہ خون نفاس ہوگا۔ جتنی مدت تک جاری رہے عورت کی نماز معاف اور روزہ کی قضا لازم ہے۔ اگر خون رحم سے جاری نہ ہوا تو نفاس میں عورت پر نماز وروزہ اور دیگر احکام بدستور لاگو ہوں گے۔

مسئلہ: اگر بچہ نصف سے کم پیدا ہوا اور نماز کا وقت آخری لمحوں پر ہے اور ابھی تک خون جاری نہیں ہوا تو وہ عورت تیمم کر کے اشاروں سے ہی نماز ادا کرسکتی ہے تو ادا کر دے۔ اگر بچہ نصف سے زائد نکل چکا اور خون بھی جاری ہو گیا تو اس پر نماز معاف اور دیگر احکام نفاس والے لاگو ہوں گے۔

مسئلہ: جڑواں بچوں کی والدہ کا نفاس پہلے بچہ کی پیدائش سے معتبر ہے۔ اگر دو بچوں کی ولادت کے درمیان فاصلہ کی مدت چھ مہینے سے کم ہو تو جڑواں تصور کیے جائیں گے۔ اگر چھ ماہ پورے یا زائد کا فاصلہ ہو تو دو حمل قرار پائیں گے۔

سقوط حمل کا حکم

اگر حمل تقریباً چار ماہ کا ہو گیا ہو پھر ساقط ہونا شروع ہو جائے اور اس کے بعد خون جاری ہو جائے وہ خون نفاس تصور کیا جائے گا۔ اگر اسقاط چار ماہ سے پہلے ہی ہو گیا تو یہ خون حیض ہوگا۔ بشرطیکہ طہر کے پندرہ دن گزرنے کے بعد خون تین دن تک مسلسل جاری رہا ہو۔ اگر خون تین دن جاری نہیں رہا یا خون جاری تو تین دن ہی رہا ہو مگر طہر کے پندرہ دن نہیں گزرے تو یہ خون استحاضہ کہلائے گا۔

اگر حمل کے ساقط ہونے کے بعد خون جاری ہو مگر یہ معلوم نہیں کہ بعض اعضاء کی تخلیق کا ظہور ہو گیا یا نہیں۔ مثلاً حمل اندھیرے میں ساقط ہوا اور پھینک دیا گیا یا عورت ایام حمل کو بھول گئی تو اس عورت پر لازم ہے کہ جو دن اس کے خیال میں یقینی حیض کے ہوں ان میں نماز وروزہ کو ترک کر دے اور باقی دنوں کو استحاضہ خیال کر کے احکام اسلام کو جاری رکھے۔

marfat.com

معذور کا بیان

معذور کے احکام

مدنی سرکار جو نظام برپا کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں وہ نظام ساری دنیا کے نظاموں سے آسان اور قابل عمل ہے۔ شریعت مصطفیٰ ﷺ بنیادی طور پر ہی بڑی سہل ہے۔ مگر اس پر مزید لطف وکرم کی بات یہ ہے کہ جو کوئی عذر صحیح کی وجہ سے احکام شریعت پر عمل نہ کر سکے اس کے لئے اور آسان ترین طریقے بھی ہیں۔ جس کا عذر ایک نماز کے کامل وقت کو گھیر لے وہ شریعت کی نظر میں معذور کہلائے گا۔ بشرطیکہ عذر کو دور کرنے پر مختار نہ ہو۔ مثلاً کسی کو نکسیر آئے یا عورت کو استحاضہ کا عارضہ لاحق ہو جائے یا قطرات البول مسلسل جاری ہو گئے یا ریح کا تسلسل نماز کے پورے وقت کو محیط ہو جائے اور بندہ اپنے عذر میں مکمل بے بس ہو۔

معذور کا حکم

معذور کے لئے یہ رخصت ہے کہ وہ عذر کے باوجود ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے۔ کیونکہ ایک وضو کے ساتھ کئی فرض نمازیں وہ نہیں پڑھ سکتا جیسے صحت مند کر سکتا ہے۔ ہاں ایک وقت کے فرض، واجب، قضا اور نوافل ادا کر سکتا ہے۔

اگر نماز کا وقت گزر جائے تو خود بخود وضو بے اثر ہو جائے گا۔ دوسرے وقت کے لئے نیا وضو کرنا پڑے گا۔ بے شک اس کی ہوا مسلسل خارج ہوتی رہے یا استحاضہ جاری رہے یا نکسیر اور قطرات البول چلتے رہیں۔ ان چیزوں کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا جس کا جو عذر ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ دوسرے نواقض وضو سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

خون استحاضہ والی عورت ظہر کا وضو کر کے ابتدائے عصر تک جو چاہے پڑھ سکتی ہے۔ وقت عصر شروع ہوگا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ بشرطیکہ اس وقت میں کوئی دوسرا ناقض وضو نہ پایا جائے۔ اگر کسی کا عذر درمیان وقت میں اتنی دیر کے لئے جاتا رہتا ہو کہ وضو کر کے نماز ادا کر

marfat.com

سکتا ہو تو وہ معذور نہیں تصور کیا جائے گا۔ ہاں اگر اتنی دیر سے کم وقت کے لئے عذر ختم ہوتا ہو تو وہ معذور ہی ہے۔

عذر کا یہی مطلب ہے کہ بندہ اپنے عذر کو دور کرنے میں بے اختیار ہو تو اس بے بسی کے عالم میں قدرت اس کی عبادت اپنی بارگاہ عالی میں قبول کرے۔ مثلاً ایک شخص وضو کر کے پاکیزہ کپڑوں کے ساتھ نماز شروع کرے۔ دوران نماز اس کے کپڑے چھوٹے پیشاب سے پھر ناپاک ہو جائیں تو اس کو بار بار کپڑے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں ناپاک کپڑوں میں اپنی حاضری مکمل کر دے۔ رب کریم اس کو وہی ثواب عطا کرے گا جو پاکیزہ کپڑے والے کا ہے۔ کیونکہ وہ بار بار کپڑے پاک کر کے حاضری سے مجبور ہے۔

marfat.com

وضو کا بیان

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ (المائدہ: 6)

"اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں کو دھوؤ"۔

یہ آیت مبارکہ 5 ھ میں نازل ہوئی۔ اس سے قبل بھی وضو کا طریقہ حضرت جبرائیل امین نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا جبکہ وحی اول کا نزول ہوا تھا۔ مگر اس آیت کے نزول کے بعد یہ طریقہ اور اس کے اندر فرائض اور سنن کا تعین ہو گیا۔

فرائض وضو

احناف کے نزدیک وضو میں چار چیزیں فرض ہیں جن کو مذکورہ بالا آیت میں نازل کیا گیا ہے۔

1۔ چہرہ کا دھونا۔ لمبائی میں بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک۔

2۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

3۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

4۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک وضو میں چودہ باتیں سنت ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

1۔ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَلَا یَغْمِسَنَّ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰى یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا

marfat.com

فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدَهٗ۔

"جب بھی تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اس وقت تک پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار پانی سے دھو نہ لے۔ کیونکہ اسے کیا خبر کہ سوتے میں اس کے ہاتھ کہاں لگتے رہے ہیں"۔

2۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ یا فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

سرکار نے فرمایا لَا وَضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یُسَمِّ جس نے بسم اللہ پڑھ کر وضو نہ کیا اس کا وضو نہیں۔ یعنی جو شخص بسم اللہ شریف کے بغیر وضو شروع کرے وہ تسمیہ کی فضیلت سے بھی محروم ہو گیا اور وضو کی کامل برکت سے بھی محروم ہو گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا وضو ہوا ہی نہیں۔

3۔ مسواک کرنا: مسواک وضو کی سنت ہے نہ کہ نماز کی۔ یعنی جب بھی وضو کیا جائے تو مسواک سے وضو کیا جائے۔ سید عالم ﷺ کو مسواک سے اتنا پیار تھا کہ زندگی بھر مسواک سے محبت فرمائی۔ یہاں تک کہ زندگی کا آخری عمل یہی سنت مسواک ہی تھا۔

4۔ ناک میں پانی ڈالنا۔

5۔ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

6۔ کلی کرنا۔

7۔ وضو کی نیت کرنا۔

8۔ ترتیب کا لحاظ کرنا یعنی پہلے ہاتھ دھونا، کلی کرنا، پھر ناک میں پانی ڈالنا اور منہ دھونا۔

9۔ لگاتار وضو کرنا یعنی پہلے عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرے عضو کو دھونا۔

10۔ داڑھی میں خلال کرنا۔

11۔ پاؤں کی انگلیوں میں اس انداز سے خلال کرنا کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے دائیں پاؤں میں خلال کرے پھر بائیں پاؤں کی چھنگلی تک خلال کرے۔

12۔ سارے سر کا مسح کرنا۔

marfat.com

13۔ کانوں کا مسح کرنا۔

14۔ ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے وضو کر کے ارشاد فرمایا۔ ایک مرتبہ وضو کے اعضاء کو دھونا یہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ یعنی ان اعضاء کا دھونا ضروری ہے۔ دو دو مرتبہ ان اعضاء کو دھو کر فرمایا کہ یہ وضو ہے جو دگنا اجر چاہے اور تین تین مرتبہ دھو کر فرمایا یہ میرا اور تمام نبیوں کا وضو ہے۔ جو اس پر زیادتی یا کمی کرے وہ ظلم کرتا ہے اور حد کو توڑتا ہے۔ (ہدایہ)

سر اور کانوں کے مسح کا طریقہ

سر اور کانوں کے مسح کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں اور انگلیوں کو نئے پانی سے تر کر کے پہلے سر کی اگلی جانب سے گدی تک اس طرح کھینچے کہ دونوں ہاتھوں کی چھ انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی رہیں اور ہتھیلیاں متصل نہ رہیں۔ پھر لوٹاتے وقت ہتھیلیاں وسط سے متصل رہنی چاہئیں۔ اس کے بعد شہادت کی دونوں انگلیوں سے دونوں کانوں کے اندر اور انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے باہر مسح کرے اور پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے۔ گردن اور کانوں کے مسح کیلئے جدید پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ سر کے مسح کیلئے جو پانی لیا گیا ہے وہی گردن اور کانوں کے مسح کیلئے کافی ہے۔

مستحبات وضو

وضو کے سترہ مستحبات ہیں۔ مستحب کی جمع مستحبات ہے۔ اس کا معنی ہے پسندیدہ عمل۔

1۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کرنا۔

2۔ مٹی کے برتن کو وضو کیلئے استعمال کرنا۔

3۔ وضو کا لوٹا وغیرہ بائیں طرف رکھنا۔

4۔ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔

5۔ ناک صاف کرنے کیلئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا۔

marfat.com

6۔اعضاء کو ملنا۔

7۔نمازوں کے اوقات سے قبل وضو کرنا۔

8۔انگوٹھی کو حرکت دینا۔

9۔درود وسلام پڑھنا۔

10۔گردن کا مسح کرنا۔

11۔ہر عضو کو دھوتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا۔

12۔وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

13۔اعضائے مقررہ کو معین حدود سے زائد دھونا۔

14۔دونوں پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔

15۔بغیر عذر وضو کیلئے دوسرے سے مدد نہ مانگنا بلکہ وضو خود کرنا۔

16۔وضو کی مسنون دعائیں پڑھنا۔

وضو کے دوران دعاؤں کا تذکرہ

وضو کی ابتدا میں بسم اللہ شریف پڑھنے سے بندے کی ہڈیاں بھی پاک ہو جاتی ہیں۔

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

''اے اللہ پاک قرآن مقدس کی تلاوت پر اور اپنے ذکر و شکر پر اور حسن عبادت پر میری امداد فرما''۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ۔

''اے مولا کریم مجھے بوئے جنت سے بہرہ ور فرما اور بد بوئے جہنم سے بچا''۔

منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔

marfat.com

''اے مولائے پاک میرا چہرہ روشن فرما جس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے۔

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

''اے مولائے کریم! میرا نامہ عمل میرے دائیں ہاتھ میں دے دے اور میرا حساب آسان فرما''۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔

''اے اللہ! میرا نامہ عمل میرے بائیں ہاتھ میں نہ عطا فرمانا اور نہ ہی پشت کے پیچھے سے''۔

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ۔

''اے اللہ! مجھے اپنے عرش عظیم کا سایہ مرحمت فرمانا جس دن تیرے عرش کے سوا کسی شے کا سایہ نہ ہوگا''۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه۔

''اے اللہ! مجھ کو ان لوگوں میں سے فرما جو اچھی بات سن کر اس کی پیروی کرتے ہیں''۔

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

''اے اللہ! میری گردن کو آگ سے آزاد فرما''۔

دایاں پاؤں دھونے کی دعا۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَى الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

''اے میرے اللہ! مجھے اس دن ثابت قدمی عطا فرمانا جس دن پاؤں پھسلیں گے''۔

marfat.com

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَ تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔

"اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما۔ میری کوشش کو کامیاب ومقبول فرما اور میری تجارت کو بربادی سے بچا"۔

وضو کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

"اے اللہ پاک مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ مجھے پاکیزہ لوگوں میں شامل فرما۔ اے اللہ میرے پاپ معاف فرما۔ میرے گھر کو وسعت عطا فرما اور میرے رزق کو میرے لئے مبارک فرما"۔

وضو کے مکروہات

بارہ چیزیں وضو میں مکروہ ہیں۔

مکروہ کا معنی ناپسندیدہ ہے یعنی وضو کرنے والا محنت کے باوجود اپنی حرکتوں کو ناپسندیدہ کر کے محنت ضائع کر دیتا ہے۔

1۔ ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا۔

2۔ ضرورت سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنا۔

3۔ دوران وضو دنیاوی باتیں کرنا۔

4۔ بغیر ضرورت کے بار بار مسح کرنا اور ہر بار نیا پانی لینا۔

5۔ مسجد کے اندر وضو کرنا۔

6۔ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔

7۔ کسی برتن کو اپنے لیے خاص کرنا۔

8۔ کلی کے لئے یا ناک میں پانی ڈالنے کیلئے بائیں ہاتھ سے پانی لینا۔

marfat.com

9۔ بغیر عذر کے دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
10۔ وضو کے استعمال شدہ پانی میں تھوکنا یا ناک سنکنا (رینٹھ پھینکنا)
11۔ منہ پر پانی کے چھینٹے زور سے مارنا۔
12۔ پاؤں دھوتے وقت ان کو قبلہ کی طرف سے نہ پھیرنا۔

نواقض وضو

درجہ ذیل وہ عمل ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

1۔ سبیلین یعنی انسان کے دونوں راستوں سے جو بھی نجس شے خارج ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

2۔ جسم کے کسی حصہ سے بھی خون، پیپ وغیرہ کا نکل کر اپنے مخرج سے جدا ہو جانا اور بہہ پڑنا۔

3۔ منہ بھر کر قے آنا۔

4۔ بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

5۔ نشہ میں دھت ہو کر مدہوش و بے ہوش ہو جانے سے۔

6۔ ٹیک لگا کر یا تکیہ کے سہارے سونا کہ اگر تکیہ کو ہٹا دیا جائے تو بندہ گر جائے۔

7۔ بالغ آدمی کا نماز کے اندر جان بوجھ کر یا بھول کر قہقہہ لگانا وضو کو توڑ دیتا ہے۔ نماز رکوع و سجود والی ہو (نماز جنازہ اس سے خارج ہے)

8۔ مرد اور عورت کی شرم گاہوں کا بلا حائل باہم مل جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نواقض وضو کی تفصیلات وتشریحات

پاخانہ یا پیشاب کی جگہ سے پلید چیز خارج ہو۔ اس سے وضو جاتا رہتا ہے مثلاً پیشاب، پاخانہ، مذی، ودی اور ریح وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُنْقِضُ الْوُضُوْءَ اِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ قُبُلٍ اَوْ دُبُرٍ۔ رسول اعظم ﷺ نے فرمایا آگے اور پیچھے کے مقام سے

marfat.com

کچھ خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

خون اور پیپ بدن سے نکل کر اپنی جگہ سے بہہ پڑیں تب وضو ٹوٹتا ہے۔ اگر اتنی مقدار میں نکلا کہ وہیں رک کر جم گیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

یکبارگی قے منہ بھر کر آئے یا تھوڑی تھوڑی آئے اور اس کا اندازہ منہ بھر قے کے برابر ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

ٹیک لگا کر سونے سے وضو اس صورت میں ٹوٹے گا جبکہ اگر ٹیک ہٹا دی تو بندہ گر جائے اور فوراً سنبھل نہ سکے۔ اگر آدمی اونگھ رہا ہو اور باتیں سن کر پوری طرح سمجھ رہا ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

دیگر متفرق مسائل

مسئلہ: محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر غالب گمان ہو ٹوٹنے کا تو دوبارہ وضو کیا جائے ورنہ نہیں۔ گمان غالب کا مطلب یہ ہے کہ وہ قسم تو نہ کھا سکے مگر ایک طرف اس کا رجحان زیادہ ہو۔ دوران وضو کسی عضو کے دھونے کے بارے میں شک ہو تو دھو ڈالے۔ وضو مکمل کرنے کے بعد محض وسوسہ پیدا ہو تو اس پر توجہ نہ دے۔

مسئلہ: چھوٹے پیشاب کی جگہ سے ریح (ہوا) خارج ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا کیونکہ وہ نجس نہیں۔ اگر پاخانہ کی جگہ سے کیڑے نکلیں تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر پیشاب کی جگہ سے کیڑا برآمد ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ زخم کے اندر سے کیڑا یا پتھری نکلے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: آنسوؤں اور پسینہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں جو پانی آنکھ، ناک، کان یا ناف سے درد کے ساتھ نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ زخم کی پٹی سے خون یا پانی کی تری واضح طور پر ظاہر ہو گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ تھوک میں خون شامل ہو کر تھوک کو غالباً سرخ کر دے تو وضو گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: مچھر یا کھٹمل کے خون چوسنے سے وضو نہ جائے گا۔ جونک چوسے تو وضو ٹوٹ گیا۔ چیچڑی اگر چھوٹی ہو تو مچھر کے حکم میں ہے اگر بڑی ہو تو جونک کے حکم میں ہے۔ اس کے

marfat.com

خون چوسنے سے وضوٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نہر میں حوض میں یا بارش میں غسل کے دوران اعضاء وضو پانی سے دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا۔ خواہ ارادہ ہو یا نہ ہو (کیونکہ وضو میں نیت شرط نہیں) ایسی صورت میں وضو کا ارادہ کر لینا چاہیے تاکہ اچھے عمل کی نیت کا ثواب بھی مل جائے۔

مسئلہ: اگر ناخن میں آٹا یا کوئی ذی جرم چیز لگ کر خشک ہو جائے تو اس کو اتار کر وضو اور غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: عورت کی شرم گاہ سے کیڑا یا پتھری نکلے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ خواہ فرج سے ہو یا دبر سے۔ اگر فرج سے خالص رطوبت بے آمیزش خون تری نکلے اس سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ اگر وہ کپڑے سے لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ: مرد یا عورت کے پیٹ میں زخم ہو اس سے ہوا خارج ہو تو وضو نہ جائے گا۔ بشرطیکہ زخم جھلی تک گہرا ہو۔

مسئلہ: مرد نے آلہ تناسل کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی وہ لوٹ کر واپس نکل آئی تو وضو ٹوٹے گا۔ حقنہ لیا اور دوائی باہر نکل آئی یعنی قبض کشائی کیلئے یا کسی اور وجہ سے دبر میں دوائی کی کلک ڈالی اور وہ واپس آ گئی تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: مرد نے ذکر کے سوراخ میں (یعنی آگے کی طرف) روئی اندر ڈالی وہ اوپر سے خشک تھی۔ نکالی تو تری ساتھ تھی، روئی نکالتے ہی وضوٹوٹ گیا۔ یونہی عورت نے آگے کی طرف کپڑا اندر رکھا فرج خارج میں اس کپڑے پر کوئی اثر نہیں۔ جب نکالا تو خون یا نجاست کی تری ظاہر ہوئی تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ: آنکھ یا کان کے اندر دانہ تھا، پھٹ کر رطوبت اندر ہی اندر پھیلی۔ کسی ایسی جگہ تک پانی نہ پہنچا جس کا دھونا فرض تھا تو وضو نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: ناک یا کان میں تیل ڈالنے کے بعد دوسرے دن تیل کے ظاہر ہونے سے وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: چھالا نوچ دیا اگر پانی بہہ گیا تو وضو گیا ورنہ نہ گیا۔

marfat.com

مسئلہ: بلغم کی قے سے وضو نہ ٹوٹے گا خواہ جتنی بھی ہو۔

مسئلہ: پانی پینے سے معدے کے اندر سے قے آئے۔ اگر وہ منہ بھر آئے یعنی اتنی آئے کہ قابو میں نہ آ سکے تو وضو ٹوٹ گیا اور پانی نجس ہے۔ اگر معدے میں نہ پہنچا تھا فقط سینہ پر کھڑا تھا کہ اچھو کا لگا تو پانی نکل آیا تو وہ پانی ناپاک نہیں نہ اس سے وضو ٹوٹے گا۔

مسئلہ: قے میں فقط کیڑا یا سانپ نکلے تو وضو نہ ٹوٹا۔ اگر ساتھ کچھ رطوبت بھی ہو تو وضو ٹوٹ گیا بشرطیکہ رطوبت منہ بھر ہو ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا۔ البتہ نماز یا سجدہ باطل ہے۔

مسئلہ: اگر اتنی آواز سے نماز کے اندر ہنسا کہ پاس والوں نے ہنسی کی آواز نہیں سنی۔ اس نے خود سنی ہے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: مرد عورت کی شرم گاہ سے آلہ بغیر تندی کے ملائے تو مرد کا وضو نہ جائے گا۔ عورت کا ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: سوتے میں منہ سے رال ٹپکے اگرچہ پیٹ سے آئے۔ خواہ بدبودار ہی ہو ناپاک نہیں۔

مسئلہ: مردے کے منہ سے جو پانی بہے پلید ہے۔

مسئلہ: دودھ پیتے بچے کی قے اگر سینہ سے دودھ پلٹ کر واپس آئے تو ناپاک نہیں۔ اگر معدے سے نکلے تو ناپاک ہے۔

مسئلہ: چلو میں پانی لیا۔ اور اگر حدث لاحق ہو گیا یعنی ہوا وغیرہ خارج ہوئی تو وہ پانی بے کار ہے۔

مسئلہ: منہ سے اتنا خون نکلا کہ خون آلودہ تھوک سرخ ہو گیا۔ اگر برتن میں سے کلی کیلئے پانی یا منہ لگا کر۔ تو برتن لوٹا یا کٹورا منہ لگا کر کلی کا پانی لینے کی وجہ سے ناپاک ہو گئے۔ پانی بھی ناپاک۔ اس طرح چاہیے کہ چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کلی کے کیلئے پانی لے۔ (بہار شریعت ص 24,2)

marfat.com

غسل کا بیان

امت مسلمہ ہر کام میں در مصطفیٰ ﷺ کی حاضری کی محتاج اور دریوزہ گر ہے۔ یہی بات خالق ارض وسما کو پسند ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی سنت اور طریقہ تا قیامت زندہ رہے۔

چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کملی والے محبوب ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو یوں ابتدا فرماتے۔ پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کا سا وضو فرماتے۔ پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑیں تر فرماتے۔ پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے۔ پھر تمام بدن پر پانی بہاتے۔ (متفق علیہ)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار کے غسل کیلئے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا۔ سرکار نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر ڈال کر دھویا۔ پھر استنجا فرمایا۔ پھر ہاتھ زمین پر مار کر ملا اور دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ اور ہاتھ دھوئے۔ پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر پانی بہایا۔ پھر اس جگہ سے الگ ہو کر پاؤں مبارک دھوئے۔ اس کے بعد میں نے بدن پونچھنے کیلئے کپڑا دیا تو سرکار نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔

سرکار نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔

سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے۔ وہ حیا اور پردہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ کرنا لازم ہے۔ سرکار نے ایک آدمی کو کھلے میدان میں نہاتے دیکھ کر محسوس فرمایا اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر مذکورہ بالا خطبہ ارشاد فرمایا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور روز محشر پر یقین رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر تہبند باندھے نہ جائے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں

marfat.com

نہ بھیجے۔

آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا فرشتے تین شخصوں کے قریب نہیں جاتے۔ (1) کافر کا مردہ۔ (2) خلوق یعنی وہ خوشبو جو زعفران سے بنائی جاتی ہے مگر مردوں پر حرام ہے۔ (3) اور جب یعنی ناپاک بدن جو بلا وجہ غسل میں تاخیر کرے اور وضو بھی اس سے پہلے نہ کرے۔ یعنی غسل میں اگر تاخیر کا ارادہ ہو تو استنجا اور وضو کر لینا چاہیے۔

غسل کی قسمیں

غسل کی چار قسمیں ہیں:۔ فرض، واجب، سنت، مستحب

غسل فرض کی تین قسمیں ہیں:۔ (1) غسل جنابت۔ (2) حیض سے پاک ہونے کے بعد۔ (3) نفاس سے پاک ہونے کے بعد کا غسل۔

غسل فرض کی حکمت

سرکار مدینہ کے صدقے رب العزت نے اس امت کو جو نظام حیات بخشا ہے اس میں ظاہری اور جسمانی فوائد کے ساتھ ساتھ باطنی اور روحانی فوائد کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام و مذاہب اس حکمت سے نا آشنا ہیں۔ تبھی تو کفار کیلئے ناک میں پانی چڑھانا سب سے بڑی مصیبت ہے اور آج کی متمدن دنیا کے لوگ جو زمین کی وسعتوں اور گہرائیوں سے داد تحقیق لیتے ہوئے مریخ و مشتری کے اسرار تک جا پہنچے ہیں مگر آج بھی غسل سے گھبراتے ہیں۔ جسمانی بدبو زائل کرنے کیلئے غسل کی بجائے پرفیوم اور سپرے استعمال کرتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اَلْاِسْتِحْمَامُ نِصْفُ الصِّحَّہ۔ غسل آدھی صحت ہے۔ اَلنَّظَافَةُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔

جماع کے بعد مرد و زن پر ایک لذت مآب ضعف سا چھا جاتا ہے۔ قدرے نقاہت سی آ جاتی ہے۔ سستی اور غنودگی طاری ہو جاتی ہے مگر غسل کرنے کے بعد بدن آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایک کیف سا محسوس بھی ہوتا ہے۔ کامیاب ادائیگی فریضہ زوجیت کے

marfat.com

بعد روحانی نشاط سا محسوس ہوتا ہے۔ اگر دوبارہ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کا پروگرام ہو تو میاں بیوی دونوں استنجا کر لیں اور نماز کا سا وضو کریں۔ اس سے دوبارہ ایک نئی قوت ملے گی۔ اعضاء رئیسہ نشاط سے لبریز ہو کر قوت سے بھرپور ہو جائیں گے۔ کیونکہ مادہ منویہ سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک کشید ہو کر خارج ہو جاتا ہے۔ قدرت نے جس طرح خوراک اور ادویات کے ساتھ طاقت کی بحالی کا نظام بنا رکھا ہے اسی طرح صحت مند آب و ہوا کے استعمال سے بھی جسمانی قوتیں ترقی پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ظاہری جسم سے نجاست دور ہوتی ہے تو روح کو تسکین اور بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ ملائکہ کا قرب میسر آتا ہے۔ غالباً اسی لیے سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں جنبی یعنی ناپاک بدن والا آدمی ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا یعنی دانستہ طور پر بلا عذر تاخیر کرنے والا قرب ملائکہ سے محروم رہتا ہے۔ روحانی دنیا سے دوری ناپسندیدہ ہے اور صاف ستھرا رہنے والا آدمی ظاہری و باطنی لطافتوں سے مالا مال ہوتا ہے۔

طریقہ غسل اور آداب غسل

اسلام میں حیا کو اہم مقام حاصل ہے۔ بے حیائی سے اسلام کو نفرت ہے۔ اسی لیے سرکار نے فرمایا اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

غسل کیلئے پردے کا اہتمام لازمی ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو پیکر حیا ہیں۔ آپ چاردیواری کے اندر بھی ستر ڈھانک کر غسل فرماتے تھے۔ اس حد تک احتیاط کرتے کہ کوئی جاندار بھی ان کو بے پردہ نہ دیکھے۔ کھلے میدان میں جہاں آبادی ہو اور لوگوں کے سامنے بے پردہ ہونے کا احتمال ہو ایسی جگہ پر غسل کرنا حرام ہے۔ اگر مرد ناپاک ہو اور ایسی جگہ پر غسل کرنا ناگزیر ہو جہاں مردوں سے بے پردہ ہونا لازم ہو تو پھر بھی غسل کرنا لازم ہے۔ اگر عورت عورتوں کے سامنے بے پردہ ہوئے بغیر غسل نہ کر سکے تو غسل کرنا ضروری ہے۔ تیمم سے کام نہیں چلے گا۔ اگر اس کے برعکس معاملہ ہے یعنی عورت مردوں کے سامنے بے پردہ ہوئے بغیر اور مرد عورتوں کے سامنے بے پردہ ہوئے بغیر غسل نہیں کر سکتا تو تیمم کریں۔ یہ حکم

marfat.com

اس صورت میں ہے کہ تاخیر کرنے سے نماز قضا ہونے کا خطرہ ہے تو تیمم کریں۔

مسئلہ: کھڑے پانی میں غسل اندر گھس کر نہیں کرنا چاہیے۔ الگ بیٹھ کر کسی برتن سے غسل کریں۔

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں

1- غرغرہ کرنا۔ 2- ناک میں پانی ڈالنا۔ 3- پورے بدن کو پانی سے تر بتر کرنا۔

غسل کی سنتیں

1- دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔ 2- غسل سے پہلے شرمگاہ کا دھونا خواہ نجاست نہ بھی لگی ہو۔ 3- نماز کا سا وضو کرنا۔ 4- پہلے دائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی بہانا پھر بائیں کندھے پر تین بار پھر سر سے لے کر پاؤں تک سارے جسم پر پانی ڈالنا۔ 5- نہاتے وقت قبلہ رو نہ ہونا۔ 6- تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا۔ 6- دوران غسل گفتگو نہ کرنا۔ 7- اور کوئی دعا بھی ننگے بدن نہ پڑھنا۔ 8- نہا کر فوراً کپڑے پہن لینا عورتوں کیلئے زیادہ مناسب ہے۔

غسل کے مستحبات

1- ہاتھ دھوتے وقت بسم اللہ شریف (دل میں) پڑھنا۔ 2- نجاست دور کرنے کی نیت کرنا۔ 3- ضرورت سے کم وبیش پانی صرف نہ کرنا۔ 4- غسل کے بعد تولیہ سے بدن خشک کرنا۔ 5- اگر ستر کھلا ہو تو قبلہ شریف کی طرف منہ نہ کرنا چاہیے۔ اگر ڈھکا ہوا ہو تو کچھ حرج نہیں۔

غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے

مسئلہ: کسی کو خواب میں احتلام ہوا۔ منی خارج ہونے سے قبل بیدار ہو گیا اور آلہ خاص کو پکڑ لیا تاکہ مادہ خارج نہ ہو۔ پھر جب جوش جاتا رہا تو چھوڑ دیا لیکن منی کا قطرہ پھر بھی خارج ہو گیا تو غسل واجب ہے۔

مسئلہ: دوران نماز شہوت سے منی اترتی ہوئی محسوس ہوئی خارج ہونے سے پہلے نماز مکمل کر لی تو نماز ہو گئی۔ اب قطرہ خارج ہوا تو غسل واجب ہو گیا۔

marfat.com

مسئلہ: کھڑے کھڑے یا راہ چلتے یا بیٹھے ہوئے بندہ سو گیا۔ آنکھ کھلنے پر مذی یعنی تری پائی تو غسل واجب ہو گیا۔

مسئلہ: عورت کو خواب میں احتلام ہوا جب تک منی فرج داخل سے نہ نکلے غسل واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ: لڑکا احتلام کے ساتھ بالغ ہوا تو غسل واجب ہے۔

مسئلہ: منی کا اپنے محل سے شہوت کے ساتھ ٹپک کر عضو خاص سے خارج ہونا غسل کی فرضیت کا سبب ہے۔

مسئلہ: اگر شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے نیچے گرنے یا کسی بیماری کے باعث منی خارج ہو تو غسل فرض نہ ہو گا۔

مسئلہ: اپنے محل سے تو منی شہوت کے ساتھ ہی جدا ہوئی مگر آدمی نے اپنے آلہ خاص کو پکڑ لیا۔ جب شہوت کا زور ٹوٹ گیا اور سکون ہو گیا۔ اب منی خارج ہو گئی تو بھی غسل فرض ہے۔

مسئلہ: اگر کچھ منی شہوت کے ساتھ برآمد ہوئی اور آدمی نے سونے سے قبل یا چھوٹا پیشاب کرنے سے قبل یا چالیس قدم چلنے سے پہلے غسل کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کے بعد دوبارہ منی کا کچھ حصہ خارج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہے کیونکہ اسی کا بقیہ حصہ ہے جو شہوت کے ساتھ اپنے مقام سے جدا ہوئی تھی جو نماز پڑھ چکا ہے وہ ہو گئی۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر چالیس قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد غسل کیا پھر منی بغیر شہوت کے نکلی تو غسل ضروری نہیں اور یہ پہلی کا بقیہ تصور نہ کیا جائے گا۔ (بہار شریعت جلد 2، صفحہ 31)

اگر مذکورہ بالا امور کے پائے جانے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے پھر منی ظاہر ہو تو غسل واجب نہیں کیونکہ یہ اس کا بقیہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ دوبارہ نکلنے والی منی شہوت کے ساتھ نہ نکلے۔

مسئلہ: سوتے میں احتلام ہوا۔ بدن یا کپڑے پر تری کے نشان ہیں۔ اس تری کو منی یا مذی ہونے کا احتمال ہو یا یقین ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ اگر یقین ہو کہ نہ یہ منی ہے اور نہ ہی مذی ہے بلکہ پسینہ یا پیشاب ہے یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو

marfat.com

اورلذت احتلام وانزال کا کیف بھی ذہن میں موجود ہو تو غسل پھر بھی واجب نہیں۔ منی کے نہ ہونے کا یقین ہے اور مذی کا شک ہے۔ اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل بھی نہیں۔ اگر خواب کا احتلام یاد ہے تو یقیناً غسل واجب ہے۔ اگر بیداری میں جوش تھا اور آلہ خاص منتشر تھا۔ جاگنے پر تری محسوس ہوئی اور مذی ہونا غالب گمان ہے مگر احتلام یاد نہیں تو غسل واجب نہیں جب تک اس کے منی ہونے کا ظن غالب نہ ہو۔

مسئلہ: بیماری سے چکرآ گیا غشی طاری ہوگئی یا نشہ میں مدہوشی چھا گئی تھی پھر ہوش آ گیا پھر سو گیا اور سونے سے قبل جوش نہ تھا بلکہ سکون تھا۔ اب جاگنے پر تری پائی گئی تو غسل واجب ہے۔

مسئلہ: حشفہ یعنی عضو خاص کا سرا اگر عورت کے اندام نہانی (فرج) میں یا دبر میں یا مرد کی شرمگاہ میں داخل ہوا۔ خواہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ دونوں پر غسل فرض ہے۔ بشرطیکہ دونوں (بالغ) مکلف ہوں۔ اگر ایک بالغ ہے تو اس پر فرض ہے اور نابالغ پر اگر چہ فرض تو نہیں مگر غسل کا حکم ہے۔

مسئلہ: حشفہ کٹا ہوا ہو اور داخل کیا جائے تو اتنا داخل ہو کہ حشفہ کی مقدار کے برابر ہے تو بھی وہی حکم ہے جو حشفہ کا ہے۔

مسئلہ: اگر چوپایہ یا مردہ سے کوئی بدفعلی کرے یا بالکل چھوٹی لڑکی جو نا قابل جماع ہے اس سے وطی کی جائے تو جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں۔

مسئلہ: عورت کی ران میں جماع کیا۔ انزال بھی ہو گیا مگر بکارت زائل نہ ہوئی تو عورت پر غسل واجب نہیں۔ ہاں اگر عورت حاملہ ہو جائے تو اسے غسل کا حکم دیا جائے گا اور جماع کے وقت سے لے کر حمل تک تمام نمازوں کا اعادہ کرے گی۔

مسئلہ: اگر عورت نے خود اپنی کوشش سے کچھ کر کے انزال کر لیا تو غسل واجب ہے۔ یعنی زندہ مرد کی صحبت کے علاوہ کسی اور طرح کی کوئی بھی کوشش کی جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں۔

مسئلہ: حیض کے ایام گزرنے کے بعد غسل فرض ہے۔

marfat.com

مسئلہ: نفاس یعنی بچہ کی پیدائش کے بعد اگر خون نہ بھی آئے تو غسل واجب ہے۔

مسئلہ: جن اگر بندے کی شکل میں ہو اور عورت سے جماع کرے تو غیبت حشفہ یعنی سر ذکر کے غائب ہونے سے ہی غسل واجب ہے۔ آدمی کی شکل میں نہ ہو تو جب تک انزال نہ ہو عورت پر غسل واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر پری عورت کی شکل میں مرد سے صحبت کرے تو مرد پر حشفہ کے غائب ہونے سے ہی غسل فرض ہے۔ اگر کسی اور شکل میں ہو تو انزال شرط ہے۔ وجوب غسل کے لئے۔

مسئلہ: اگر کافر جنبی ہو یا کافر عورت جنابت والی یا حیض و نفاس والی ہو، اسلام قبول کر لیں تو ان پر غسل فرض ہے۔ اگر اسلام سے قبل عالم کفر میں ہی جنابت یا حیض اور نفاس کے بعد غسل کر لیں۔ پھر اسلام قبول کریں تو اس پر غسل کرنا مستحب ہے۔ بشرطیکہ عالم کفر کے غسل میں غرغرہ یا اس کی جگہ بڑے بڑے گھونٹ پانی کے پی چکے ہوں اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی چڑھایا ہو (کافر کیلئے ناک میں پانی چڑھانا بڑی مشکل ہے) اگر چہ دونوں فرض غسل کے ادا نہ کیے ہوں تو اب اسلام لانے کے بعد ان کو ادا ضرور کریں۔ بہتر یہ ہے کہ دوبارہ پورا غسل کرایا جائے۔

مسئلہ: عورت پر غسل جنابت فرض تھا۔ اب حیض و نفاس شروع ہوا۔ اب چاہے حیض و نفاس کے خاتمہ سے پہلے نہائے یا بعد نہائے برابر ہے۔

مسئلہ: واجب غسل میں تاخیر اتنی کرنا کہ نماز کا وقت آخر تک پہنچ گیا۔ اب دیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا، گی۔ کیونکہ سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا جس گھر میں جنبی ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حالت جنابت میں کھانا کھانا یا جماع کرنا ہو تو وضو کیا جائے یا فقط ہاتھ، منہ دھو کر، کلی کر کے کھایا جائے۔ اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی یعنی تنگ دستی اور بھوک لاتا ہے۔ احتلام والے کو غسل کے بغیر جماع نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ: رمضان شریف میں جماع یا احتلام کی وجہ سے غسل فرض ہو جائے اور سحری کے وقت جاگنے میں دیر ہو جائے تو جلدی سے ممکن ہو تو استنجا کر کے غرغرہ سے کلی کرے اور نرم ہڈی تک

marfat.com

ناک میں پانی ڈالے۔ کھانا کھا کر بقیہ غسل کرے۔ اگر اتنی تاخیر ہوگئی کہ کچھ بھی ممکن نہیں تو نماز سے قبل غسل کرے اور افطاری کے وقت غرغرہ اور ناک تک پانی چڑھانا نہ بھولے۔

دیگر مسائل

عورت کو غسل کیلئے مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں۔ صرف بالوں کی جڑیں تر کر لینا اور تین بار سر پر اچھی طرح پانی بہانا کافی ہے۔

مسئلہ: دانتوں کے اندر گوشت کا ریشہ یا کھانے کا کچھ حصہ رہ جائے جس کی وجہ سے پانی اس جگہ پر نہ پہنچ سکے تو غسل ادا نہیں ہوگا جب تک اس جگہ پر پانی نہ پہنچ جائے۔

مسئلہ: اگر غسل سے قبل کلی کرنا بھول گیا مگر یہ یاد ہے کہ پانی پیا تھا تو غسل ہو گیا ورنہ نہ ہوا۔

مسئلہ: کسی عذر کی وجہ سے سر پر پانی نہ ڈال سکے تو سر کے علاوہ باقی بدن تر بتر کرے۔ ٹھیک ہونے پر سر دھوئے۔

مسئلہ: کان اور ناف میں پانی پہنچانے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ ناک میں رینٹھ سوکھ جائے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو وہ کھال چڑھا کر دھوئے۔ بال کی گرہ کھول کر دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر بالوں یا دیگر اعضاء بدن پر تیل یا کریم وغیرہ لگی ہوئی ہو جس سے پانی ڈھلک کر پھسل جائے تو اس کی خیر ہے (اگر بدن پر کوئی تہہ نہ جمی ہو) پانی بہانا ضروری تھا، پہنچا دیا تو غسل ہو گیا۔

مسئلہ: اگر ناخن میں آٹا یا کوئی سخت چیز جمی ہوئی ہو تو اس کا اتارنا ضروری ہے تاکہ پانی نیچے تک پہنچ جائے۔

مسئلہ: اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ کوئی جگہ خشک رہ گئی ہے تو اس جگہ پر پانی بہا کر مل دینا کافی ہے۔ دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: عورت کے لئے ضروری ہے میک اپ کے سامان میں سے جو چیز بدن کو یا کسی عضو کو ڈھانپنے والی ہے اور سختی سے تہہ کی صورت میں جمی ہوئی ہے اس کا اتارنا لازم ہے۔ جیسے

marfat.com

نیل پالش، گوند وغیرہ۔ اگر افشاں چن دی ہو تو اس کو چھڑا کر دھونا واجب ہے۔

مسئلہ: مرد و زن میں سے ایک نے غسل کر لیا ہو وہ دوسرے کے پاس ایک بستر پر محو استراحت ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: جنبی سے مصافحہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: دوران غسل عورت کو زیورات اور مرد کو انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا واجب ہے۔ زخم پر پانی بہانا مشکل ہو تو پٹی پر مسح کافی ہے۔

مسئلہ: کسی عذر کی وجہ سے غسل سے بیماری لگنے کا اندیشہ ہو یا عذر بڑھنے کا خطرہ ہو تو تیمم غسل کا کام دے سکتا ہے۔

جنابت، حیض اور نفاس کے دوران ممنوع امور کا بیان

ناپاک آدمی یا عورت کا مسجد میں جانا، طواف کعبہ کرنا، قرآن مقدس کو چھونا، اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا چھوئے بغیر دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا پڑھانا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا ایسی انگوٹھی پہننا۔ جیسے حروف مقطعات کی انگوٹھی ہو یہ سب امور جنبی، حائض وغیرہ کیلئے حرام ہیں۔

مسئلہ: جو کپڑا اپنے تابع ہو جیسے پہنا ہوا لباس یا پگڑی یا عورت کے سر پر دوپٹہ وغیرہ یا قرآن مجید پر سلی ہوئی چولی وغیرہ سے پکڑنا چھونا حرام ہے۔

مسئلہ: اگر قرآن مقدس جزدان میں ہو تو جزدان کو ہاتھ لگانے میں حرج نہیں۔ اسی طرح ایسے کپڑے سے قرآن شریف پکڑنا جائز ہے جو نہ اپنا تابع ہو جیسے رومال اور نہ ہی قرآن مجید کا تابع ہو جیسے غلاف وغیرہ۔

مسئلہ: اگر قرآن مقدس کی آیت دعا کی نیت سے یا تبرک کے طور پر پڑھے جیسے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یا شکریہ ادا کرتے ہوئے یا چھینک کا جواب دیتے ہوئے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ پڑھے یا کسی پریشان کن خبر پر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھے یا ثناء وحمد کی نیت سے سورۂ فاتحہ یا آیت الکرسی یا سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں هُوَ

marfat.com

اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر تک پڑھے۔ مذکورہ بالا تمام صورتوں میں تلاوت قرآن مجید کی نیت نہ ہو تو قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: ایسے ہی تین قل شریف لفظ قل کے بغیر ثناء کی نیت سے پڑھ سکتا ہے۔ مگر لفظ قل کے ساتھ یہ مذکورہ قل والی سورتیں ثناء کی نیت سے بھی نہیں پڑھ سکتا کیونکہ لفظ قل کے ساتھ سورت کا قرآن ہونا متعین ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: قرآن مقدس کی عظمت کا ادب تو اتنا ہے کہ بے غسل اس کو چھونا تو ایک طرف بے وضو بھی چھونا حرام ہے۔ زبانی پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ: روپیہ پیسہ پر آیت لکھی ہو تو اس کو چھونا بھی بے وضو اور بے غسل کے لئے حرام ہے۔ اسی طرح گلاس، برتن یا کپڑے پر آیت لکھی ہو تو اس کو چھونا بھی ان کیلئے حرام ہے۔ ان چیزوں کا استعمال سب کیلئے مکروہ ہے۔ ہاں شفا کی نیت سے چھونا یا استعمال کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: قرآن مجید کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ہو اس کا بھی وہی حکم ہے جو قرآن مقدس کا ہے۔

مسئلہ: ترجمہ قرآن دیکھ کر دل میں مفہوم سمجھنا درست ہے۔ فقط نظر سے پڑھنا بھی جائز ہے زبان سے نہیں۔

مسئلہ: مذکورہ بالا سب لوگوں کو فقہ، حدیث، تفسیر کی کتابوں کو چھونا مکروہ ہے۔ اگر ان کو کسی کپڑے سے چھوا۔ اگر چہ اس کو پہن رکھا ہو تو حرج نہیں۔ مگر مقام آیت پر ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: مذکورہ بالا سب لوگوں کو تورات، انجیل، زبور کو چھونا، پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں ان کیلئے حرج نہیں (اگر ضمیر مان جائے تو)

مسئلہ: مذکورہ بالا سب لوگوں کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

احترام کتب

مسئلہ: مصحف شریف یا کوئی دینی کتاب پڑھنے کے کام نہ آسکے تو اس پر کفن یعنی غلاف چڑھا کر لحد کھود کر ایسی جگہ دفن کریں جہاں پاؤں پڑنے کا خدشہ نہ ہو۔

marfat.com

مسئلہ: قرآن مجید کو سب کتابوں کے اوپر ہونا چاہیے۔ پھر تفسیر پھر حدیث پھر باقی دینیات علیٰ حسب مراتب۔

مسئلہ: کتاب کے اوپر اور کوئی چیز نہ رکھا کریں حتیٰ کہ قلم، دوات وغیرہ جس صندوق میں کتابیں ہوں اس پر بھی کتابوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہ رکھی جائے۔

مسئلہ: مسائل یا دینی کتب کے اوراق میں پڑیا باندھنا جس دستر خوان پر دینی اشعار یا عبارات ہوں اور جس سرہانے یا بچھونے پر کچھ لکھا ہو اس کا استعمال منع ہے۔

غسل کی دیگر اقسام

غسل جنابت، حیض اور نفاس کی صورت میں بندے کی اپنی ذات کو پاک کرنا ضروری تھا۔ مذکورہ بالا صورتوں میں ظاہری اور باطنی دونوں نجاستوں سے چھٹکارا ضروری تھا مگر ایک صورت یہ ہے کہ زندہ مسلمانوں پر مردہ مسلمان کو غسل دینا واجب ہے۔ خواہ اس کے بدن پر نجاست لگی ہو یا نہ ہو۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ بندہ نجاست حکمیہ سے تو پاک ہو مگر نجاست ظاہری سے تمام بدن آلودہ ہو یا پورا بدن آلودہ نہ ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ جسم کا کون سا حصہ کتنی نجاست غلیظہ سے لتھڑا ہوا ہے تو بھی کل بدن کا پاک کرنا واجب ہے۔

غسل سنت پانچ ہیں

1- جمعہ کے دن۔ 2- عیدین کی نماز کے لئے۔ 3- احرام حج وعمرہ کے لئے۔ 4- عرفات میں قیام کے لئے۔ 5- دخول اسلام کے وقت۔

غسل مستحب

بیس موقعوں کے غسل مستحب ہیں۔

1- دیوانگی، غشی اور نشہ کی مدہوشی دور ہونے کے بعد۔ 2- پچھنے لگوانے کے بعد۔ 3- شعبان کی پندرہ تاریخ کو۔ 4- نویں ذی الحجہ کی رات کو۔ 5- مقام مزدلفہ میں ٹھہرنے کیلئے۔ 6-

marfat.com

ذی الحجہ میں قربانی کرنے کے وقت۔ 7- منیٰ میں داخلہ کے وقت کنکریاں پھینکنے کیلئے۔ 8- مکہ شریف میں داخلہ کے وقت جب طواف زیارت کی غرض سے ہو۔ 9- شب قدر میں۔ 10- سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت۔ 11- بارش کی دعا سے پہلے۔ 12- کسی خوف وخطرہ کے وقت۔ 13- سخت آندھی سے پہلے۔ 14- کسی بھی آسمانی یا زمینی آفت سے چھٹکارا کی دعا سے قبل۔ 15- مدینہ منورہ میں داخلہ کے وقت۔ 16- نیا لباس زیب تن کرنے سے پہلے۔ 17- مردہ نہلانے کے بعد (اگر جسم غلاظت سے آلودہ نہ ہو تو)۔ 18- مقتول کو غسل دینا۔ 19- سفر سے واپسی پر۔ 20- ہر نماز کیلئے مستحاضہ عورت کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (نماز کی سب سے بڑی کتاب ص340)

marfat.com

تیمّم کا بیان

رب ارض وسما نے قرآن مقدس کی صورت میں جو سراپا خیر و برکت اور یمن وسعادت سے لبریز نظام عطا فرمایا ہے۔ اس سے بہتر اور آسان کوئی نظام زندگی کہیں نہیں۔ یہ رحمت عالم ﷺ کی ذرہ نوازیاں ہیں کہ یہ امت ان آسانیوں سے بہرہ اندوز ہوتی رہے گی۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَّ طَهُوْراً۔ حضور انور ﷺ کے صدقے رب العزت نے ساری زمین کو سجدہ گاہ قرار دیا اور ساری زمین کو نماز اور تیمم کیلئے پاک فرمایا۔

قرآن مجید میں نماز کیلئے غسل اور وضو کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ آسانی بھی مرحمت فرمائی کہ اگر طہارت کیلئے پانی دستیاب نہ ہو یا پانی کا استعمال ضرر رساں ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لیا جائے جس سے جسم کی ہڈیاں بھی پاک ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ (النساء)

اگر پانی دستیاب نہ ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو۔

اس آیت کا شان نزول۔

صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سرور انبیاء ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم مقام ذات الجیش میں تھے۔ میرا ہار ٹوٹ گیا۔ سرکار نے اس کی تلاش کیلئے اقامت فرمائی۔ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ وہاں بھی پانی قریب کہیں نہ تھا۔ لوگوں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی کہ صدیقہ کی وجہ سے ہمیں یہاں ٹھہرنا پڑا۔ میرے آقا ﷺ میرے زانو پر سر مبارک رکھ کر محو راحت تھے۔ صدیق آئے مجھے

marfat.com

عتاب کیا۔ جب صبح ہوئی تو رب العزت نے آیت تیمم نازل فرما کر سب کو نہال کر دیا۔ سب لوگوں نے تیمم کیا۔ (نماز ادا کی) اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے آل ابی بکر یہ کوئی تمہاری پہلی برکت تو نہیں۔ یعنی ایسی نوازشات تمہارے صدقے اس امت پر پہلے بھی ہوتی رہتی ہیں۔ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میری سواری کا اونٹ اٹھایا گیا تو نیچے سے میرا گمشدہ ہار بھی مل گیا۔ (بخاری شریف)

رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب العزت دوسری فضیلتوں کے ساتھ ساتھ جو دیگر امتوں پر ہمیں عطا کی گئی ہیں، تین فضائل یہ بھی ہیں۔

1۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنائی گئی ہیں۔

2۔ ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

3۔ اگر ہمارے پاس پانی نہ ہو تو زمین کی خاک کو ہمارے بدنوں کی طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح سرکار نے فرمایا، پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔ اگر چہ دس سال بھی پانی نہ ملے۔ جب پانی مل جائے تو غسل و وضو پانی سے کیا جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

سبحان اللہ قدرت اپنے یار کی امت پر کس قدر مہربان ہے کہ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی سے محروم نہ رہ سکے کہ میرے پاس وسائل نہ تھے ورنہ میں بھی عبادت کرتا۔ یعنی طہارت جسم و جان کیلئے جو سب سے آسان اور وافر چیز ہے پانی اس کو پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ اگر کسی کے بس میں پانی نہ ہو تو مٹی۔ کوئی دیس ایسا نہیں جہاں یہ دستیاب نہ ہو۔ مٹی کو طہارت کا باعث بنایا۔ یہ صدقہ ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمان ناز کا کہ دھرتی پر لگے تو گیتی کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور ساری زمین اس امت مرحومہ کیلئے پاک کر دی گئی۔ آل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کتنا عظیم گھرانہ ہے جن کے طفیل چند لمحوں کیلئے صحرا میں رکنا پڑا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دشواری تو ہوئی مگر قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے وضو اور غسل کا بدل تیمم کی صورت میں مل گیا (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

marfat.com

تیمم کے بارے میں کچھ ضابطے

1۔ وضو یا غسل کیلئے جو پانی استعمال ہو جائے دوبارہ اس سے طہارت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اس کو ماء مستعمل کہتے ہیں مگر اس کے برعکس۔ ایک مٹی سے کئی آدمی کئی بار تیمم کر سکتے ہیں۔ مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔

2۔ وضو اور غسل دونوں کیلئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

3۔ اگر کوئی آدمی معذور و مجبور ہو تو دوسرا شخص تیمم کرا سکتا ہے مگر نیت تیمم کرنے والا ہی کرے گا۔

4۔ اگر سجدۂ تلاوت یا نماز جمعہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم جائز نہیں کیونکہ بعد میں ادائیگی ممکن ہے۔

5۔ جب تک پانی پر قدرت حاصل نہ ہو ایک تیمم سے کئی نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔

تیمم کی تعریف

تیمم کا لغوی معنی ہے ارادہ کرنا اور شرعاً پاک مٹی سے طہارت حاصل کرنے کا ارادہ کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

تیمم کا طریقہ

سنت نبوی ﷺ سے یہ طریقہ ثابت ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر پورے چہرے کا مسح کیا جائے۔ جتنے حصے کا وضو میں دھونا فرض ہے وہ علاقہ سارا مسح میں گھر جائے یعنی طول میں ماتھے سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں کی لوؤں تک۔ اگر اس علاقہ میں سے بال برابر جگہ بھی مسح سے رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔

پھر دوسری بار مٹی پر ضرب مار کر بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی کے پورے کے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصہ پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے۔ پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھا اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے

marfat.com

ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصہ سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سرے تک پہنچائے اور پھر بائیں ہاتھ کا بھی اس طرح مسح کرے۔

ارکان

اس کے تین فرائض ہیں۔

1۔نیت کرنا۔

2۔مٹی پر ضرب لگا کر چہرے کا مسح کرنا۔

3۔دوسری ضرب سے ہاتھوں کا کہنیوں سمیت ہاتھوں سے مسح کرنا۔

جب بندہ تیمم کا ارادہ باندھے تو دل میں نیت کرے اور بہتر ہے کہ زبان سے نیت کرے کہ میں بے وضو یا بے غسل ہوں تو وضو کا یا غسل کا ارادہ کرتا ہوں تا کہ حدث جائے یا جنابت جائے اور طہارت آئے یعنی پاک ہونے کا ارادہ کرے۔خواہ الفاظ کسی زبان کے کوئی بھی ادا کرے تیمم ہو جائے گا۔

نوٹ: تیمم میں فرائض کے علاوہ باقی تمام سنتیں ہیں۔

تیمم کی سنتیں

1-ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا۔2-ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔3-انگلیاں کھلی رکھنا۔4-ہاتھوں کو جھاڑنا۔5-پہلے منہ پر ہاتھ کا مسح کرنا۔6-دونوں مسح جات پے در پے ہونا۔7-پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔8-داڑھی کا خلال کرنا۔9-انگلیوں کا خلال جبکہ غبار پہنچ گیا ہو۔اگر انگلیوں میں مٹی کا غبار نہ پہنچا ہو تو خلال کرنا فرض ہے۔اس کی صورت یہ ہے۔کسی پتھر وغیرہ پر ہاتھ مارا اس پر غبار نہ تھا۔

مسئلہ: اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لائی گئیں، مسح ہو گیا مگر ایک یا دو انگلیوں سے کام نہ چلے گا۔اگر سارے عضو پر پھیر لی جائیں۔

مسئلہ: تیمم پر تیمم نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: خلال کیلئے مٹی پر ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔

marfat.com

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے

1- جو چیز زمین کی جنس سے ہو۔2- پاک مٹی سے تیمم جائز ہے۔3- جو چیز آگ سے جل کر نہ نرم ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ راکھ بنتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے۔4- ریت، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد اور جواہر وغیرہ سے تیمم جائز ہے۔ ان پر اگر غبار نہ بھی پڑا ہو تب بھی جائز ہے۔5- پکی اینٹ، چینی یا مٹی کے رنگین برتن۔6- اگر خاک میں راکھ مل جائے۔ خاک زیادہ ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ 7- بھیگی مٹی سے جائز ہے اگر مٹی غالب ہو۔8- اگر کسی لکڑی، کپڑے وغیرہ پر اتنی گرد ہو کہ ہاتھ مارنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے تو جائز ہے۔9- گچ کی دیوار پر جائز ہے۔10- زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے۔ اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے تو جائز ہے۔

جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں

1- جو چیز جنس زمین سے نہ ہو۔ لکڑی، لوہا، تانبا وغیرہ۔2- ناپاک مٹی سے جائز نہیں۔ 3- مشک، عنبر، لوبان، کافور سے جائز نہیں۔4- نباتات سے جائز نہیں۔5- راکھ اور سونے چاندی، فولاد کے کشتوں پر بھی جائز نہیں۔6- رنگین مٹی جس کا رنگ ہاتھ منہ کو رنگین کر دے۔7- پلید کپڑے پر غبار ہو تو جائز نہیں۔8- مصنوعی مردہ سنگ سے تیمم جائز نہیں۔9- مونگے یا اس کی راکھ سے جائز نہیں۔10- تیمم کیلئے ہاتھ زمین پر مارا اور مسح سے پہلے ہی کوئی تیمم ٹوٹنے کا سبب پایا گیا تو اس سے تیمم جائز نہیں۔

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

مسئلہ: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ پانی پر قدرت حاصل ہو جائے یا عذر جاتا رہے تو تیمم برخواست یعنی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: تیمم والا کسی ایسی جگہ سے گزرا جہاں سے ایک میل پر پانی موجود تھا۔ تیمم ٹوٹ گیا۔ اگر سوتے میں وہاں سے گزرا تو نہ ٹوٹے گا۔

marfat.com

مسئلہ: مریض نے اگر غسل کی نیت سے تیمم کیا تھا اب اتنا تندرست ہوگیا ہے کہ غسل نقصان دہ نہیں تو تیمم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی نے وضو اور غسل دونوں کیلئے تیمم کیا تھا پھر وضو توڑنے والا کوئی سبب پایا گیا یا اتنا پانی میسر آیا جس سے صرف وضو کر سکتا ہے یا بیمار تھا۔ اب تندرست ہوگیا تو وضو سے بھی ضرر نہیں اور غسل سے تکلیف ہوگی تو صرف وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے حق میں باقی ہے۔

تیمم کے مسائل

جس کا وضو نہ ہو یا غسل کی حاجت ہو اور پانی پر قادر نہ ہو تو وہ وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرے۔

پانی پر قدرت نہ ہونے کی پندرہ صورتیں ہیں۔

ایسی بیماری کہ جس میں اس نے خود آزمایا یا کسی مسلمان حاذق ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ اگر پانی استعمال کرو گے تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر تک رہے گی اور پانی سے نقصان ہوگا تو تیمم کرے۔

کسی کافر یا فاسق ڈاکٹر یا معمولی عذر کی وجہ سے تیمم جائز نہیں۔ کوئی شخص خود وضو کرنے سے عاجز ہو یا کسی کے ہاتھ پھٹ گئے ہوں کہ وہ وضو وغیرہ نہیں کر سکتا تو دوسرے سے تیمم کرالے۔

مسئلہ: بے وضو کے اکثر اعضائے وضو میں یا جنب کے اکثر اعضاء بدن میں زخم ہو یا چیچک ہو تو تیمم کرے۔ اگر تھوڑا بہت زخم ہو تو اس پر مسح کرے۔

مسئلہ: اگر زم زم کا پانی موجود ہے جو لوگوں نے تبرکا پاس رکھا ہوا ہے یا بیمار کیلئے ہے۔ اگر اس کی مقدار وضو کے لئے کافی ہے تو اس سے وضو کیا جائے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: شدید سردی سے خدشہ ہے کہ وضو یا غسل کرنے سے بیماری لگ جائے گی یا بڑھ جائے گی تو تیمم کرے۔

marfat.com

مسئلہ: دشمن کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے مثلاً دشمن سے موت کا خوف ہو یا مال کے چھن جانے کا یا مقروض ہے تو قید کا یا موذی جانور کا خوف یا عورت کو کسی بدکار کا یا اپنی عزت کا۔

مسئلہ: قیدی کو قید خانہ والے وضو نہ کرنے دیں تو تیمم کرے۔ نماز پر پابندی لگائیں تو اشارہ سے پڑھ لے۔ پھر اچھے وقت میں اعادہ کرے۔

مسئلہ: آٹا گوندھنے کیلئے پانی ہو تو تیمم جائز ہے۔ سالن پکانے کیلئے ہو تو وضو ضروری ہے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: گرہن کی نماز کے لئے تیمم جائز ہے جبکہ وضو کی وجہ سے گرہن کھل جائے یا نماز ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ: اگر یہ خدشہ ہو کہ وضو کی دیر سے ظہر یا مغرب یا عشاء یا جمعہ کی پچھلی سنتوں یا نماز چاشت کا وقت جاتا رہے گا تو تیمم کرے۔

مسئلہ: غیر ولی کو نماز جنازہ فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ ولی کو نہیں۔

مسئلہ: سلام کا جواب دینے کیلئے۔ درود شریف پڑھنے کیلئے۔ وظائف پڑھنے کیلئے۔ سونے کیلئے۔ بے وضو کی حالت ختم کرنے کیلئے فقط دخول مسجد کیلئے۔ زبانی قرآن پاک کی تلاوت کرنے کیلئے۔

ان مذکورہ صورتوں میں اگر پانی موجود بھی ہو اور قدرت بھی حاصل ہو تو وضو کی بجائے تیمم جائز ہے۔

مسئلہ: جس پر غسل فرض ہو اگر اسے مسجد میں ناگزیر صورت میں جانا پڑے جس کے بغیر چارہ نہیں تو تیمم کر کے ضرورت پوری کر کے فوراً نکل آئے۔

مسئلہ: مسجد میں سویا تھا۔ غسل فرض ہو گیا۔ آنکھ کھلتے ہی تیمم کر کے فوراً نکل آئے۔ تاخیر حرام ہے۔

مسئلہ: تنگی وقت کے باعث فرض نماز بھی تیمم کر کے پڑھنا جائز ہے۔ بعد میں وضو کر کے اعادہ کرے۔

marfat.com

مسئلہ: مردے کو غسل دینا ناممکن ہو خواہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہ ہو جیسے پرائی عورت یا اپنی عورت کو موت کے بعد چھونا جائز نہیں تو اسے تیمم کرایا جائے۔ غیر محرم اگر چہ شوہر ہی ہو اگر تیمم کرانا پڑے تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہو جہاں نہ پانی میسر ہے نہ پاک مٹی دستیاب ہے اسے چاہیے کہ نماز کے وقت نماز والوں جیسی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلا نیت بجالائے۔

مسئلہ: کسی شخص کی ایسی بیماری ہے کہ وضو کرے تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ تیمم کرے تو نہیں ٹپکتے اس پر تیمم لازم ہے۔

مسئلہ: کافر نے اسلام کیلئے تیمم کیا۔ اس سے نماز جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت نیت کا اہل نہیں تھا۔ اگر پانی نہ ہو تو سرے سے تیمم کرے۔

مسئلہ: نماز اس تیمم سے جائز ہے جو طہارت کی نیت سے یا کسی عبادت مقصودہ کی نیت سے کیا ہو جو عبادت مقصودہ بغیر طہارت کے جائز نہ ہو۔

اگر مسجد میں جانے کیلئے۔ سلام دینے کیلئے۔ مسجد سے نکلنے کیلئے۔ سلام کا جواب دینے کیلئے۔ قرآن مجید کو چھونے کیلئے۔ زیارت قبور یا دفن میت کیلئے۔ اذان یا اقامت کیلئے۔

مذکورہ صورتوں کی نیت کر کے تیمم کیا گیا تو نماز اس سے جائز نہیں بلکہ جس نیت سے کیا گیا ہو اس کے سوا کسی دوسری حاجت کیلئے جائز نہیں۔

مسئلہ: سجدۂ شکر کیلئے تیمم کیا اس سے نماز جائز نہیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ، عیدین یا سنتوں کی نیت کیلئے خاص طور پر کیا گیا تیمم دوسری نماز کیلئے کفایت نہیں کرے گا۔ ہاں اگر اس وجہ سے تیمم کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا۔ تیمم کر لیا تو اس سے دوسری سب عبادتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: تیمم میں داڑھی، مونچھوں اور بھنوؤں کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر مسح کرنا ضروری ہے۔ عورت اگر ناک میں پھول پہنے ہو تو نکال لے ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی لہذا ناک کے اندر بھی ہر جگہ پر ہاتھ سے مسح لازمی ہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

marfat.com

مسئلہ: عورت زیورات اتار کر اور مرد انگوٹھی وغیرہ اتار کر تیمم کرے تا کہ کوئی جگہ بال برابر بھی مسح سے محروم نہ رہ جائے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا تو تیمم نہ ہوا۔

مسئلہ: جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہو یا دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور کوئی تیمم کرانے والا بھی نہ ہو تو وہ اپنے رخسار اور ہاتھوں جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھ لے۔ ایسا شخص کسی اپنے جیسے دوسرے شخص کی ہی امامت کرا سکتا ہے کسی اور کی نہیں کرا سکتا۔

marfat.com

موزوں پر مسح کا بیان

جیسے دیگر عبادات میں عابدین کی آسانی کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح موسم سرما میں خاص طور پر یا سرد علاقوں میں سردی سے بچاؤ کیلئے موزوں پر مسح کر لیا جائے اور پاؤں نہ دھوئے جائیں تب بھی دھونے کے برابر تصور کیا جائے گا۔

موزہ پر مسح کا طریقہ

ہاتھ تر کر کے دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں دائیں پاؤں کے موزہ کے پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کھینچے کم از کم تین انگلی کے برابر کھینچے۔ پنڈلی تک پہنچائے تو سنت ادا ہو جائے گی اور اسی طرح بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کے موزے پر کرے۔

مسح میں دو فرض ہیں

1۔ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہونا۔

2۔ موزے کی پشت پر مسح کرنا فرض ہے۔

مسح میں تین باتیں سنت ہیں

1۔ ہاتھ کی پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا۔

2۔ انگلیوں کو کھینچ کر پنڈلی تک لے جانا۔

3۔ مسح کے وقت انگلیوں کو کھلا رکھنا۔

مسئلہ: انگریزی جوتے یعنی بوٹوں پر بھی مسح جائز ہے۔ اگر اس سے ٹخنے چھپے ہوں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عمامہ، برقع، نقاب اور دستانہ پر مسح جائز نہیں۔

مسئلہ: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

marfat.com

مسئلہ: مسح کی مدت پوری ہو جائے تو خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں صرف پاؤں دھونا کافی ہیں۔ پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ بہتر ہے کہ مدت پوری ہو جائے تو پورا وضو کر لیا جائے۔

مسئلہ: موزہ اتار دیا جائے تو مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہے ایک موزہ ہی تھوڑی سی مدت کیلئے اتارا جائے۔

مسئلہ: وضو کی جگہ پھٹن۔ پھنسی۔ پھوڑا یا کسی طرح کی بیماری ہو کہ اس حصہ پر پانی بہانا تکلیف کا باعث ہو تو ہاتھ پانی سے تر کر کے پھیر لیا جائے۔ اگر اس سے بھی تکلیف اور نقصان کا اندیشہ ہو تو اوپر کپڑا ڈال کر مسح کپڑے پر کیا جائے۔ اگر اتنا بھی تکلیف دہ ہو تو معاف ہے۔ اگر اس میں کوئی دوائی بھر لی جائے تو اس کا نکالنا ضروری نہیں۔

موزے پر مسح کے مزید مسائل

مسئلہ: کوئی شخص اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لے پھر اس کے بعد مخصوص مدت کے اندر جب بھی وضو کرے تو پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کر لیا کرے۔ جس مرد یا عورت پر کسی وجہ سے غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔

مسح کی چند شرائط

موزے ایسے ہوں کہ اندر ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک یا دو انگلی کے برابر کم ہو تو بھی جائز ہے۔ ایڑی نہ کھلی ہو۔

مسئلہ: پاؤں سے موزے چپٹے ہوئے ہوں کہ چلنے پھرنے میں آسانی ہو کوئی دقت نہ ہو۔

مسئلہ: سارا موزہ چمڑے کا ہو یا موزے کا تلا چمڑے کا ہو اور باقی دبیز چیز کا ہو جیسے کرچ وغیرہ۔

مسئلہ: سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ موزہ وضو کر کے پہننا چاہیے۔ وضو کے بغیر موزہ پہن لیا تو مسح جائز نہیں۔

مسئلہ: تیمم کر کے موزے پہن لیے تو مسح جائز نہیں۔

marfat.com

مسئلہ: نہ جنابت کی حالت میں موزہ پہنا ہوا ور نہ ہی پہن کر جنبی ہوا ہو۔ مسح کی مدت مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں ہے۔

مسئلہ: موزہ پہننے کے بعد جو حدث پہلی بار ہوا ہے اس وقت سے اس مدت کا شمار کیا جائے گا۔ مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی مرتبہ جو حدث لاحق ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر کے وقت تک مسح کرے۔

مسئلہ: کوئی بھی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹن والا نہ ہو اور چلنے میں تین انگلیوں کا بدن ظاہر نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ: موزہ پھٹ گیا یا سلائی کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگلی جتنا پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلتے میں تین انگلی جتنا بدن دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ یعنی پھٹے ہوئے موزہ میں تین انگلیوں سے کم پاؤں کھلے تو مسح جائز ہے اور تین یا اس سے زیادہ انگلیوں کا کھلنا جائز نہیں۔

مسئلہ: ٹخنے سے اوپر موزہ خواہ جتنا بھی پھٹا ہوا ہو کچھ حرج نہیں، مسح ہو سکتا ہے۔ پھٹنے کا اعتبار ٹخنے سے نیچے کے حصوں کا ہے۔

marfat.com

ستر عورت کا بیان

کتاب الصلوٰۃ کی ابتدا میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ نماز کی صحت کیلئے چھ شرائط ہیں۔ان میں سے اگر کسی شرط میں نقص اور خامی پائی گئی تو نماز نہ ہوگی۔سب سے پہلی شرط طہارت ہے جس کو طہارت کے نام پر پورا باب بنا کر بیان کیا گیا ہے۔

دوسری شرط ستر عورت۔تیسری شرط وقت۔چوتھی شرط استقبال قبلہ۔پانچویں شرط نیت۔چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے۔

ستر کا معنی ہے ڈھانپنا۔نماز اللہ رب العزت کے حقوق میں سے اعلیٰ ترین حق ہے جو بندے کے ذمے لازم ہے۔اس کی ادائیگی کا اہتمام بڑی نیازمندی کے ساتھ کیا جائے۔اس نیازمندی کا اظہار بندے کی اداؤں سے ظاہر ہورہا ہو۔ستر کے سلسلہ میں مرد اور عورت کے پردے میں نمایاں فرق ہے۔دونوں کو یہاں بیان کیا جائے گا۔

دوران نماز کتنا ستر فرض ہے

مسئلہ: مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر دونوں گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔اس میں ناف داخل نہیں۔گھٹنا داخل ستر ہے۔ویسے تو ہر حال میں مرد کا ستر اتنا ہی ہے مگر نماز کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اگر ستر فرض میں سے کچھ حصہ بھی دوران نماز کھل کر اتنی دیر تک برہنہ رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ پڑھا جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔نماز کے علاوہ بلا ضرورت بے پردہ ہونے سے بندہ گناہ گار ہوتا ہے۔

مسئلہ: آزاد عورت یعنی جو شرعی طور پر باندی نہ ہو، کا سارا بدن عورت ہے یعنی قابل پردہ ہے۔ہاں چہرہ اور ہاتھ، پاؤں کی ہتھیلیاں ستر سے آزاد ہیں۔اگرچہ غیر محرم کے سامنے ان کو کھولنا جائز نہیں۔

مسئلہ: خنثیٰ مشکل کا حکم بھی بعینہٖ عورت کا سا ہے۔

مسئلہ: ایسے باریک دوپٹے میں عورت کی نماز نہیں ہوتی جس سے سر کے بالوں کی رنگت جھلکتی ہو۔

marfat.com

مسئلہ: باندی یعنی وہ عورت جو کسی کی غلامی میں ہو (آج کل غلامی کا دور ختم ہو چکا ہے) اس کا ستر یہ ہے۔ سارا پیٹ اور پوری پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے لے کر گھٹنوں تک سارا علاقہ پردہ کے لائق ہے۔

مسئلہ: نماز کے اندر جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو چوتھائی حصہ سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر چوتھائی کھل گیا اور فوری طور پر ڈھانپ لیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ اگر ایک رکن کی مقدار تک یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک کھلا رہا تو نماز ٹوٹ گئی۔ اگر جان بوجھ کر ستر کھولا اگرچہ فوراً چھپا لیا تو بھی نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: مرد کے اعضاء ستر نو ہیں۔

ذکر۔ خصیتین۔ دونوں مل کر ایک۔ دبر ہر ایک سرین، ایک ایک مستقل ستر کے قابل ہے۔ ہر ان علیحدہ علیحدہ ایک عورت ہے۔ ناف کے نیچے سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کی سیدھ میں پیٹھ اور دونوں کروٹوں کی جانب سے مل کر ایک عورت ہے۔ دبر خصیتین کے درمیان کی جگہ ایک مستقل عورت ہے۔

مذکورہ بالا اعضاء جن کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ایک مستقل عضو ہے۔ یعنی ایک عضو چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کئی اعضاء کا کچھ کچھ حصہ کھلا رہا کہ ہر ایک کا چوتھائی کے برابر برابر ہے تو نماز نہ ہوئی۔ مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ ان دونوں کا کان کی چوتھائی کے برابر ضرور ہے۔ لہٰذا اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ (درمختار، عالمگیری)

عورت کے اعضاء ستر

یہ تیس اعضاء ہیں۔ ان اعضاء میں سے جس عضو کا چوتھائی حصہ ننگا ہو جائے نماز ٹوٹ جائے گی۔

1- سر، ماتھے کے اوپر سے گردن کے شروع تک۔ 2- لٹکتے ہوئے بال خاص طور پر ویسے تو سارے بال عورت ہیں یعنی قابل ستر ہیں۔ 3-4- دونوں کان۔ 5- گردن۔ 6-7- دونوں شانے۔ 8-9- دونوں بازو کہنیوں سمیت۔ 10-11- دونوں کلائیاں۔ 12 سینہ،

marfat.com

گلے کے جوڑ سے دونوں پستانوں کے نیچے تک۔ 13-14- دونوں ہاتھوں کی پشت۔ 15-16- دونوں پستان۔ 17- پیٹ اس کی حد ناف سمیت ہے۔ 18- پشت، پچھلی طرف سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ 19- دونوں شانوں کی نچلی جگہ بغل کے نیچے سینہ کی نچلی حد تک۔ 20-21- دونوں سرین۔ 22-23- فرج۔ 24-25- دونوں رانیں۔ ران، چڈے سے لے کر گھٹنے سمیت ایک مستقل عضو ہے۔ گھٹنا، مستقل عضو نہیں بلکہ ران میں شمار ہے۔ 26- ناف کے نیچے پیڑو سمیت۔ 27-28- دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ 29-30- دونوں تلوے۔ بعض علماء کے نزدیک ہاتھ کی ہتھیلیاں اور تلوے ستر میں شامل نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی مرد کے پاس پردے کیلئے ریشم کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں تو فرض ہے کہ اس سے ستر کرے اور نماز پڑھے۔ اگر اور کوئی کپڑا موجود ہو تو ریشمی کپڑا مرد کے کیلئے پہننا اوڑھنا حرام ہے۔ اس میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی ننگے آدمی کو اور کچھ نہیں تو کوئی بچھونا یا چٹائی ملے جس سے پردہ ممکن ہے یا گھاس اور پتے وغیرہ دستیاب ہوں تو ان سے ستر کرے۔ ننگا نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر کوئی بالکل برہنہ شخص ہو تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے اور رکوع وسجود اشارہ سے کرے۔ خواہ دن ہو یا رات گھر میں ہو یا میدان میں ہو۔

مسئلہ: اگر کسی کو کپڑا مانگنے سے ملنے کی امید ہو تو اس کیلئے کپڑا مانگ کر نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر پلید کپڑے کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہو تو اس سے ہی نماز پڑھے۔ ننگا نہ پڑھے۔ آخر وقت تک کپڑے کی کوئی صورت پیدا کرنے کی کوشش ضرور کرے نہ مل سکے تو پھر اسی سے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر مکمل پردے کیلئے کپڑا نہ ہو بعض اعضاء کے ستر کیلئے دستیاب ہو تو جتنا ہے اتنے ہی سے ستر کرنا واجب ہے۔ اس کپڑے سے پہلے شرمگاہ کے آگے اور پیچھے کے مقام کو چھپائے۔ اگر اتنا ہے کہ ایک مقام ستر کو چھپایا جا سکتا ہے تو ایک کو ہی چھپا دے۔

مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے چوتھائی ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(درمختار)

marfat.com

وقت کا بیان

فجر کا وقت

صبح صادق سے لے کر سورج کی کرن چمکنے تک ہے۔

صبح صادق، صبح کاذب

صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے سورج کے اوپر آسمان کے پوربی کناروں میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کے ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اس روشنی سے پہلے بیچ آسمان میں ایک لمبی سفیدی پورب سے پچھم کی طرف اٹھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر اتر دکھن دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے۔ یہ لمبی سفیدی صبح صادق کی سفیدی میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس لمبی سفیدی کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔ (فتاوٰی قاضی خان وبہار شریعت)

فائدہ: صبح صادق کی روشنی میں ان شہروں میں جو 27-28 درجہ اس کے قریب عرض بلد پر واقع ہیں جیسے بریلی شریف، لکھنؤ، کانپور وغیرہ چھوٹے دنوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ (کم وبیش) سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: فجر کی نماز کیلئے تو صبح صادق کی سفیدی جب چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو جائے اس کا اعتبار کیا جائے اور عشاء پڑھنے سے سحری کھانے میں ابتدائے طلوع صبح صادق کا اعتبار کریں یعنی فجر اس وقت پڑھیں جب اچھی روشنی ہو جائے اور عشاء اور سحری کا وقت اسی دم ختم سمجھیں جبکہ صبح صادق کی سفیدی ذرا سی بھی شروع ہو۔ (عالمگیری وغیرہ)

marfat.com

ظہر کا وقت

زوال یعنی سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دوگنا ہو جائے مثلاً ٹھیک دوپہر کو کسی چیز کا سایہ اصلی چار انگلی کے برابر تھا اور وہ چیز آٹھ انگل کی ہے تو جب اس چیز کا سایہ کل بیس انگل کا ہو جائے تو ظہر کا وقت ہو گا۔

سایہ اصلی کیا ہے

جو سایہ ٹھیک دوپہر کے وقت ہوتا ہے جب آفتاب خط نصف النہار پر پہنچتا ہے یعنی ٹھیک بیچوں بیچ آسمان پر کہ پورب پچھم کا فاصلہ برابر ہوتا ہے تو یہ ٹھیک دوپہر ہوتی ہے۔ اس جگہ سے ذرا پچھم کی طرف جھکا تو ظہر کا وقت شروع ہو گیا۔

ڈھلتے سورج کی پہچان

زمین پر ایک سیدھی لکڑی اس طرح گاڑ دیں کہ پورب پچھم بالکل جھکی نہ ہو۔ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا جب کم ہونا رک جائے تو یہ ٹھیک دوپہر ہے۔ یہ سایہ سایہ اصلی ہے۔ اس کے بعد سایہ بڑھنا شروع ہو گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سورج خط نصف النہار سے جھکا ہے اور یہ ظہر کا وقت ہے۔ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

وقت عصر

ظہر کا وقت جونہی ختم ہوتا ہے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک عصر کا وقت رہتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا شہروں میں عصر کا وقت کم سے کم تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ (کچھ منٹ کم وبیش) جاڑوں میں یعنی نومبر سے فروری کے تیسرے ہفتہ تک تقریباً پونے چار مہینہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ رہتا ہے اور یہ قریب قریب سے چھوٹا وقت عصر ہے اور اپریل مئی میں تقریباً پونے دو گھنٹہ (کمی وبیشی کے ساتھ مختلف تاریخوں میں) پھر

marfat.com

اگست، ستمبر میں تقریباً پونے دو گھنٹہ اور آخر اکتوبر تک ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب آ جاتا ہے۔

نوٹ: یہ جو وقت کی تفصیلات لکھی گئی ہیں یہ مختلف شہروں اور مختلف تاریخوں کے لحاظ سے دو چار منٹ کم و بیش بھی ہو سکتا ہے۔ یہ موٹا سا اندازہ ہے جو لکھ دیا گیا ہے۔ (قانون شریعت)

مغرب کا وقت

غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

شفق کی تعریف

اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اتر کر دکھن پھیلی رہتی ہے۔ (ھدایہ) (قانون شریعت ص 84)

نوٹ: مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد سے لے کر عشاء سے پہلے تک تقریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ کم و بیش ہوتا ہے۔

عشاء کا وقت

سفیدی شفق کے غائب ہونے سے لے کر طلوع صبح صادق تک ہے۔

وتروں کا وقت

عشاء کے فرض اور وتر کے مابین ترتیب فرض ہے یعنی پہلے فرض پھر وتر، وتر بھی عشاء کے وقت میں ہی پڑھے جاتے ہیں۔ اگر جان بوجھ کر فرض سے پہلے وتر پڑھ لیے تو نہ ہوئے۔ اگر بھول کر وتر پڑھ لیے بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر کی نماز ہو گئی۔ (درمختار، عالمگیری)

مستحب اوقات

فجر میں تاخیر مستحب ہے۔ یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے۔ اس سے مراد اتنا وسیع وقت ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیات ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے اور نماز ختم کرنے کے بعد پھر اتنا وقت بچ جائے کہ اگر نماز فاسد ہو جائے تو دوبارہ طہارت کر کے چالیس سے ساٹھ

marfat.com

آیات پھر پڑھ سکے۔ اتنی دیر مکروہ ہے کہ سورج نکلنے کا شک ہونے لگے۔ (قاضی خان)

مسئلہ: عورتوں کیلئے فجر کے سلسلہ میں ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ دیگر نمازوں میں مردوں کی جماعت ہو چکنے کا انتظار کریں۔ جب جماعت ہو جائے تو نماز پڑھ لیں۔

مسئلہ: جمعہ کا مستحب وقت وہی ہے جو ظہر کا مستحب وقت ہے۔

مسئلہ: عصر کی نماز میں اتنی تاخیر مستحب ہے کہ سورج میں زردی نہ آئے۔

مسئلہ: ظہر کو مثل اول میں پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز مثل ثانی کے بعد۔ (غنیۃ الطالبین)

مسئلہ: تجربہ سے ثابت ہے کہ قرص آفتاب میں زردی اس وقت آتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں۔ (لہٰذا مکروہ وقت وہی آخری بیس منٹ ہیں) یونہی طلوع آفتاب بیس منٹ کے بعد جواز نماز (قضا یا نفل وغیرہ) کا ہو جاتا ہے۔ (فتویٰ رضویہ، بہار شریعت)

مسئلہ: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں اور پچھلے حصہ میں نماز ادا کی جائے۔

مسئلہ: بادل کے موسم میں مغرب کی نماز کے علاوہ ہمیشہ جلدی کرنا مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گھنے ہو گئے تو اتنی تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (فتویٰ رضویہ، عالمگیری)

مسئلہ: نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر کرنا مباح ہے یعنی جائز ہے۔

مسئلہ: نماز عشاء کی ادائیگی سے قبل سونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز عشاء کے بعد ضروری مسئلہ و مسائل، ذکر و فکر، تلاوت و نعت اور بزرگان دین کے دلچسپ واقعات وغیرہ سننا اور سنانا بہت پسندیدہ ہے مگر دنیاوی غیر ضروری گفتگو۔ لایعنی واقعات مکروہ ہیں۔ اسی طرح صبح صادق سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک ذکر خداوندی کے علاوہ دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہیں۔

marfat.com

مسئلہ: جوشخص رات کے آخر حصہ میں بیدار ہونے کا عادی ہو اور اسے سحری سے پہلے اٹھنے کا اعتماد ہو وہ وتروں کو سحری تک مؤخر کرے ورنہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر بھی پڑھ لے۔ اگر سحری کے وقت بیدار ہو تو تہجد کے نوافل پڑھ لے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

مکروہ اوقات

1- جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ 2- جب عین سر پر ہو یعنی دوپہر کے وقت۔ 3- جب آفتاب غروب ہو رہا ہو۔

ان مذکورہ تین اوقات میں کوئی فرض، واجب، سنت، نفل نہ ادا پڑھنا جائز ہے نہ قضا پڑھنا جائز ہے۔ نہ سجدۂ شکر نہ سجدۂ تلاوت جائز ہے۔ ہاں اس دن کی عصر کی نماز غروب آفتاب کے وقت بھی جائز ہے مگر اتنی دیر تک نماز کو مؤخر کرنا حرام ہے۔

نوافل کیلئے اوقات مکروہ

بارہ اوقات ایسے ہیں جن میں نفل پڑھنا منع ہے۔

1۔ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کوئی نفل جائز نہیں۔

2۔ اپنے مسلک کی جماعت تیار ہوئی اقامت سے لے کر نماز کے خاتمہ تک کوئی نفل نماز جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔

3۔ نماز عصر کے بعد سورج کی زردی تک نفل ناجائز ہیں۔

4۔ غروب آفتاب سے لے کر نماز مکمل کرنے تک نفل ناجائز ہیں۔

5۔ خطیب خطبہ کیلئے کھڑا ہو جائے اس وقت سے لے کر نماز جمعہ کے خاتمہ تک کوئی نفل جائز نہیں۔

6۔ خطبہ جمعہ، عیدین، کسوف، خسوف، نکاح، حج، استسقاء وغیرہ کوئی بھی خطبہ ہو اس کے دوران کسی طرح کے نفل جائز نہیں۔ نہ سنت نہ قضاء جائز ہے۔ ہاں صاحب ترتیب کیلئے جمعہ کے خطبہ کے دوران قضاء نماز کی اجازت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کی سنتیں اگر کسی نے شروع کر دیں۔ امام صاحب خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے

marfat.com

اٹھے تو سنتیں پوری کر لے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز سے قبل ہر قسم کے نفل مکروہ ہیں۔خواہ گھر میں پڑھے یا مسجد میں یا عیدگاہ میں۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کے بعد اگر گھر میں نفل پڑھ لیے جائیں تو جائز ہیں۔ مسجد یا عیدگاہ میں پڑھنا مکروہ ہیں۔

مسئلہ: میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جب ملا کر پڑھتے ہیں تو ان دونوں نمازوں کے درمیان یا بعد نفل یا سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مقام مزدلفہ پر مغرب وعشاء دونوں نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے۔ان کے درمیان نفل وسنت مکروہ ہے۔ بعد میں نہیں۔

مسئلہ: اگر فرض کا وقت تنگ ہو تو نفلی نماز حتیٰ کہ فجر کی سنتیں اور ظہر کی سنتیں پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس بات سے دل میں بے چینی ہو اگر دور کرنا ممکن ہے تو دور کر کے پھر نماز شروع کرے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب یا کاربن ڈائی آکسائیڈ (ہوا) کا غلبہ ہو تو ان سے فارغ ہوئے بغیر نماز نہ شروع کرے۔ اسی طرح بھوک کی وجہ سے بے چینی ہوتی ہے اگر کھانا سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھائے پھر نماز شروع کرے۔

marfat.com

اذان کا بیان

اگرچہ نماز کی شرائط کے اندر تو اذان کا بیان بطور شرط بیان نہیں کیا جا رہا مگر چونکہ نماز سے پہلے آذان سنت ہے۔ اس لیے اس کا تذکرہ نماز سے ذرا پہلے ہی ہونا مناسب تھا سو ہم نے اذان کا بیان شروع کر دیا۔

اذان کی عظمت اور ثواب

اذان ایک دینی اور روحانی پکار ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ باقاعدہ طور پر اس کا اجراء سن ایک ہجری میں مدینہ طیبہ میں سرور عالم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ہوا۔ اسلام کا سب سے اول مؤذن حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں اذان کے کلمات تعلیم فرمائے گئے جو انہوں نے اپنے کریم آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیے۔

مؤذن کی آواز جتنی پرسوز اور خلوص اسلام اور عشق نبوی سے لبریز ہوتی ہے اتنا ہی اثر زیادہ پیدا ہوتا ہے جہاں جہاں تک آواز جاتی ہے۔ دلوں اور روحوں میں کیف اور سرور ابھرتا ہے۔ یوں جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اجاگر کرنے والے کے ہونٹ چوم لیے جائیں۔ اذان کیلئے اخلاص اور درد وسوز کی اشد ضرورت ہے ورنہ مقصدیت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ رہ گئی رسم اذان روح بلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رہی۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آذان دینے کا ثواب کتنا ہے تو آپس میں (حصول سعادت آذان پر) تلواریں چلتیں (رواہ احمد)

سرکار کائنات ﷺ نے فرمایا جب مؤذن بلند آواز سے آذان دیتا ہے تو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ تری وخشکی کا ذرہ ذرہ آذان کو سنتا ہے۔ اس کی تصدیق کرتا ہے اور رب العزت

marfat.com

مؤذن کی بخشش فرمادیتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تم جنگل میں ہو تو بلند آواز سے اذان دیا کرو۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی درخت، پتھر اور انسان اور جن ایسا نہیں جو اذان سن کر روز حشر اللہ تعالیٰ کے سامنے مؤذن کی شہادت نہ دے۔ پھر مؤذن کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آذان دینے کا ثواب اور اول صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ثواب کیا ہے تو اس کو حاصل کرنے کیلئے قرعہ اندازی کی جائے۔ (ابوداؤد)

احادیث میں مؤذن اور اذان کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان معنوی لحاظ سے پورے اسلام اور اسلامی عبادات کے مغز اور روح کی آئینہ دار ہے۔ گویا کتاب اسلام کا سرورق اور عنوان اذان ہے۔

اذان میں توحید کا اعلان اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے کلمات سے اور عظمت رسالت کا اعلان اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ سے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ سے نماز جو تمام عبادات بدنی، روحانی، لسانی کا مجموعہ ہے اس کی طرف دعوت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جامع کلمات سے دارین کی فلاح کی طرف دعوت دینے والا گویا بڑا ہی مجاہد ہے جورات کے سناٹوں میں بھی اور دن کے اجالوں میں بھی ساری نسل آدم کو کامیابی کی طرف پکار رہا ہے۔ وہ واقعی بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ بڑا باہمت ہے۔ طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ کیلئے تیار ہے۔ مؤذن اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کلمات بانگ دہل اپنی پوری آواز کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

گویا وہ خود باوضو، باہمت، بیدار، سراپا انتظار بن کر تمام طاغوتی اور شیطانی طاقتوں کے خلاف اعلان کرتا ہے کہ غفلت و محرومی کی نیند سے نماز (جو جنت کی کنجی ہے) (ہزاروں درجہ) بہتر ہے۔

marfat.com

مؤذن کی صدائے دلنواز پر لبیک کہہ کر جتنی دنیا اپنے مالک ومولا کی بارگاہ ناز میں سجدہ ریز ہوتی ہے ان سب کی محبتوں، رقتوں، آنسوؤں اور دلسوزیوں سے لبریز نماز اور مناجات کا ثواب مؤذن کی جھولی میں بھی جاتا ہے۔ تبھی تو میرے آقا کملی والے نے فرمایا روز محشر مؤذنوں کی گردنیں سب سے بلند ہوں گی۔

اذان کا طریقہ

مؤذن مسجد سے خارج، بلند جگہ، قبلہ رخ، کانوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر یا کانوں پر ہاتھ رکھ کر باآواز بلند کھڑے ہو کر یوں کہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر کچھ دیر ٹھہر کر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کے کلمات اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے دائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے ادا کرے اور حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے ادا کرے۔ صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہے۔

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

مسائل اذان

جمعہ کی نماز سمیت تمام فرض نمازوں کیلئے جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کیلئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم واجب کی طرح ہے۔ اگر مسجد میں اذان نہ کہی گئی تو ساری آبادی اور محلہ والے گناہ گار رہوں گے۔ (خانیہ، درمختار وغیرہ)

marfat.com

مسئلہ: مسجد میں بغیر اذان و اقامت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر گھر میں نماز پڑھی جائے تو اذان کہنا زیادہ مناسب ہے نہ کہی جائے تو بھی محلہ کی مسجد کی اذان کافی ہے۔

مسئلہ: وقت سے پہلے جو اذان کہی گئی اس کا اعتبار نہیں۔ دوبارہ اذان دی جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: فرض نمازوں کے علاوہ کسی نماز کیلئے اذان نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: عورتوں کا اذان اور اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ان کی کہی ہوئی اذان و اقامت دوبارہ پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھیں یا قضا۔ اس کیلئے اذان و اقامت مکروہ ہے۔ اگرچہ جماعت سے پڑھیں حالانکہ ان کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: سمجھدار بچہ، اندھا اور بے وضو اگر اذان دیں تو جائز ہے (درمختار) مگر بے وضو اذان دینا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح)

روز جمعہ شہر میں نماز ظہر کیلئے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اگر مؤذن خود امام ہو تو سبحان اللہ بہت اچھا ہے۔

مسئلہ: اذان میں لحن حرام ہے یعنی گانوں کی طرز پر اذان دینا۔ الف کی مد کو لمبا کر کے یا اکبر کے الف کو کھینچ کر یا اکبر کی ب کو کھینچ کر یہ سب حرام ہے مگر خوبصورت آواز کے ساتھ ترتیل کے ساتھ اذان دینا تو بہت خوب ہے۔

مسئلہ: اگر اذان آہستہ پڑھی گئی تو دوبارہ اذان پڑھی جائے۔ اگر پہلی اذان کے بعد جماعت ہوئی تو جماعت اولیٰ وہ نہ ہوئی (کیونکہ وہ مقصدیت اذان سے عاری تھی) (فتاویٰ قاضی خان)

مسئلہ: اذان مسجد کے احاطہ میں نہ کہی جائے۔ خارج مسجد پڑھی جائے یا جو منارہ خارج از

marfat.com

مسجد ہے اس پر کہی جائے۔(عالمگیری، قاضی خان)

مسئلہ: اذان کے کلمات کے ساتھ ساتھ آذان کا جواب دینا بھی بڑے ثواب کا حامل ہے۔ باقی کلمات توبعینہ پڑھے جائیں جیسے مؤذن پڑھتا ہے مگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھی جائے بلکہ اس کے ساتھ یوں بھی کہا جائے مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ (ردالمحتار، عالمگیری) اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَ بِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: جنبی آدمی بھی اذان کا جواب دے سکتا ہے مگر حیض ونفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور جنازہ پڑھنے والے اور جماع میں مشغول قضائے حاجت میں مصروف آدمی پر اذان کا جواب دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اذان کے وقت سلام وکلام اور تمام مشاغل موقوف کر دینے چاہئیں اور قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اذان ہو رہی ہو تو تلاوت روک دی جائے اور اذان غور سے سن کر جواب دیا جائے اور اقامت کا جواب بھی اہتمام کے ساتھ دیا جائے۔

مسئلہ: جو اذان کے وقت گفتگو نہ چھوڑے اس پر برے خاتمہ کا خطرہ ہے(فتویٰ رضویہ)

اقامت کا بیان

اقامت بھی چند باتوں کے فرق کے علاوہ اذان کے مثل ہے۔

اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دو بار کہیں اور اس کی آواز کچھ بلند ہو مگر اذان جتنی نہیں۔ صرف اتنی اونچی آواز ہو کہ مسجد کے حاضرین آواز سن سکیں۔ اقامت کے کلمات جلد جلد کہیں۔ درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ نہ کانوں پر ہاتھ رکھے جائیں نہ کانوں میں انگلیاں ڈالی جائیں۔ کسی اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے کلمات نہیں ہیں۔ اقامت مسجد کے اندر کہی جائے۔

marfat.com

مسائل اقامت

مسئلہ: اگر امام خود اقامت کہے تو قد قامت الصلوٰۃ کے وقت آگے بڑھ کر مصلے پر پہنچ جائے۔ (درمختار ورد المختار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اقامت کے وقت حاضر ہو تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے۔ حی علی الفلاح پر کھڑا ہو کر شامل جماعت ہو جائے۔ یہی حکم حاضرین کیلئے اور امام صاحب کیلئے ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ (قانون شریعت ص 91)

مسئلہ: اذان کے اندر اور اقامت کے دوران کسی کے سلام کا جواب دینا بھی مؤذن اور مکبر پر واجب نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ اس میں کچھ فرق بھی ہے مثلاً قدقامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَجَعَلَنَا مِنْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَ اَمْوَاتًا (بہار شریعت)

مسئلہ: اذان کے ساتھ ساتھ اگر جواب نہ دیا جا سکے تو تھوڑی دیر بعد بھی جواب دینا جائز ہے۔ باعث ثواب ہے۔

مسئلہ: خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو زبان سے دینا جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ رکھنا سنت ہے۔ اذان کے فوراً بعد اقامت کہہ دینا مکروہ ہے۔ مغرب میں وقفہ تین چھوٹی آیتوں کے برابر یا ایک بڑی آیت کے برابر ہے۔ باقی نمازوں کیلئے اذان و اقامت کے درمیان اتنا وقفہ رکھا جائے کہ پکے نمازی آسانی سے آسکیں۔ اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ مکروہ وقت شروع ہو جائے۔

استقبال قبلہ کا بیان

نماز کی چوتھی شرط

نماز کی صحت کیلئے جو چھ شرائط ہیں ان میں سے چوتھی شرط ہے قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا۔

marfat.com

مسئلہ: اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کی نیت کر کے نماز پڑھے گا اور سجدہ کرے گا تو یہ نیت درست نہیں، گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ سجدہ اور نماز میں نیت تو اللہ کی ذات ہے۔ خانہ کعبہ تو ایک سمت ہے جس طرف منہ کرنا اور اپنی عبادات کا قبلہ تصور کرنا یہ قرآن وسنت کا حکم ہے۔ اصل مقصود خانہ کعبہ نہیں اور مسجودلہ خانہ کعبہ نہیں بلکہ رب العالمین ہے۔

مسئلہ: اگر قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا مشکل ہو کوئی خاص عذر مبیح ہو تو جس طرح چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ بعد میں نماز دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (مُنیہ)

مسئلہ: بیمار اتنا لاغر ہو کہ خانہ کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو اور دوسرا کوئی اس کے پاس موجود نہ ہو تو جہاں ممکن ہے منہ کر کے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: کسی کے پاس اپنا ذاتی مال ہے یا امانت کا مال ہے۔ اگر خطرہ ہو کہ منہ قبلہ کی طرف پھیرا تو مال چوری ہو جائے گا تو جدھر ممکن ہے ادھر ہی کر کے پڑھ لے۔

مسئلہ: جانور شریر ہے، جس سے اتر کر دوبارہ چڑھنا ممکن نہیں یا بوڑھا ہے کہ دوسرے کی مدد کے بغیر چڑھ نہ سکے گا۔ دوسرا کوئی موجود نہیں تو نماز جدھر چاہے منہ کر کے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر قافلہ کے ساتھ جاتے ہوئے سواری روک کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو جدھر سواری جارہی ہے چلتے چلتے سواری پر ہی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: چلتی کشتی میں نماز پڑھے تو تحریمہ کے وقت قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جاتی جائے اور خود بھی قبلہ کو منہ پھیرتا رہے۔ چاہے فرض نماز ہو یا نفل ہو۔ (غنیۃ)

مسئلہ: اگر سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو غور وفکر کرے۔ جدھر دل جم جائے ادھر منہ کر کے نماز پڑھے۔ اس کے حق میں وہی قبلہ ہے (منیہ)

مسئلہ: اگر نماز سے قبل غور وفکر کیا اور ایک سمت کو دل مطمئن ہوا نماز پڑھ لی، بعد میں معلوم ہوا کہ ادھر قبلہ نہ تھا تو اس کی نماز ہوگئی۔ کیونکہ اس نے تحری کی تھی۔ (منیہ)

مسئلہ: تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا یعنی غور وفکر کر کے قبلہ کا تعین کیا تھا۔ پھر دوران نماز خواہ سجدہ سہو میں ہی سوچ بدل گئی یا غلطی معلوم ہوگئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور جتنی پہلے

marfat.com

پڑھ چکا ہے اس میں خرابی نہ آئے گی۔ اسی طرح اگر چار رکعتیں چار سمتوں میں پڑھی تو جائز ہے۔ اگر فوراً نہ گھوما اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر کی تو نماز نہ ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ: نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیرا۔ پھر فوراً سیدھا کر لیا نماز جاتی رہی۔ اگر بلا قصد پھر گیا تھا اور تین تسبیح کے برابر یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر نہ ہوئی تو نماز ہو گئی۔ (منیہ، بحر)

مسئلہ: اگر صرف منہ قبلہ سے پھرا تو واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے تو نماز نہ جائے گی مگر بلا عذر قبلہ سے منہ پھیرنا جائز نہیں۔

marfat.com

نیت نماز کا بیان

پانچویں شرط صحت نماز کیلئے نیت ہے۔ نماز کی نیت سے مراد دل میں نماز پڑھنے کا پختہ ارادہ ہے۔

مسئلہ: اصل نیت تو دل کا ارادہ ہی ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ ثواب ہے جو دل میں ہے اس کا زبان سے اظہار کر کے دونوں کو عبادت میں مصروف کر دیا اور زبان سے یوں کیا۔

میں نے دو رکعت فجر کے فرض کی نیت کی خاص اللہ کے واسطے۔ میرا منہ خانہ کعبہ شریف کی طرف۔ اللہ اکبر یا جیسے اپنے انداز میں آسانی سے کہہ سکے۔

مسئلہ: مقتدی اگر امام کے ساتھ پڑھے امام کی اقتداء کی نیت ضرور کرے۔

مسئلہ: امام اپنے امام ہونے کی نیت بھی دل میں کرے گا۔

مسئلہ: نماز جنازہ کی نیت اس طرح کی جائے۔

چار تکبیر نماز جنازہ۔ فرض کفایہ۔ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ درود شریف واسطے نبی کریم ﷺ کے دعا واسطے اس حاضر میت کے منہ طرف خانہ کعبہ شریف پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔

تکبیر تحریمہ

نماز کی چھٹی شرط

نماز کی نیت کے ساتھ اللہ اکبر کہنے کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ اس تکبیر کے کہنے کے ساتھ ہی نماز شروع ہو جاتی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ: مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ بول دی تو نماز میں داخل نہ ہوا۔

نماز کا طریقہ

نماز شروع کرنے سے پہلے مذکورہ بالا چھ شرائط کا پایا جانا ضروری تھا۔ ان کا بیان ہو گیا اب نماز کا طریقہ بیان کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

وضو کر کے کھڑے ہو کر قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں میں کم از کم چار انگلیوں کا فاصلہ رکھے۔ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جا کر کانوں کی لو سے ہاتھ کے انگوٹھے چھو جائیں۔ دیگر انگلیاں نہ کھلی ہوں نہ بالکل ملی ہوئی ہوں بلکہ اپنے حال پر رہیں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ رہیں اور نگاہیں سجدہ گاہ پر مرکوز ہوں اور دل میں پختہ ارادہ کر کے وقت اور نماز کی صنف کا تعین کرے۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لا کر ناف کے نیچے باندھ لے۔ اس طرح کہ دائیں ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پیٹھ پر ہوں۔ انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اغل بغل ہو اور سب سے پہلے ثناء پڑھی جائے۔ پھر تعوذ اور تسمیہ پھر پوری سورہ فاتحہ پھر آہستہ سے آمین کہی جائے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں یا تین آیتوں کے برابر کوئی ایک آیت پڑھی جائے۔

اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا جائے۔ پھر کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنے کے بعد رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہہ کر سجدہ کیا جائے۔ سجدہ میں بھی کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھی جائے۔

رکوع میں جا کر گھٹنوں کو ہاتھ سے خوب پکڑا جائے۔ اس انداز سے کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوئی ہوں اور پیٹھ بچھی ہوئی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو۔ پیٹھ یوں برابر ہو کہ پشت پر پانی کا بھرا ہوا پیالہ بھی رکھ دیا جائے تو نہ گرے۔ رکوع میں نظر پاؤں پر ہو۔

سجدے کا انداز یہ ہونا چاہیے کہ رکوع سے بالکل سیدھا قومہ کی طرف کھڑے ہو کر پھر سجدے میں جائے۔ سجدے میں جاتے ہوئے زبان سے اللہ اکبر کہے۔ زمین پر سب سے پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھا جائے۔ اس انداز سے کہ پہلے ناک زمین پر لگے، پھر پیشانی، ناک کی ہڈی سجدہ گاہ پر جم جائے اور نظر ناک پر رہے۔ بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا جدا رکھا جائے۔ دونوں پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگا رہے۔ ان کا رخ قبلہ شریف کی طرف رہے۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں بچھی رہیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ شریف کی طرف رہے۔

marfat.com

سجدے سے جب سر اٹھایا جائے تو پہلے ماتھا، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھ اور دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر کے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں کے اوپر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کو ہوں اور انگلیوں کا سر گھٹنے کے پاس رکھے۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ بھی پہلے کی طرح کا ہے (Same)۔ پھر سر اٹھا کر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ رکھے۔ اس طرح یہ ایک رکعت مکمل ہو گئی۔

اب دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد ابتدا میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔ سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھے اور پہلے کی طرح ہر رکعت میں رکوع اور دو سجدے کرے۔ پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو داہنا پاؤں بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِیَّاتُ سے لے کر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھے۔ اب اگر دو رکعتیں پڑھنا چاہتا تھا تو التحیات اور درود شریف، دعاء پڑھ کر سلام پھیرے۔ پہلے دائیں طرف اسلام علیکم ورحمة اللہ پڑھے۔ پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔

اگر دو سے زائد رکعتیں پڑھنی ہوں تو تشہد تک پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ باقی ماندہ نماز سابقہ طریقہ پر مکمل کرے۔ فرضوں کی آخر دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ نہ ملائے۔ اگر جماعت کے ساتھ مقتدی نماز پڑھ رہے ہوں تو قیام میں پہلی رکعت میں فقط ثناء پڑھیں اور کچھ نہ پڑھیں اور باقی رکعتوں میں ثناء بھی نہیں ہے۔ فقط امام کے پیچھے قیام میں خاموش کھڑے رہیں۔ کیونکہ قراۃ الامام قراۃ لهٗ

امام کی قرأت مقتدی کیلئے کافی ہے نہ سری میں مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اور دیگر کوئی سورۃ پڑھے گا اور نہ جہری نماز میں۔ یعنی جب امام آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے پڑھے مقتدی سوائے ثناء، تکبیرات انتقال یَا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور رکوع و سجود میں تسبیحات اور التحیات اور سلام کے ساتھ سلام پڑھنے کے اور کچھ نہ پڑھے گا۔

marfat.com

عورت کی نماز کا طریقہ

عورت مرد امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوسکتی ہے۔ عورتیں اپنی الگ صف بنائیں گی۔

ابتداء میں عورت دونوں ہاتھ اٹھا کر کندھوں تک لے جائے اور تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر چھاتی پر اس طرح باندھے کہ بائیں ہتھیلی سینہ پر رکھے۔ اس کے اوپر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ دے۔

رکوع میں مردوں کی نسبت کم جھکے یعنی اتنا جھکے کہ اس کے ہاتھ آسانی سے گھٹنے تک پہنچ جائیں۔ زور سے پکڑے نہیں بلکہ اوپر رکھ دے۔ ہاتھ کی انگلیاں باہم ملی رہیں۔ سجدہ میں بچھ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملائے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے اور دونوں پاؤں پیچھے نکال دے اور قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے اور ہاتھ رانوں پر رکھے۔ نماز مکمل کرکے دائیں طرف گردن پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔ اس طرح بائیں طرف بھی کرے۔

نماز کے بعد کی دعا

دونوں ہاتھ بارگاہ لم یزل میں اٹھا کر دعا کرے۔

اللھم رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھ کر منہ پر ہاتھ پھیر دیئے جائیں۔

سترہ کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازی بندگی میں مصروف ہے۔ اپنے مالک سے اس کی تار جڑ چکی ہے یا جوڑ رہا ہے۔ ہر طرح کی ظاہری پریشان کن باتوں اور خیالوں سے اسے پرسکون اور بے نیاز ہونا چاہیے۔ اگر اس کے سامنے

marfat.com

ے بندے بے دھڑک گزرتے رہیں تو اس کا خیال بٹ جائے گا۔ توجہ ہٹ جائے گی۔ نماز کا کیف و سرور چھوٹ جائے گا۔ اس لیے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس کی برائی معلوم ہو جائے تو سو برس تک رکا رہے آگے سے نہ گزرے۔

مسائل سترہ

امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے بھی کافی ہے۔ الگ کسی سترہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: درخت، جانور، آدمی اگر بطور سترہ نمازی کے آگے کھڑے ہوں تو سترہ درست ہے۔

مسئلہ: اگر نمازی خود اپنے آگے سے گزرنے والے کو باز رکھنا چاہے تو سبحان اللہ کہہ دے بلند آواز سے قرأت کرے یا ہاتھ سے اشارہ کر دے مگر زیادہ بار ایسا کرنے سے عمل کثیر ہو جائے گا اور نماز ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: ایک ہاتھ اونچی لمبی چھڑی کا سترہ درست ہے اور کم سے کم ایک انگلی موٹی لکڑی یا کوئی سخت چیز ہو۔ زیادہ سے زیادہ سترہ تین ہاتھ اونچا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: سترہ دائیں جانب نمازی کی بھنوؤں کے سامنے گاڑنا زیادہ اولیٰ ہے۔

نماز کے اندر فرائض اور واجبات

نماز میں سات چیزیں فرض ہیں۔

1۔ تکبیر تحریمہ یعنی ابتدا میں اللہ اکبر کہنا جس سے نماز کی ابتدا ہوتی ہے۔

2۔ قیام: اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں فرض قرأت ادا کی جاتی ہے۔

3۔ کم از کم ایک آیت تلاوت کرنا۔

4۔ رکوع کرنا۔

5۔ سجدہ کرنا یعنی پیشانی کا زمین پر جمنا اس انداز سے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہوا ہو۔ اگر سجدہ اس طرح کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کا سرا زمین سے لگا رہا تو نماز نہ ہوگی۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ بہار شریعت)

6۔ قعدہ اخیرہ یعنی التحیات میں اتنی دیر بیٹھنا کہ تشہد تک التحیات مکمل ہو سکے۔

marfat.com

7۔خروج بصنعہ یعنی اپنے ارادے سے نماز پوری کر کے قعدۂ اخیرہ کے بعد خود اپنے عمل سے نماز سے خارج ہونا۔

واجبات نماز کی تفصیل

تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ پوری الحمد للہ پڑھنا جس کا ایک لفظ بھی حذف نہ ہو۔ سورۃ یا آیت ملانا۔ فرض نماز میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ الحمد اور اس کے ساتھ سورۃ یا آیت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں اور نفل اور وتر اور سنت کی ہر رکعت میں۔

سورۃ یا آیت سے پہلے ایک بار الحمد پڑھنا اور الحمد اور سورۃ کے درمیان آمین اور بسم اللہ شریف کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا۔ قرأت ختم کرنے کے بعد فوراً رکوع کرنا۔ ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں سجدوں کے درمیان کوئی رکن نہ آئے۔

تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں کم سے کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہرنا۔ قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا لگنا۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ قعدہ اولیٰ کرنا اگر چہ نفلی نماز ہو۔ فرض، وتر اور سنتیں اور واجبات میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ کچھ بھی نہ پڑھنا۔ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔ جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک لفظ بھی رہ جائے گا تو ترک واجب ہوگا۔ دونوں طرف سلام میں فقط لفظ سلام واجب ہے۔ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

تکبیر قنوت، عیدین کی چھ تکبیریں۔ عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کیلئے لفظ اللہ اکبر ہونا۔ ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے تلاوت کرنا اور سری میں آہستہ۔ فرائض اور واجبات کا اپنی اپنی جگہ ادا ہونا یعنی تقدیم و تاخیر کا لحاظ ہونا۔ ہر رکعت میں ایک بار رکوع ہونا اور دو سجدے ہونا۔ دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا آیت سجدہ نماز میں پڑھی تو سجدہ کرنا۔ سہو کی صورت میں سجدہ سہو ادا کرنا۔ دو فرائض یا دو واجبات یا ایک فرض اور واجب کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کے

marfat.com

رابر دیر نہ ہونا۔ امام کی قرأت کے دوران خواہ جہری ہو یا سری ہو مقتدی کا خاموش رہنا۔
رأت کے سوا باقی تمام نماز میں امام کی پیروی کرنا۔

نماز میں سنن اور مستحبات

فرائض اور واجبات کے علاوہ نماز میں جتنی باتیں ہیں وہ سنن اور مستحبات میں شمار
ہیں۔ ان کو جان بوجھ کر چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ اگر حقارت سے ان میں سے کوئی بات
چھوڑی جائے تو تحقیر سنت نبوی کا مرتکب کافر ہے۔ اگر بھول کر چھوٹ جائے تو حرج نہیں۔
سجدہ سہو، نہ اعادہ۔ (ان کی تفصیل کیلئے بہار شریعت کی طرف رجوع کیا جائے)۔

جماعت کا بیان (فضائل جماعت)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ ادا کیا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔
حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ
بِسَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ (متفق علیہ)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے
والے کو ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

سرور عالم ﷺ مسلمانوں کو ایک جماعت میں دیکھ کر نہایت مسرور ہوتے۔ جو لوگ
جماعت کے بغیر نماز پڑھتے ہیں ان کیلئے احادیث میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔
چنانچہ سرکار نے فرمایا۔

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ اختیار میں میری جان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی
کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں۔ اس کیلئے
اذان دی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے اور میں خود ان
لوگوں کے گھروں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ پھر ان کے گھروں کو آگ

marfat.com

سے جلادوں۔ اللہ کی قسم اگر تارکین جماعت میں سے کسی کو گوشت کی موٹی ہڈی یا دو بہترین
گھڑوں سے پانی ملنے کی امید ہوتی تو وہ عشاء کی نماز پر ضرور حاضر ہوتا۔

کون سی نماز کیلئے جماعت شرط ہے

پانچ وقتہ نمازوں کیلئے جماعت واجب ہے۔ جمعہ وعید الفطر اور عید الاضحیٰ کیلئے جماعت شرط ہے یعنی جماعت کے بغیر ان کی ادائیگی ممکن ہی نہیں۔

مسئلہ: ماہ رمضان شریف میں تراویح کیلئے جماعت سنت کفایہ ہے یعنی اگر چند لوگوں نے جماعت کے ساتھ نماز تراویح کو پڑھنا جاری رکھا تو باقی محلہ والوں سے اس کا وبال ساقط ہو جائے گا۔ رمضان شریف کے اندر وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہیں۔

مسئلہ: رمضان شریف کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

نوٹ: سنتوں اور نفلوں کیلئے جماعت کی باقاعدہ دعوت دینا اور جماعت پر زور دینا یہ طرز عمل فرضی جماعت کے اہتمام کیلئے باعث خلل ہے۔ ہاں اگر حسن اتفاق سے لوگ جمع ہوئے اور مل کر نفل جماعت سے پڑھ لیے تو کراہت نہیں۔

جماعت ثانیہ کا حکم

محلہ کی مسجد جس میں باقاعدہ طور پر امام صاحب مقرر ہیں اس میں اذان واقامت کے ساتھ وقت پر جماعت ہو چکی ہو۔ دوبارہ جماعت پھر اذان اور اقامت کے ساتھ اسی جگہ پر کرانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر بغیر اذان واقامت جماعت ثانیہ کرائی جائے اور محراب سے ہٹ کر کرائی جائے جہاں پہلی جماعت ہو چکی ہے تو بلا کراہت جماعت ثانیہ جائز ہے۔

مسئلہ: اگر پہلی اذان واقامت آہستہ آواز میں ہوئی اور غیروں نے کرائی تو اب بلند آواز سے اذان واقامت کے ساتھ جماعت جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کی جماعت سے نماز رہ گئی۔ اب وہ کسی دوسری مسجد میں جماعت تلاش کرے تو مستحب ہے۔ ضروری نہیں۔

marfat.com

جماعت کس عذر سے ترک کی جاسکتی ہے

جماعت کی پابندی کا اہتمام اسلام کے دیگر احکامات کی نسبت بہت زیادہ سختی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ سید عالم ﷺ اہل اسلام کے تمام کاموں کو اجتماعیت کی شکل میں مربوط کرنا چاہتے تھے۔ سرکار نے فرمایا يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست کرم ہے۔ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے سامنے جمعیت کا اظہار بھی اجتماعی امور میں جماعت کے ذریعے ہی ممکن تھا۔

میں نے تنہا ہی چھیڑی تھی حدیث دل مگر
رفتہ رفتہ اک کارواں بنتا گیا

فجر کی نماز اور عشاء کی نماز یہ دو نمازیں خاص طور پر منافقین پر بھاری تھیں اور ہیں۔ ان پر جماعت کی مواظبت بہت ضروری تصور کی گئی ہے۔

ابتدا میں تو معذور لوگوں کے عذر کے باوجود رخصت نہ ملی۔ مریض، معذور اور اپاہج لوگ بلکہ نابینا جن کا کوئی ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لانے والا نہ تھا وہ بھی اپنے لئے خود سہارے تلاش کر کے گرتے پڑتے جماعت کے ساتھ ہی نماز ادا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ نے بارگاہ رسالت میں عرض بھی کیا کہ رخصت مل جائے مگر جس نے سبق یاد کیا اسے چھٹی نہ ملی۔

جوں جوں رب قدوس نے کفر کے تالے توڑے۔ لوگوں کے دل مائل ہوئے۔ اسلام کو ظاہری جمعیت کی احتیاج نہ رہی۔ صحابہ کرام طریقہ عبادات مکمل سیکھ گئے۔ مضبوطی سے کاربند ہو گئے تو عذر والوں کو آزادی مل گئی۔

مسلم شریف کی حدیث ہے۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے آقائے رحمت کی خدمت میں عرض کیا۔ میری آنکھیں چلی گئی ہیں۔ ایک قوم کی جماعت بھی میرے ذمہ ہے مگر جب بارش ہوتی ہے تو گلی کوچوں میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ مسجد کی راہ میں ایک بارشی نالہ بھی ہے۔ میں جماعت

marfat.com

کرانے سے قاصر ہو جاتا ہوں۔

اے مہربان آقا آپ میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوں اور میرے گھر میں میرے لئے نماز کی جگہ متعین فرما جائیں تا کہ میرے گھر میں بھی برکت ہو اور جائے نماز میں بھی برکت ہو۔

حبیب خدا ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور اپنے صحابی کے کاشانہ پر جلوہ فرما ہوئے اور پوچھا تم کس جگہ پر نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے مکان کے ایک گوشے میں جگہ بتائی۔ سراپا رحمت نبی نے ابو بکر صدیق کو اور عتبان رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر تکبیر فرمائی اور دو رکعت کی جماعت کرائی۔

جب عرب و عجم کے تاجدار نے کرم فرمایا ان کے گھر قدم رنجہ فرمایا تو صحابیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کیلئے کھانے کا انتظام کیا۔ کیونکہ آج عرش کا دولہا ان کے گھر مہمان تھا۔ اس سے بڑی سعادت اور کیا تھی۔

خوشا وقتے و خرم روز گارے
که یار برخورد از وصل یارے

وہ اعذار جن کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کا جواز ہے، درجہ ذیل ہیں۔

سخت بارش، بہت زیادہ کیچڑ، سخت سردی، ایسی بیماری جس کی وجہ سے مسجد تک پہنچنے میں سخت تکلیف ہو۔ آندھی، پاخانہ، پیشاب، ریح کا بہت زیادہ دباؤ، کسی ظالم کا خوف، قافلہ چھوٹ جانے کا خطرہ، اندھا ہونا، اپاہج ہونا، زیادہ بڑھاپا جس کی کمزوری کی وجہ سے مسجد جانا مشکل ہو۔ مال کے ہلاک ہونے کا خوف، مفلس مقروض کو قرض خواہ کا خوف، تیماردار جس کے بغیر بیمار اکیلا گھبرائے یا پریشان ہو جائے۔ (درمختار)

اکیلا مقتدی کہاں کھڑا ہو

اکیلا مقتدی اگر چہ لڑکا ہی ہو۔ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ بائیں طرف کھڑا ہونا یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں۔ برابر کھڑے ہونا مکروہ

marfat.com

تنزیہی ہے۔ دو سے زیادہ کا امام کے برابر کھڑے ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: ایک آدمی امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور یہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے۔ اگر امام آگے نہ بڑھے تو مقتدی پیچھے ہٹ آئے یا خود ہٹ آئے یا آنے والا اس کو کھینچ لے لیکن جب مقتدی ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹ آنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر دو ہوں تو امام کا آگے بڑھ جانا بہتر ہے۔

صف کے مسائل

سیدھی صفیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسندیدہ ہیں۔ سرکار نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا ہے۔ صفیں سیدھی ہوں۔ کندھے ملے ہوئے ہوں۔ درمیان میں فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ: صف اول میں نیک، بزرگ، مسئلہ و مسائل کے جاننے والے امام کے قریب کھڑے ہوں۔

مسئلہ: جنازہ میں پچھلی صف میں کھڑا ہونا افضل ہے اور فرائض میں صف اول میں۔

مسئلہ: امام کے ساتھ نماز پڑھی جارہی ہو تو مقتدی کو تکبیر تحریمہ امام سے پہلے نہیں کہنی چاہیے۔ ساتھ یا بعد میں۔ حتیٰ کہ اگر لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے کہہ دیا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: سب سے پہلے مردوں کی صف پھر لڑکوں کی پھر خنثی یعنی (خسرے) پھر عورتوں کی صف بندی ہو۔

مسئلہ: تنہا امام زیادہ بلند جگہ پر کھڑا نہ ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ: امام نیچے ہو اور مقتدی اوپر ہو پھر بھی مکروہ ہے۔ خلاف سنت ہے۔ (درمختار)

امامت کی شرائط

امام مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ غیر معذور ہو۔ مسائل نماز سے خوب واقف ہو۔ مرد ہو۔ ان مذکورہ باتوں سے کوئی بھی مفقود ہو تو نماز نہ ہوگی۔ (قانون شریعت صفحہ 108)

marfat.com

مسئلہ: معذور اپنے جیسے معذور کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے بلکہ اپنے سے زائد عذر والے کا بھی امام ہوسکتا ہے۔ اگر امام اور مقتدی دونوں کو الگ الگ قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو قطروں کا مرض ہو اور دوسرے کو ہوا کے خروج کا مرض ہو تو وہ ایک دوسرے کی امامت نہیں کرا سکتے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: کھڑا بیٹھے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ (ہدایہ، شرح وقایہ)

مسئلہ: رکوع و سجود والا اشارے سے پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ اگر دونوں اشارے والے ہوں تو جائز ہے۔ (شرح وقایہ)

بدمذہب کی اقتداء

جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ اس کی اقتدا میں نماز پڑھی گئی تو واجب الاعادہ ہے۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: فاسق معلن کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز واجب الاعادہ ہے جیسے شرابی، زانی، سود خور، اعلانیہ چغلی خور۔

مسبوق کون

مسبوق وہ ہوتا ہے جس پر امام سبقت لے چکا ہو یعنی بعد میں آکر جماعت میں شامل ہو جبکہ امام کچھ رکعتیں پہلے پڑھ چکا ہو اور آخر تک امام کے ساتھ رہے۔

منفرد کون

جو جماعت میں شامل ہی نہ ہوا ہو۔ اکیلا نماز پڑھنے والا۔

مسئلہ: مسبوق امام کو رکوع میں پائے تو سیدھا کھڑا ہو کر نیت باندھ کر اللہ اکبر کہے۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو۔ اگر تکبیر تحریمہ کہتے ہی رکوع کی حد تک جھک گیا تو نماز نہ ہوگی۔ اگر امام کو قعدے میں پائے تب بھی پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر تکبیر کہتے ہوئے قعدے میں بیٹھ جائے۔

marfat.com

مسئلہ: مسبوق چوتھی رکعت میں شامل ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ثناء پڑھے۔ پھر فاتحہ پھر سورت ملائے اور قعدہ کرے۔ پھر تیسری میں فاتحہ اور سورت ملائے اور چوتھی میں فقط فاتحہ پڑھے۔

مسئلہ: مسبوق امام کے ساتھ جو رکعت پائے وہ اس کی وہی شمار ہوگی جو امام کی ہے۔ جب اکیلا کھڑا ہو کر باقی ماندہ رکعت پڑھے گا تو وہ پہلی اور دوسری رکعتوں کے حساب سے پڑھے گا۔

مسئلہ: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا تو کوئی حرج نہیں۔ اگر سلام پھیرتے وقت سینہ قبلہ سے نہیں پھرا تو بقیہ نماز اپنی مکمل کرے۔ اگر بالکل امام کے متصل سلام پھیرا ہے تو سجدہ بھی نہیں۔ اگر امام کے ذرا دیر بعد سلام پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر اس ارادہ سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو نماز ٹوٹ گئی۔ دوبارہ پڑھے۔ (ردالمحتار، قانون شریعت صفحہ 110)

نماز کو توڑنے والی باتیں

مسئلہ: نماز میں کسی طرح کا بھی کلام کیا جائے تو ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: زبان سے سلام کا جواب دیا تو نماز گئی۔ اگر سر کے اشارے سے یا ہاتھ کے اشارے سے دیا تو نماز مکروہ ہوگئی۔

مسئلہ: کھنکارنے میں جب دو حرف نکلے جیسے الف، خ، تو اس سے نماز ٹوٹ گئی جبکہ کوئی عذر بھی نہ ہو اور کوئی درست غرض بھی نہ ہو۔ اگر عذر ہو جیسے طبعاً مجبور ہو کر کیا یا غرض ہو جیسے قرأت میں آواز صاف کرنے کیلئے یا امام کو غلطی پر اطلاع دینے کیلئے یا دوسرے کو اپنے بارے میں نماز میں ہونے کی اطلاع دینے کیلئے ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

مسئلہ: مقتدی اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ نہ دے۔

مسئلہ: امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی اور سے لقمہ لیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: آہ، اف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حروف پیدا ہوئے تو نماز ٹوٹ گئی۔ اگر رونے میں فقط آنسو آئے حروف نہ نکلے تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

marfat.com

مسئلہ: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی یا چھینک کھانسی، ڈکار میں جتنے حروف بے اختیار نکلیں ان سے نماز نہیں ٹوٹتی وہ معاف ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہو جائیں جیسے اف، تف تو نماز گئی۔

مسئلہ: نماز میں قرأت قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے یا دیوار و محراب سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ گئی۔ اگر یاد پڑھے لکھے ہوئے پر نظر پڑے تو حرج نہیں۔

مسئلہ: عمل کثیر کہ اعمال نماز سے نہ ہو نہ نماز کی اصلاح سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ عمل قلیل سے ٹوٹتی نہیں۔

مسئلہ: نماز کھانے پینے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ جان کر ہو یا بھول کر تھوڑا کھائے یا زیادہ۔ حتیٰ کہ تل بغیر چبائے بھی نگل لیا۔ پانی کی بوند منہ میں گری اور نگل گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اعادہ نہ کیا تو ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: کسی رکن کو ترک کیا جبکہ اس کو اسی نماز میں ادا کر لیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: قعدۂ اخیرہ کے بعد سجدۂ نماز یاد آیا یا سجدہ تلاوت یاد آیا تو اس کو ادا کیا اور ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت مؤکدہ

وہ سنتیں جن پر رسول اکرم ﷺ نے مواظبت فرمائی ان کے ترک پر کوئی وعید آئی ہو تو ان کا ترک سخت محرومی ہے۔ اگر کوئی عادت بنالے تو وہ فاسق ہے۔ اس کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ ان کا چھوڑ دینا حرام کے قریب ہے۔ سنت مؤکدہ کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا شفاعت سے محروم ہوگا۔ ان کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

غیر مؤکدہ

غیر مؤکدہ سنن کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ چھوڑنے پر وعید اور عذاب کوئی نہیں۔ جیسے عصر کی اور عشاء کی پہلی چار سنتیں۔

marfat.com

نوافل

مندوب، مستحب اور نفل ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ یہ کئی طرح کے نوافل ہیں جو سراسر اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں۔ پڑھنے کا ثواب بڑا ہے نہ پڑھنے کا گناہ نہیں۔

سنت مؤکدہ کی تفصیل

فجر کے دو فرضوں سے پہلے دو سنتیں مؤکدہ ہیں۔

ظہر کے چار فرض سے پہلے چار سنتیں اور دو بعد فرض کے۔

مغرب کے تین فرض کے بعد دو سنتیں ہیں۔

عشاء کے چار فرضوں کے بعد دو سنتیں ہیں۔

جمعہ کے دو فرض سے پہلے چار رکعتیں اور چار فرضوں کے بعد اور دو مزید جمعہ کے بعد۔

(غنیۃ۔ بہار شریعت)

مسئلہ: فجر کی دو سنتیں ایسی مؤکدہ ہیں کہ یہ بغیر عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر۔ (فتح القدیر)

نوافل کی تفصیل

یہ رب کریم کی اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل اس امت پر خاص مہربانی ہے کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق روز محشر بندے کے فرائض میں اگر کوئی کمی پائی گئی تو نوافل کے ذریعے پوری کر دی جائے گی۔

مختلف اوقات کی نمازوں کے بعد دو چار رکعت نفل کی عادت سے کثیر نوافل کی تعداد آسانی سے جمع ہو جائے گی۔ مختلف اوقات میں سید عالم ﷺ نے نفلی عبادت کے فضائل سنا کر ترغیب فرمائی ہے۔

بندہ فرائض کے بعد نوافل کی کثرت سے قرب الٰہی کے اس مقام تک جا پہنچتا ہے جہاں بندے کا فقط نام ہی چلتا ہے۔ اصل طاقتیں ربانی کام کر رہی ہوتی ہیں یعنی ہاتھ بظاہر

marfat.com

بندے کا کام کرتا نظر آتا ہے مگر تخت بلقیس قدمان سلیمان علیہ السلام میں رکھنا قدرت کا کرشمہ ہوتا ہے۔

بظاہر دست شیر خدا میں قلعہ خیبر کا دروازہ ڈھال بن کر اچھلتا نظر آتا ہے۔ درحقیقت طاقت ربانی کام کر رہی ہوتی ہے۔ کوئی مرد حق مدینہ طیبہ کی فضاؤں میں دوران خطبہ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ کا نعرہ لگاتا ہے تو کسی مرد خدا کے کان نہاوند کے میدان میں یہ آواز سن کر پہچان کر دشمن سے چوکنا ہو جاتے ہیں۔

اللہ والے اس مقام رفیع تک پہنچنے کیلئے ابتدا میں یوں خود کو لذت ذکر یار سے آشنا کرتے ہیں کہ سحری کے سناٹوں میں اٹھ کر تہجد کے نوافل ادا کرتے ہیں۔

نوافل تہجد

عطار ہو رومی ہو غزالی ہو کہ رازی
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

(اقبال)

عشاء کی نماز پڑھ کر سو کر جب بھی بندہ جاگ جائے وہ وقت تہجد کا ہے لیکن رات کے آخری تہائی حصہ میں بہتر ہے اس میں کچھ لذت ہی عجیب ہے۔ نماز تہجد ایسی نفلی نماز ہے جس کو سنت کا درجہ نصیب ہے۔ یہ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے۔
(فتح القدیر۔ عالمگیری)

اشراق

یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔

فجر پڑھ کر درود شریف پڑھتے پڑھتے جب سورج ذرا بلند ہو جائے یعنی طلوع آفتاب کے بیس منٹ کے بعد دو رکعت نفل اشراق کے ثواب کثیر سے مالا مال کرتے ہیں اور اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔

marfat.com

چاشت

یہ بھی سنت ہے۔ کم از کم نماز چاشت کی دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت۔ سورج کے خوب کھل کر چڑھ جانے سے لے کر ضحوہ کبریٰ کے شروع ہونے تک ہے مگر زیادہ بہتر وقت چوتھائی دن چڑھنا ہے۔

نماز حاجت

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی خاص حاجت حاصل کرنا چاہے یا بندے سے کوئی غرض پیش آئے یا کوئی مشکل مسئلہ یا الجھن درپیش ہو تو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے یا چار رکعت نفل حاجت بندگی اللہ تعالیٰ کی۔ منہ طرف خانہ کعبہ شریف کے اللہ اکبر کر کے پہلی رکعت سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھے۔ دوسری میں الحمد کے بعد ایک بار قُلْ هُوَاللّٰهُ شریف پڑھے۔

تیسری رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور چوتھی میں اَلْحَمْدُ کے بعد ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ مکمل کر کے سلام پھیرنے کے بعد تین بار هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر تین بار کوئی بھی درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَكِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

نماز استخارہ

والی کون ومکاں ﷺ اپنے اصحاب گرامی کو فرمایا کرتے تھے کہ ہر اہم کام سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کر لیا کرو۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ جیسے

marfat.com

ہمیں قرآن مقدس کی تعلیمات ارشاد فرماتے تھے ایسے ہی استخارہ کی تعلیم فرماتے تھے۔

جب کوئی اہم معاملہ ہو تو دل میں ارادہ کر کے دو رکعت نفل پڑھے تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ کام میرے حق میں اچھا ہے یا نہیں۔ تو خواب میں اسے اگر سبز یا سفید رنگ کی چیزیں نظر آئیں تو کام بن گیا۔ اگر سرخ یا کالی نظر آئیں تو وہ کام نہ کرے۔ بعض اوقات خواب میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر کام اس کے حق میں بہتر ہو تو اس کا دل اس پر مطمئن ہو جاتا ہے ورنہ اسے اس سے وحشت سی محسوس ہوتی ہے۔ ایک دن سے لے کر سات راتوں تک استخارہ کرے۔ ضرور اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرمائے گا۔

نیک کام جو پہلے ہی فرض یا بہت ہی اچھے ہیں جن کے بارے میں شک یا تردد کی گنجائش نہیں مثلاً حج یا جہاد یا نماز کے بارے استخارہ نہیں۔ ہاں ان کے اوقات کا تعین یا کوئی حیثیت متعین کرنے کیلئے جائز ہے۔

دو رکعت نفل یوں پڑھے کہ پہلی رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھ کر باوضو قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے سو جائے۔ دعا کے شروع اور آخر میں سورت فاتحہ اور درود شریف پڑھے۔

دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ. (ردالمحتار)

marfat.com

صلوٰۃ التسبیح

حضرت رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نماز تسبیح کی فضیلت اور طریقہ وترغیب بتائی۔ سرکار نے فرمایا اے میرے چچا اس نماز سے دس طرح کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ یعنی اگلے، پچھلے، نئے، پرانے، قصداً، سہواً، چھوٹے، بڑے، ظاہر، باطن۔ اس نماز کی چار رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پھر الحمد کے بعد کوئی سورۃ پڑھی جائے۔ قرأت سے فارغ ہو کر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائیں۔ رکوع سے سر اٹھا کر قومے میں دس بار۔ سجدہ میں دس بار۔ جلسہ میں دس بار۔ دوسرے سجدے میں دس بار پڑھیں۔ ایک رکعت میں 75 مرتبہ یہ کلمات پڑھے گئے۔ اسی طرح باقی تین رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں 75 بار، کل 300 بار یہ کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ الحمد کے بعد سورت کوئی بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

نماز تراویح کا بیان

مسئلہ: ہر رات عشاء کی نماز کے بعد (وتروں سے پہلے) بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا وقت بعد نماز عشاء سے لے کر صبح صادق کے آخر تک ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: تراویح کو باجماعت پڑھنا بہت عظیم ثواب کا عمل ہے مگر جماعت سنت کفایہ ہے۔ اگر مسجد کے تمام لوگوں نے جماعت ترک کر دی تو سب گناہ گار ہوئے۔ اگر کسی نے گھر میں اکیلے پڑھ لی تو گناہ گار نہیں۔ (قاضی خان وہدایہ)

مسئلہ: نماز تراویح مردوں، عورتوں دونوں کیلئے سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا ترک کرنا درست نہیں۔ (قاضی خان)

مسئلہ: تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھا جائے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اسی آرام کی وجہ سے اسے تراویح کہتے

marfat.com

ہیں۔(قاضی خان)

مسئلہ: جو فرض نماز جماعت سے نہ پڑھ سکا تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے تنہا پڑھے۔ (درمختار)

نوٹ: یہ اس کیلئے تنبیہ ہے جس نے فرائض سے غفلت اور سستی برتی ہے۔ آئندہ جلدی آئے اور فرض جماعت سے پڑھے تاکہ اسے جماعت وتر سے نہ نکالا جائے۔(راقم)

مسئلہ: اگر ایک امام صاحب دو مسجدوں میں نماز تراویح پوری پوری پڑھاتے ہوں تو ناجائز ہے۔ اگر کچھ ادھر کچھ ادھر تو جائز ہے جبکہ مقتدی کیلئے جائز ہے۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے پیچھے تراویح جائز نہیں۔(ہدایہ۔ فتح القدیر)

شبینہ کا بیان

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا ختم۔ اگر درست تلفظ اور درست ادائیگی کے ساتھ کیا جائے اور سامعین بھی ذوق وشوق سے لذت قرآن کریم سے محظوظ ہو رہے ہوں تو عمدہ بات ہے۔ جہاں گیت گانوں کی آوازوں سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں وہاں اگر قرآن کریم کی تلاوت سوز و وجد کے ساتھ کی جائے اور آداب تلاوت ملحوظ ہوں تو بہت ہی خوب ورنہ ناجائز ہے۔(المؤلف)

صلوٰۃ المریض

جو آدمی کسی بیماری یا عذر معقول کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو اس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے کہ رکوع کیلئے سر تھوڑا جھکائے اور سجدے کیلئے زیادہ جھکائے۔ اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو اس طرح لیٹ جائے کہ چت لیٹے ہوئے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ گھٹنے کھڑے ہوں اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے تاکہ سر بلند رہے اور منہ خانہ کعبہ شریف کی طرف ہو جائے۔ رکوع کیلئے ذرا کم سر کو اشارہ کے طور پر جھکائے اور سجدے کا اشارہ زیادہ کرے۔ اسی طرح دائیں یا بائیں کروٹ پر بھی قبلہ کو منہ کر کے پڑھ سکتا ہے۔

marfat.com

بیمار سے نماز کب ساقط ہوتی ہے

بیمار جب پیر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز آ جائے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ آنکھ یا دل کا اشارہ کافی نہیں۔ اگر ایسی حالت مسلسل چھ وقتوں تک رہے تو ان کی قضا بھی معاف ہے۔ فدیہ کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر چھ وقتوں سے کم وقت تک یہ حالت طاری ہے تو زمانہ صحت میں فرض قضا کر کے پڑھنا لازمی ہیں۔ خواہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھنے کے قابل ہو جائے۔ (درمختار و بہار شریعت)

مسئلہ: جو بیمار رکعات کی تعداد اور سجدوں کی تعداد کی گنتی سے عاجز ہو جائے اس پر نماز ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: تمام فرض نمازوں میں اور وتر اور عیدین، جمعہ اور (سنت فجر) میں قیام فرض ہے بغیر عذر یہ نماز بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہ ہوں گی۔ (درمختار۔ ردالمختار)

مسئلہ: قیام چونکہ فرض ہے اس لیے بغیر شرعی عذر کے ترک نہ کیا جائے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے۔ اسی طرح کھڑے ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے تو اللہ اکبر کہہ لے فرض ہے۔ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے۔ پھر بیٹھ کر پوری کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ ذرا سا بخار، دردسر، زکام یا اس طرح کی معمولی خفیف تکلیفیں جن میں لوگ چلتے پھرتے رہتے ہیں ہرگز عذر نہیں۔ ایسی معمولی تکلیفوں میں جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں وہ نہ ہوئیں ان کی قضاء لازم ہے۔ (غنیۃ و بہار شریعت)

مسئلہ: جس کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے جبکہ اور طریقہ سے اس کی روک نہ کر سکے۔

مسئلہ: بیمار اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے قرأت پر قادر نہیں تو جتنی دیر ممکن ہے پڑھے۔ باقی بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: مریض کے نیچے کپڑا بچھا ہو اور بدلنے سے پھر ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی پر ہی پڑھ لے۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت)

marfat.com

مسئلہ: پانی میں ڈوبنے والا اگر بغیر عمل کثیر کے اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا لیا جائے تو فرض ہے کہ پڑھے ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔ (درمختار)

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

جو احکامات بندے پر کرنے لازم ہیں ان کو ان کے اوقات میں ادا کیا جائے تو ادا کہلائے۔ اگر وقت گزرنے کے بعد ادا کریں تو قضا۔

یہ حبیب خدا ﷺ کا کرم ہے کہ جو خاص حقوق اللہ ہیں وہ اپنے اوقات میں نہ ادا کر سکیں تو بھی کریم سے امید ہے کہ وقت گزرنے کے بعد ادا کیے جانے پر بھی قبول فرمائے گا۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ سب حقوق اللہ ہیں۔ ان کی قضا کے طریقے احادیث اور فقہ کی کتب میں موجود ہیں۔ یہاں ان کا مختصر سا تذکرہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: بغیر شرعی عذر کے نماز فرض قضا کرنا سخت گناہ ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا کرے اور سچے دل سے توبہ کرے۔

مسئلہ: وقت میں تحریمہ باندھ لیا تو نماز ادا ہے۔ قضا نہ ہوئی مگر فجر اور جمعہ وعیدین کی نماز میں سلام سے پہلے اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔ (قضا لازم ہے) (درمختار)

مسئلہ: سوتے میں یا بھول کر نماز قضا ہوگئی تو بیدار ہو کر یا یاد آنے پر وقت کے اندر فوراً پڑھ لے۔ دیر کرنا مکروہ ہے۔ (نیند یا نسیان پر مواخذہ نہ ہوگا) (عالمگیری)

مسئلہ: فرض کی قضا فرض۔ واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا کرنا پڑتی ہے جیسے فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہو گئے ہوں اور ظہر کی پہلی چار سنت جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قضا کا وقت: قضا کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ زندگی میں جب بھی قضا کو ادا کرے گا تو بری الذمہ ہو جائے گی مگر مکروہ اور ممنوع اوقات میں جائز نہیں۔

مسئلہ: جو نماز جیسی قضا ہوئی ویسی ہی ادا کرنی پڑے گی۔ مثلاً سفر میں قضا ہوئی تو اقامت

marfat.com

میں دو پڑھیں گے۔اقامت میں قضا ہوئی تو سفر میں چار ہی پڑھیں گے۔البتہ ادائیگی کے وقت عذر کا لحاظ کیا جائے گا۔(درمختار)

مسئلہ: فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا نوافل پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: جس کی بے شمار نمازیں قضا ہیں وہ نیت میں یوں کہے کہ پہلی فجر یا پہلی عشاء یعنی ساری زندگی فوت شدہ نمازوں کو پہلی پہلی کی نیت سے ادا کرتا رہے تاکہ ساری ادا ہو جائیں۔

بلوغت کی ابتدا

لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر کا بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی کم سے کم نو سال کی عمر میں بالغہ ہو سکتی ہے۔ پندرہ برس کی عمر والا خواہ مرد ہو یا عورت بالغ تصور کیا جاتا ہے۔اس پر احکامات فرض ہو جاتے ہیں۔ بلوغت کی علامات اس میں پائی جائیں یا نہ بھی پائی جائیں۔

نماز کا فدیہ

آدمی کے ذمہ بہت ساری نمازیں قضا تھیں،فوت ہو گیا۔اگر مالدار تھا اور وصیت بھی کر گیا تو تہائی مال سے ہر فرض اور وتر کے بدلے آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو صدقہ کیا جائے گا۔اگر مال نہ چھوڑا تو وارث بطور حیلہ یوں کر سکتے ہیں۔کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر کسی مسکین کو صدقہ دیں۔وہ قبضہ کر کے وارث کو واپس کر دے پھر وہ اس کو صدقہ کرے۔وہ قبضہ کر کے بطور ہدیہ وارث کو واپس کرے۔اسی طرح کرتے کرتے اتنی بار کریں کہ قضا نمازوں کا بوجھ اتر جائے۔آخر میں وہ مال مسکین کو صدقہ دے دیا جائے۔

مسئلہ: اگر مرنے والا وصیت نہ بھی کرے تو وارث فدیہ اپنے مال سے ادا کرے یا یوں ہی حیلہ سے ادا کرے۔

قضائے عمری کا بیان

مروجہ قضائے عمری کی اصل کچھ نہیں۔البتہ ایک حیلہ ہے کہ بندہ جس دن قضائے عمری کے تصور سے نمازیں پڑھنے آ گیا ہے تو پچھلی فوت شدہ نمازوں کی قضا کرتا رہے اور آئندہ قضا نہ ہونے دے۔(مؤلف)

marfat.com

صلوٰۃ مسافر

شریعت کی نگاہ میں مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے آبادی سے باہر ہوا۔

مسئلہ: دن کے سفر سے مراد ہے سال کا سب سے چھوٹا دن۔ خشکی میں آدمی کی درمیانی چال اور سواری کے لحاظ سے اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کیلئے مناسب ہو اور دریائی سفر ہو تو کشتی کی وہ درمیانی چال جب ہوا نہ ساکن ہو نہ تیز ہو۔ (درمختار)

خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۸/۵۷ ۳ میل تین فرلانگ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: خشکی کے صاف راستہ میں ساڑھے ستاون میل کی راہ۔ ریل یا موٹر وغیرہ سے ایک گھنٹہ میں طے ہو جاتی ہے تو اس ریل یا موٹر کا سوار ایک گھنٹہ کے سفر میں شرعی مسافر ہو جائے گا اور قصر وغیرہ کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔ (ردالمختار)

قصر کی مسافت

تین دن کی مسافت تیز سواری پر دو دن میں یا اس سے بھی کم وقت میں طے کرے تو وہ مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کا راستہ زیادہ دنوں میں طے کرے تو مسافر نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کے سفر کا ارادہ ہو۔ اگر تین دن سے کم مدت کا ارادہ کیا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کر لیا اور یہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہو تو اس طرح مسافر نہ ہو گا چاہے دنیا کا چکر کاٹ کر آئے' جب تک ایک مقام سے پورے تین دن کے سفر کا ارادہ نہ کیا ہو۔ (درمختار)

مسئلہ: سفر کے لیے ضروری ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔ اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا تو مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ' بہار شریعت)

marfat.com

قصر کا مفہوم

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی پندرہ دن یا اس سے زیادہ مدت کے سفر کا ارادہ کر کے اپنی آبادی سے باہر جائے تو چار رکعت والی فرض نماز میں دو رکعت پڑھنا ضروری ہے۔ جب تک وہ اپنی منزل تک پہنچ نہ جائے۔ جب منزل پر پہنچ جائے تو پوری پڑھے گا۔ اگر مسافر قصر نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: مغرب اور فجر میں قصر نہیں صرف ظہر، عصر، عشاء کے فرض میں قصر ہے۔

(قانون شریعت)

سنتوں میں قصر نہیں

سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور رواداری کی حالت میں سنتیں چھوڑ سکتا ہے۔ معاف ہیں لیکن سنت کی قصر نہیں ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مسافر جب تک واپس اپنی آبادی میں پہنچ نہ جائے وہ مسافر ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: اگر مسافر پندرہ دن سے کم مدت کے ارادہ سے گھر سے چلا تو راستے میں بھی قصر کرے گا اور وہاں بھی جتنے دن رہے گا نصف نماز ادا کرے گا۔ بشرطیکہ سفر تین منزل کا ہو۔ اگر تین منزل پہنچنے سے پہلے واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔ (قانون شریعت)

نیت اقامت کی شرائط

اقامت کی نیت کے درست ہونے کیلئے چھ شرائط ہیں یعنی درجہ ذیل چھ باتیں اگر موجود ہوں گی تو مقیم تصور ہوگا ورنہ نہیں۔

1۔ مسافر سفر سے رک جائے اگر چلنے کی حالت میں نیت اقامت کرے تو مقیم نہیں۔

2۔ جہاں ٹھہرے وہ مقام واقعی رہائش گاہ یا ٹھہرنے کے قابل ہو، جنگل یا دریا یا غیر آباد ویرانے میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں ہوا۔

3۔ کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ضرور کرے۔

4۔ یہ ٹھہرنے کی نیت ایک ہی مقام کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ

marfat.com

کرے مثلاً دس دن ایک شہر میں اور پانچ دن دوسری آبادی میں تو مقیم نہ ہوگا۔ اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو کسی دوسرے کا تابع نہ ہو۔ اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔

مسئلہ: مسافر نے راستے میں ہی اقامت کی نیت کر لی ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں تو مقیم نہ ہوا۔ اگر پہنچنے کے بعد نیت اقامت کی تو مقیم ہو گیا۔ اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں سرگرداں ہو۔

مسئلہ: جو شخص کسی دوسرے کے تابع ہو اس کی نیت معتبر نہیں بلکہ جس کے تابع ہے اسی کی نیت کا اعتبار ہے مثلاً بیوی شوہر کے ساتھ ہو تو خاوند کی نیت معتبر ہوگی۔ فوج کے افسر کی نیت تمام فوجیوں کی نیت معتبر ہوگی۔ آقا کی نیت کا اعتبار ہوگا غلام کی نیت معتبر نہیں۔

مسافر اور مقیم کب ایک دوسرے کی اقتداء کر سکتے ہیں

مسئلہ: مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پوری پڑھے گا۔ قصر نہ کرے گا۔

مسئلہ: مقیم اگر مسافر کی اقتداء کرے تو مسافر امام سب کو بتادے کہ میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دوں گا تم بعد میں اپنی نماز مکمل کر لینا۔ اس طرح کہ بعد کی دو رکعت میں مقیم بالکل چپ چاپ اتنی دیر تک کھڑا رہے گا جتنی دیر میں سورت فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ قرأت نہ کرے گا۔

مسئلہ: مسافر جب اپنے وطن اصلی میں پہنچ جائے تو اس کا سفر ختم ہو گیا اب وہ مقیم ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہ بھی کرے۔

وطن اصلی کی تعریف اور وطن اقامت

مسئلہ: وہ جگہ جہاں کوئی پیدا ہوا یا اس کے گھر والے وہاں رہائش پذیر ہیں یا وہاں ایسی سکونت اختیاری ہے کہ جانے کا ارادہ نہیں ہے۔

وطن اقامت

مسئلہ: وہ مقام جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زائد مدت ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ (عالمگیری)

marfat.com

وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے باطل

مسئلہ: کوئی شخص ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسرے مقام پر اتنے ہی دن یا اس سے زائد دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو اب پہلا مقام اقامت نہ رہا۔ اس کی حیثیت ختم ہو گئی۔ دونوں جگہوں کے درمیان مسافت یعنی کچھ دوری ہو یا نہ ہو۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر وطن اقامت سے وطن اصلی میں آ گیا یا وطن اقامت سے سفر کر گیا تو اب وطن اقامت، وطن اقامت نہ رہا۔ یعنی اگر اس میں پھر لوٹ آیا اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہے تو مسافر ہی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مسافر نے کہیں شادی کر لی تو وہ وہاں کا مقیمی ہے خواہ اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی ہو۔ اگر دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہیں تو دونوں جگہوں پر پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ: عورت کی شادی ہو گئی وہ سسرال چلی گئی اور وہاں رہائش پذیر ہو گئی تو اب اس کا میکہ گھر اس کیلئے وطن اصلی نہ رہا۔ یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے اور سسرال سے میکے آئے تو پندرہ دن کی ٹھہرنے کی نیت ہو گی تو مقیم ورنہ مسافر قصر نمازیں پڑھے گی۔ اگر میکے رہنا چھوڑا نہیں بلکہ سسرال عارضی طور پر آتی جاتی رہتی ہے مستقل سکونت اختیار نہیں کی تو سسرال سے میکے آتے ہی اس کا سفر ختم ہو جائے گا کیونکہ ابھی تک اس کا وطن اصلی میکہ ہی ہے یہاں نیت اقامت کرے یا نہ کرے وہ مقیم ہے نماز پوری پڑھے گی (بہار شریعت)

مسئلہ: عورت بغیر محرم کے تین دن یا زائد مدت کا سفر نہیں کر سکتی بلکہ ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر نہیں کر سکتی۔ نابالغ بچہ یا معقوہ یعنی (کم عقل، بوکھل، بورہا) کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی۔ محرم بھی سخت فاسق وغیرہ نہ ہو۔ (بہار شریعت)

کیا سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے

مسئلہ: فرض نمازیں اور واجب نمازیں، فجر کی سنتیں۔ نماز جنازہ اور سنت کی نماز اور وہ سجدۂ تلاوت جس کی آیت زمین پر پڑھی اور وہ نفل جس کو زمین پر شروع کیا اور توڑ دیا۔ مذکورہ

marfat.com

سب نمازیں بلا عذر سواری پر پڑھنا جائز نہیں۔ عذر کی شکل میں بھی ان سب کی ادائیگی کیلئے شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو سواری کو قبلہ رخ کھڑا کر کے پڑھے ورنہ جیسے بن پڑے ادا کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: شہر کی حدود سے باہر سواری پر کوئی سفر کیلئے نکل چکا ہو اگر وہ شرعی مسافر نہ بھی ہو تو سواری پر نفل نماز بیٹھے بیٹھے اشارے سے پڑھ سکتا ہے۔ سجدہ کا اشارہ سر سے رکوع کی نسبت زیادہ کرے۔ نفلی نماز کیلئے کسی عذر کی قید نہیں اور نہ ہی سواری کا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

کس عذر سے سواری پر نماز فرض ادا کرنا جائز ہے

درجہ ذیل اعذار کی بنا پر سواری پر نماز فرض ادا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: (1) پانی برس رہا ہو۔ (2) سخت کیچڑ کی وجہ سے۔ (3) ساتھیوں کے بچھڑنے کا خطرہ۔ (4) سواری کا جانور شریر ہو اترنے سے پھر سوار نہ ہو سکے گا۔ (5) مرض بڑھ جانے کا خوف۔ (6) جان کے دشمن سے خطرہ۔ (7) مال یا آبرو کا خطرہ۔ (8) عورت کی عزت کا خوف۔

چلتی ریل گاڑی میں نماز

چلتی ریل گاڑی میں فرض، واجب اور سنت فجر پڑھنا جائز نہیں۔ جب سٹیشن پر رکے تو کھڑی گاڑی میں جائز ہے۔ اگر وقت کی قلت ہو تو پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔

کشتی یا جہاز پر نماز

مسئلہ: اگر کشتی دریا میں تیر رہی ہو، ہوا کے تیز جھونکے لگ رہے ہوں، کھڑا ہونا ممکن نہ ہو چکر وغیرہ آتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: کشتی میں نماز پڑھنے کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔ اگر تیز تھپیڑے لگنے کا خطرہ ہو اور منہ قبلہ کو رکھنا ناممکن ہو تو جدھر منہ کرنا ممکن ہے پڑھ لے۔ اسی طرح وقت تنگ ہو تو بھی جیسے ممکن ہو پڑھ لے۔ (غنیۃ)

marfat.com

جمعہ کا بیان

قرآن مجید میں پوری سورت نازل کی گئی ہے جس کا نام ہی سورۃ جمعہ ہے۔ اسی سورت میں جمعہ کے تفصیلی احکامات ہیں۔

جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔ (درمختار)

حدیث شریف میں ہے۔

جس نے مسلسل تین جمعے چھوڑ دیئے۔ اس نے اسلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور وہ منافق (یعنی اس میں منافق کی علامت پائی گئی ہے) وہ اللہ تعالیٰ سے لاتعلق ہے۔

(رواہ ابن خزیمہ)

جمعہ کیلئے چھ شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ گئی تو جمعہ نہ ہوگا۔

جمعہ کی شرائط

(1) مصر یا فنائے مصر (2) بادشاہ (3) وقت ظہر (4) خطبہ (5) جماعت (6) اذان

1- مصر

مصر سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کئی گلیاں، کوچے بازار اور ضروریات زندگی کی تمام اشیاء دستیاب ہوں اور کوئی حاکم ہو جو انصاف قائم کر سکے اور فنائے مصر سے مراد ایسی جگہ جو شہر کے آس پاس شہری مصلحتوں کیلئے بنائی جاتی ہیں جیسے قبرستان، گھڑ دوڑ کا میدان، فوج کی چھاؤنی، کچہری، سٹیشن وغیرہ۔ یہ چیزیں شہر کے باہر بنائی جاتی ہیں ایسے علاقے میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

شہر میں کئی مقامات پر جمعہ کا قیام

شہر میں کئی جگہ پر جمعہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ چاہے شہر چھوٹا ہو یا بڑا۔ جمعہ دو مسجدوں میں

marfat.com

ہو یا زیادہ میں (درمختار وغیرہ)

جمعہ کی اجتماعیت اسلام کی عظمت و شوکت کے حوالہ سے ایک جگہ جو شہر کی تقریباً مرکزیت کا باعث ہو وہاں دور دور سے لوگ آ کر مل کر جمعہ ادا کریں یہ انتہائی اچھی بات ہے مگر اس دور میں ہر کالونی میں اگرچہ جمعہ کا جواز ضرور ہے لیکن بلا ضرورت جگہ جگہ چند بندے جمع ہو کر جمعہ قائم نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

بادشاہ کا ہونا

اس سے مراد سلطان اسلام یا اس کا نائب ہے. جس کو سلطان وقت نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ سلطان عادل ہو یا ظالم۔ اسی طرح اگر کوئی زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو امامت کا حق نہ تھا یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار، درمختار)

وقت کا بیان

جمعہ ظہر کے وقت کے اندر پڑھا جائے گا۔ نہ ظہر کا وقت شروع ہونے سے قبل اور نہ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد اگر نماز جمعہ کے تشہد میں عصر کا وقت شروع ہو گیا تو جمعہ کی نماز باطل یعنی کالعدم ہو گئی۔

خطبہ کا بیان

خطبہ جمعہ کیلئے یہ شرط ہے کہ جمعہ کے وقت کے اندر ہو اور نماز سے پہلے ہو اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جائے جتنے لوگوں کا وجود جماعت کیلئے ضروری ہو مثلاً خطیب کے علاوہ کم از کم تین مرد ضروری ہیں۔ اتنی آواز سے خطبہ پڑھا جائے کہ پاس والے لوگ آسانی سے سن سکیں۔ اگر خطبہ جمعہ زوال سے پہلے پڑھ لیا یا نماز جمعہ کے بعد پڑھا یا اکیلے پڑھا یا عورتوں اور بچوں کے سامنے پڑھا تو ان مذکورہ بالا صورتوں میں جمعہ نہ ہوا۔

مسئلہ: خطبہ اور نماز کے دوران زیادہ وقت کا فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر فاصلہ زیادہ ہوا تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (بہار شریعت، درمختار)

marfat.com

خطبہ کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا نام خطبہ ہے۔ اگر فقط ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بطور خطبہ کہہ دیا تو فرض ادا ہو گیا لیکن اتنا مختصر خطبہ دینا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: دو خطبے پڑھنا سنت ہے۔ زیادہ بڑے بڑے نہ ہوں۔ اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خاص کر جاڑوں کے موسم میں۔ (درمختار، غنیۃ)

خطبہ کی سنتیں

درجہ ذیل چیزیں خطبہ میں سنت ہیں۔ خطیب کا کھڑے ہونا' باوضو ہونا' خطبہ سے قبل بیٹھنا' خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ اور قبلہ شریف کی طرف پشت ہونا۔

حاضرین کا اپنے خطیب کی طرف متوجہ رہنا' خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا' خطبہ بلند آواز سے پڑھنا' الحمد سے شروع کرنا' ثناء رب جلیل کرنا' اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی اور سرکار کی رسالت کی گواہی دینا' سرکار کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا' کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا' پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت کرنا' دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت اور درود شریف کا اعادہ کرنا' تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرنا۔

دونوں خطبوں کا ہلکے اور مختصر ہونا' دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیات بیٹھنا' دوسرے خطبہ میں پہلے کی نسبت آواز کا پست ہونا مستحب ہے اور خلفاء راشدین اور عمین مکرمین سیدین حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ کا ذکر خیر ہونا' خطبہ کے دوران دو زانو ہو کر بیٹھنا۔ (عالمگیری)

جماعت

جمعہ کیلئے پانچویں شرط جماعت ہے جس میں خطیب کے علاوہ کم از کم تین مرد ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر تین غلام یا ان پڑھ یا گونگے یا مسافر یا بیمار مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا۔ اگر صرف عورتیں یا بچے ہوں تو جمعہ نہ ہوگا۔

marfat.com

اذن عام

جمعہ کی چھٹی شرط یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ ہر خاص و عام کیلئے کھول دیا جائے تا کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کیلئے روک ٹوک نہ ہو۔ اگر لوگوں نے جامع مسجد میں آ کر دروازہ بند کر دیا اور جمعہ پڑھا تو نہ ہوا۔

وجوب جمعہ کیلئے گیارہ شرائط

مرد عاقل بالغ کیلئے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کیلئے ظہر کی نماز پڑھنا جمعہ سے بہتر ہے۔

شرط اول: مقیم ہو۔ (2) صحت مند ہو' بیمار پر فرض نہیں جو مسجد تک نہ جا سکے۔ اگر جائے تو مرض بڑھ جانے کا خدشہ ہو۔ تیمار دار پر بھی فرض نہیں جس کے بغیر مریض کا رہنا مشکل ہو بہت زیادہ بوڑھا بھی جمعہ سے فارغ ہے۔ پڑھ لے تو اچھا ہے۔ (3) آزاد ہونا۔ (4) مرد ہونا۔ (5) بالغ ہونا۔ (6) عاقل ہونا۔ (7) آنکھوں کا سلامت ہونا۔ (8) پیدل چلنے پر قادر ہونا۔ (9) قید سے آزاد ہونا۔ (10) خوف سے بے باک ہونا پر امن ہونا۔ (11) آندھی' بارش یا سخت سردی کا نہ ہونا۔

ان مذکورہ بالا شرائط کا پایا جانا لازمی ہے تب جمعہ فرض ہوتا ہے۔ مرد کہنے سے عورت کی وضاحت ہوگئی کہ اس پر جمعہ فرض نہیں۔ عاقل کہا تو مجنون خارج۔ بالغ کہا تو نابالغ خارج۔ صحت مند کہنے پر مریض اور شیخ فانی جو مریض کے حکم میں ہے خارج۔ آزاد کہا تو غلام نکل گیا اور قیدی نکل گیا۔ آنکھ والا کہا تو اندھا خارج۔ مگر وہ اندھا جو راستوں کا واقف ہو اور خود راہیں پیدا کر سکتا ہو اس پر فرض ہے۔ چلنے پر قدرت کہا تو اپاہج خارج مگر اس سے مراد وہ اپاہج جو مکمل معذور ہو مسجد تک نہ جا سکتا ہو۔ غلامی سے آزادی اور کسی کی قید سے آزادی ہونا ضروری ہے ورنہ قیدی اور غلام پر جمعہ فرض نہیں۔ شدید آندھی و طوفان یا اندھیرا اور اولے یا سخت سردی جس سے مسجد تک جانا بھی ممکن نہ ہو اور صحت کے بگڑنے کا بھی خطرہ نہ ہو تو معمولی بارش یا سردی کی وجہ سے جمعہ ساقط نہیں ہوگا۔

marfat.com

مسئلہ: امامت جمعہ ہر وہ مرد کرسکتا ہے جو نمازوں میں امام بن سکتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض' مسافر' غلام (درمختار)

مسئلہ: جس پر جمعہ کی نماز فرض ہے اس کیلئے شہر میں جمعہ کی نماز ہو جانے سے قبل ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: مریض' مسافر یا قیدی جن پر جمعہ فرض نہیں یا ان کے علاوہ کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان کے لیے جمعہ کے دن باجماعت ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ان لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ بغیر اذان واقامت تنہا تنہا اپنی نماز پڑھیں۔ جماعت ممنوع ہے۔

مسئلہ: علماء کے نزدیک ان مسجدوں کو بروز جمعہ ظہر کے وقت تالا لگانا چاہیے جن میں جمعہ نہیں پڑھا جاتا۔ (تاکہ جماعت ظہر کوئی نہ کرا سکے) (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کی نماز کیلئے سب سے پہلے جانے والے کو بڑا ثواب ہے۔ سرکار نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے پہلی ساعت میں جمعہ کی نماز کیلئے مسجد میں جاتا ہے اسے ایک اونٹ قربانی (صدقہ) کرنے کا ثواب ملے گا۔ جو دوسری ساعت میں جائے گا اسے گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ جو تیسری ساعت میں جائے اسے بکری صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ جو چوتھی ساعت میں جائے اسے مرغی صدقہ کرنے کا ثواب اور جو پانچویں ساعت میں جائے اسے انڈا راہ خدا میں صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مسند احمد' تبیان القرآن)

مسواک کرنا' صاف ستھرے کپڑے پہننا' سفید ہوں تو خوب' تیل اور خوشبو لگانا اور صف اول میں آ کر بیٹھنا مستحب ہے۔

خطبہ کی اہمیت اور دیگر مسائل

جب خطیب خطبہ دینے کیلئے کھڑا ہو جائے (اس سے مراد عربی خطبہ) تو اس وقت سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک ہر قسم کا ذکر اور گفتگو ممنوع ہے۔ ہاں صاحب ترتیب کیلئے اجازت ہے کہ وہ اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ اسی طرح جو شخص سنتیں یا نفل شروع کر چکا ہو وہ جلدی مکمل کرے۔ (بہار شریعت)

marfat.com

مسئلہ: جو باتیں حالت نماز میں حرام اور ناجائز ہیں وہ خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں۔ مثلاً خورد ونوش، سلام وجواب وکلام، حتیٰ کہ زبان سے امر بالمعروف بھی منع ہے بلکہ ہر سامع پر ہمہ تن گوش ہوکر خاموش ہوکر خطبہ سننا فرض ہے۔ اگر کسی کو کسی بری بات سے روکنا ہو تو اشارہ سے زبان سے نہیں۔

مسئلہ: خطبہ سنتے وقت اگر کسی کو کنوئیں میں گرتا دیکھیں یا کوئی بچھو یا موذی جانور کسی کو کاٹنے کا ارادہ کر رہا ہو تو اشارہ سے دبانے سے ممکن ہو تو اشارہ یا دباؤ ہی استعمال کریں زبان سے اجازت نہیں۔ (درمختار)

خطبہ کے دوران مقتدیوں کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں۔ خطیب کیلئے اجازت ہے۔ خطیب کی دعا پر آمین زبان سے کہنا جائز نہیں۔

مسئلہ: سرور عالم ﷺ کے اسم گرامی پر ﷺ بھی زبان سے دوران خطبہ کہنا جائز نہیں۔ دل میں اجازت ہے۔ (درمختار و بہار شریعت)

مسئلہ: جمعہ کے خطبہ کے علاوہ دیگر خطبے بھی نہایت اہم ہیں ان کا سننا واجب ہے جیسے عیدین اور نکاح کا خطبہ۔ (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سعی جمعہ واجب ہے۔ یہاں تک کہ راستے میں بھی خرید وفروخت جائز نہیں۔ اگر کسی کو کھانا کھاتے کھاتے یہ ڈر ہو کہ جمعہ رہ جائے گا تو کھانا چھوڑ دے جمعہ ضرور پڑھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خطبہ ختم ہوتے ہی اقامت کہی جائے دنیاوی بات کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ: جو خطبہ پڑھے وہی جمعہ کی جماعت کرائے یہی اولیٰ ہے۔

مسئلہ: جمعہ کے دن قبرستان جاکر قبروں کی زیارت کرنا مستحب عمل ہے کیونکہ روز جمعہ ارواح جمع ہوتی ہیں۔ (بہار شریعت، درمختار)

marfat.com

عیدین کا بیان

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر جمعہ کی نماز واجب ہے اور ان کی ادائیگی کی شرطیں بھی وہی ہیں مگر تھوڑا سا فرق بھی ہے کہ نماز جمعہ کیلئے خطبہ پڑھنا شرط ہے جبکہ عیدین کیلئے خطبہ سنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عیدین میں خطبہ نہ پڑھا جا سکا تو بھی نماز ہو گئی مگر جمعہ کیلئے خطبہ نہ پڑھا تو نماز بھی نہ ہوئی۔

جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہے اور عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ اگر عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھ لیا جائے تو نماز تو پھر بھی ہو جاتی ہے مگر خلاف سنت ہے۔ نماز عید کیلئے نہ آذان ہے نہ اقامت ہے۔ اگر اتنا کہہ لیا جائے الصلوٰۃ جامعۃ دو مرتبہ کہہ دیا جائے تو حرج نہیں۔ (قاضی خان، درمختار)

مسئلہ: عید کی نماز بغیر عذر کے ترک کرنا (ثواب سے محرومی) بدعت وضلالت ہے۔ (بہار شریعت)

مستحبات یوم عید

غسل کرنا، حجامت بنوانا، ناخن کٹوانا، مسواک کرنا، نئے یا ستھرے اور خوبصورت کپڑے پہننا، چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی انگوٹھی پہننا (مردوں کیلئے) عورتوں کیلئے ہر قسم کا اعلیٰ ترین زیور، خوشبو لگانا، نماز صبح محلہ کی مسجد میں ادا کرنا، عیدگاہ میں جلدی جانا، نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا، عید کو ایک راستے سے جانا دوسرے سے واپس آنا، عیدالفطر کے دن نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز یا چند کھجوریں کھا کر جانا، چہرے اور اپنے رویے سے فرط مسرت کا اظہار کرنا، عیدگاہ جاتے وقت بڑے وقار اور اطمینان کا اظہار کرنا، نگاہیں جھکا کر مومنانہ شان وشوکت سے عیدگاہ کی طرف جانا، پیدل جانا آسان ہو تو پیدل چل کر جانا، واپسی پر سواری پر آنے میں کوئی حرج نہیں، مسلمانوں کا آپس میں گلے مل کر باہم مبارکیں دینا۔

marfat.com

نمازعیدین کاوقت

سورج ایک نیزہ کے برابر اونچا ہو جائے تو نماز عید کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک رہتا ہے۔ عید الفطر میں تاخیر کی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ اگر اتنی تاخیر کی کہ سلام پھیرنے سے پہلے زوال کا وقت داخل ہو گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ (درمختار، ہدایہ، قاضی خان)

عید کی نماز کا طریقہ

دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ بندگی اللہ تعالیٰ کی۔ واجب ساتھ تمام تکبیروں کے، پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور باندھ لے۔ پہلی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باندھ لے پھر ثناء پڑھتے کے بعد پہلی دو تکبیروں کے لیے ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور لٹکا ہوا چھوڑ دے۔ پھر تیسری تکبیر میں ہاتھ باندھ لے۔ تکبیروں کو یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔

جب تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لے تو امام اعوذ باللہ، بسم اللہ آہستہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد للہ اور کوئی سورت پڑھے، پھر رکوع کرے تو ایک رکعت پوری ہوگئی۔ دوسری رکعت میں پہلے سورۃ فاتحہ پھر کوئی سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں چلا جائے۔ (اور ہاتھ چھوڑ دے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ باندھے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے)۔

اس سے یہ واضح ہو گیا کہ نماز عید میں چھ تکبیریں زائد ہیں۔ تین تکبیریں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع والی تکبیر سے پہلے ان چھ تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کے برابر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے

marfat.com

ور سورت جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورت منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتک پڑھے۔ (درمختار)

مسئلہ: نماز عید کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبہ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ ہیں یہاں بھی مکروہ ہیں۔ صرف دو باتوں میں فرق ہے۔ ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت ہے اور عیدین میں نہ بیٹھنا سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ عید کے پہلے خطبے سے پہلے نو بار اور دوسرے خطبے سے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے سے قبل چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ جو باتیں جمعہ کے خطبہ کیلئے سنت اور مستحب ہیں وہی چیزیں عیدین کیلئے سنت اور مستحب ہیں سوائے ان چند باتوں کے جو ہم نے اوپر ذکر کر دی ہیں۔

مسئلہ: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد کوئی آ کر شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: اگر مقتدی امام کو رکوع میں پائے تو پہلے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ لے پھر خیال کرے۔ اگر تکبیرات زائد کہہ کر امام کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے تو تکبیریں کہے تب رکوع میں جائے۔ اگر رکوع میں محسوس کرے کہ تکبیریں کہنے سے امام رکوع سے سر اٹھائے گا تو رکوع میں شامل ہو جائے اور تکبیرات رکوع میں کہہ لے۔ اگر رکوع میں پوری نہ کر سکے تو تکبیریں ساقط ہو گئیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دوسری رکعت میں مقتدی شامل ہوا تو پہلی رکعت کی متروکہ تکبیریں اس وقت کہے گا جب پہلی رکعت کیلئے کھڑا ہو۔

مسئلہ: امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد دوسری رکعت میں شامل ہوا تو تکبیریں اس وقت کہے گا جب نماز پوری کرنے کیلئے اکیلا کھڑا ہوگا۔

مسئلہ: آخری رکعت میں رکعت کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے شریک ہوا تو دونوں رکعتیں تکبیروں کے ساتھ پوری کرے۔ (عالمگیری)

marfat.com

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں فرق

کسی عذر شرعی کی وجہ سے اگر پہلے دن عید کی نماز نہ ہو سکی تو دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے مگر تیسرے دن عیدالفطر کی نماز جائز نہیں۔ بغیر عذر کے اگر پہلے دن عیدالفطر کی نماز نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھی جا سکتی ہے۔ عیدالاضحیٰ تیسرے دن تک پڑھ سکتے ہیں۔ عذر کے ساتھ اور بغیر عذر دسویں کے بعد پڑھنا جائز ہے کراہت کے ساتھ۔ (قاضی خان)

مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت کروائے اور نہ ناخن اتروائے۔ نماز کے بعد معانقہ اور مصافحہ مستحب ہے۔ (بہار شریعت)

تکبیرات تشریق

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت ہر فرض نماز کے بعد (فوراً) جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تکبیرات تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً کہنا واجب ہے۔ جب تک کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے۔ اگر مسجد سے باہر نکل گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا۔ اگرچہ سہواً ہو تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بغیر ارادہ وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر کہہ لے۔ (درمختار)

تکبیر تشریق کس پر واجب ہے اور کب واجب ہے

مسئلہ: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے مقیم امام کی اقتداء کی ہو۔ اگرچہ وہ اقتداء کرنے والا مسافر، عورت یا گاؤں کا رہنے والا دیہاتی ہو اور یہ لوگ اگر مقیم امام کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔ (قانون شریعت، درمختار و بہار شریعت)

مسئلہ: تکبیر تشریق ان ایام میں نماز جمعہ کے بعد بھی واجب ہے۔ (نماز عید کے بعد کہنا بھی اچھا ہے) البتہ نفل، سنت اور وتروں کے بعد تکبیر تشریق واجب نہیں۔ (قانون شریعت)

marfat.com

چاند گرہن (خسوف)

چاند گرہن کی نماز مستحب ہے۔ چاند گرہن کیلئے جماعت نہیں ہوتی بلکہ ہر کوئی اپنی اپنی
رکعت نماز پڑھتا ہے اور بعد از نماز دعا مانگتا ہے۔

ورج گرہن (کسوف)

سورج گرہن کی نماز سنت موکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا مستحب ہے۔ اکیلے اکیلے
ی پڑھی جاسکتی ہے۔ اگر یہ نماز جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے علاوہ باقی تمام شرائط
ہ والی ہی ہیں۔ گرہن نماز کی جماعت بھی وہی کرا سکتا ہے جو جمعہ کی جماعت کرا سکتا ہے۔
روہ نہ ہو تو الگ الگ ہر کوئی اپنی اپنی نماز پڑھے۔ خواہ عید گاہ میں یا گھر میں یا مسجد میں۔

سئلہ: گرہن کی نماز بھی اس وقت ادا کرنی چاہیے جب سورج کو گرہن لگا ہوا ہو۔ اگر گرہن
م ہو جائے تو پھر نہیں۔ اگر گرہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے تو اس وقت بھی نماز
ہن شروع کی جاسکتی ہے۔ اگر اس پر بادل چھا جائے تو بھی نماز پڑھی جائے۔ (جوہرہ)
اگر مکروہ و ممنوع اوقات میں گرہن لگا تو نماز نہ پڑھی جائے۔ فقط دعا میں مصروف رہیں۔
اسی حالت میں سورج ڈوب جائے تو دعا ختم کر دیں اور نماز مغرب ادا کریں۔ (ردالمحتار)

سئلہ: گرہن کی نماز عام نفلوں کی طرح دو رکعت نماز سورج گرہن ہے۔ ایک رکوع اور دو
ے کریں۔

سئلہ: نماز گرہن کیلئے اذان، اقامت اور بلند آواز سے قرأت نہیں ہے۔ نماز کے بعد دعا
جائے حتیٰ کہ سورج کھل جائے۔ دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت
کے پڑھی جائے یا چار رکعت۔

سئلہ: اگر لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہو تو ان الفاظ سے یوں کہا جائے۔ الصلوٰۃ جامعۃ (درمختار)

سئلہ: گرہن کی جماعت کہیں بھی کرائی جائے جائز ہے۔ زیادہ بہتر ہے کہ عید گاہ میں یا
ع مسجد میں ہو۔ (عالمگیری)

marfat.com

مسئلہ: گرہن کی جماعت میں بڑی سورتیں مثلاً بقرہ اور آل عمران بھی جائز ہیں اور مختصر سورتیں اور لمبی دعا بھی جائز ہے۔ امام خواہ قبلہ رو ہو یا مقتدیوں کی طرف منہ کیے ہوئے دعا کرے دونوں انداز جائز ہیں۔ دعا کے وقت امام کسی عصا یا کمان سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ دعا کیلئے منبر پر امام کا کھڑا ہونا اچھا نہیں۔

مسئلہ: سورج گرہن کی نماز کے وقت جنازہ تیار ہو کر آ جائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (بہار شریعت)

صلوٰۃ الخوف

دن کے وقت سخت اندھیرا چھا جائے۔ رات کو ڈراونی روشنی نکل کھڑی ہو یا تیز آندھی آ جائے یا لگاتار بارشیں برسیں یا اولے پڑیں یا آسمان پر سرخی چھا جائے یا بجلیاں گریں تارے کثرت سے ٹوٹیں یا طاعون کا مرض پھیل جائے یا دشمن کا خوف ہو یا زلزلے آنا شروع ہو جائیں یا کوئی خوفناک یا دہشت ناک واقعہ رونما ہوا ہو تو ان مذکورہ بالا تمام احوال کے وقت دو رکعت نماز نفل 'نماز خوف' کے نام سے پڑھنا مستحب عمل ہے۔ (در مختار و عالمگیری)

marfat.com

سجدۂ سہو کا بیان

جتنی چیزیں نماز میں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی کمی پوری کرنے کیلئے سجدہ سہو واجب ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

نماز کے آخر میں تشہد تک پڑھنے کے بعد یا پوری التحیات پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیردے اور دو سجدے کرے۔ پھر شروع سے التحیات پڑھے اور سلام پھیردے۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہو جائے اور ادا کیے بغیر نماز مکمل کر کے بندہ سلام پھیردے تو نماز ادا نہ ہوئی۔ دہرانا واجب ہے۔

مسئلہ: جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کرنا نماز کو توڑنے کا باعث بنتا ہے۔ سجدہ سہو سے کمی پوری نہیں ہوسکتی۔ اعادہ لازمی ہے۔

مسئلہ: امام کا سجدہ سہو مقتدی کیلئے کافی ہے جب تک اسی کی اقتداء میں رہے۔

مسئلہ: بھول کر قعدہ اولیٰ کرنے کی بجائے کھڑا ہو جائے۔ اگر بیٹھنے کے قریب تھا' یاد آ گیا تو نماز درست ہے۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ اگر کھڑا ہونے کے زیادہ قریب تھا تو کھڑا ہو جائے اور قعدہ جو کہ واجب تھا ترک کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ: آخری قعدہ مکمل کرنے کے بجائے بھول کر کھڑا ہو گیا۔ پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سلام پھیرے۔ سجدہ سہو کرے اور نماز مکمل کرلے۔ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا یاد آ گیا تو ایک رکعت اور ساتھ ملائے اور سجدہ سہو کرے۔ فرض نماز جاتی رہی۔ یہ سب نفل ہو گئے' فرض دوبارہ پڑھے۔ اگر مغرب کی نماز میں یہ صورت حال ہو تو ایک رکعت اور نہ ملائے گا۔

مسئلہ: اگر آخری قعدہ تشہد کی مقدار تک مکمل کر کے بھول کر کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے جب

marfat.com

تک اس رکعت کا سجدہ ادا نہ کیا ہو۔ سلام پھیر دے اور سجدہ سہو ادا کرے۔ اگر رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض پھر بھی مکمل ادا ہو گئے مگر ایک رکعت اور ملائے اور سجدہ سہو کرے۔ یہ دونوں رکعت نفل ہو گئے مگر مغرب میں یوں نہ کرے۔

قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے۔ یعنی جس کو پہلے ہونا چاہیے وہ پہلے ہو اور جس کو بعد میں ہونا چاہیے وہ بعد میں ہو۔ اگر پہلے والا رکن بعد میں کیا تو نماز نہ ہوگی۔ جیسے کسی نے رکوع سے سجدہ پہلے کر لیا تو نماز نہ ہوگی۔ البتہ سجدہ کے بعد دوبارہ رکوع اور پھر سجدہ کرے یعنی ترتیب درست کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا تو نماز نہ ہوئی۔ ہاں قیام کے بعد پھر رکوع کرے تو نماز ہو جائے گی۔ (ردالمختار)

مسئلہ: ایک رکعت میں تین سجدے کسی نے کر دیئے یا دو رکوع کر لیے یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو سے نماز درست ہو گی۔

مسئلہ: نفل نمازوں کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہوتا ہے جس قعدہ کو بھول کر کھڑا ہو جائے جب تک اگلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر' فرض کے حکم میں ہے اگر وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھولنے کا ہے۔

مسئلہ: عیدین کی تمام تکبیریں یا کچھ تکبیریں بھول گیا اور زائد کر دیں یا بے محل کر دیں تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: دعائے قنوت بھول جائے یا تکبیر قنوت کہنا بھول جائے تو سجدہ ادا کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری)

سجدۂ تلاوت

قرآن مجید میں کل چودہ مقام ایسے ہیں یعنی ایسی آیات ہیں جن کی تلاوت کرنے سے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ سننے والا ارادہ کرے یا نہ کرے آیات سجدہ سمجھے یا نہ سمجھے۔

مسئلہ: سجدہ تلاوت ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بندہ باوضو قبلہ رو کھڑا ہو کر اللہ اکبر

marfat.com

کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اس سجدہ میں نہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہے نہ التحیات نہ سلام۔

مسئلہ: سجدہ کی شرائط

سجدۂ تلاوت کیلئے تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تمام شرائط وہی ہیں جو سجدہ نماز یعنی نماز کیلئے ہیں۔ مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت، ستر عورت۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی گئی تو ضروری ہے کہ فوراً نماز کے اندر ہی سجدہ کرے یہ واجب ہے۔ دیر کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔ تاخیر کا مطلب ہے کہ تین آیات سے زیادہ پڑھنے کی دیر اگر سورت کے آخر میں سجدہ واقع ہو تو پوری سورت پڑھ کر سجدہ کرے گا تو بھی درست ہے حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی مگر سجدہ کرنا بھول گیا اور نماز ختم کر کے سلام پھیر دیا۔ اب بھی وہ حرمت نماز میں ہے تو سجدہ ادا کرنا لازم ہے اور سجدہ سہو بھی کرے۔ حرمت نماز سے مراد یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد کوئی نماز کے منافی کام نہیں کیا یعنی ایسا کام نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مثلاً وضو نہ توڑا ہو یا کھایا پیا نہ ہو۔ کوئی کلام نہ کیا ہو۔

مسئلہ: نماز میں سجدہ والی آیت کی تلاوت کی تو سجدہ تلاوت نماز کے اندر ہی واجب ہے۔ نماز سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اگر جان بوجھ کر نہ کیا تو گناہ گار ہوا۔ توبہ کرے۔

مسئلہ: سجدہ کے وجوب کیلئے پوری آیت کی سماعت یا تلاوت ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اس کا سن لینا یا پڑھ لینا کافی ہے۔ آیت سجدہ کا ترجمہ بھی آیت ہی کا حکم رکھتا ہے۔ اس سے بھی سجدہ تلاوت واجب ہے۔

مسئلہ: آیت سجدہ لکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (قاضی خان)

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت پر سننے سے یا پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ البتہ ان سے کوئی سنے تو اس پر واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: جنبی یا بے وضو پر واجب ہو جاتا ہے۔

marfat.com

مسئلہ: نابالغ آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔خود اس پر نہیں۔

مسئلہ: امام اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کر سکا تو مقتدی بھی نہ کرے۔

مسئلہ: پوری سورت پڑھنا (یا آگے پیچھے سے چند آیات کا تلاوت کرنا) اور آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے۔(درمختار)

مسئلہ: ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کو بار بار پڑھنا یا سننا ایک ہی سجدہ تلاوت کا موجب ہے زیادہ نہیں۔خواہ اس مجلس میں کئی آدمی اسی آیت سجدہ کی تلاوت بار بار کرتے رہیں۔

مسئلہ: مجلس کیسے بدلتی ہے

زیادہ سے زیادہ دو لقمے کھانے سے' دو گھونٹ پینے سے' کھڑے ہونے سے' دو قدم چلنے سے' سلام کا جواب دینے سے' دو باتیں کرنے سے' گھر کے کونے سے کونے تک جانے سے' مجلس نہ بدلے گی ایک ہی مجلس کہلائے گی۔ کشتی پر سوار ہو یا ریل پر یہ چل رہی ہو تو مجلس نہ بدلے گی۔ اگر بڑے محل میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلا گیا۔ پھر آیت سجدہ سنی یا پڑھی تو مجلس بدل گئی ہے۔ جانور پر سوار ہو جانور چل رہا ہو' اگر یہ جانور پر سوار ہو کر جا رہا ہو اور اوپر نماز پڑھ رہا ہو تو مجلس نہ بدلی اور اگر نماز نہیں پڑھ رہا تو مجلس بدل گئی۔

مسئلہ: حالت مرض میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا کر سکتا ہے۔اگر سفر میں سواری پر ہو تو اشارہ سے سجدہ ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر آیت سجدہ سننے کے بعد دنیا کا کوئی کام کیا مثلاً کپڑا سیا تو مجلس بدل گئی۔

سجدۂ شکر

رب العزت کی بارگاہ میں ہدیہ سپاس پیش کرنا یہ بندے کی بڑی خوش بختی اور سعادت ہے۔ اگر ہر لمحہ اس کی ایک ایک نعمت اور نوازش کو یاد کر کے بندہ ساری زندگی سجدۂ شکر ادا کرتا رہے تب بھی حق نعمت ادا نہیں ہو سکتا۔ ہاں خاص خاص نعمتوں پر تو ضرور سجدۂ شکر ادا

marfat.com

کرنا چاہیے مثلاً کوئی گم شدہ بندہ مل جائے یا بندہ شادی کرے اولاد پیدا ہو بیمار کو تندرستی مل گئی یا مسافر لوٹ آیا یا کوئی سروس ملی یا خزانہ پایا تو بارگاہ ایزدی میں سجدۂ شکر ادا کیا جائے یہ مستحب ہے۔ اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔

نماز میں سورتوں کا استعمال

سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں اور سورت بروج سے سورت لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ تک اوسط مفصل اور لَمْ يَكُنْ سے آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں۔

مسئلہ: پریشانی اور خوف کی حالت میں مثلاً دشمن کا خطرہ، چور کا ڈر یا تنگ وقت ہو تو مذکورہ بالا ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں بلکہ جیسے ممکن ہو نماز ادا کرے۔ حتیٰ کہ فجر کے وقت اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ قرأت میں فقط ایک ایک آیت پڑھ لے تو جائز ہے مگر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

مسئلہ: فجر کی سنت ادا کرتے وقت (تنگی وقت کا خطرہ ہو) یا جماعت جانے کا خدشہ ہو تو صرف واجبات پر اکتفا کرے۔ ثناء تعوذ چھوڑ دے اور رکوع وسجود میں ایک ایک بار تسبیح پڑھ دے۔

مسئلہ: قرأت میں غلطی کا بیان

اگر قرأت میں ایسی غلطی ہو جائے جس سے الفاظ کے معانی بگڑ جائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ورنہ نہیں۔

marfat.com

مردہ کے غسل، کفن، دفن اور جنازہ کا بیان

اسلام نے از ابتدا تا انتہاء زندگی کے تمام مسائل کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چونکہ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کے تمام تقاضے پورے کرنا اسلام کی ذمہ داری ہے۔ بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں ان کا بیان بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا گیا ہے اور جو حقوق بندوں کے رب العالمین کے ذمہ کرم پر ہیں۔ ان تمام کو بڑی تفصیل کے ساتھ کتب اسلام میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں چند ضروری مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا جن کا تعلق بندوں کے ساتھ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہے۔

جب روح پرواز کرے

روح انسان کے جسم سے نکل جائے تو ضروری ہے کہ اہل اسلام اپنے مسلمان بھائی' بہن کیلئے درجہ ذیل اقدامات کریں۔

ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جاکر گرہ دے دی جائے تاکہ منہ بند ہو جائے اور آنکھیں بھی بند کر دی جائیں۔ ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔ یہ کام اس کے گھر والوں سے جو آسانی اور نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو وہ کرے۔ باپ یا بیٹا وغیرہ کرے۔

(جوہرہ) (زندگی بھر جو منہ بند نہ ہوا آج کرنا ہی پڑا)

مسئلہ: مردہ کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا کوئی بھی وزنی چیز رکھ دی جائے تاکہ پیٹ پھول نہ سکے۔ (عالمگیری) لیکن زیادہ وزنی چیز نہ رکھی جائے جس سے مردہ کو تکلیف ہو۔ (درمختار)

مسئلہ: مردے کے تمام بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیا جائے تاکہ محفوظ ہو جائے اور کسی بلند چیز پر میت کو رکھ دیا جائے جیسے چارپائی یا تخت وغیرہ پر تاکہ زمین کی نمی وجود تک نہ پہنچے۔

مردہ کا قرض

میت کے ذمے اگر کسی قسم کا قرض ہو تو جلدی جلدی اتارا جائے (تاکہ اس کی روح

marfat.com

آزاد ہو جائے) کیونکہ میت اپنے قرض میں مقید ہے۔ (الحدیث)

سرکار نے فرمایا جب تک میت کا قرض نہ اتارا جائے اس کی روح معلق یعنی لٹکی رہتی ہے۔

مسئلہ: مردہ عورت کے بطن میں اگر زندہ بچہ حرکت کناں ہو تو بائیں طرف سے اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے۔ اگر عورت زندہ ہو اور اس کے بطن میں بچہ مر گیا ہو اور عورت سخت مشکل میں ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے (یعنی اگر ویسے نکالنا ممکن نہ ہو تو) اگر بچہ بھی زندہ ہو اور اس کی ماں بھی زندہ ہو اب زندہ بچہ کو ماں کی تکلیف کے پیش نظر کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔ (درمختار)

مندرجہ بالا صورتیں دور قدیم کی مجبوریاں تھیں اب الحمد للہ دور جدید میں آپریشن کے ذریعے زچہ و بچہ دونوں کی جان سلامت رہتی ہے۔ (مؤلف)

غسل میت کا طریقہ

مسئلہ: میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگوں نے غسل کا انتظام کر دیا تو دیگر احباب سے فرض ساقط ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جس تخت یا چارپائی پر غسل دینے کا ارادہ ہو اس کو تین بار یا پانچ یا سات بار دھونی دیں۔ یعنی خوشبو سلگا کر چارپائی کے ارد گرد پھرائیں۔ اس پر میت کو لٹا کر ناف سے لے کر گھٹنے تک کپڑے سے چھپا دیں۔

غسال یعنی نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز کی طرح کا وضو کرائے یعنی منہ دھلائے اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھلائے۔ پھر سر کا مسح کرائے پھر پاؤں دھلائے، میت کے وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ البتہ روئی کے ساتھ یا کپڑے کو انگلیوں پر لپیٹ کر بھگو کر دانتوں پر مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں میں پھیر دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بالوں کو گل خیرہ سے دھویا جائے۔ اگر بال نہ ہوں تو پاک صابن یا خالی پانی سے دھوئیں۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک

marfat.com

بیری کے پتوں کا جوش دیا گیا پانی بہائیں۔ اگر گرم جوش دیا گیا پانی دستیاب نہ ہو تو سادہ پانی بھی کافی ہے۔ پھر دائیں کروٹ لٹا کر ایسا ہی کریں۔ پھر مردے کو ٹیک لگا کر بٹھا دیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ مواد نکلے تو دھو ڈالیں اور وضو وغسل کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں۔ پھر اس کے جسم کو کسی تولیے سے آہستہ آہستہ پونچھ دیں۔

مسئلہ: مردے کے پورے جسم پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت ہے۔

مسئلہ: مردے کو غسل دیتے وقت پردہ کریں کہ وہاں نہلانے والوں اور مددگاروں کے علاوہ اور کوئی نہ نظر ڈالے۔ نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان طریقہ تصور کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: میت اگر مرد ہو تو غسل بھی مرد دے۔ عورت کو عورت غسل دے۔ چھوٹا بچہ یا بچی جو حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں ان کو دونوں میں سے کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عورت مر جائے تو خاوند نہ اسے چھو سکتا ہے اور نہ ہی غسل دے سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار) شوہر عورت کے جنازہ کو کندھا بھی دے سکتا ہے۔ قبر میں اتار سکتا ہے۔ چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مرد کی موت کے بعد نہ اس کی بیوی پاس ہے نہ کوئی اور مرد موجود ہے۔ اجنبی عورت اس کے پاس ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرائے۔ اگر محرم عورت ہو تو تیمم کے وقت کپڑا ہاتھ پر لپیٹنے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کوئی بندہ ایسی جگہ پر جہاں پانی نہ ہو تو تیمم کرا کے جنازہ کے بعد دفن کیا جائے اگر دفن سے قبل پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ جنازہ پڑھایا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھے جائیں نہ سینہ پر رکھیں اور نہ باندھے جائیں۔

مسئلہ: غسل دینے والے برتنوں کو پاک کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مٹی کے برتنوں کو لوگ توڑ دیتے ہیں جو کہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ بعض لوگ مردہ کے نہلانے کے

marfat.com

برتنوں کو نحوست جانتے ہوئے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہے اور نحوست تصور کرنا نادانی اور جہالت ہے۔ (بہار شریعت)

کفن کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: کفن کے تین درجے ہیں۔ کفن ضرورت، کفایت، سنت، مردے کیلئے کفن سنت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ، ازار، قمیص۔ عورت کیلئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ لفافہ، ازار، قمیص، اوڑھنی، سینہ بند،

لفافہ: یعنی ایسی چادر جو کہ میت کے قد سے اتنی زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

ازار: یعنی تہبند، چوٹی سے قدم تک ہو۔ لفافہ سے اتنا چھوٹا ہو جو باندھنے کیلئے لفافہ میں زیادہ تھا۔

قمیص: جس کو کفن کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو اور کفن آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو۔ چاک اور آستین کفن میں نہ ہوں۔

مرد اور عورت کے کفن کا فرق

مرد کا کفن مونڈھے پر سے چیریں اور عورت کیلئے سینہ کی طرف سے۔ اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز کی۔

سینہ بند: پستان سے ناف تک ہو اور بہتر ہے کہ ران تک ہو۔

(بہار شریعت، درمختار، قانون شریعت ص156)

مسئلہ: کفن کا کپڑا حیثیت کے مطابق اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عید و جمعہ کیلئے جیسے کپڑا پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں۔ یعنی خوش ہوتے ہیں۔ سفید کفن بہتر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے مردے

marfat.com

سفید کفنوں میں کفنایا کرو۔ (ردالمختار)

مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کیلئے منع ہے اور عورت کیلئے جائز ہے۔ جس کپڑے کو زندگی میں پہننا جائز ہے اس کا کفن بھی جائز ہے۔ (بہار شریعت)

کفن پہنانے کا طریقہ

میت کو غسل دینے کے بعد کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں تا کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو طاق مرتبہ دھونی دے لیں۔ پھر کفن کو یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفن پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفن پہنائیں اور داڑھی وغیرہ پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے ناک ہاتھ اور گھٹنے پر کافور لگائیں۔ پھر ازار بند یعنی تہبند لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے اس کے بال دو حصے کر کے کفن کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر پھر لفافہ لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تا کہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تا کہ اڑنے کا ڈر نہ رہے۔

عورت کو کفن پہنا کر سر تک لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی آدھے پیٹ سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھاتے ہیں یہ محض بے جا اور خلاف سنت ہے۔ پھر بدستور ازار بند اور لفافہ لپیٹیں۔ پھر سب کے اوپر سینہ بند پستان کے اوپر سے ران تک لا کر باندھ دیں۔ (عالمگیری، درمختار و بہار شریعت)

جنازہ کا بیان

سید کائنات ﷺ کو اپنی مسکین اور ناتواں امت سے کتنا پیار ہے۔ نگاہ مصطفی ﷺ دیکھ رہی تھی کہ کوئی اتنا گم نام درویش بھی ہو سکتا ہے جس کا دنیا میں ظاہری سہارا کوئی نہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے لاوارث جان کر اس کا جنازہ اٹھانے والا ہی کوئی نہ ہو۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان میت کی چارپائی کو کندھا دے اس طرح کہ ہر پائے کو دس دس قدم لے کر چلے کل چالیس قدم جنازہ اٹھا کر چلے میرا اللہ اس کے

marfat.com

چالیس کبیرہ گناہ معاف فرمادے گا۔(جوہرہ)

مسئلہ: جنازہ کو کندھوں پر اٹھانا چاہیے۔ سامان کی طرح مونڈھے پر یا ہاتھوں پر اٹھانا جائز نہیں۔ مکروہ ہے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کو ایک آدمی ہاتھوں پر اٹھا کر لے جائے۔ باری باری دوسرے لوگ بھی اسی طرح کرتے رہیں تو حرج نہیں۔ درمیانی چال سے چلنا چاہیے تاکہ جنازہ اٹھا کر چلتے ہوئے میت کو جھٹکے نہ لگیں۔(درمختار)

مسئلہ: میت کو عذر نہ ہو تو چوپایہ پر لادنا مکروہ ہے۔

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس نے خبر سنی اور جنازہ کی نماز نہ پڑھی تو گناہ گار ہوا۔ اس کی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: اس کیلئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔(عالمگیری)

مسئلہ: تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے گا اور باقی چیزیں آہستہ پڑھے۔

نماز جنازہ میں رکن یعنی دو فرض ہیں۔ چاروں تکبیریں اور قیام اور تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ثناء نبی کریم ﷺ کیلئے درود شریف اور میت کیلئے دعا۔

مسئلہ: قیام فرض ہے بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی تو نہ ہوئی۔ اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر نماز پڑھائی قوم نے کھڑے ہو کر پڑھی تو ہو گئی۔(درمختار)

مسئلہ: جس کی بعض تکبیریں چھوٹ گئیں وہ اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے۔ اگر یہ ڈر ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں نہ پڑھے چھوڑ دے۔(درمختار)

مسئلہ: جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔(درمختار)

marfat.com

مسئلہ: میت کیلئے یہ شرط ہے کہ اس کو غسل دیا گیا ہو اور غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور پاک کفن دیا گیا ہو۔ اگرچہ بعد میں آلودہ ہو گیا ہو اور جنازہ سامنے ہو اور زمین پر رکھا گیا ہو اگر (بغیر عذر) جانور وغیرہ پر لدا ہوا ہو تو نماز نہ ہو گی۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: باغی جو حق کے امام کے خلاف برسرپیکار ہو اور بغاوت میں مارا جائے۔ 2 ڈاکو جو ڈاکہ کرتے مارے گئے نہ ان کو غسل دیا جائے گا نہ ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ جس نے کئی لوگوں کو گلا گھونٹ کر مارا جس نے ماں یا باپ کو قتل کر دیا۔ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: مسجد کے اندر یا باہر کسی انداز میں بھی جنازہ کی نماز جائز نہیں۔ یعنی میت اندر ہو نمازی باہر ہوں یا میت باہر ہو نمازی اندر ہوں' کسی صورت میں جائز نہیں۔ خواہ بعض نمازی اندر ہوں یا بعض اندر اور باہر ہوں۔ مسجد میں نماز جنازہ مطلق مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی میت کو بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی قبر پر ڈال دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔ اگر یہ اندازہ ہو کہ میت قبر میں پھٹی نہ ہو گی۔ اگر مٹی نہ دی گئی تو مردہ کو قبر سے نکال کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔ (ردالمحتار' درمختار)

مسئلہ: مسلمان مرد کا یا مسلمان عورت کا بچہ پیدا ہوا تھا تو زندہ تھا پھر فوت ہو گیا تو اس کو غسل' کفن' جنازہ سب کی ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر مردہ بچہ پیدا ہوا تو اس کو ویسے نہلا کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

مسئلہ: جو بچہ سر کی جانب سے پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ رہے پھر مر جائے تو اس کو زندہ تصور کر کے تمام احکام لاگو کیے جائیں۔ اگر پاؤں کی طرف سے پیدا ہوا اور کمر نکلنے تک زندہ رہے پھر مر جائے تو بھی زندہ تصور کیا جائے۔ اگر اتنا نکلنے سے پہلے فوت ہو جائے اگرچہ آواز بھی دے تو اسے مردہ تصور کیا جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: بچہ خواہ زندہ پیدا ہو یا مردہ۔ پورا پیدا ہو یا ادھورا ہر صورت میں اس کا نام رکھا جائے کیونکہ روز محشر اس کا بھی حشر ہو گا۔ (بہار شریعت)

marfat.com

قبر و دفن کا بیان

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ (قانون شریعت)

مسئلہ: قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی نصف قد کے برابر اور گہرائی آدھے قد کے برابر یا پورے قد کے برابر بھی درست ہے۔

مسئلہ: قبر کے اندر چٹائی (روئی' کپڑے) وغیرہ بچھانا ناجائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عورت کا جنازہ (یعنی چارپائی) محرم لوگ اتاریں۔ اگر محرم نہ ہوں تو دیگر رشتہ داریا عام پرہیزگار غیر کے اتارنے میں بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: بحری جہاز میں بندہ فوت ہو جائے اور کنارہ دور ہو تو غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر کوئی پتھر یا وزنی چیز باندھ کر سمندر میں ڈال دیں۔ (ردالمختار)

ایصال ثواب

اس موضوع پر مکمل اور مبسوط کتب موجود ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ ایصال ثواب قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

مسئلہ: قبرستان میں جا کر (یا گھر میں) سورۃ فاتحہ الٓمّٓ سے الْمُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی' امن الرسول آخر سورت تک اور سورت یٰسٓ تَبٰرَكَ الَّذِیْ، اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ تین' سات' گیارہ یا بارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر ایصال ثواب کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ (درمختار)

marfat.com

روزے کا بیان

نماز کی طرح روزہ بھی فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ بغیر عذر اس کو ترک کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔ (درمختار)

جو بچے، بچیاں روزہ رکھنے کے قابل ہوں ان کو روزہ رکھوایا جائے۔ اگر نہ رکھیں تو دو تین تھپڑ مارے جائیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اللہ کی بندگی کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔

مسئلہ: روزہ کیلئے یہ شرط ہے کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو۔ ان دنوں کا روزہ ماہ رمضان کے بعد کسی اور مہینے میں قضا کر کے رکھنا پڑے گا۔ نابالغ اور مجنوں (پاگل) پر روزہ فرض نہیں جبکہ مجنوں کا پورا کامل مہینہ جنون کی حالت میں گزرے۔ اگر کسی ایک دن بھی ایسے وقت میں اسے ہوش آیا کہ وہ وقت روزہ کی نیت کا وقت ہے تو پورے مہینہ کی قضا لازم ہے مثلاً شروع ماہ رمضان المبارک سے پاگل ہوا اور 29 تاریخ کو صبح سے ضحوۂ کبریٰ تک کسی وقت میں ہوش آیا تو پورے مہینے کی قضا لازم ہے۔ (ردالمحتار)

روزہ توڑنے والی چیزیں

کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ اگر بھول کر کھا پی لیا تو نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: حقہ، سگریٹ، بیڑی، چرس، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: پان، تمباکو کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ تھوک دیا ہو۔

مسئلہ: شکر، چینی، گڑ وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا۔ اگر خون تھوک سے زیادہ تھا اور اس کا

marfat.com

مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر تھوک کے برابر یا کم خون منہ میں آئے۔ اگر بندہ نگل گیا اور اس کا ذائقہ بھی محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر خون تھوک سے کم تھا اور مزہ بھی معلوم نہ ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (درمختار)

مسئلہ: حقنہ لیا یا نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری)

کلی کرتے وقت پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھا یا دماغ تک چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور بارش کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (بہار شریعت)

دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنا تھوک منہ سے نکال کر پھر نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا۔ اگر تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: آنسو یا پسینہ نگل لیا۔ اگر نمکین ذائقہ محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر بالکل معمولی آنسو ایک یا دو بوند ہو تو نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ انزال ہو گیا۔

(قانون شریعت)

مسئلہ: عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا، کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوئی تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔

مسئلہ: عورت نے مقام پیشاب میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر انگلی تر کر کے پاخانہ کے مقام پر رکھی یا عورت کی شرمگاہ میں رکھی یا انگلی پر کچھ اور لگا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا جبکہ پاخانہ کے مقام پر اس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (عالمگیری)

marfat.com

مسئلہ: قصداً (ارادۃً) منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار ہونا بھی یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر منہ بھر سے کم ہو تو نہ ٹوٹا۔

نوٹ: منہ بھر سے مراد یہ ہے کہ روکنے سے رک نہ سکے یا تھوڑی تھوڑی وقفہ کے بعد ہو مگر جمع کرنے پر منہ بھر کی مقدار تک پہنچ جائے۔

مسئلہ: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ ٹوٹا چاہے مثانہ تک پہنچ گیا۔ اگر عورت نے شرمگاہ میں تیل یا پانی ٹپکایا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (بہار شریعت)

مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ زیادہ مبالغہ استنجاء میں نہیں کرنا چاہیے سخت بیماری کا خطرہ ہے۔ (درمختار)

جن صورتوں میں قضا اور کفارہ لازم آتے ہیں

ماہ رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑ ڈالنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے جائیں یعنی ساٹھ روزے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (پیٹ بھر کر) یعنی دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اگر روزہ بطور قضا ساٹھ دن رکھنا شروع کرے تو درمیان میں ایک دن بھی ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک دن بھی چھوڑ گیا تو پھر شروع سے رکھے گا۔ اگر عورت کو حیض شروع ہو جائے تو ان ایام کے فوراً بعد پھر سے شروع کر دے۔ درمیان میں جتنے ناغے ہوئے ان کا منفی اثر نہ پڑے گا۔ یہ عورت کیلئے اجازت ہے۔ (درمختار)

کفارہ لازم ہونے کی شرائط

روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آنے کی چند شرائط ہیں۔

جب یہ پائی جائیں گی تب کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔ (1) رمضان المبارک کے مہینہ کا روزہ ادا کرنے کی نیت سے رکھا ہو (یعنی قضا روزہ رکھ کر نہ توڑا گیا ہو)۔ (2) روزہ

marfat.com

دار مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ (3) مکلف ہو یعنی عاقل و بالغ ہو۔ اگر بچے یا پاگل نے توڑا تو کفارہ نہیں۔ (4) رات ہی سے ماہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت کی ہو (اگر ٹوٹنے والے روزے کی نیت دن کو کی تھی تو کفارہ نہیں)۔ (5) روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی بات نہ پائی گئی ہو جو اس کے اپنے اختیار کی ہو جس بات کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے۔ حیض یا نفاس آ گیا یا ایسی بیماری آ گئی جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ لازم نہ آئے گا اور اگر روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے معذور ہو الیکن یہ چیز اپنے اختیار سے پائی گئی جیسے اپنے آپ کو زخمی کر لیا کہ معذور ہو گیا۔ روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا۔ (قانون شریعت)

روزہ دار نے اپنے ارادے سے کوئی غذا یا دوائی کھا پی لی یا کوئی لذت آور سکون و سرور کیلئے چیز کھائی یا پی لی تو دونوں چیزیں کفارہ اور قضا لازم آئیں گی۔

مسئلہ: مرد یا عورت جو شہوت کے قابل ہے اس کے ساتھ جماع کیا گیا۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ: کوئی ایسا کام جس سے یوں معلوم ہوتا ہو کہ یہ کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا وہ کام کر لیا تو (روزہ ٹوٹ گیا) پھر قصداً کھاتا پیتا رہا مثلاً پچھنا لگوایا یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا۔ مباشرت فاحشہ کی مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا جائے پاخانہ میں خشک انگلی رکھی۔ اب ان امور کے بعد جان بوجھ کر کھا لیا یا پی لیا تو ان صورتوں میں روزہ کی قضا بھی لازم ہے اور کفارہ بھی لازم ہے۔ اگر ایسی صورتیں جن میں افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا۔ اگر کسی مفتی نے فتویٰ دیا تھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور وہ مفتی بھی قابل اعتماد تھا۔ اس کے فتویٰ دینے پر اس نے ارادۃً کھا پی لیا یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے درست معنی سمجھ نہ سکا اور اس نے غلط معنی کے لحاظ سے تصور کر لیا کہ روزہ تو ٹوٹ گیا اب کھا پی لیا جائے اور قصداً کھایا اب ایسی صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث سنی وہ ثابت نہیں۔ (بہار شریعت)

marfat.com

جن صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: بھول کر کھایا پی لیا یا جماع کیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: مکھی یا دھواں یا گرد حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر خود ارادۃً دھواں اندر کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ مثلاً دھونی، اگر بتی، لوبان وغیرہ سلگا کر منہ کے نزدیک کر کے دھواں ناک سے کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: بوسہ لیا، انزال نہیں ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ عورت کی طرف نظر یا اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر چھوا نہیں، انزال ہو گیا یا خیال جماع سے انزال ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: غیر سبیلین میں جماع سے اس وقت تک روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک انزال نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ: دوا کوٹنے یا آٹا چھاننے سے اگر اس کا مزہ اور ذائقہ منہ میں محسوس ہو تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے سے قبل سحری کا کھانا شروع کیا۔ کھاتے کھاتے صبح صادق شروع ہونے لگی۔ صبح شروع ہوتے ہی اگر لقمہ اگل دیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ اگر نگل لیا تو ٹوٹ گیا۔ اگر تل یا اس کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ ٹوٹا۔ ہاں اس کا مزہ اگر حلق میں محسوس ہوتا رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: مکھی اگر قصداً نگلی تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

مسئلہ: بھولے سے کھانا کھاتے یاد آ گیا فوراً نوالہ تھوک دیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ اگر نگل لیا تو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: بھری سینگی لگوائی، تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ اگر تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں

marfat.com

محسوس ہوتا ہو بلکہ رنگ بھی نظر آتا ہو تھوک میں تو پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: تھوک یا کھنکار اگر منہ کے اندر ہی آ کر حلق سے نیچے اتر گئے تو روزہ نہ ٹوٹا مگر ان سے احتیاط ضروری ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

اعتکاف تین قسم کا ہے۔ واجب، سنت مؤکدہ، مستحب

واجب

کوئی اعتکاف کو بطور منت بارگاہ رب العزت میں کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا۔ اگر اس کا کام ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی منت پوری کرے۔ اعتکاف واجب کیلئے روزہ رکھنا شرط ہے۔ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔

اعتکاف سنت مؤکدہ

یہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پورے دس دن کیا جاتا ہے یعنی بیسویں رمضان المبارک کے غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں موجود ہو اور تیسویں تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد یا انتیسویں تاریخ کو چاند نظر آ جائے تو مسجد سے خارج ہو۔ اگر 20 ویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے نیت کر کے مسجد میں موجود نہ ہو تو سنت مؤکدہ اعتکاف نہ ہوگا۔ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر سب محلہ دار ترک کر دیں تو گناہ گار۔ اگر ایک بھی ادا کرے تو سب ثواب میں شامل۔ اعتکاف سنت مؤکدہ کیلئے بھی روزہ شرط ہے۔ (ہدایہ)

اعتکاف مستحب

مذکورہ دونوں اعتکافوں کے علاوہ جو اعتکاف ہے وہ مستحب ہے۔ اعتکاف مستحب

marfat.com

کیلئے روزہ شرط نہیں۔ یہ چند گھڑیوں کا بھی ہوسکتا ہے بلکہ جب بھی مسجد میں داخل ہو تو کہے نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ یعنی میں سنت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

مسئلہ: مرد کے اعتکاف کیلئے مسجد ضروری ہے اور عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے جہاں مقرر شدہ جگہ پر اکثر نماز پڑھتی ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اعتکاف واجب یا سنت مؤکدہ والے کا مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر حدود مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ چاہے بھول کر ہی نکلا۔ اسی طرح اگر عورت اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے گھر ہی میں رہے۔ مسجد سے جائے مخصوصہ برائے اعتکاف سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔ ایک طبعی عذر ہے اور دوسرا شرعی عذر۔

طبعی عذر

پاخانہ، پیشاب، استنجاء، غسل فرض، وضو وغیرہ کیلئے اگر مسجد میں جگہ نہ بنی ہو تو بندہ ان اعذار کیلئے مسجد سے نکل سکتا ہے۔

شرعی عذر

نماز عید یا جمعہ کی نماز کیلئے دوسری جگہ پر جانا۔ اگر اعتکاف والی مسجد میں پنجگانہ مذکورہ جماعت نہ ہوتی ہو تو جماعت کیلئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا اعذار کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے مسجد سے تھوڑی دیر کیلئے بھی باہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ بھول کر ہی باہر جائے۔

مسئلہ: معتکف چوبیس گھنٹے مسجد میں ہی رہے وہیں ساری سرگرمیاں ادا کرے۔

مسئلہ: معتکف کے علاوہ مسجد میں کھانے پینے کی کسی کو اجازت فقط اسی صورت میں ہے کہ نفلی اعتکاف کی نیت کر کے بندہ ذکر الٰہی کرے۔ نماز پڑھے، اگر کھانے پینے کی حاجت ہو تو کھائے پیئے۔

مسئلہ: معتکف کو اپنی ضرورت یا بال بچوں کی ضرورت کیلئے کوئی چیز خریدنا بیچنا جائز ہے جبکہ وہ چیز مسجد میں موجود نہ ہو۔ اگر ہو تو تھوڑی سی ہو جو مسجد کا احاطہ نہ گھیرے۔ اگر تجارت کی

marfat.com

نیت سے خرید و فرخت ہو تو نا جائز ہے چاہے وہ چیز مسجد میں نہ بھی ہو۔ (در مختار)

مسئلہ: معتکف کو خاموشی عبادت جان کر نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی فضول گفتگو کرنی چاہیے بلکہ ذکر الٰہی، تلاوت، درود شریف، مسئلہ مسائل، درس و تدریس کرنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر نفلی اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضا نہیں۔

مسئلہ: اعتکاف سنت مؤکدہ توڑا جائے تو جس دن اعتکاف ٹوٹا اس دن کی قضا واجب ہے۔ پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر منت کا اعتکاف توڑ دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر کسی مقررہ مہینے کا اعتکاف تھا اور کسی دن ٹوٹ گیا تو جس دن ٹوٹا اس دن کی قضا واجب ہے۔ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو نئے سرے سے پھر سے اعتکاف کرے۔ اگر علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔

مسئلہ: اعتکاف کسی وجہ سے بھی ٹوٹے۔ بھول کر ٹوٹ جائے یا قصداً توڑا جائے ہر حال میں قضا واجب ہے۔

marfat.com

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

مسئلہ: سفر، حمل اور بچے کو دودھ پلانا، بیماری کا خطرہ، سخت بڑھاپا، ہلاکت کا خوف، اکراہ شرعی اور نقصان عقل اور جہاد یہ روزہ نہ رکھنے کے معقول عذر ہیں۔ ان اعذار کی موجودگی میں کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو مجرم نہ ہوگا۔ جب یہ عذر ختم ہو جائیں تو ان کی قضا کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: سانپ (یا کسی سخت موذی جانور) نے ڈس لیا تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ بعد میں قضا کرلی جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی شیخ فانی گرمی کے روزے رکھنے سے واقعی عاجز ہو تو اس کیلئے اجازت ہے کہ سردیوں میں قضا کرلے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: کوئی اتنا بوڑھا ہو گیا کہ اب روزہ رکھنے پر قادر نہیں تو بطور فدیہ ایک مسکین کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ضروری ہے مگر اس بوڑھے کیلئے اجازت ہے جس کی عمر اتنی ہوگئی کہ اب ظاہراً امید نہیں کہ طاقت لوٹ سکے۔

مسئلہ: روزوں کا ثواب ایک دوسرے کو دیا جاسکتا ہے۔ روزہ کسی کی طرف سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: نفلی روزہ ٹوٹ جائے تو قضا واجب ہوتی ہے جیسے عورت کو حیض لاحق ہو جائے تو اس دن کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اب قضا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عیدین یا ایام تشریق کا روزہ توڑنا واجب ہے۔ اگر کوئی غلطی سے ایسا کرے تو روزہ توڑا جائے اور اگر کوئی ان دنوں کی منت مان بیٹھا ہو تو منت پوری کرنا واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں۔ (بہار شریعت)

نفلی روزوں کا بیان

روزہ بدنی عبادت ہے۔ دیگر عبادات میں کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے مگر روزہ بہت ساری

marfat.com

چیزوں کے ترک کا نام ہے۔ روزے سے بے شمار طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بھوک ایک ایسا بادل ہے جس سے موتی برستے ہیں۔ (بایزید بسطامی)

بھوک سے روحانی جوہر نکھرتے ہیں۔ بھوک سے شیطانی راستے مسدود ہوتے ہیں۔

روزے کا تصور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم ہر قوم میں رہا ہے۔ روزہ اختیاری بھوک ہے جس سے بندہ صبر کا دامن پکڑ کر بلندیوں کا سفر کرتا ہے۔ روزے کے ذریعے جسم کے فاسد مادے معدوم ہوتے ہیں۔ کئی بیماریوں کا خود بخود علاج ہوتا رہتا ہے۔ ذہنی طہارت اور فکری جلا پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک پورا مہینہ روزوں کا فرض قرار دیا ہے۔ یہ ہر خاص و عام کیلئے یکساں عبادت ہے مگر کچھ اہل عزم و ہمت زندگی بھر روزے کو اپنا وطیرہ بنالیتے ہیں۔ انہیں اس عبادت میں اتنی لذت محسوس ہوتی ہے کہ فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کے ذریعے وہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتے جاتے ہیں۔

سید عالم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے صحابہ کرام کو نفلی روزوں کی عظمت و فضیلت سے آگاہ کر کے انہیں ترغیب دلائی۔ صحابہ کرامؓ نے جو روحانی سرمستیاں روزوں کے ذریعے مشاہدہ کیں۔ ان سے اپنی نسلوں کو آگاہ کیا اور یہ سلسلہ اولیائے کرام کے ذریعے آج ہم تک پہنچا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو فرائض کے بعد نفلی عبادتوں کے ذریعے قرب یزدانی کے اس مقام تک پہنچے جہاں پر رب ذوالجلال کی طرف سے صدائیں آ رہی ہیں کہ بندے ہاتھ تیرے ہیں مگر طاقت ان میں میری ہے۔ نظر تو تیری ہے مگر اس میں طاقت میری ہے۔ قدم تیرے ہیں مگر قدرت میری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ نفلی عبادتوں کے ذوق سے تادم آخر سرشار رہتے ہیں۔

اب ہم چند خاص مہینوں اور خاص دنوں کے نفلی روزوں کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔

ماہ محرم الحرام کے روزے

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان المبارک کے روزے کے بعد سب سے افضل محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے (ابوداؤد)

marfat.com

سرکار ﷺ نے فرمایا جو محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سرکار نے ایک آدمی کو فرمایا اگر تو نفلی روزہ ماہ رمضان کے بعد کسی مہینے کو رکھنا چاہتا ہے تو محرم کے روزے رکھا کر کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور ایک قوم کی توبہ قبول کرے گا۔ (ترمذی)

سرکار نے فرمایا جو شخص محرم کے روزے رکھے اس کو ایک دن کے بدلے تیس دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

سرکار نے فرمایا جو بندہ محرم کے تین روزے رکھے۔ جمعرات، جمعہ اور ہفتہ تو اس کے نامہ اعمال میں نو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (فضائل ایام وشہور)

سرکار نے فرمایا جو کوئی محرم کے پہلے دنوں کے روزے رکھے (یعنی عاشورہ تک) تو وہ فردوس اعلیٰ کا وارث ہوگا۔

عاشورہ کا روزہ

سرکار نے فرمایا میرا خیال ہے کہ عاشورہ کے دن کا روزہ بندے کے ایک سال کے گناہ معاف کرنے کا باعث بنتا ہے۔ (ابن ماجہ)

سرکار نے فرمایا، میرے صحابہ تم دسویں محرم یعنی عاشورہ کا روزہ رکھا کرو۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سرکار مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے پوچھا اے یہود یہ دسویں محرم کا روزہ کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی اور فرعون کو غرق کیا تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر روزہ رکھا۔ سرکار نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

دسویں کے ساتھ نویں کا روزہ بھی ملانا بہتر ہے تاکہ یہود کے ساتھ مشابہت پیدا نہ ہو۔

marfat.com

شعبان کے روزے

حبیب خدا ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ سے وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا شعبان وہ مہینہ ہے جو رجب اور رمضان المبارک کے درمیان میں ہے جس سے لوگ غافل ہیں۔ (یعنی اس کی عظمت سے لوگ انجان ہیں) یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں اعمال (خصوصیت کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں بلند ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔

شوال کے روزے

یہ اسلامی سال کا دسواں مہینہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شَوَلَ (بالفتح سے ماخوذ ہے) جس کا معنی ہے اونٹنی کا دم اٹھانا۔ اس ماہ مبارک میں عرب لوگ سیر وسیاحت اور شکار کھیلنے کیلئے اپنے گھروں سے باہر چلے جاتے تھے۔ اس لیے اس کا نام شوال رکھا گیا۔

اس ماہ کی یکم تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے جس کو یوم الرحمۃ کہتے ہیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اسی دن کو پیدا فرمائی تھی اور جنت کے اندر شجر طوبیٰ اسی دن پیدا کیا تھا۔ اسی دن یعنی یکم شوال کو جبرئیل امین کو وحی کیلئے پسند اور منتخب فرمایا تھا۔ اسی دن فرعون کے جادوگروں نے توبہ کی اور قبول ہوئی۔ (غنیۃ الطالبین)

ماہ شوال شریف کے چھ روزے سرور عالم ﷺ رکھا کرتے تھے۔

سرکار نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان المبارک کے سارے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا وہ ساری زندگی روزے رکھنے والا ہے۔ (مسلم شریف)

رحمت عالم ﷺ سے ایک شخص حضرت مسلم قرشی نے دریافت کیا کہ ہمیشہ کے روزے رکھنے کو جی چاہتا ہے تو سرکار نے فرمایا تجھ پر تیرے اہل خانہ کا حق ہے۔ لہٰذا ماہ رمضان شریف کے روزے رکھ اور ان دنوں کے بعد جو ایام متصل ہیں ان کے روزے رکھ اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ گویا کہ تو ہمیشہ روزہ رکھنے والا متصور ہوگا۔ (ابوداؤد)

marfat.com

ذوالحجہ کے روزے

اسلامی سال کا آخری ماہ مبارک ذوالحجہ شریف ہے۔ ہر سال اسی مبارک ماہ میں اہل اسلام حج کیا کرتے ہیں۔ اس مہینے کی آٹھویں تاریخ کو یوم ترویہ اور نویں کو یوم عرفہ کہتے ہیں کیونکہ اس دن میدان عرفات میں حج ہوتا ہے۔ دسویں تاریخ کو یوم نحر کہتے ہیں۔ اس کے بعد گیارہویں' بارہویں اور تیرھویں تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ اس ماہ مقدس کی عظمت کا اندازہ سرکار کے عمل پاک سے کیا جاتا ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ چار چیزیں سرکار نے کبھی نہیں چھوڑیں۔ عاشورہ کا روزہ' ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے اور ہر ماہ کے تین دنوں کے روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت نماز (نسائی شریف)

سرکار نے فرمایا جن دنوں میں رب العزت کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی دن بھی عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ ان میں سے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب رکھتا ہے اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ (ترمذی)

یوم عرفہ کا نفلی روزہ

جو لوگ حج کر رہے ہوں ان کیلئے نویں ذی الحجہ کے روزہ کی ممانعت حدیث میں آئی ہے کیونکہ میدان عرفات میں اس دن تمام حجاج جمع ہوتے ہیں۔ نقاہت اور پیاس کا خطرہ پیش نظر ہونے کی وجہ سے سرکار نے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

مگر جو لوگ حج نہ کر رہے ہوں ان کیلئے ثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ سرکار نے فرمایا جس نے عرفہ کا روزہ رکھا تو اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

marfat.com

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ مال داروں پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو اس پر فرض ہے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ یہ اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت میں منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی اور فرمایا جو شخص سرکار کے زمانے میں اونٹ کی رسی بھی بطور زکوٰۃ ادا کرتا تھا۔ اب اگر انکار کرے گا تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ قرآن مقدس میں تقریباً 30 مرتبہ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا حکم اکٹھا آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (بقرہ:43)

اسی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 110 میں اور سورۂ حج کی آیت نمبر 78 میں اور سورۂ لقمان کی آیت نمبر 4-5 میں اور سورہ مجادلہ کی آیت نمبر 13 میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

سرور عالم ﷺ نے احادیث طیبہ میں زکوٰۃ کی ضرورت و اہمیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔

سرکار نے فرمایا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور کردیا۔ (طبرانی)

آقائے کونین ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔

سرکار نے فرمایا جو شخص مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ نماز، امانت، زکوٰۃ، شرم گاہ، پیٹ اور زبان (طبرانی)

سرکار نے فرمایا زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کو مضبوط قلعوں میں محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا کے نزول پر دعا اور گریہ وزاری سے مدد مانگو۔ (ابوداؤد)

سرکار نے فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ نکال لو کہ وہ پاک کرنے والی ہے۔ تجھے پاک کردے

marfat.com

گی اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ مسکین' پڑوسی اور سائل کا حق پہچانو۔ (مسند احمد)

سرکار نے فرمایا نماز پڑھو' زکوٰۃ دو اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی قبول نہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے تاجدار نے فرمایا جو آدمی پانچ وقت کی نمازیں پابندی سے پڑھے۔ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ زکوٰۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے۔ (نسائی' ابن ماجہ)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا حشر

سورۃ توبہ میں رب کائنات نے ان لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

ترجمہ: اور جو لوگ سونا' چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو قیامت کے دن دردناک عذاب کی خبر سنا دیں جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (کنجوسوں) کی پیشانیاں' پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا اب تم اس جمع کیے ہوئے مال کا مزہ چکھو۔ (پ 10 توبہ)

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنے مال و دولت اور سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے روز ان کی پیٹھ' پہلوؤں کو جہنم کے گرم پتھروں سے داغا جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں سرکار نے یوں ارشاد فرمایا جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں فرماتے ہیں، سرکار نے فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اگر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو روز محشر وہ مال و دولت ایک گنجے سانپ کے روپ میں اس کے پاس آئے گا اس کے سر میں زہر کی دو تھیلیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اس کے گلے میں پھندا بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس کی باچھیں کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے ساتھ سرکار نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

marfat.com

وَلَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ......الایۃ (آل عمران:180) (بخاری شریف)

سرکار نے فرمایا جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر بارش روک دیتا ہے۔ اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔

زکوٰۃ کی تعریف

ازروئے شرع زکوٰۃ اس کو کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے مال کا جو ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے وہ اپنے مال سے جدا کر کے کسی فقیر کو اس کا مالک بنادینا۔ (رضائے الٰہی کی خاطر)

مسئلہ: زکوٰۃ کا منکر کافر ہے اور تاخیر کرنے والا گناہ گار ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

مسئلہ: فقط مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو زکوٰۃ کی نیت سے کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اس لیے کہ یہ مالک بنانا نہ ٹھہرا۔ اگر کھانا اس کے حوالے کر دیا جائے چاہے وہ کھائے یا نہ کھائے۔ ساتھ لے جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اسی طرح زکوٰۃ کی نیت سے کپڑے کا مالک بنادیا تو ادا ہوگئی۔ (درمختار)

کسی کو مالک بنانے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو زکوٰۃ دی جائے جو قبضہ کرنا جانتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے۔ نہیں تو ادا نہ ہوگی جیسے چھوٹے بچے یا پاگل کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی۔ جس بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ فقیر ہو تو وہ قبضہ کرے یا اس بچے کا وصی یا وہ شخص جو اس کا نگران ہو تو قبضہ کرے۔ (درمختار)

وجوب زکوٰۃ کی چند شرائط

چند شرائط ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی نہ پائی جائے تو بندے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مثلاً (1) مسلمان ہونا۔ (2) بالغ ہونا۔ (3) عاقل ہونا۔ (4) آزاد ہونا۔ (5) مالک نصاب ہونا۔ (6) پورے طور پر مالک ہونا۔ (7) نصاب کا دین یعنی قرض سے فارغ ہونا۔ (8) نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا۔ (9) مال کا نامی ہونا یعنی جس مال میں بڑھنے کی صلاحیت ہو۔ (10) مال پر سال گزرنا۔

marfat.com

حاجت اصلیہ سے کیا مراد ہے

جو مال حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ نصاب کے برابر ہو۔

حاجت اصلیہ سے مراد ہے کہ زندگی گزارنے میں جس چیز کی بھی حاجت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، گرمیوں، سردیوں کیلئے پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کیلئے نوکر چاکر، جنگ کیلئے اسلحہ، پیشہ وروں کے اوزار اور اہل علم کیلئے حاجت کی کتابیں، کھانے کیلئے اناج (ہدایہ، عالمگیری)

زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے

(1) سونا چاندی۔ (2) تجارتی سامان۔ (3) سائمہ یعنی چرنے والے جانور۔

مسئلہ: جو شخص صاحب نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال بڑھا تو اس نئے مال کیلئے الگ سال کی گنتی ضروری نہیں بلکہ پہلے مال کا جو ختم سال ہے اس کیلئے بھی وہی ختم سال ہے اگرچہ سال پورا ہونے سے ایک منٹ ہی پہلے نیا مال حاصل ہوا ہو۔ (قانون شریعت)

سال بھر خرچ کرتا رہے اس کے بعد نیت کرے کہ جو کچھ خرچ کیا وہ سب زکوٰۃ ہے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

زکوٰۃ کا مال الگ کرتے وقت نیت کرنا بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: زکوٰۃ دیتے وقت اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے کہ یہ لو زکوٰۃ۔ بلکہ فقط زکوٰۃ کی نیت کافی ہے۔ یہاں تک کہ اگر دیتے وقت یہ کہہ دے کہ یہ ہدیہ ہے تحفہ یا بچوں کیلئے مٹھائی یا عید کا تحفہ ہے اور اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت ہو تو بھی ادا ہو جائے گی۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: ایک ہزار موجود ہے اور دو ہزار کی زکوٰۃ ادا کر دی اور نیت یہ کی کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار روپے اور ہو گئے تو یہ اس کی ہے ورنہ آئندہ سال میں کافی ہوگی تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

سونے چاندی اور مال تجارت کا بیان

سونے کا نصاب بیس مثقال سونا ہے یعنی ساڑھے سات تولے ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے چاندی ہے یعنی دو تولہ جس سے یہ انگریزی روپیہ سوا

marfat.com

گیارہ ماشہ ہے۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے۔ قیمت کا اعتبار نہیں۔ مثلاً ساڑھے سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہوا ہو اس کی کاریگری کی وجہ سے دوسو درہم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا اچھا ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درہم سے بڑھ جائے جیسے آج کل ہے کہ ساڑھے سات تولے سونے میں چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی۔ غرضیکہ وزن میں اگر نصاب کے برابر نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں چاہے کچھ قیمت ہو۔

اسی طرح سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ اگرچہ کام اور کاریگری کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی ہو۔ فرض کرو کہ دس آنہ بھری چاندی بک رہی ہے اور زکوٰۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا مانا جاتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشہ چاندی دی ہے۔ یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو روپے کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔ (درمختار)

یہ جو کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں قیمت کا اعتبار نہیں۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی زکوٰۃ سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گی اگرچہ وزن میں اس چیز کی چاندی پندرہ روپے بھی نہ ہو۔ (ردالمحتار و بہار شریعت)

کتنے مال سے کتنا حصہ دیا جائے

مسئلہ: سونا چاندی جبکہ نصاب بھر ہوں تو ان کی زکوٰۃ ان کا چالیسواں حصہ ہے چاہے وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے (جیسے روپے اور اشرفیاں) یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی ہو جیسے زیور، برتن، گھڑی، سرمہ دانی وغیرہ۔ غرض جو کچھ ہو زکوٰۃ سب کی واجب ہے مثلاً ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو سوا دو ماشہ زکوٰۃ واجب ہے۔

اگر ساڑھے باون تولہ چاندی ہے تو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی دینا واجب ہے۔

(درمختار و بہار شریعت)

marfat.com

مسئلہ: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس چیز پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی اس چیز کی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر سامان تجارت کی قیمت تو نصاب کو نہ پہنچتی ہو مگر اس کے پاس مال تجارت کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو سامان کی قیمت سونے چاندی میں ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہے اور سامان تجارت کی قیمت اس سکے سے لگائیں جس کا چلن وہاں زیادہ ہو جیسے ہندوستان میں روپیہ کا چلن زیادہ ہے۔ یہاں اسی سے قیمت لگائی جائے گی اور اگر کہیں سونے چاندی کے سکوں کا چلن یکساں ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں۔ اگر روپے سے قیمت لگانے سے نصاب نہیں بنتا اور اشرفی سے لگائیں تو نصاب سے جاتا ہے یا اشرفی سے نہیں بنتا اور روپے سے بن جاتا ہے تو جس سے نصاب پورا ہو اسی سے قیمت لگائیں اور اگر دونوں سے نصاب پورا ہونا ممکن ہو مگر ایک سے نصف کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے سے نہیں تو اسی سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب کے علاوہ پانچواں حصہ زیادہ بھی ہوتا ہے۔

سونا بھی ہے چاندی بھی لیکن نصاب......

سونا چاندی دونوں ہیں مگر نصاب کسی کا پورا نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ایک دوسرے سے ملائیں۔ اگر ملانے پر بھی نصاب مکمل نہ ہو تو کچھ نہیں یعنی زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر سونے کی قیمت کی چاندی' چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتا ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا' سونے میں ملائیں تو نصاب نہیں ہوتا یا اس کے برعکس تو واجب ہے کہ جس سے نصاب پورا ہوتا ہو وہی کریں۔ اگر دونوں میں نصاب ممکن ہو تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جبکہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس صورت میں پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے وہی کرنا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: پیسے جب رائج ہوں دوسو درہم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے برابر ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کیلئے نہ ہوں زکوٰۃ واجب

marfat.com

ہیں۔(بہار شریعت)

کیا نوٹوں پر زکوٰۃ ہے

نوٹ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کیونکہ یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔(بہار شریعت)

مسئلہ: ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے نوٹ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس کے آگے سونے چاندی کے حساب کے قاعدہ سے (سلسلہ چلے گا)۔(قانون شریعت)

مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دوسو درہم سے کم نہ ہو۔(عالمگیری)

مسئلہ: کرایہ پر دینے کیلئے گاڑی وغیرہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔یونہی جو مکان کرایہ پر دینے کیلئے ہے اس کی بھی زکوٰۃ نہیں (جب وہ گاڑی یا مکان بکے تو اس کی کل رقم کو دوسرے مال میں ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی)۔(عالمگیری)

سائمہ (چرنے والے جانور) کی زکوٰۃ

سائمہ کی تعریف

تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ سائم ہوں۔اونٹ' گائے' بکری' سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزارہ کرتا ہو اور اس سے مقصود فقط دودھ اور بچے لینا ہو یا فربہ کرنا ہو۔(بہار شریعت)

مسئلہ: اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل چلانا یا کسی دیگر کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر ہی گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔یونہی اگر گوشت کھانے کیلئے ہے تو سائمہ نہیں اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔(درمختار و بہار)

marfat.com

کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ

سید عالم ﷺ نے فرمایا جس زمین کو آسمان یا چشموں کا پانی سیراب کرے یا زمین
عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں اس پر عشر ہے (یعنی پیداوار کا
دسواں حصہ) اور جس زمین کو سیراب کرنے کیلئے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہیں اس میں
نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ہے۔ (بخاری شریف)

مسئلہ: جو کھیت بارش یا نہر یا نالے سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی پیدوار کا دسواں
حصہ واجب ہے اور اگر کھیت کچھ دن بارش کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دن
ڈول وغیرہ سے۔ اگر بارش کے پانی سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول وغیرہ سے تو
عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: زمین جو کھیتی کیلئے نقدی پر دی جاتی ہے اس کا عشر کاشتکار پر ہے۔

مسئلہ: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج
مالک پر ہے۔

marfat.com

مسائل عشر کا بیان

کن لوگوں پر کن چیزوں میں عشر ہے

عشر واجب ہونے کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں۔ پاگل، مجنون اور نابالغ پر بھی اس کی زمین میں سے جو کچھ پیدا ہو عشر واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: جس پر عشر واجب ہو وہ مر گیا اور پیداوار موجود ہے تو عشر اس میں سے بھی لیا جائے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عشر میں سال گزرنا شرط نہیں بلکہ اگر سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عشر میں کسی نصاب کی کوئی شرط نہیں۔ ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہو تو اس میں عشر واجب ہے۔ یونہی پہاڑ یا جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے۔ بشرطیکہ بادشاہ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے ان کی حفاظت کی ہو ورنہ کچھ نہیں۔ (درمختار ورد المختار)

گیہوں، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے اور السی کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو اس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔ (درمختار)

زمین کے عشری یا خراجی ہونے کی صورتیں

زمین کے عشری اور خراجی کا فرق اس میں استعمال ہونے والے پانی سے ظاہر ہوگا (یہ ایک صورت ہے) مثلاً آسمان، کنوئیں، چشمے اور دریا کا پانی عشری پانی ہے یعنی ان پانیوں

marfat.com

سے جو زمین سیراب ہوگی ایک صورت میں وہ زمین عشری کہلائے گی۔ ایک صورت یہ ہے کہ ملکیت زمین اگر مسلمان کی ہے تو پانی کوئی بھی ہو زمین عشری کہلائے گی۔ اگر ذمی کی زمین ہو تو زمین خراجی کہلائے گی خواہ پانی کوئی بھی ہو مذکورہ دونوں صورتیں مخصوص حالات کی پابند ہیں۔ ان کی وضاحت درجہ ذیل عبارات سے ملاحظہ ہو۔

مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور اگر خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی ہے اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے تب بھی عشری ہے۔ اگر ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان، کنویں اور چشمے کا پانی اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی پانی ہے۔ کافروں نے کنواں کھودا تھا اب وہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا تو بھی خراجی ہے۔ (ردالمحتار)

زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے علاقہ فتح کیا اور زمین مجاہدین میں تقسیم کردی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے۔ جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی اسے کاشت میں لایا گیا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا۔ یہ سب صورتیں زمین کے عشری ہونے کی ہیں اور بھی کئی صورتیں ہیں۔ (قانون شریعت)

مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ کن لوگوں پر خرچ کی جائے۔ اسلام نے کوئی مسئلہ بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ قرآن و سنت نے اور فقہائے امت نے ہر مسئلہ کو کھول کھول کر بیان کردیا ہے۔ زکوٰۃ حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی ہے۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے بندے کو مال دے کر اس میں سے ایک مخصوص حصہ کا مطالبہ فرمایا اور بندے کیلئے طہارت اور برکت کا وعدہ فرمایا۔ مگر رب العزت بندے سے مال کا مطالبہ اس لیے کررہا ہے کہ اس کے مستحق بندوں تک مال پہنچے اور لینے والوں کی ضروریات پوری ہوں۔ دینے والوں کو ثواب بھی ملے اور حقوق کی ادائیگی بھی ہوجائے۔

marfat.com

قرآن مقدس میں ان مصارف کا بیان ملاحظہ ہو۔

زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ سورۃ آیت نمبر

(1) فقیر۔ (2) مسکین۔ (3) عامل۔ (4) رقاب۔ (5) غارم۔ (6) فی سبیل اللہ۔ (7) ابن السبیل

مسکین اور فقیر میں فرق

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے کپڑے کا محتاج ہو اور سوال تک نوبت پہنچ جائے۔ ایسے شخص کیلئے سوال جائز ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کے برابر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں متفرق ہو جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، خدمت کے غلام، لونڈی، پیشے کے اوزار وغیرہ جو ضرورت کی چیزیں ہیں چاہے کتنی ہی قیمتی ہوں یا اتنے قرض کا مقروض ہو کہ قرض نکالنے کے بعد جو بچے وہ نصاب کے برابر نہ ہو یہ چیزیں اگر ہوں اور نصاب سے زیادہ کی مالیت میں ہوں تب بھی فقیر ہے۔ (ردالمحتار)

صدقہ فطر کا بیان

صاحب نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ صدقہ فطر بھی واجبی صدقات میں سے ہے مگر اس کیلئے نصاب کی شرط ان صفات سے متصف نہیں جو زکوٰۃ کیلئے ضروری ہیں مثلاً زکوٰۃ کیلئے ضروری ہے کہ اس پر سال گزرے مگر صدقہ فطر کے مال کیلئے حولان حول کی شرط نہیں اور نہ مال کا نامی ہونا ضروری ہے اور نہ ہی عاقل و بالغ کی قید ہے۔ سید عرب و عجم ﷺ نے فرمایا بندے کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔ (رواہ ابن عساکر)

صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر (جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے علاوہ ہو) واجب ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت پوری عمر ہے جب تک ادا نہ کرے ساقط نہ ہوگا۔ جب

marfat.com

بھی ادا کرے گا ادا ہی تصور ہو گا قضا نہیں۔ اگر چہ سنت تو عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق شروع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا فقیر ہو گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے کے بعد بچہ پیدا ہو یا کافر مسلمان ہوا یا جو فقیر غنی ہوا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو گیا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر غنی ہوا تو صدقہ فطر اس پر واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو صبح صادق شروع ہونے کے بعد مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ: مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے جبکہ بچے خود مالک نصاب نہ ہوں۔

مجنون اولاد اگر چہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے۔ گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع (ہدایہ)

مسئلہ: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔ سوائے عامل کے کہ اس کیلئے زکوٰۃ سے لینا جائز ہے صدقہ فطر سے جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

کن لوگوں کو زکوٰۃ اور فطرانہ دینا جائز نہیں

1۔ جو شخص خود صاحب نصاب ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

2۔ خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

3۔ کافر مرتد وغیرہ زکوٰۃ کے مستحق نہیں۔

4۔ مالدار آدمی کے نابالغ بچوں کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

marfat.com

5۔سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنی آل کیلئے صدقہ حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ''اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ مِنْ اَوْسَاخِ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ علیہ السلام'' (یعنی یہ صدقات لوگوں (کے ہاتھوں) کا میل ہے۔ اس لیے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اطہار کیلئے حلال نہیں۔

مسئلہ: سادات کرام کی عزت وعظمت کے پیش نظر اور ان کی نسبت رسالت مآب کی وجہ سے ان کی خدمت میں تحائف اور پاکیزہ ہدایا پیش کیے جائیں۔ اگر ان کی معاشی حالت بہتر نظر نہ آتی ہو تو ان کیلئے اچھے مکان، بہتر سواری اور دیگر خلوص بھرے تحفے پیش کیے جائیں تا کہ سرور عالم کی آل پاک غربت کی وجہ سے کسی کمتر پیشے اور کام پر مجبور نہ ہو اور ان کو اتنا خوددار ہونا چاہیے کہ اپنا سید ہونا ظاہر کیے بغیر اپنے ہاتھوں سے محنت کریں تا کہ کسی کا بار احسان نہ اٹھانا پڑے۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے مال کیلئے ضروری ہے کہ کسی کو مالک بنایا جائے۔ لہٰذا زکوٰۃ کے مال سے مسجد، پل، سرائے، کنواں اور لاوارث مردہ کی تجہیز وتکفین کے اخراجات نہیں کیے جاسکتے اور نہ ہی مردہ کا قرض زکوٰۃ کے روپے سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: اپنی اصل (یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ جن کی یہ اولاد میں سے ہے اور اپنی اولاد (یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہ) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ یونہی صدقہ فطر و نذر شرعی و کفارہ بھی انہیں نہیں دے سکتا۔ صدقہ نفل دے سکتا ہے بلکہ ان کو دینا زیادہ بہتر ہے۔ (قانون شریعت)

marfat.com

حج کا بیان

عبادات میں سے پہلی عبادت نماز۔ دوسری روزہ۔ تیسری زکوٰۃ۔ چوتھی حج ارکان اسلام میں سے آخری رکن حج ہے۔

حج کا لغوی معنی ہے (ارادہ کرنا) گویا کہ بندۂ مومن زمانہ حج میں مقام حج پر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور استطاعت کے ساتھ اس بات کا عزم کرتا ہے کہ اس کا رب اس فریضہ کی ادائیگی سے اس پر راضی ہو جائے گا۔ حج کا منکر کافر ہے۔ نو (9) ہجری میں حج اہل اسلام کے لیے فرض کیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے اہم ترین حق ہے۔ اس میں مالی' بدنی' روحانی عبادت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران: 97)

جو لوگ صاحب حیثیت ہیں ان پر اللہ کیلئے حج کرنا فرض ہے۔

حج زندگی بھر میں فقط ایک مرتبہ فرض ہے۔ نفلی طور پر کوئی ہر سال حج کرتا رہے۔ تمام عبادات میں جہاں بندے اور خالق کے درمیان تعلقات کی ایک خاص جھلک نمایاں نظر آتی ہیں وہاں بندوں کے باہم محبت اور خلوص بھرے جذبات کی روشنی بھی جلوہ فرما ہونی چاہیے۔ حج سالانہ طور پر تمام اہل ایمان کا ایک مرکزی اجلاس ہوتا ہے جس میں تمام مسلمانان عالم کے مسائل کا ایک دوسرے کو علم ہوتا ہے۔ حج کے ذریعے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے جو روزہ کی غرض وغایت ہے۔

حج کے دوران قربانی بھی ہوتی ہے جو اسلام کی بنیادی اکائی ہے۔ حج کے دوران زبان ذکر الٰہی میں سرگرم ہوتی ہے جو بندگی کا مقصود ہے۔ حج کے دوران اخراجات کرنے پڑتے ہیں جو مالی عبادت کا مغز ہے اور نظام زکوٰۃ کی روح ہے۔ گویا حج ایسی عبادت ہے جس میں

marfat.com

دیگر کئی عبادتوں کے جلوے آباد ہیں۔

حج کے ذریعے اہل اسلام اپنی روحانی' اخلاقی' معاشی' تمدنی اور سیاسی زندگیوں کو نکھار سکتے ہیں۔ تمام فرزندان توحید ایک مرکز محسوس پر ایک لباس میں بیک زبان ہو کر ایک دن اور ایک وقت میں اپنے وحدہ لاشریک مالک وخالق کے سامنے ایک روحانی نغمہ الاپتے ہیں۔ **اللھم لبیک لا شریک لک**

احکامات حج

حج کے درست ہونے کیلئے چند ضابطے اور شرائط ہیں۔ ان کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مثلاً حج کا زمانہ ماہ شوال وذی القعدہ وذوالحجہ کے نو دن ہیں۔ یکم شوال کی صبح طلوع ہونے سے پہلے جس نے حج کا احرام باندھا اس کا حج نہ ہوگا بلکہ عمرہ تصور ہوگا۔

وجوب حج کی چھ شرائط ہیں۔

(1) مسلمان ہو۔ (2) عاقل ہو۔ (3) بالغ ہو۔ (4) آزاد ہو۔ (5) جسمانی لحاظ سے اور ذہنی لحاظ سے تندرست ہو۔ (6) استطاعت ہو۔

مسئلہ: جس شخص کے پاس مکہ معظمہ تک جانے اور واپس آنے کا خرچ ہو اور اہل خانہ کیلئے خورد ونوش کا سامان موجود ہو اور دیگر تمام شرائط پر پورا اترتا ہو حج فرض ہے۔

ارکان حج

(1) احرام باندھنا۔ (2) طواف زیارت۔ (3) نویں کے زوال سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی فجر صادق کے طلوع ہونے کے درمیان کسی لمحہ ٹھہرنا۔ (4) بال مونڈنا۔ مذکورہ ارکان میں سے اگر کوئی رکن فوت ہو گیا تو حج باطل ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا واجب ہوگی پوری زندگی میں۔

واجبات حج

درجہ ذیل واجبات میں سے اگر کوئی واجب ترک ہو جائے تو حاجی پر جرمانہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ جرمانہ ایک بکرا ہے جو ذبح کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

marfat.com

1۔میقات سے احرام باندھنا۔
2۔سورج غروب ہونے تک کنکریاں پھینکنا۔
3۔میدان عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرنا۔
4۔منیٰ میں قیام کرنا۔
5۔رات مزدلفہ میں گزارنا۔
6۔حج کے دنوں میں طواف زیارت کرنا۔
7۔بال نہ مونڈنا حتیٰ کہ ایام نحر گزر جائیں۔
8۔صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

ممنوعات حج

(1) سلا ہوا لباس پہننا۔(2) خوشبو لگانا۔(3) بال مونڈنا۔(4) ناخن تراشنا۔
(5) سرمہ لگانا۔(6) جماع کرنا۔(7) عورت کو چھونا یا بوسہ لینا۔(8) کسی جانور کو مارنا۔

ممنوعات احرام

بداخلاقی سے گفتگو کرنا' بدکاری کرنا' لڑائی وغیرہ کرنا' قتل وفساد اور دنگا کرنا' شکار کرنا' شکار کو چھیڑنا' شکار کی طرف اشارہ کرنا' شکار کرنے میں شکاری کی امداد کرنا' سلے ہوئے کپڑے پہننا' بال کٹوانا یا منڈوانا' ناخن تراشنا' خوشبو لگانا' پسو' جوں' کھٹمل مارنا' منہ لپیٹنا' یا سر پر کپڑا ڈالنا۔

حج کی تیاری

جب حج کی استطاعت ہو اور آدمی حج پر جانے کے قابل ہو جائے تو تاخیر کرنا فسق ہے جتنی دیر کی جائے گی ایک قرض سر پر لٹکتا رہے گا۔اس لیے فوراً ارادہ کر کے گناہ کی زندگی سے تائب ہو کر پورے ذوق وشوق کے ساتھ ایام حج کا انتظار کرنا چاہیے۔حقوق العباد کا خیال کر کے جن احباب کو زندگی میں پریشان کیا یا مالی حقوق پامال کیے ہوں ان کے حقوق ادا کر کے یا معاف کرا کے خود کو ایک نئی زندگی میں داخل کرنا چاہیے۔

marfat.com

سفر حج کو زندگی کا آخری سفر تصور کرتے ہوئے نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ ناز میں اور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار پاک پر حاضری کی تیاری کرنی چاہیے۔ مقبول اور مبرور حج کیلئے ضروری ہے کہ بندے کا مال حلال بھی ہو پاک بھی ہو۔ اسی حج کیلئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہے۔

سرکار نے فرمایا جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور اس کے درمیان کوئی غلط اور گناہ کا کام نہ کیا تو وہ اس طرح واپس لوٹے گا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔ (بخاری شریف)

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾

"بے شک پہلا گھر جو لوگوں کیلئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور ہدایت تمام جہانوں کیلئے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اس میں داخل ہوا وہ با امن ہے اور اللہ کیلئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو شخص (باعتبار راستہ کے) اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے"۔ (آل عمران)

اور اسی طرح حج کے بارے میں تفصیلی اور جامع قسم کے احکامات سورۂ حج میں موجود ہیں۔

حج کی تین صورتیں ہیں۔ ہر صورت کے نام اور احکام الگ الگ ہیں۔ اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حج قران

احرام باندھنے سے قبل حج اور عمرے کی اکٹھی نیت کی جائے تو ایسے حج کو حج قران کہتے ہیں (یعنی عمرے سے ملا ہوا)

marfat.com

احکام

میقات سے حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھنا مکے میں آ کر حج کے ارکان سے فارغ ہونے تک اسی احرام پر قائم رہنا۔ جب قارن حج اور عمرہ کے افعال مکمل کرے گا تو عمرہ بھی خود بخود ادا ہو جائے گا کیونکہ حج قران میں عمرہ کی مثال ایسی ہے جیسے غسل میں وضو۔ مگر کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے بارے میں اختلاف ہے۔

قارن کیلئے ضروری ہے کہ ایک قربانی بطور تشکر بارگاہ الٰہی میں پیش کرے جو اس کو حج کے ساتھ عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوگئی ہے۔ اگر قربانی دستیاب نہ ہو تو دس روزے رکھنا ضروری ہیں۔ تین روزے حج کے دنوں میں اور سات اپنے وطن میں آ کر۔ مگر اہل مکہ معظمہ پر نہ قربانی ہے اور نہ روزے ہیں۔ یہ حکم فقط بیرون مکہ شریف والوں کیلئے ہے۔

قارن اگر عرفات میں قیام سے قبل طواف اور سعی کرے گا تو یہ سعی حج اور عمرے میں محسوب ہو جائے گی مگر وقوف عرفات کے بعد طواف کا اعادہ لازمی ہوگا۔ کیونکہ طواف رکن کی شرط ہے کہ وقوف عرفات کے بعد ہو۔

حج تمتع

میقات پر جا کر عمرے کا احرام باندھا جائے اور مکہ پاک میں آ کر عمرے کے تمام ارکان کو بجالایا جائے۔ اس کے بعد احرام اتار دیا جائے۔ حتیٰ کہ حج کے ایام آ جائیں جب حج کے ایام شروع ہونے لگیں یعنی ذی الحج کی آٹھویں تاریخ ہو۔ اب حج کا احرام باندھے اور حج کے اعمال ادا کرنے میں مشغول ہو جائے۔ حج کی اس شکل کو تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو متمتع کہتے ہیں۔ متمتع پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر دستیاب ہو تو قربانی کرے ورنہ دس روزے، سات وطن میں آ کر اور تین ایام حج میں۔

حج مفرد یا افراد

ایام حج یعنی یکم شوال سے ذی قعدہ اور ذی الحج کی دس تاریخ تک فقط حج کا احرام باندھے اور حج کے ارکان و افعال مکمل کرے اور پورے کرنے کے بعد حرم سے باہر آ کر

marfat.com

عمرے کا احرام باندھے اور اس کے افعال پورے کرے اسے افراد کہتے ہیں۔

حج کی مختصر کیفیات

جب حاجی میقات پر پہنچے تو احرام کیلئے غسل کرے۔ مرد کیلئے دو صاف ستھری اور پاکیزہ چادروں کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ ٹخنے ننگے نیچے پاؤں بھی ننگے ہوں تو بہت خوب کیونکہ یہ حالت نہایت ہی عاجزی اور فریادیوں کی سی ہے۔ حاجی لوگ اپنے مالک ورازق کے گھر کے آس پاس گداگر بن کر روتے ہوئے حاضر ہوں تو کیا مزہ ہے بندگی کا۔ یہ نقشہ روز حشر کا نقشہ ہے جب لوگ ننگے سر' ننگے پاؤں' برہنہ بدن نفسانفسی کے عالم سے گزر رہے ہوں گے۔ حج کے ایام اسی منظر کی نقشہ کشی کرتے ہیں۔

احرام باندھتے وقت خوشبو لگائیں تو اچھا ہے اور نیت عمرے کی کریں اور دو رکعت نفل پڑھ کر بلند آواز سے کہیں لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لِعُمْرَةٍ۔ اور مکہ پاک میں داخل ہونے تک یہی نغمہ جانفزا زبان پر جاری رہے۔ لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ۔ جب احرام باندھ لیا تو اب خوشبو لگانا منع ہے۔ حالت احرام میں لڑائی جھگڑا نہ کریں' درخت نہ کاٹیں' بال' ناخن نہ تراشیں' زعفرانی کپڑا نہ استعمال کریں۔ اگر کوئی احرام کی حالت میں مر بھی جائے تو اس کو خوشبو نہ لگائیں۔ کھلے سر دفن کر دیں۔

حالت احرام میں مرد نہ سر ڈھانکیں نہ چہرہ ڈھانکیں۔ عورتیں سر ڈھانک کر رہیں مگر چہرے پر نقاب نہ ڈالیں۔ ہاں دیگر کپڑے سب پہن کر رہیں۔ محرم نہ خود کسی کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنا نکاح کروا سکتا ہے اور نکاح کا پیغام بھی نہ دے۔ اگر سر میں جوئیں پڑ جائیں سر منڈانا پڑے تو سر منڈا کر کفارہ دے دے۔ یعنی چھ محتاجوں کو آٹھ سیر غلہ دے دے یا تین روزے رکھے یا ایک قربانی کر دے۔ حرم شریف میں حاجی اگر احرام باندھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے رک جائے تو واپس لوٹ آئے اور قربانی ہو تو ذبح کر دے۔ جب عذر ختم ہو جائے تو پھر حج کرے۔ محرم جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو غسل کرے اور

marfat.com

بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑے تو دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَ تَعْظِیْمًا وَ تَکْرِیْمًا وَ قبابة وزد من حجه واعتمره تکریمًا و تشریفًا و تعظیمًا و برًا۔

پھر باب حرم سے حرم میں داخل ہو کر دائیں طرف سے طواف شروع کرے۔ مرد اپنی چادر کو دائیں ہاتھ کی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اس انداز کو اصطباع کہتے ہیں۔ عورت اپنی چادر سے سارا بدن چھپائے ہوئے طواف کرے۔ خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے۔ مرد پہلے تین پھیروں میں حجر اسود کے پاس سے کندھے ہلاتا ہوا ذرا اکڑ کر چلے۔ اس انداز رفتار کو رمل کہتے ہیں۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلسل جنگوں اور دیگر معاملات کی وجہ سے قدرے ظاہراً کمزور تھے۔ مسلسل سفر اور تھکاوٹ کی وجہ سے چال میں نرم روی تھی۔ اللہ پاک نے حکم دیا کہ کفار کے سامنے یوں اضمحلال اچھا نہیں۔ ہمت کر کے ذرا اکڑ کر چل کر دکھاؤ تا کہ کفار پر رعب پڑے۔ ان کے دل غیظ میں جلتے رہیں۔ مگر عورتیں ساتوں چکر درمیانی چال سے پورے کریں۔ دونوں رکنوں کا احتراماً بوسہ لیں یا ہاتھ سے چھو کر رخساروں پر ملیں۔

ہر دفعہ کے چکر میں دونوں رکنوں کے بیچ یہ دعا پڑھیں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو بوسہ دے اگر بوسہ ممکن نہ ہو تو اشارے سے بوسہ دے۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل پڑھے۔ اگر جگہ نہ ہو تو مسجد میں دو نفل مقام ابراہیم کی نیت سے پڑھ لے۔ طواف سے فارغ ہو کر صفا پہاڑی پر چڑھ کر پڑھے۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ پھر تین بار یہ پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ اس کے بعد مروہ پہاڑی پر چڑھ کر دوڑ کر چلے مگر تیز نہ دوڑے۔

عورتیں آرام سے چلیں۔ مرد وہاں کچھ دیر کھڑے ہو کر صفا کی طرح کی دعا پڑھے۔

marfat.com

صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوا اسی طرح سات پھیرے کرے۔ اس عمل کو سعی کہتے ہیں۔
سعی کے دوران یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔
مذکورہ بالا احکام عمرہ کے تھے جو بڑی حد تک مکمل ہو گئے۔ اب حاجی احرام اتار دے۔ سر کے بال منڈوا دے۔ دوسرا لباس پہن کر مکہ شریف میں رہے۔ کعبے کا طواف اکثر کرتا رہے جب آٹھویں ذی الحجہ کو حج کی نیت سے احرام باندھے اور یوں پڑھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ بِالْحَجِّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ یہ پڑھتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے اور پانچ وقت کی نماز اپنے اپنے وقتوں پر ادا کرے۔ نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف سفر شروع کرے۔ راستے میں تکبیر اور تلبیہ پڑھتا رہے اور زوال کے بعد جو میدان عرفات میں خطبہ ہوتا ہے وہ سنے۔ یہاں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرے۔ تیسرے پہر کے وقت جب امام جبل رحمت پر خطبہ پڑھنے کھڑا ہو تو سب حجاج کھڑے ہو کر خطبہ سنیں اور آہستہ آہستہ تلبیہ اور تکبیر پڑھتے رہیں۔

عرفات میں جانا فرض ہے۔ یہی حج کا رکن اعظم کہلاتا ہے۔ یہ رکن فوت ہو جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے۔ جو حاجی ذی الحجہ کی دسویں رات کو صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں داخل ہو جائے گا اس کا حج درست ہو گیا۔ نویں تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد عرفات سے لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے مزدلفہ میں آئیں۔ مغرب و عشاء کی دونوں نمازیں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں اس مقام پر سارے حاجی ذکر الٰہی کریں تو بہت خوب (اللہ کرے یہ رات بمعہ اہل و عیال ہمیں بھی نصیب ہو آمین)

فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں۔ یہ مزدلفہ کی چھوٹی سی ایک پہاڑی کا نام ہے۔ یہاں خوب تکبیروں سے فضاؤں کو بھر دیں اور ثناء کریں۔ جب روشنی خوب پھیل جائے تو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے کوچ کریں۔ میدان محصر سے نکل کر منیٰ کے بازاروں سے گزرتے ہوئے جمرۂ عقبہ کے پاس آئیں۔ یہاں سات کنکریاں جو راستے سے اٹھائی تھیں اس منارے پر ماریں اور اب لبیک کہنا بند کر دیں۔ کنکریاں اس

marfat.com

انداز سے پھینکیں کہ منیٰ دائیں طرف اور کعبہ شریف بائیں طرف ہو اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اس کے بعد قربانی کریں۔ یہ وہ قربانی نہیں جو کسی غلطی پر جرمانے کے طور پر لازم آتی ہے جسے دم اور کفارہ کہتے ہیں۔ قربانی کرنے میں جانور کے انتخاب میں اختیار ہے جو چاہیں کریں۔

اس کے بعد مرد پورا سر منڈائیں یا بال کتروائیں۔ عورتیں ایک دو لٹیں کترا دیں۔ اب حاجی پر تمام حرام چیزیں حلال ہو گئی ہیں (سوائے وظیفہ زوجیت کے) اب کپڑے بدل کر بیت اللہ میں جا کر طواف فرض ادا کریں۔ اس طواف کو طواف صدر، طواف افاضہ یا طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ اس طواف کے بعد حج کے تمام ارکان مکمل ہو گئے۔ اب سب چیزیں حلال ہو گئیں حتیٰ کہ عورت سے ہم بستری بھی۔ اب زمزم کا پانی پئیں اور منیٰ میں جا کر ظہر کی نماز پڑھیں۔

گیارھویں تاریخ کو زوال کے بعد جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں پھینکیں۔ پھر ذرا فاصلہ پر کھڑے ہو کر دعا مانگیں۔ پھر جمرۂ وسطیٰ پر کنکریاں پھینکیں اور دعا مانگیں۔ اس کے بعد آخری یعنی تیسرے جمرے کو کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر تکبیر پڑھیں۔ اسی طرح بارھویں تاریخ اور تیرھویں تاریخ کو ان مناروں پر سات سات کنکریاں ماریں۔ اب پھر مکہ معظمہ میں آ جائیں۔ حاجی قربانی سے پہلے سر منڈا ڈالے یا مناروں پر کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر دے یا شام کے بعد کنکریاں پھینکے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اگر قربانی کی ہمت نہ ہو تو تین روزے ایام حج میں اور سات روزے بعد میں پورے کرے۔ جب گھر واپس لوٹنے لگے یا مدینہ طیبہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے باہر نکلے تو آخری طواف کرے۔

marfat.com

حقوق العباد

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ایمان بالرسالت والنبوۃ

رسول اور نبی کی تعریف

(رسالت ونبوت کا مفہوم)

رسول کا لغوی معنی پیامبر ہے۔ اور نبی کے مادۂ اشتقاق میں دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ نبوۃ سے ماخوذ ہے اس کا معنی رفعت اور بلندی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی شان جلالت میں دوسرے لوگوں سے بلند اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے نبی کہا گیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نباء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خبر دینا ہے۔ اور کیونکہ (نبی) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو ایسے حقائق و اسرار بتاتا ہے جو ان کی عقل ونظر کی رسائی سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ویجوز ان یکون من النباء اصله نبی " ای المنبی عن اللّٰہ تعالیٰ بالتوحید و الشرائع

نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں۔

النبوۃ سفارۃ بین اللّٰہ و بین ذوی العقول من عبادہ لا زاحۃ علتھم فی امر معاد ھم و معا یشھم

یعنی نبوت: اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان کی اخروی اور دنیوی علتوں اور بیماریوں کو دور کیا جا سکے۔

ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔ رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب شریعت ہو۔

خواہ وہ شریعت نئی ہو یا کسی سابقہ رسول کی شریعت دے کر کسی نئی قوم کی ہدایت کے

marfat.com

لئے بھیجا جائے۔ جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام

(ضیاء القرآن سورہ مریم آیت نمبر ۵۱ حاشیہ نمبر ۵۴ جلد سوئم)

انسانوں کی طرف انسان ہی نبی بن کر آئے

عقیدۂ رسالت پر ایمان لانے کے بنیادی تقاضوں میں یہ ضروری ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کیا جائے کہ ہر دور میں انسانی رشد و راہبری کے لئے شمع فروزاں کرنے والے انسان ہی تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس حقیقت کو یوں آشکار کیا گیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (النحل)

"اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے (اے حبیب) آپ سے پہلے مگر مردوں کو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف پس (اے منکرو) پوچھو اہل علم سے اگر تم خود حقیقت حال کو) نہیں جانتے"۔

کفار کے اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں۔ اس لئے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمایا ہماری سنت یہی ہے کہ آج تک بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء بھیجے گئے وہ انہیں کے ہم جنس تھے۔ کیونکہ افہام وتفہیم کا مقدمہ اسی طرح پورا ہو سکتا ہے۔

اگر نبی فرشتہ ہوتا تو اس کے آنے کی دو صورتیں تھیں۔ ایک وہ اپنی ملکوتی شکل میں آتا تو تم اس کی ہیبت سے دم توڑ دیتے اور اگر انسانی صورت میں آتا تو پھر تم وہی اعتراض کرتے کہ یہ ہماری طرح بشر ہے۔

تمہیں کون سمجھاتا کہ یہ بشر نہیں فرشتہ ہے۔

اس لئے سنت الٰہی یہی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے کسی انسان کو ہی نبی بنا کر مبعوث فرمایا جاتا ہے۔ اگر تمہیں اس میں شک ہے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اہل ذکر سے مراد یا تو کتب سابقہ کے علماء ہیں یا اس سے مراد اہل اللہ اور عارفین ہیں۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نَحْنُ اَهْلُ الذِّكْرِ (قرطبی) یعنی ہم اہل ذکر

marfat.com

ہیں ہم سے پوچھو۔ ہم تمہیں حقائق سے باخبر کریں گے۔

(ضیاء القرآن ج سوئم سورۃ الانبیاء آیت نمبر 7 حاشیہ نمبر 9)

مذکورہ آیت میں لفظ رجال رجل کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہے مرد اس سے یہ بات بھی مترشح ہوگئی کہ ہمیشہ نبی مرد ہی بن کر جلوہ گر ہوتے رہے ہیں۔ سلسلہ انبیاء ورسل میں کوئی بھی عورت اس مرتبہ عالیہ پر فائز نہیں ہوسکی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہتر جانتی ہے۔ اس میں کیا اسرار سربستہ تھے۔ اسی آیت سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ اگر منصب نبوت و رسالت جیسے عظیم اور پاکیزہ منصب کی ذمہ داریوں کی اہل عورت نہیں ہوسکتی تھی تو اب بعض عقل وخرد سے فارغ دانشور عورت کو منصب امامت و پیشوائی اور دور جدید کی لیڈر شپ کی اہل کیسے تصور کر رہے ہیں۔

تمام انبیاء ایک ہی دین کے داعی تھے

عقیدہ نبوت پر ایمان کا یہ بھی ایک حق ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو ایک ہی دعوت الی اللہ تصور کیا جائے۔ اور تمام انبیاء کرام ایک ہی فکر، فکر اسلام کے مفکر اور داعی تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ (الانبیاء)

"(اے ان انبیاء کو ماننے والو) یہی (توحید) تمہارا دین ہے جو ایک دین ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ پس میری بندگی کیا کرو۔ (ضیاء القرآن)

اس سے پہلی کئی آیات میں متعدد انبیاء کا ذکر ہوا جو مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اس سے یہ وہم ہوسکتا تھا کہ سب نے الگ الگ عقائد کی تبلیغ کی اور جدا جدا نظریات پر اپنی امت کو اکٹھا کیا۔

اس آیت سے اس وہم کا ازالہ کر دیا اور بتایا کہ تمام انبیائے کرام نے ایک ہی عقیدہ کی تبلیغ کی اور ایک دین کے پرچم کے نیچے ہی سب کو جمع کرنے کی کوشش فرمائی اور وہ عقیدہ توحید ہے۔

marfat.com

آدم علیہ السلام سے لے کر سرور انبیاء علیہ اطیب التحیۃ والثناء سب نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔

بنیادی عقائد میں کسی قسم کا بھی ان میں اختلاف نہ تھا۔

یہاں امۃ کا معنی دین ہے۔

فَالْاُمَّۃُ ھِنَا بِمَعْنَی الدِّیْنِ (قرطبی)

(ضیاء القرآن، ج3، الانبیاء 92,76 آیت حاشیہ)

عصمت انبیاء علیہم السلام

جس طرح انبیاء کرام کی ذوات قدسیہ پر ایمان ضروری ہے۔ اسی طرح اس نظریہ پر ایمان رکھنا لازمی امر ہے کہ انبیاء کرام کا دامن گناہ کبیرہ تو کجا گناہ صغیرہ کی گرد سے بھی پاک ہے۔

قرآن وسنت اسی نظریہ کی بھرپور انداز میں کرتائید کرتے ہیں۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۳۶﴾ (البقرہ)

''پھر پھسلا دیا انہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔ اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے وقت مقررہ تک''۔ (ضیاء القرآن)

اس مقام پر بے ساختہ یہ خیال پریشان کرنے لگتا ہے کہ کیا انبیاء سے بھی گناہ سرزد ہوتا ہے۔؟

اس لئے اجمال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سلسلہ کے متعلق کچھ عرض کرنا نہایت ضروری ہے۔ علامہ قرطبی نے بڑی عمدگی سے اس مشکل کو حل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ انھم معصومون من الصغائر کلھا کعصمتھم من الکبائر اجمعھا یعنی مالکی۔ حنفی اور

marfat.com

شافعی مسلک کے جمہور (علماء) وفقہاء کا یہ مذہب ہے کہ انبیاء جس طرح کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اسی طرح صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان کی مطلق اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر ان سے گناہ کا ارتکاب ہوگا تو ان کے گناہوں کی اطاعت بھی لازم آئے گی۔ جس سے ہدایت کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اس پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ قرآن حکیم میں جابجا انبیاء کی طرف ایسی چیزیں منسوب ہیں جو گناہ ہیں اور پھر ان امور پر انبیاء کی شدید ندامت اور استغفار بھی منقول ہے۔ ایسے میں مطلق عصمت کا قول کیونکر ممکن ہے۔

اس شبہ کے ازالہ کے لئے ایک چیز ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے۔ وہ یہ کہ کوئی فعل گناہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی حکم کی نافرمانی کا عزم اور قصد پایا جائے اگر عزم اور قصد مفقود ہے بلکہ بے ارادہ بھول چوک سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جو بظاہر کسی حکم کے خلاف ہے تو اسے گناہ نہیں کہتے۔ اور ایسے امور کا صدور عصمت انبیاء کے منافی نہیں۔

اب آپ اسی واقعہ پر غور کریں۔ قرآن حکیم کی تعبیر میں اس مسئلہ کی نزاکت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہاں فرمایا **فازلھما** اب آپ زلۃ کی لغوی تحقیق پر غور کیجئے۔ **الزلة فی الاصل استر سال الرجل من غیر قصد**۔ بلا ارادہ پاؤں پھسل جانا۔ دوسرے مقام پر قرآن نے بالکل اسی حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان فرما دیا۔ **فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا** (طہ)

یعنی آدم علیہ السلام سے یہ حرکت بھول سے ہوئی اس کا عزم و ارادہ ہرگز نہ تھا۔ جب تک عزم و ارادہ مفقود ہو اس فعل کو گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن

بود آدم دیدۂ نور قدیم موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

(رومی)

یعنی آدم علیہ السلام تو نور قدیم کی آنکھ تھے اور آنکھ میں اگر ایک بال بھی گر جائے تو آنکھ کی نزاکت اس کو برداشت نہیں کر سکتی بلکہ وہ ہلکا سا بال یہاں پہاڑ سے بھی بوجھل محسوس

marfat.com

ہونے لگتا ہے۔ (ضیاء القرآن ج 1 ،بقرہ،36 آیت،49 حاشیہ)

جملہ انبیاء کرام پر ایمان

قرآنی آیات اور احادیث طیبہ اس عقیدہ کی شاہد عادل ہیں کہ عقیدہ رسالت پر ایمان تب کامل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق تمام انبیاء کرام پر دل و جان سے یقین کیا جائے کہ وہ برحق تھے اور اپنے فرائض منصبی مکمل طور پر ادا فرماتے رہے۔ اور نفس نبوت و رسالت میں ہم ان کے درمیان کسی تفریق و فرق کے روادار نہیں ہیں۔ سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ (البقرہ)

"ایمان لایا یہ رسول کریم، اس (کتاب) پر جو اتاری گئی اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور (ایمان لائے) مومن یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اس کے رسولوں میں سے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اے ہمارے رب! اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹنا ہے"۔ (ضیاء القرآن)

اس آیت میں ایمان کا بالا جمال تذکرہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا۔ فرشتوں کو نوری اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق تسلیم کرنا۔ تمام آسمانی کتابوں کو صحیح ماننا تمام رسولوں کی رسالت پر بلا استثناء ایمان لانا اور یوم قیامت پر یقین رکھنا یہ ہے ایمان۔

(ضیاء القرآن ج 1 ،بقرہ،285 آیت،387 حاشیہ)

معجزات انبیاء

انبیاء کرام کو رب العزت نے اپنی صفات کاملہ اور اسماء عالیہ کا مظہر بنا کر مبعوث فرمایا

marfat.com

ہے۔ معجزہ کفار ومشرکین کے لئے دلیل ربانی اور قدرت یزدانی کی حیثیت رکھتا ہے اور اہل ایمان غلامان رسالت کے لئے تسکین خاطر وطمانیت قلب وروح کا باعث ہے۔

معجزات کا انکار قدرت خداوندی کا انکار ہے کوئی پرلے درجے کا عقل و دانش سے عاری شخص ہی انکار کی جرأت کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے از جناب آدم علیہ السلام تا سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کو معجزات عطا کر کے جلوہ گر فرمایا بلکہ جان عالم روح عالم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر منصۂ شہود پر اتارا۔

کتب سیرت واحادیث میں باقاعدہ (باب المعجزات) کے نام سے عنوان رقم کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم بذات خود ایک زندہ وجاوید معجزہ ہے۔ اس میں انبیاء کرام کے معجزات کا تذکرہ جابجا ملتا ہے۔ بعض پیغمبروں کے معجزات اس قدر شہرت یافتہ ہیں کہ چار دانگ عالم میں ان کی صدائے بازگشت اب بھی گونج رہی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نار نمرود کا بردوسلامتی والا بن کر گل وگلزار ہو جانا۔ اور پرندوں کے ٹکڑے کر کے پہاڑوں پر بکھیرنا اور پھر انہیں آواز دینا تو ان کا زندہ ہوکر ان کے پاس آ جانا۔

اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے چشمہ آب زمزم جاری ہونا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے اشارے سے پہاڑ کا دونیم ہو جانا اور اندر سے اونٹنی کا برآمد ہونا جسے ناقۃ اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کا پھٹنا اور بارہ راستے پیدا ہو جانا۔ ان کے عصا مبارک سے پہاڑ سے بارہ چشمے پیدا ہونا اور جادوگروں کے مقابلہ میں عصا کا جان لیوا اژدھا بن کر جادو کے کرشمہ سے پیدا شدہ سانپوں کو ہڑپ کر کے میدان صاف کر دینا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان آج تک کتاب ہدایت قرآن مجید کے صفحات کی زینت ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران)

"میں مادر زاد اندھوں برص زدہ مریضوں کو شفا اور مردوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کرتا ہوں"۔

marfat.com

قرآن وحدیث کے اتنے صریح واقعات کے باوجود بعض نام نہاد سکالر معجزات کے منکر ہیں۔ صاحب ضیاء القرآن حضرت پیر محمد کرم شاہؒ صاحب نے مقالات سرسید احمد خاں کے حوالہ سے انکار معجزہ کے سلسلہ میں خوب خبر لی ہے۔

سرسید احمد خاں نے معجزۂ معراج النبی ﷺ کا انکار کیا ہے۔ ضیاء القرآن کے اس اقتباس سے انشاء اللہ معجزہ کی اصل تعریف اور منکرین معجزات کے نظریات سے آگاہی ہوگی۔

اسی سلسلہ میں مقالات سرسید کے مطالعہ کا بھی اتفاق ہوا۔

انہوں نے بھی بڑی شد ومد سے معراج کو خواب ثابت کیا ہے۔ اس ضمن میں طویل بحث کی ہے۔ ان کا مقالہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین اور عیسائی مورخین کے اعتراضات سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ اور ان کے زہر میں بجھے ہوئے طعن وتشنیع کے تیروں سے اسلام کو ہر قیمت پر بچانا چاہتے ہیں۔ خواہ اس کوشش میں اسلام کا حلیہ ہی کیوں نہ بگڑ جائے۔ اور عظمت مصطفوی ﷺ کا عقیدہ ہی کیوں نہ متزلزل ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کے دلائل و براہین کو ہی منہدم کیوں نہ کرنا پڑے۔ آپ اس جذبہ کے اخلاص کی تعریف تو کر سکتے ہیں۔ لیکن عواقب ونتائج کے لحاظ سے آپ اس کی تحسین نہیں کر سکتے۔

کیا معراج کا انکار کر کے آپ نے کسی کو حلقہ بگوش اسلام بنا لیا ہے۔ کیا آپ کی معذرت خواہی کو انہوں نے قبول کر کے آپ کے پیش کردہ ماڈرن اسلام پر اظہار ناراضگی چھوڑ دیا ہے۔ ہرگز نہیں تو پھر اس محنت کا کیا حاصل ہے۔ بجز اس کے کہ ان صحیح واقعات کا انکار کر کے اپنے تمام علمی ورثہ کو مشکوک اور مشتبہ کر دیا جائے ہاں میں اس طویل مقالہ کا ذکر کر رہا تھا کہ اس میں سرسید نے لکھا ہے کہ واقعہ معراج کے متعلق جو احادیث مروی ہیں ایک دوسرے سے اس قدر متضاد اور متناقض ہیں...... کہ صراحۃً ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں اور اپنی صحت واعتبار کو کھو دیتی ہیں۔ (مقالات سرسید 762) (ضیاء القرآن ج 2 ص 628)

واقعہ معراج شریف کے بارے میں سرسید احمد خان نے دیگر دلائل کے علاوہ یہ بھی

marfat.com

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن روایات سے معراج النبی ﷺ ثابت ہوتا ہے ان میں باہم تعارض تناقض اور سخت تضاد ہے۔ اختصار کے پیش نظر ان کا معجزہ کے بارے میں نظریہ پیش خدمت ہے۔ اس سے ان کی قرآن، اسلام اور دین فہمی کا اندازہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔

معجزات کے بارے میں جناب محترم سرسید احمد خان نے ایک مفصل مقالہ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ اس وقت تک معجزہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ قوانین فطرت کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ کسی قانون قدرت کے مطابق ہوگا تو اس کا ظہور نبی کے علاوہ کسی اور شخص سے بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے معجزہ کا خلاف قانون ہونا ضروری ہے۔ قوانین قدرت اٹل ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا ردو بدل کا رونما ہونا قطعاً باطل ہے۔

کیونکہ نصوص قرآنیہ میں بارہا یہ تصریح کی گئی ہے کہ قانون قدرت میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔

اس لئے ثابت ہوا کہ معجزہ کا وقوع باطل ہے۔

آپ نے سید محترم کا استدلال ملاحظہ فرمالیا۔

انہوں نے معجزہ کی من گھڑت تعریف کر کے معجزہ کا بطلان کیا ہے حالانکہ علماء اسلام نے معجزہ کی یہ تعریف نہیں کی کہ وہ قوانین فطرت کے خلاف ہو۔

(ضیاء القرآن جلد 2، ص 632)

معجزہ کی تعریف

اَلْاِتْیَانُ بِاَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ یُقْصَدُ بِهٖ بَیَانُ صِدْقِ مِنَ الدَّاعِیْ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (المسامرہ وغیرہا من کتب العقائد)

یعنی مدعی رسالت کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کسی ایسے امر کا ظہور پذیر ہونا جو عادت کے خلاف ہو اسے معجزہ کہتے ہیں یہ تعریف نہیں کی گئی کہ معجزہ وہ ہے جو قانون فطرت اور نوامیس قدرت کے خلاف ہو ان لوگوں کا اعتراض تو تب قابل التفات ہوتا جب معجزہ کو

marfat.com

نوامیس فطرت کے خلاف مانا جاتا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ معجزات قانون فطرت کے مطابق ہی رو پذیر ہوئے ہوں۔ لیکن ابھی تک وہ قانون فطرت ہمارے ادارک کی حد سے ماورا ہو۔

یہ دعویٰ کرنا کہ فطرت کے تمام قوانین بے نقاب ہو چکے ہیں اور ذہن انسانی نے ان کا احاطہ کرلیا ہے۔ انتہائی مضحکہ خیز اور غیر معقول ہے آج تک کسی فلسفی یا سائنسدان نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

نیز قوانین فطرت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ اٹل اور غیر متغیر ہیں یہ بھی نا قابل تسلیم ہے۔ یہ خیال تو تب تسلیم ہوتا جب ان قوانین کو ہر قسم کے نقص اور عیب سے مبرا سمجھ لیا جائے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ اختیار کیا جائے کہ اس کائنات کی آرائش وزیبائش کے لئے یہی قوانین کفایت کرتے ہیں۔

لیکن اہل خرد کے نزدیک یہ خیال محل نظر ہے۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے اسی صفحہ کے آخر میں اس بحث کا لب لباب اور عرق پیش فرمادیا ہے۔

فرماتے ہیں اس کے علاوہ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ کیا آپ اللہ تعالی کے وجود کو مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ منکر ہیں تو آپ سے معجزات کے متعلق بحث عبث اور قبل از وقت ہے۔ پہلے آپ کو وجود خداوندی کا قائل کرنا پڑے گا اس کے بعد معجزہ کے اثبات کا مناسب وقت آئے گا۔ (ضیاء القرآن جلد 2، ص629)

مسئلہ شفاعت

رسالت ونبوت پر ایمان کے بنیادی تقاضوں میں باذن اللہ شفاعت کا عقیدہ بھی ہے۔ یہ تصور قرآن مقدس کی کئی آیات میں واضح طور پر موجود ہے۔ اور سرور کونین ﷺ کی صحیح احادیث میں عقیدہ شفاعت کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ آیۃ الکرسی میں ان الفاظ کا مطالعہ بڑی خصوصیت کا حامل ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (بقرہ:255)

marfat.com

''کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے''۔

اس آیت کی تفسیر (ضیاء القرآن) کے مطالعہ سے جو انشراح صدر نصیب ہوتا ہے وہ اہل ذوق خود محسوس کر سکتے ہیں۔

یہاں ایک قاعدہ بیان فرمادیا کہ ہر شخص کو بارگاہ ذوالجلال میں لب کشائی اور شفاعت کی طاقت نہ ہوگی۔ صرف وہی شفاعت کریگا جس کو پروردگار عالم اذن فرمائے گا۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ اے مشرکین و کفار! قیامت کے دن تو وہی شفاعت کرے گا جسے اجازت ہوگی۔ اور تمہارے ان بتوں کو تو کوئی اجازت نہیں۔ پھر ان سے یہ توقع کیوں عبث لگائے بیٹھے ہو۔

اور اِلَّا بِاِذْنِہٖ سے یہ واضح فرمادیا کہ وہ محبوب و مقبول بندگان خدا ضرور شفاعت کریں گے جن کو ان کا رب اجازت مرحمت فرمائے گا۔

سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اللہ کے محبوب وحبیب محمد مصطفیٰ ﷺ افضل التحیۃ اجمل الثناء ہوں گے۔ جو اس روز مقام محمود کے منصب رفیع پر متمکن ہوں گے۔

''اے اللہ کریم! ہم گناہ گاروں کو اپنے رسول ﷺ صاحب مقام محمود کی شفاعت نصیب فرما اور اس کی برکات وتوجہات سے ہمیں دنیا و آخرت میں سرفراز رکھ (آمین ثم آمین)''۔ (ضیاء القرآن جلد 1، ص 178)

آیت کے اس زیر بحث حصہ کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری نے اللہ جل جلالہ کی عظمت شان اور شان بے نیازی کے ساتھ ساتھ شان بندہ پروری کا بھی ذکر فرمایا اور شفاعت کا عقیدہ بھی واضح فرمادیا۔

فرماتے ہیں (اس آیت میں) اس کی شان کبریائی کا بیان ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ نہ تو کوئی اس کے مساوی ہے اور نہ قریب۔ وہ شفاعت بھی محض اپنے فضل سے قبول فرمائے گا۔ کسی کے منصب کے دباؤ سے نہیں۔ (تفسیر مظہری سورۃ بقرہ آیت 225)

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

marfat.com

ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ

''حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا روز محشر تین طرح کے لوگ (خاص طور پر) شفاعت کریں گے''۔

انبیاء علیہم السلام پھر اہل علم دین اور پھر راہ خدا میں جان لٹانے والے۔ (ابن ماجہ)

رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِیْ یُسَمُّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ

''آقا نے فرمایا: میری اُمت کا ایک گروہ میری شفاعت سے جہنم سے آزادی حاصل کرے گا۔ ان کو جہنمی کے نام سے یاد کیا جائیگا''۔ (بخاری شریف)

کتنے خوش نصیب ہیں جن کو روز محشر رحمت کونین ﷺ کی نظر شفاعت سے جنت کی سرمدی بہاریں نصیب ہوں گی جن کو فردوس بریں کی پرنور فضاؤں میں جہنمی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ وہ ابدالآباد تک کملی والے محبوب ﷺ کے احسان عظیم کے مشکور ہوں گے۔

بندہ مومن ہر وقت نفس اور شیطان کے چنگل سے آزادی کے لئے اپنے رب سے فریاد کرتا رہے۔ اگر گناہ سرزد ہو جائے تو نہ اس پر اترائے اور نہ رحمت یزداں سے مایوس ہو بلکہ اپنے پروردگار کے درعفو وکرم پہ دستک دیتا رہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی حبیب کبریا ﷺ کا ارشاد کا فرمان گرامی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے (بھی) ہوگی جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں گے''۔ (ترمذی وابوداؤد) (ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تصور شفاعت کسی مکتبہ فکر کا من گھڑت مسئلہ نہیں بلکہ یہ قرآن وسنت سے ثابت وہ

marfat.com

مضبوط نظریہ ہے جس سے ایک طرف رب العزت کے فضل بے پایاں اور دوسری طرف انبیاء کرام کی شان محبوبی کا جلوہ دکھایا جائے گا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے
پھول رحمت کے گریں گے ہم اٹھاتے جائینگے

زندگی بھر غاروں میں رونے والے محبوب کے آنسو روز محشر آتش نار کو بجھائیں گے۔ اپنے بیگانے سب لوگوں کی گردنیں خم ہوں گی۔ آقائے دو جہاں مقام محمود پہ جلوہ افروز ہوں گے۔ سب اونچے سروں والے اور زرنگار تاجوں والے کونین کے والی کے تلوؤں میں سر جھکائے یوں عرض کناں ہوں گے۔

میرے قلم میں طاقت نہیں کہ مقام محمود کی رفعتوں کا تذکرہ کر سکے۔ بلکہ کوئی سخن ور بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جس کی تعریف کا حق فقط زبان قدرت اور ملک ازل ہی ادا کر سکتا ہے۔ ہم تو صاحب مقام محمود کے نعلین کی اک عین کی بھی تعریف کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

ہم تو اس بارگاہ جمال میں بقول بابا گرونا نک یوں عرض کرتے ہیں۔

نعلین محمد کی اک عین پہ دو نین تصدق — دو نین تو کیا کونین تصدق

یا بقول اعلیٰ حضرت محدث بریلوی یوں عرض کرتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا — نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
نہیں دو جہاں سے بھی جی بھرا — کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مگر باب شفاعت میں مقام محمود کا تذکرہ نہ ہو تو ذکر شفاعت نامکمل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

''رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے۔ یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا''۔ (بنی اسرائیل)

marfat.com

اس آیت میں لفظ (ھجود اضداد سے ہے) سونے اور بیدار ہونے دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔لغت کے امام الازہری نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔تہجد ترک ھجود (یعنی نیند کو ترک کرنا) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے تھرج اور تاثم ھرج اور اثم کے ترک کو کہتے ہیں۔(رازی) پہلے نماز پنج گانہ کے اوقات بیان ہوئے جو ہر کس وناکس پر فرض تھیں۔

اب اس مخصوص نماز (نماز تہجد) کا ذکر ہو رہا ہے جو حبیب کبریا ﷺ پر بطور فرض یا زائد عبادت لازم ہے۔یہ نماز تہجد ہے یعنی جب لوگ سو رہے ہوں ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہو۔آغوش شب میں ہر چیز محو خواب ہو تو اے حبیب ﷺ اس وقت اٹھ! اور خلوت گاہ ناز میں شرف باریابی حاصل کر کے جبین نیاز کو لذت سجدہ سے آشنا کر۔تیری یہ بے خوابیاں یہ قلق اور بے کلی۔یہ اشکوں کا سیل رواں۔یہ شان بندگی کا ظہور سب کو شرف قبول بخشا جائے گا۔اور آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا۔جس کی جلالت شان کو دیکھ کر دنیا بھر کی زبانیں تیری ثناء گستری اور حمد وستائش میں مصروف ہو جائیں گی۔

عسیٰ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔اس وقت اس کا معنی یقین ہوتا ہے۔
عسیٰ و لعل من اللّٰه تعالیٰ و اجبتان (البرہان)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: هو المقام الذی الشفع الامتی۔یہ وہ مقام جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک روز غمگسار عاصیاں اور چارہ ساز بیکساں ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السلام کے اس قول کو پڑھا۔رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم:36) (اے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہوں گے۔اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو غفور رحیم ہے)۔

marfat.com

پھر عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ کو دہرایا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ) (اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی عزیز وحکیم ہے)۔

پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی امتی امتی ثم بکی۔ اے میرے رب میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے۔ پھر حضور ﷺ زارو قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ فَقُلْ لَهٗ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْکَ (اے جبریلؑ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جاکر میرا پیغام دو۔ اے حبیب ﷺ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے۔ اور آپ کو پریشان نہیں ہونے دیں گے۔

روزِ حشر جب ہر دل پر خوف و ہراس طاری ہوگا جلال خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے۔

ساری خلق خدا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت کلیم تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی۔ لیکن کہیں شنوائی نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے گی اور ان سے شفاعت کی ملتجی ہوگی۔ آپ جواب دیں گے کہ میں خود تو آج لب کشائی کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ہاں تمہیں ایک کریم ﷺ کا آستان بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد واپس نہیں لوٹا۔ جاؤ اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس اور وہاں جاکر عرض حال کرو۔

چنانچہ سب بارگاہ محبوب کبریا ﷺ میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستان غم پیش کریں گے۔ حضور ﷺ سن کر فرمائیں گے۔ اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا ہاں میں تمہاری دستگیری کے لئے تیار ہوں۔

حضور عرش عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے۔ اپنی پاک اور مطہر زبان نور سے سبوح وقدوس رب کی حمد وثناء کریں گے۔ ادھر سے آواز آئے گی یَا مُحَمَّدُ ﷺ

marfat.com

اِرْفَعْ رَاسَکَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ

اے سراپا خوبی وزیبائی! اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ۔ کہو تمہاری بات سنی جائے گی تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے تم شفاعت کرتے جاؤ ہم قبول فرماتے جائیں گے۔

اس طرح شفاعت حبیب ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔ علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابو الفضل عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ پر نور سرور عالمین پانچ شفاعتیں فرمائیں گے۔

1۔ شفاعت عامہ جس سے مومن اور کافر اپنے اور بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔

2۔ بعض خوش نصیبوں کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

3۔ وہ موحد جو اپنے گناہوں کے باعث عذاب دوزخ کے مستحق قرار پا جائیں گے۔ حضور ﷺ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

4۔ وہ گناہ گار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ حضور ﷺ شفاعت فرما کر ان کو وہاں سے نکالیں گے۔

5۔ اہل جنت کے مدارج کی ترقی کے لئے سفارش فرمائیں گے۔

خود سوچئے جس کا دامن کرم سب کو ڈھانپے ہوگا جس کی جلالت شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کونسا دل ہوگا جو اس محبوب ﷺ کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کونسی زبان ہوگی جو اس کی تعریف و توصیف میں زمزمہ سنج نہ ہوگی (ہر کوئی پکار رہا ہوگا۔

ایک جان بے خطا یہ دو جہاں کا بار ہے تیرے ہی دامن پہ پڑتی ہے ہر عاصی کی نظر

(فاضل بریلویؒ)

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اے مکہ کے باشندو! تم جس کی راہ میں کانٹے بچھانا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہو جسے طرح طرح سے اذیت دے کر اپنی تفریح کا سامان کرتے ہو طرح طرح

marfat.com

کے شکوک وشبہات میں گرفتار ہو کر میرے برگزیدہ بندے کی جلالت شان کا انکار کرتے ہو۔اس کی حقیقت سے پردہ تب اٹھے گا۔جب وہ روز محشر عزت وجلال کے عرش پر متمکن ہو کر ہر چیز کو اپنے دربار میں جوابدہی کے لئے طلب فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِوَلَا فَخْرَ وَمَا مِن نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِی

(ترمذی شریف)

یعنی قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا۔حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا،سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے، یہ ساری باتیں اظہار حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں فخر ومباہات مقصود نہیں۔فخر تو وہ کرے جو کسی مقام بلند کا اہل نہ ہو اور اسے اس مقام رفیع کی بشارت دی جائے۔ میرے آقا کی شان تو یہ ہے کہ مقام محمود آج فخر کرے کہ اسے سید عالم ﷺ کی نسبت ملی ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس صحابہ کرام سے حدیث شفاعت مروی ہونے کی تصدیق کی ہے۔لیکن ان صریح احادیث صحیحہ کے باوجود معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا انکار کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ پس بڑا بدبخت ہے وہ آدمی جو شفاعت کا منکر ہے۔

قال السیوطی ھٰذَا حَدِیْثٌ مُتَوَاتِرٌ فَتعِسَ مَنْ اَنْکَرَ الشَّفَاعَۃَ

امام بخاری ومسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا۔

اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ یُکَذِّبُوْنَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَ یُکَذِّبُوْنَ بِالشَّفَاعَۃِ

marfat.com

کہ عنقریب اس امت میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جو عذاب قبر کی تکذیب کرے گا اور شفاعت کا بھی انکار کرے گا۔ آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک گروہ بڑی شد و مد سے اس کا منکر ہے۔

اور جب دلائل صحیحہ کے باعث انکار نہیں کر سکتے تو شفاعت کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جس میں شان مصطفیٰ ﷺ کا انکار پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ جسارت کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آج جو شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آداب نبوت

نبوت و رسالت وہ عزت مآب منصب ہے جو کسی کی ذاتی محنت یا کسب کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ عہدہ جلیلہ محض فضل ربانی ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیا کرتا ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام:124)

اس منصب کے اتنے نازک اور لطیف تقاضے ہیں کہ ذرہ بھر گستاخی سے متاع ایمان لٹ جاتا ہے۔ زندگی بھر کے اعمال صالحہ لحہ بھر میں غارت و برباد ہو جاتے ہیں۔

اس بارگاہ ناز میں زمانے بھر کا کامل اور صاحب دانش و عقل صاحب سیرت و کردار انسان جب حاضری دیتا ہے تو دم بخود اور سراپا نیاز بن کر اس شعر کا مصداق ہوتا ہے۔

تیری سانس تک بھی صدا نہ دے کہیں بزم سے وہ اٹھا نہ دے
تو نظر اٹھا کے نہ دیکھ اسے کہیں نظر سے وہ گرا نہ دے

(امین)

کسی صاحب عرفان نے فرمایا تھا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

marfat.com

جس ذات نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کو انسانیت کی رہبری کے لئے پسند فرمایا ہے اس نے اپنی کتاب لاریب میں ان کے حریم جمال میں حاضری کے انداز و آداب سکھائے ہیں۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد گرامی ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (البقرہ)

"اے ایمان والو! میرے حبیب ﷺ سے کلام کرتے وقت مت کہا کرو "راعنا" بلکہ کہو "انظرنا" اور (ان کی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

اس آیت کے تحت صاحب ضیاء القرآن رقم طراز ہیں۔

"راعنا" ذومعنی لفظ ہے۔ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمائیے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ رسالت میں جب حاضر ہوتے اور حضور اکرم ﷺ کے کسی ارشاد گرامی کو اچھی طرح سمجھ نہ سکتے تو عرض کرتے۔ "راعنا" اے حبیب الہ! ہم پوری طرح سمجھ نہیں سکے ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارہ سمجھا دیجئے لیکن یہود کی عبرانی زبان میں یہی لفظ ایسے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جس میں گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کی عزت و تعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع فرمادیا جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی ہو۔

چنانچہ علما کرام نے تشریح کی ہے۔

فیھا دلیل علی تجسنب الالفاظ المحتملة التی فیھا التصریض للتنقیص و الفض (قرطبی)

یعنی اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال تک ہو۔ امام مالکؒ نے تو ایسے شخص کو حد قذف لگانے کا حکم دیا ہے۔

marfat.com

"راعنا" کی جگہ "انظرنا" (یعنی ہماری طرف نگاہ لطف فرمائیے) کہا کرو یہ لفظ ہر طرح کے احتمالات فاسدہ سے پاک ہے۔

واسمعوا کا حکم دے کر یہ تنبیہ فرمادی کہ جب میرا رسول ﷺ تمہیں کچھ سنا رہا ہو تو ہمہ تن گوش ہو کر سنو تا کہ انظرنا کہنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ یہ بھی تو شان نبوت کے مناسب نہیں کہ ایک بات تم بار بار پوچھتے رہو۔

یہ کمال ادب اور انتہائے تعظیم ہے جس کی تعلیم عرش وفرش کے مالک نے غلامان مصطفیٰ ﷺ کو دی۔

اب جو لوگ حضور کریم ﷺ کو صرف بڑے بھائی کی سی حیثیت دیتے ہیں یا اپنے جیسا بشر ثابت کرنے میں اپنی ساری قابلیتیں صرف کر دیتے ہیں وہ اپنے انجام پر خود ہی غور کرلیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

(سورۃ البقرہ آیت 104، ضیاء القرآن جلد اول)

اسی مذکورہ بالا آیت کے تحت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ تبیان القرآن میں لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ بے شمار کتب احادیث وتفسیر کا نچوڑ پیش کیا ہے۔

ان آیات میں یہود کے ایک اور عناد اور حسد کو بیان فرمایا ہے۔

وہ نبی ﷺ سے کلام کرتے ہوئے ایسا لفظ استعمال کرتے تھے جس سے گستاخی کا پہلو نکلتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع فرمادیا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان نبی ﷺ سے راعنا کہتے تھے۔ یعنی ہماری رعایت فرمائیے اور ہماری طرف التفات اور توجہ فرمائیے۔ جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ اس موقع پر کہتے تھے۔ "راعنا" ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود کی لغت میں یہ لفظ بددعا کے لئے تھا۔ اور اس کا معنی تھا۔ "سنو تمہاری بات نہ سنی جائے۔" انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور کہنے لگے کہ پہلے ہم ان کو تنہائی میں بددعا دیتے تھے اور اب لوگوں

marfat.com

میں برسر مجلس ان کو بددعا دینے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ تو وہ نبی ﷺ کو مخاطب کر کے راعنا کہتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود کی لغت کا علم تھا۔ انہوں نے جب ان سے یہ لفظ سنا تو انہوں نے کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ اگر میں نے آئندہ تم کو نبی ﷺ کے بارے میں یہ لفظ کہتے ہوئے سنا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ یہود نے کہا کیا تم لوگ یہ لفظ نہیں کہتے؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہا گیا (جب کوئی بات سمجھ نہ آئے) تو راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو (ہم پر نظر رحمت اور مہربانی فرمائیں) تا کہ یہود کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ صحیح لفظ کو غلط معنی میں استعمال کریں اور پہلے ہی نبی ﷺ کی بات غور سے سن لیا کرو تا کہ یہ نوبت نہ آئے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج2 ص57)

آگے چل کر اس آیت سے مستنبط ہونے والے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ سعیدی مدظلہ صاحب لکھتے ہیں۔

اس آیت سے دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جس لفظ سے توہین کا معنی نکلتا ہو اس لفظ کو نبی ﷺ کی جناب میں استعمال کرنا جائز نہیں اور نبی ﷺ کی توہین کفر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے شرعی حکم کی تحقیق

رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے۔ اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے۔ اور اس کی توبہ قبول کرنے میں آئمہ مذاہب کے مختلف اقوال ہیں۔ خواہ توہین کا تعلق آپ کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ کے نسب کے ساتھ ہو آپ کے دین کے ساتھ ہو یا آپ کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً ہو یا تو تعریضاً ہو یا تلویحاً ہو۔ اسی طرح کوئی شخص آپ پر بددعا کرے آپ پر لعنت کرے یا آپ کا برا چاہے آپ کے عوارض بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مذمت ذکر کرے غرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے۔ اور اس کا قائل واجب القتل ہے۔

marfat.com

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

کہ عمر بن سحنون نے کہا ہے کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی اہانت کرنے والا اور آپ کی تنقیص (آپ کی شان میں کمی) کرنے والا کافر ہے۔ اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (الشفاء 190/2)

بعض فقہاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ علامہ علائی لکھتے ہیں کہ جو شخص کسی نبی کو گالی دینے سے کافر ہو گیا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اور اس کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے۔ (خواہ خود توبہ کرے یا اس کی توبہ پر گواہی ہو) الخ (درمختار علی، صفحہ 400، جلد 4)

مشہور آزاد محقق ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔

محمد بن سحنون فرماتے ہیں علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اور اس کے متعلق عذاب الٰہی کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کو بالا اتفاق قتل کیا جائے گا۔ اور یہی آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس اجماع کو بیان کیا ہے۔ اور اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ (اور عنقریب ہم ان کی عبارت نقل کریں گے) اور امام احمد اور محدثین کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام احمد نے متعدد مقامات پر اس بات کی تصریح کی ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ (امام احمد) سے سنا وہ فرماتے تھے جس شخص نے نبی ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی خواہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (الصارم المسلول ص 4)

marfat.com

گستاخانہ کلام میں توہین کی نیت کی بحث

چونکہ ایمان بالرسالۃ کے بنیادی تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا حریم نبوت اور رسالت کے ادب واحترام کا ہے۔ جو شخص نبوت کے آداب کو بالائے طاق رکھے گا اس کا ایمان تباہ ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں رد المحتار کی مختصر ترین عبارت انتہائی جامع اور کافی معلوم ہوتی ہے۔

"جو چیز توہین کی دلیل ہو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو"۔

(تبیان القرآن ص502 ج1 بحوالہ (ردالمحتار ص392 ج3)

بارگاہ نبوت میں اونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا جن ذوات قدسیہ کا آئینہ تقدس اس قدر لطافت ونزاکت مآب ہے کہ ذرا سی صوتی لہروں میں تعلّی کا شائبہ بھی پایا گیا تو عمر بھر کا سرمایہ عمل رائیگاں گیا۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو روز محشر تک کے لئے بے نقاب کر دیا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (الحجرات)

دربار نبوت کی ادنیٰ سی بے ادبی کو قدرت یزدانی اذیت سے تعبیر کرتی ہے۔ اور جو لوگ رسالت مآب ﷺ کو کسی طرح سے اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے دارین میں لعنتوں کے طوق ہیں اور عذاب مہین ان کا مقدر بن چکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝ (الاحزاب)

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ نے دنیا وآخرت میں ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

marfat.com

وحی کی تعریف

اللہ رب العزت جن نفوس قدسیہ کو منصب نبوت پہ فائز فرماتا ہے ان کی طرف جو پیغام ارسال فرماتا ہے اس کو وحی کہتے ہیں۔ ہر نبی پیغام الٰہی کی سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

قرآن مقدس میں متعدد آیات میں پیغمبروں کی طرف وحی کا ذکر بڑی صراحت سے موجود ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞ (الشوریٰ)

"کسی بشر کی یہ تاب نہیں کہ خدا اس سے دوبدو کلام کرے۔ لیکن وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کی آڑ سے یا یہ کہ وہ کسی قاصد کو بھیجے اور اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے"۔

اس آیت میں مکالمہ الٰہی کی تین صورتوں کا بیان ہے۔ وحی کے ذریعے پیام وکلام، کلام پس پردہ اور کلام بذریعہ قاصد وفرشتہ

ان تینوں میں سے ہر نبی کو کسی نہ کسی صورت کلام سے نوازا گیا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پس پردہ کلام فرمائی گئی۔ ان کی اس خصوصی فضیلت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۞ (النساء)

اللہ نے حضرت موسیٰ سے گفتگو فرمائی۔

از روئے لغت وحی کے مفہوم کی وسعت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

الوحی الاشارة والکتابة و الرسالة والا لهام و الکلام الخفی و کل ما القیته الی غیرک (لسان العرب)

وحی کے معنی ہیں اشارہ کرنا۔ لکھنا، پیغام دینا، دل میں ڈالنا، چھپا کر بولنا اور جو کچھ تم دوسرے کے خیال میں ڈالو۔

امام ابو اسحاق لغوی نے وحی کے مفہوم کو بڑے اختصار کے ساتھ چند لفظوں میں سمو دیا

marfat.com

ہے۔

واصل الوحی فی اللغه کلھا اعلام فی الخفاء

وحی کا اصل مفہوم اس کے تمام معنوں میں ''چھپا کر اطلاع دینے'' کے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ لفظ اپنے اصل مفہوم کے اندر تین معنوں میں آیا ہے۔

1۔فطری حکم

وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ

تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کو''وحی'' کی۔(النحل 68)

2۔دل میں بات ڈالنا

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ (المائدہ 111)

اور جب میں نے حواریوں کو''وحی'' کیا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ (القصص:7)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو''وحی'' کیا کہ اس بچہ کو دودھ پلاؤ۔

3۔چپکے سے بات کرنا

یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ (الانعام:112)

یہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی بات وحی کرتے ہیں۔

وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ (الانعام:121)

اور یہ شیطان لوگ اپنے دوستوں کو''وحی'' کرتے ہیں۔

(ملخص از سیرۃ النبی ﷺ ص 316 تا 321 ج 3 مولانا سید سلیمان ندوی)

وحی الٰہی کے مراتب

مذکورہ بالا بحث مطلق وحی کے مفہوم پر مشتمل تھی۔اب وحی کے ان مراتب کے بارے میں بات کرتے ہیں جن کا تعلق انبیائے کرام کے ساتھ ہے۔

marfat.com

وحی الٰہی جو انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے اس کے متعدد مراتب وانواع ہیں۔

1۔رویا صادقہ'' سچے خواب'' حضور کریم ﷺ کی طرف وحی کا آغاز رویا صادقہ سے ہوا۔ حضور ﷺ جو خواب دیکھا کرتے اس کی تعبیر دوسرے دن ہو بہو صبح کے اجالے کی طرح نمودار ہو جاتی۔

2۔وحی کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ کہ فرشتہ دکھائی دیئے بغیر حضور ﷺ کے قلب مبارک میں القا کر دیا کرتا تھا۔

ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے۔

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِی اَنَّهٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ عَلٰی اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَاِنَّ مَاعِنْدَ اللّٰهِ لَا يُنَالُ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ

روح القدس (جبریل) نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کوئی شخص اس وقت تک مر نہیں سکتا جب تک وہ اپنا رزق مکمل نہ کرے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور طلب رزق میں خوبصورت طریقے اختیار کرو۔ رزق کے ملنے میں اگر دیر ہو جائے تو اس کو خدا کی نافرمانی سے مت طلب کرو کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت سے مل سکتی ہے۔

3۔فرشتہ انسان کی شکل میں حاضر ہو کر اور حضور ﷺ سے مخاطب ہوا ایسی حالت میں کبھی کبھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس فرشتہ کو دیکھ لیا کرتے تھے۔

4۔وحی کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ گھنٹی کی آواز کی طرح وحی کی آواز سنائی دے۔ وحی کا یہ انداز حضور ﷺ کے لئے مشکل ہوا کرتا تھا۔

یہاں تک کہ سخت سردی کے موسم میں بھی پیشانی مبارک سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے۔

marfat.com

اگر حضور ﷺ کسی اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ اونٹنی بھی اس بوجھ کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ بلکہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتی تھی۔

ایک دفعہ حضور ﷺ کی ران مبارک حضرت زید بن ثابت کی ران پر تھی کہ وحی کی یہ کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت زید کو یوں محسوس ہونے لگا گویا ان کی ران ٹوٹ رہی ہے۔

5۔ کبھی فرشتہ اپنی اصل صورت میں نمودار ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام حضور ﷺ کو پہنچاتا۔

6۔ وہ وحی جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتہ کے بغیر اپنے حبیب ﷺ کو خود مشرف فرمایا شب معراج نماز کی فرضیت کا حکم اور دیگر راز و نیاز کی باتیں۔

7۔ اللہ تعالیٰ کا کسی فرشتہ کے بغیر حضور ﷺ سے ہم کلام ہونا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

8۔ لذت دید اور شرف تکلم سے بیک وقت مشرف فرمایا جیسے شب معراج مقام دنا فتدلیٰ پر۔

وحی کے یہ مراتب اور اقسام تمام شراح حدیث نے تحریر کئے ہیں میں نے علامہ ابن قیم کی (زاد المعاد) سے ان مراتب کو ان کی ترتیب کے مطابق یہاں نقل کیا ہے۔

(زاد المعاد مطبوعہ بیروت 80,79,78)

بعض تنگ نظر، متعصب، مستشرقین نے سرور انبیاء علیہ التحیہ والثناء کی ان کیفیات کے بارے میں جب پڑھا جو نزول وحی کے وقت حضور ﷺ پر طاری ہوتی تھیں تو اپنے خبث باطن کی وجہ سے یہ کہنے میں ذرا تامل نہ کیا کہ یہ صرع یعنی مرگی کے دوروں کی کیفیت تھی۔ اور جس چیز کو مسلمان بطور عقیدت وحی الٰہی کہتے ہیں یہ اس قسم کی باتیں ہیں جو مرگی کا مریض اس مرض کے دورہ کے وقت کہا کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

ہم ان مدعیان علم و دانش سے حق و صداقت کا واسطہ دے کر (اگر حق و صداقت نامی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے تو) ایک بات پوچھتے ہیں کہ مرگی کے مریض ہر ملک میں ہر قوم میں اور ہر زمانہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ہوئے ہیں اور آج بھی اعلیٰ ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ممالک کے ہسپتالوں میں بھی اس مرض کے لئے مخصوص وارڈ اس بیماری

marfat.com

کے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ کیا ماضی میں بعید یا قریب کسی زمانہ میں یا حال میں اس بیماری کے بیماروں میں سے کوئی ایسا بیمار گزرا ہے۔ جس نے کوئی محیر العقول کتاب عالم انسانیت کو دی ہو۔

جس اقدس و اطہر ہستی نے قرآن حکیم جیسا صحیفہ ہدایت بنی نوع انسان کو عطا فرمایا ہے اس نے روز اول سے ہی اپنے سنگ دل، بے رحم اور ان گنت ناقدین اور منکرین کو چیلنج کیا کہ اگر اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں تمہیں شک ہے تو تم میں سے جس کا جی چاہے اس جیسی کتاب لکھ کر پیش کرے اگر تم فرداً فرداً ایسا نہیں کر سکتے تو سارے زمانے کے فصحاء اور بلغاء سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس جیسی کتاب پیش کریں۔

اگر پوری کتاب نہیں پیش کر سکتے تو اس کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت ہی لا کر دکھائیں۔

یہ چیلنج اسلام اور قرآن حکیم کا ہر زمانہ کے ناقدین کے لئے ہے۔ چودہ صدیوں کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ پندرھویں صدی بھی شروع ہو چکی ہے۔ اسلام کو مٹانے کے لئے کونسی کوشش ہے جو دشمنان اسلام نے نہیں کی۔ جنگیں لڑی گئیں ان میں ہزاروں لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں۔

امت مسلمہ کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے کون سا دقیقہ ہے جو فروگزاشت کیا گیا ہو۔

سینکڑوں ہزاروں ادارے قائم ہیں ان پر کروڑوں ڈالر سالانہ خرچ ہو رہے ہیں جن میں موجودہ وقت کے نابغۂ روزگار فضلاء اپنی اپنی تصنیفات کے انبار لگا رہے ہیں۔

لیکن آج تک کسی دشمن اسلام کو کسی منکر عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اس چیلنج کو قبول کر سکے زیادہ نہیں تو سورہ الکوثر جیسی تین آیات پر مشتمل ایک سورت ہی پیش کر سکے۔

خود سوچئے اگر دشمنان اسلام کے بس میں ہوتا تو کیا وہ یہ آسان کام نہ کر گزرتے۔

marfat.com

لیکن منکران شان احمدی ﷺ کان کھول کر سن لیں کہ وہ نہ اب تک ایسا کر سکے ہیں اور نہ تا قیامت ایسا کر سکیں گے۔ کیونکہ جس خداوند ذوالجلال کا یہ کلام ہے اس کا یہ فرمان ہے۔

ترجمہ: اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے برگزیدہ بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلالو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز تم ایسا نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔ (سورۃ البقرہ: 25,23)

خود انصاف کرو کیا ایسی کتاب مرگی کے کسی مریض کے افکار و خیالات کا مجموعہ ہو سکتی ہے۔

صرف فصاحت و بلاغت میں ہی یہ کتاب عدیم النظیر اور بے مثال نہیں بلکہ اپنے معانی اور مصارف میں بھی یہ لاجواب ہے۔ جن عقائد پر ایمان لانے کی دعوت اس کتاب نے بنی نوع انسان کو دی ہے کیا شرف انسانیت کو جلاء دینے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور مجموعہ عقائد پیش کیا جا سکتا ہے۔

اپنے خالق کریم کے ساتھ بندگی کا رشتہ مستحکم کرنے کے لئے جو نظام عبادات قرآن کریم نے بتایا ہے کیا اس سے بہتر کوئی اور نظام عبادت تجویز کیا جا سکتا ہے؟

انسان کی انفرادی اور اجتماعی نشو و نما کے لئے جو ضابطہ اخلاق قرآن حکیم نے پیش کیا ہے کیا کوئی ماہر اخلاقیات و نفسیات اس کی گرد کو بھی پہنچ سکتا ہے؟

سیاسی و معاشی میدانوں میں افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر جو حقیقت پسندانہ اصول اس کتاب مقدس نے بتائے ہیں کیا اس کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔

جب یہ ایسی حقیقتیں ہیں جو آفتاب و ماہتاب سے بھی تابندہ تر ہیں تو اس کے باوجود ذات پاک کبریا حبیب کبریا ﷺ کی وحی آسمانی کے بارے میں اس قسم کے خیالات کو بے ہودگی کی انتہا نہ کہی جائے تو اور کیا کہا جائے۔

marfat.com

آقائے رحمت پر نزول وحی کا آغاز

وحی کا آغاز سچی خوابوں کے دکھائے جانے سے ہوا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی سے مروی ہے کہ رویا صادقہ کی مدت چھ ماہ تھی اور اس کی ابتدا ربیع الاول شریف میں ہوئی جبکہ سرور عالم ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوگئی۔

بیداری کی وحی کا آغاز ماہ رمضان المبارک میں ہوا۔ (فتح الباری ص 22، ج 1)

لیکن اس بارے میں مورخین کا اختلاف ہے کہ وہ کون سا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو شرف نبوت سے سرفراز فرمایا اور نزول وحی کا آغاز ہوا۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ ماہ ربیع الاول میں یہ شرف بخشا گیا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ماہ رمضان میں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ماہ رجب میں۔

لیکن نصوص قرآنی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ نزول قرآن کی ابتداء رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوئی۔

ارشاد الٰہی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (سورۃ البقرہ: 185)

"رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔"

دوسرا ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (سورہ قدر)

"کہ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا"۔

اور یہ امر مسلم ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی رات ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ نزول وحی کا آغاز کس تاریخ کو ہوا۔ بعض نے سات بعض نے سترہ، بعض نے اٹھارہ رمضان المبارک کی تاریخیں مقرر کی ہیں۔ لیکن اگر ہم اس تاریخ کے تعین کے لئے آیات قرآنی اور احادیث نبوی پر اعتماد کریں تو یہ الجھن آسانی حل ہو جاتی ہے۔

نص قرآنی سے ثابت ہے کہ نزول قرآن کا آغاز ماہ رمضان میں ہوا۔ یہ بھی آیت

marfat.com

قرآنی سے ثابت ہوا جس رات میں اس کا نزول ہوا اس رات کا نام لیلۃ القدر ہے۔
اور صحیح احادیث سے ثابت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ مزید کرم فرمایا اور امت کی سہولت کے پیش نظر اس کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی ترغیب دی۔ ان آیات اور روایات کے مطالعہ سے ہم بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ نزول قرآن کا آغاز اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوا۔
اس پانچ راتوں میں سے وہ کونسی مخصوص رات ہے۔ جس کو یہ سرمدی شرف و اعزاز نصیب ہوا۔ تو اس بارے میں بھی زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں حضور ﷺ ایک اور حدیث پاک ہمیں اس الجھن سے نکالنے کے لئے کافی ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا کہ ہر سوموار کو عام طور پر روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سوموار کے دن اکثر روزہ کیوں رکھتے ہیں۔
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِيهِ وُلِدْتُ وَ فِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ

اور دوسری روایت میں ہے۔

ذَالِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَ يَوْمٌ بُعِثْتُ وَ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ

کہ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اس دن میں مبعوث ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (صحیح مسلم)
اب ان پانچ راتوں میں سے یہ دیکھنا ہے کہ سوموار کی رات کونسی تھی اگر یہ معلوم ہو جائے تو پھر یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔
تقویم علمی کے حساب سے اس آخری عشرہ میں سوموار کی دو راتیں بنتی ہیں۔ ایک اکیسویں اور ایک اٹھائیسویں۔ طاق رات کیونکہ اکیسویں ہے۔ اس لئے ان دلائل کی

marfat.com

روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنا قرین صحت ہے کہ اکیسویں رمضان المبارک کی بابرکت رات میں نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجا کر اور رحمۃ للعالمین کی خلعت فاخرہ پہنا کر خفتہ بخت انسانیت کی تقدیر کو جگانے کے لئے مبعوث فرمایا۔ (ضیاء النبی ﷺ جلد دوم ص 208,199)

اللہ جل جلالہ کی ذات پر ایمان لانے کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تمام تقاضوں کو من وعن تسلیم کیا جائے۔ چونکہ اہل نبوت پر وحی کا سلسلہ خود رب العالمین کی طرف سے جاری ہوا۔ وحی میں جو کچھ مالک ومولا اپنے محبوب بندوں کی طرف پیغام ارسال فرماتا ہے اس کی تفصیلات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو مسلمان وحی الٰہی میں کسی قسم کا شک کرے گا وہ دائرہ ایمان سے خارج تصور کیا جائے گا۔

انبیاء کرام پر جو وحی نازل ہوتی رہی ہے اس پر ایمان رکھنا حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں شامل ہے۔

سید الانبیاء کے حقوق

حقوق العباد میں گو پہلا درجہ بندے کی اپنی جان کا ہے کیونکہ جان ہے تو جہان ہے۔ جان سکھ جہاں سکھ۔ مگر جان سے بڑھ کر ہزار ہا درجے ایک اور جان ہے۔ جو جان جہان ہے۔

کروں نام پہ تیرے جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اس بارگاہ جمال میں تو بصد ادب و نیاز یوں بھی کہہ دیا جائے تو حق ادا نہ ہوگا۔

ایک دل اور اک جان کا ہدیہ غلط غلط دو جہان فدا تیری موج حرام پر

چونکہ حقوق وفرائض کا تصور تو مومن کے لئے ہے کافر کی تو بات ہی نہیں اور مومن ہی کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب: 6) لہٰذا ضروری ہے کہ جان کے حقوق سے پہلے جان جانان کے حقوق کا تذکرہ کیا جائے۔

marfat.com

اتباع رسول ﷺ

سورۂ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: اے حبیب ﷺ ان لوگوں سے فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت (کا دعوئی) کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے پیار کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ مغفرت فرمانے والا اور بہت مہربان ہے۔

قرآن مجید جو کوڈ آف لائف ہے جو نظام حیات کے سارے رازوں سے نقاب کشائی کرتا ہے اس میں جا بجا اطاعت رسول اور اتباع نبوی کے درس ملتے ہیں۔ کہیں اللہ رب العزت نبی کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرماتا ہے کہیں رسول کے حکم کو اپنا حکم کہہ کر بتاتا ہے۔ اگر توفیق یزدانی رفاقت کرے تو قرآن مقدس کو ان مقامات سے بار بار پڑھیئے اور عظمت رسالت پہ قربان جائیے۔

اطاعت رسول ﷺ

سورۂ توبہ میں سرور عالم ﷺ کی اطاعت کا حکم اس انداز سے دیا گیا ہے۔

ترجمہ: اور اے (حبیب ﷺ) کچھ لوگ ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات کے سلسلہ میں آپ پر الزام لگاتے ہیں نا انصافی کا پھر اگر ان کو اس میں سے ان کی تمنا کے مطابق دیا جائے تو بڑے خوش رہتے ہیں۔ اور اگر ان کو نہ دیا جائے اس میں سے (ان کی رضا کے مطابق) تو ناراض ہو جاتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کو دیا تھا اس پر راضی رہتے اور کہتے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے بہت دے گا اور ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

(التوبہ، پارہ 10، ع 7، آیۃ 58,57)

آیت کا شان نزول

سید عالم ﷺ جنگ حنین سے حاصل شدہ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ بنی تمیم قبیلے کا حرقوص نامی شخص جس کا مشہور نام ذوالخویصرہ تھا۔ بارگاہ نبوت میں آ کر کہنے لگا یا محمد

marfat.com

اعدل و اتقی اللہ ۔ (ﷺ) کہ اے نبی محترم عدل وانصاف سے کام لینا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تیری خرابی ہو میں بھی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

سرکار اگر اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن مار دوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو (کس کس کو قتل کرو گے) اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔

(متفق علیہ)

بارگاہ رسالت میں جب زکوٰۃ عشر کا مال آتا اور حضور ﷺ اپنے رب قدیر کے حکم کے مطابق اسے خرچ کرتے منافقین جو دولت کے لالچ میں از خود رفتہ ہو چکے تھے ان کا رویہ عجیب تھا۔ اگر انہیں کچھ مل جاتا تو خوش ہو جاتے اور اگر نہ ملتا یا توقع سے کم ملتا تو پھر حضور کی خدمت اقدس پر زبان طعن دراز کرنے لگتے۔

چونکہ منافق تذبذب کا شکار ہوتا ہے جی میں لالچ بھی رکھتا ہے اور سختیوں سے گھبراتا بھی ہے اہل ایمان کے مشوروں میں ان کے ساتھ بھی رہتا ہے اور کتراتا بھی ہے کہ کہیں پول کھل نہ جائے۔

مومن اور منافق کے انداز حیات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مومن کا شیوہ تو یہی ہونا چاہئے کہ بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت پناہی سے جو نعمت عطا فرمائی جائے اس پر شکریہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اس کے مزید فضل و کرم اور اس کے محبوب رسول کی بیش از بیش جود و عطا کا امیدوار رہے۔

مولانا عثمانی (دیوبندی) تحریر فرماتے ہیں اور جو ظاہری اور باطنی دولت خدا اور رسول ﷺ کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور و مطمئن ہو جاؤ۔

marfat.com

اہل ایمان کے لئے یہی زیبا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے ان کو مالا مال کر دے گا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا سحاب کرم جب برسے گا اور اس کا دست جود وعطا جب حرکت میں آئے گا تو فقر وافلاس کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہے گا۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام نامی کے ساتھ اس کے حبیب پاک کا اسم گرامی ملا دینے سے انسان مشرک نہیں ہو جاتا۔ جس طرح آج کل بعض صاحبان کہتے سنائی دیتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قرآن کریم میں یہ آیت ہرگز شامل نہ ہوتی۔ (ضیاء القرآن 222 ج دوم)

آداب نبوت کی مزید وضاحت

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَ مَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ؏

''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو ان لوگوں پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا''۔ (النساء)

رب العزت نے کتنا کھول کر بتا دیا کہ اللہ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول ﷺ کا مطیع ہے۔ لاکھ کوئی دعویٰ کرے اطاعت الٰہی اور اتباع قرآن کا وہ جھوٹا ہے جب تک اللہ کے رسول کریم ﷺ کی سنت کا پابند نہ ہو۔ (ضیاء القرآن ص 370، ج 1)

شان نزول

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرما دی کہ بے شک رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (خزائن العرفان 138)

marfat.com

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

''اے حبیب ﷺ فرما دیں کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو (جان لیں کہ) اللہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ (آل عمران)

دعوت اسلام قبول کرنے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو آج کل بعض لوگ اس تحریک کو بڑی سرگرمی سے چلا رہے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن کی اتباع کرنی چاہئے۔ سنت نبوی کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کے احکام کا اتباع کرنے کے دعویٰ کے ساتھ وہ انکار سنت کی کیسے جرأت کرتے ہیں۔ کیا قرآن نے ہی بے شمار مقامات پر نہایت واضح اور زوردار انداز میں یہ حکم نہیں دیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس رسول برحق کی اطاعت کرو اس کا حکم مانو اور اس کے اسوہ حسنہ کو اپناؤ تو گویا حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ قرآن ہی کی بے شمار آیات کی تعمیل ہے۔ اگر آپ سنت نبوی کی پیروی سے انکار کریں گے تو آپ نے صرف سنت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ قرآن کی بے شمار آیات کا انکار کر دیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کے حکم کی نافرمانی نہ کرو (اس حال میں کہ) تم اس کا حکم سن رہے ہو''۔ (الانفال)

اتباع رسول ﷺ اور اطاعت رسول کسے کہتے ہیں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے تاکہ کوئی لفظی ابہام راہ راست سے منحرف کرنے کا باعث نہ بنے۔

امام ابوالحسن آمدی نے ''اتباع'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے

الاتباع فی الفعل هو التاسی بعینه و التاسی ان تفعل مثل فعله علی وجهه من اجله

کسی کے فعل کے اتباع کا یہ معنی ہے کہ اس کے اس فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لئے کیا جائے کیونکہ وہ کرتا ہے اور امام آمدی اطاعت کے مفہوم کی

marfat.com

توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ **ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامہ فھو مطیع لہ:** جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت و احترام کے باعث بعینہ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو وہ اس کا مطیع کہلاتا ہے۔

اتباع و اطاعت رسالت مآب ﷺ کے متعلق جو حکم قرآن نے ہم کو دیا ہے (جس کی اطاعت وہ بھی فرض سمجھتے ہیں) اس کی تعمیل کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے افعال کو بالکل اسی طرح ادا کریں جیسے حضور ﷺ نے ادا فرمائے اور صرف اس لئے ادا کریں کہ یہ افعال اس ذات اطہر و اقدس سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جو جمال و کمال کا وہ پیکر ہے جس سے حسین اور جمیل تر چیز کا تصور تک ممکن نہیں۔

کاش ہم قرآن کے الفاظ کو اپنی من گھڑت تاویلات کا اکھاڑہ بنانے سے باز رہیں اور اس آیت کے آخر میں اتباع و اطاعت رسول سے روگردانی کرنے والوں کو جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اس پر غور کریں۔ اس موضوع پر احقر کی تالیف سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ شاید مفید ثابت ہو۔ (ضیاء القرآن، ص223، ج1)

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر)

"جو چیز رسول اکرم ﷺ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تمہیں منع فرمائیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے"۔

مذکورہ آیت میں اموال غنیمت کی تقسیم کے احکامات بیان کئے گئے ہیں اور امت مسلمہ کو تعلیم دی گئی ہے کہ جیسے مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں میرے پیارے حبیب ﷺ کی عطا پر رضا لازم ہے ایسے زندگی کے تمام معاملات میں حضور انور ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جس امر سے کملی والے محبوب روک دیں اس سے رک جانا لازم ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ

marfat.com

مَلَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ (الفتح)

''اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جولوگ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں (آپ کا ہاتھ نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو (اس بیعت) کو توڑے گا تو توڑنے کا وبال اسی (کے سر پر) پڑے گا۔ جو اس (عہد) کو نبھائے گا جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے وہ اس کو عنقریب اجر عظیم عطا کرے گا''۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے بعد ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس کو روز محشر تک قائم رکھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے جو بیعت لیتے تھے گویا صحابہ کرام عہد کرتے تھے۔ کہ ہم زندگی بھر وفا کریں گے۔ نبھائیں گے، بات مانیں گے۔ کبھی سرمو بھی انحراف نہ کریں گے۔ اس آیت میں حدیبیہ کے مقام پر جو بیعت لی گئی تھی اسی کا حسین تزکرہ ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں کفار مکہ بضد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دے کر مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت سے سفیر بن کر مکہ شریف گئے ہوئے ہیں اسی اثناء میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ اگر چہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے ساتھی جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور یہی ان کا زاد سفر تھا۔

لیکن یکا یک ایسی صورتحال پیدا ہوگئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پرواہ کئے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے۔ جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے۔ ہم میدان

marfat.com

جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرت ناک سزا دیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ غلامان حبیب کبریا ﷺ پروانہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں اور اپنے آقا ومولا کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جان بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ البتہ مرجد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے ان چودہ سو جانثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا **انتم خیر اهل الارض الیوم** اسلام کے قابل فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے **لایدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرہ** جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ آنحضرت اصحاب را در تحت شجرہ جمع کردہ ایشاں را تجدید بیعت امر نمود و اصحاب برغبت تمام وجد لا کلام دست بر دست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تا حین موت طریق متابعت با آنحضرت ﷺ مرعی دارند و در ہیچ زمان طریق فرار سلوک نہ نمایند و بجہت کمال رغبت ایشاں بود کہ ایں بیعت مسمی شد بہ بیعت رضوان و در اثنائے آں ایں آیہ نازل شد۔ (منہج الصادقین، جلد 8، ص 367)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور ﷺ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تادم واپسیں آنحضرت ﷺ کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے۔

marfat.com

اور کسی وقت بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور ﷺ کے دست حق پرست پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی اگرچہ بظاہر نبی کریم ﷺ کا ہاتھ تھا لیکن درحقیقت یہ دست خدا تھا۔ جس طرح حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ سے بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت اور حضور کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی تشریح کرتے ہیں۔ اصل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بیعت اس فرمان خداوندی کی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی ذات صفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لئے جو فعل حضور ﷺ سے صادر ہوتا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہوتا۔ حضور ﷺ اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے پیالہ میں پہلے حضور ﷺ اپنا دست مبارک رکھتے اس کے بعد ان کو اس پیالہ سے ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور ﷺ نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔ (ضیاء القرآن ج 4، ص 538 تا 540)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

''نبی ﷺ اہل ایمان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے (تمام) مسلمانوں اور مہاجرین سے (بھی) بڑھ کر ایک دوسرے کے حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے (اچھا) سلوک کرنا پسند کرو تو یہ الگ بات ہے۔ یہ (حکم) کتاب

marfat.com

(الٰہی) میں لکھا ہوا ہے"۔ (الاحزاب)

رب غفور و رحیم کتنا کریم و رحیم ہے جس نے ایسی ہستی کو ہم میں مبعوث فرمایا جو ایمانداروں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔

اس پیارے کی ہر ادا کریمانہ، ہر انداز رحیمانہ اور ہر بات مشفقانہ ہے۔ ایسی ذات قدسی صفات کا مومنوں پر حق ہے کہ اپنی زندگی کی ہر متاع اس محبوب کی اتباع اور خوشنودی پر قربان کردی جائے۔ صاحب تفسیر خزائن العرفان رقم طراز ہیں۔

دنیا و دین کے تمام امور میں نبی کریم ﷺ کا حکم ان پر نافذ اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت واجب اور نبی کریم ﷺ کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب الترک ہے۔ (خزائن العرفان ص 752)

اللہ تعالیٰ اس تعلق کی کیفیت اور نوعیت بیان فرماتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کو اپنے غلاموں کے ساتھ ہے۔ بتایا تمہاری خیر خواہی اصلاح احوال، فلاح دارین اور تم پر لطف و کرم فرمانے میں میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہے۔ جتنا میرے نبی کریم ﷺ کو تمہاری عزت و خوشحالی، اخلاقی برتری کا خیال ہے تمہیں خود بھی اپنا اس قدر خیال نہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک دوسری آیت میں بھی کردی گئی ہے۔ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ (توبہ) یعنی جو چیز تمہارے لئے تکلیف دہ ہے وہ انہیں بھی بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہارے متعلق حریص ہیں اور اہل ایمان کے لئے بڑے مہربان ہیں اور رحیم ہیں امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ اسے بھی پڑھیے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا مَثَلِىْ وَمَثَلُ اُمَّتِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَ الْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهِ وَاَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهِ (قرطبی)

یعنی میری اور میری امت کی حالت ایسی ہے کہ ایک شخص جس نے آگ جلائی ہو

marfat.com

اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لئے دوڑتے چلے آرہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

صحیح بخاری شریف کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَهَ رضی اللّٰه تعالٰی عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ اِنْ شِئْتُمْ اِقْرَءُوْا النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَیُّمَا مُؤمِنٍ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عُصْبته مَنْ کَانُوْا وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاتِنِیْ فَانَا مَوْلَاهُ۔

یعنی کوئی ایسا مومن نہیں جس کا دنیا وآخرت میں والی نہیں گر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو النبی اولی الخ اور جو مومن فوت ہو اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو مومن قرضہ وغیرہ چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں میں اس کا والی ہوں حضور ﷺ کی شان کریمی پر انسان قربان جائے کتنی شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا جارہا ہے۔

جب حضور ﷺ کا ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہے۔ حضور ﷺ کی خیر خواہی اور لطف و کرم کا یہ عالم ہے تو پھر حیف ہے ہم پر اگر ہم حضور ﷺ کی شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفسوں کی خواہشات کی پیروی میں لگ جائیں۔ اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اعلیٰ حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے نبی پاک ﷺ کی اطاعت سے سرتابی کریں۔ نیز اسلامی حکومتوں اور قانون ساز اداروں کو بھی اس امر کا پورا پورا احساس ہونا چاہئے کہ وہ کس رؤف ورحیم کا دامن چھوڑ رہے ہیں۔ (ضیاء القرآن ج4،ص14)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾

marfat.com

''اے حبیب ﷺ کیا آپ نے (ان منافق لوگوں کے حال کو نہیں دیکھا) جو (زبان سے تو یہ) کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر اتارا گیا ہے اور (ان آسمانی کتابوں پر) جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں۔ (اور) ان کا ارادہ یہ ہے کہ اپنا مقدمہ ایک شریر (آدمی کعب بن اشرف) کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں۔ اور شیطان کا ارادہ ہے کہ ان کو سیدھے راہ سے بھٹکا کر بڑی دور لے جائے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ (کتاب) کی طرف آؤ اور رسول کی طرف آؤ تو آپ ان منافقوں کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کے پاس آنے سے ہچکچاتے ہیں''۔ (النساء)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء)

''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول کریم ﷺ بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا''۔

اللہ تعالیٰ نے چند لفظوں میں ایک طویل بحث کو سلجھا کر رکھ دیا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہر مومن پر فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ بھی ہے کہ اس کا یہ بھی حکم مانا جائے کہ میرے رسول کی بھی اطاعت کرو۔ جو رسول کی اطاعت سے انکار کرتا ہے۔ وہ گویا اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرتا ہے۔ تو رسول کی نافرمانی کر کے اس نے رسول کی ہی نافرمانی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی نافرمانی کی ہے۔ جس کا یہ حکم اس نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ میرے رسول کی اطاعت کرو۔

marfat.com

وہ فرقہ جو حضور رسالت مآب ﷺ کی اتباع کو غیر ضروری بلکہ امت کے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھتا ہے وہ اس آیت کو کیوں نہیں پڑھتا اور اگر پڑھتا ہے تو اسے کیوں واجب الاتباع یقین نہیں کرتا۔

(مذکورہ بالا آیت کے دوسرے حصے میں سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اپنے جرم خانہ خراب کا اعتراف کر کے حضور کو سفارشی بنا کر معافی مانگنے والوں کو مژدہ مغفرت سنایا جا رہا ہے اور سرکار سے فرمایا جا رہا ہے۔)

یعنی اے رحمت مجسم ﷺ! اگر یہ دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد بھی نادم و تائب ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ تو ان پر اپنا درکرم کھولے رکھ۔ جب ان کی شفاعت و بخشش و رستگاری کے لئے تیرا ہاتھ میری بارگاہ جود و عطا میں اٹھے گا تو خواہ وہ کتنے گناہ گار اور روسیاہ اور بدکار کیوں نہ ہوں تیرے رب کی رحمت ان کو مایوس نہیں کرے گی بلکہ ان کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ان بیگانوں کو اپنا بنالیا جائے گا۔ حضور اکرم شفیع المذنبین ﷺ کی یہ برکت حضور ﷺ کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ تا ابد ہے۔

اہل دل اور اہل نظر ہر لحہ اور ہر آن اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور (فرط رنج وغم) مزار پر انوار پر گر پڑا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا۔ اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت بھی تھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الخ (النساء: 64) میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ظلم و ستم کئے ہیں اب تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں فنودی من القبر انه قد غفرلک (القرطبی) تو مرقد منور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا۔ (ضیاء القرآن ج 1، ص 389)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ

marfat.com

اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۶۵﴾ (النساء)

''اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر تم جو کچھ حکم فرما دو وہ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت و اتباع کو نہایت واضح، موکد اور موثر پیرایہ میں بیان فرمایا جا رہا ہے واؤ قسم کے لئے ہے۔ نفی ایمان پر دلالت کرنے کے لئے لانفی کو دوبار ذکر کیا ہے۔ ایک بار قسم سے پہلے اور دوسری مرتبہ قسم کے بعد۔ یعنی تیرے رب جلیل کی قسم وہ ہرگز ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک لا نفی پر اکتفا کیا جاتا تو عبارت لغوی لحاظ سے تو درست ہوتی لیکن یہ زور بیان مفقود ہوتا ہے۔

امام ابن جریر وغیرہ کا قول ہے کہ اس آیت کا تعلق بھی (مذکورہ) سابقہ واقعہ سے ہے اور یہ حکم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے اور ہر شخص کے لئے ہے اور یہی ایمان کی اساس ہے۔ جو شخص اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرتابی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قسم سے مؤکد کر کے اپنا فیصلہ یہ دیتا ہے کہ وہ مومن نہیں۔ وہاں تو وہی اطاعت قبول ہے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی میں ہو اور وہی مطیع ہوگا جو مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی غلامی کا طوق زیب گلو کئے حاضر ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (ضیاء القرآن ج1 ص360)

عداوت رسول کی ممانعت

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡهُدٰىۙ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡــًٔا ؕ وَسَيُحۡبِطُ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَكُمۡ ﴿۳۳﴾ (محمد)

''بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور

marfat.com

بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا"۔

سید عالم ﷺ کی آمد ساری کائنات ہست و بود کے لئے رحمت ہے۔ ساری مخلوق اس رحمت دارین کی احسان مند ہے۔ اگر جن و انس میں سے چند سر پھرے اور ناشکرے لوگ اس چھم چھم برستی برسات کے چھینٹوں سے محروم ہو کر نہ فقط تیرہ بخت ہوئے بلکہ اس جان سے پیارے محبوب کی دشمنی پر تل گئے۔ قرآن مقدس انہیں بتاتا ہے کہ تم نے میرے حبیب ﷺ سے عداوت کر کے ان آنکھوں کو جان بوجھ کر اندھا کر لیا ہے جو قدرت نے عطا کر کے تم پر احسان کیا تھا۔ تم نے خود اپنے اوپر ہدایت کے وہ دروازے بند کر لئے ہیں جو قدرت نے وا کیے تھے اب تم جان لو کہ خالق ارض و سما کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتے ہو البتہ تم سے اگر دنیا میں کوئی اچھا کام ہو بھی جائے تو اس کا تمہیں کچھ اجر نہ ملے گا بلکہ وہ اعمال اکارت کر دیے جائیں گے۔

رضائے خدا رضائے محمد ﷺ

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ (التوبہ)

"تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ اور رسول کا حق زیادہ تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ وہ جان نہیں چکے کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ اور اس کے رسول سے تو اس کو ہے دوزخ کی آگ۔ پڑا رہتا ہے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی"۔

اس آیت میں رضائے مصطفیٰ ﷺ اور رضائے خدا کو ایک ضمیر کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ کیونکہ دونوں کی رضا دراصل ایک ہی چیز ہے اور یہ مقام مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کا انتہائی درجہ ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ... خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

marfat.com

زہے عزت و اعتلائے محمد ﷺ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

شاعر مشرق نے فرمایا

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

تماشا تو دیکھو جہنم کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

(مسموع از سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ)

منافقین کا کردار ہر کسی کے سامنے عیاں ہے۔ وہ اپنے تئیں خیال کرتے تھے کہ ہم رب العزت سے محبت کرتے ہیں اور اہل ایمان کے سامنے خدا کی محبت کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی محبت کے دعوے کرتے تھے۔ درحقیقت وہ کسی کی محبت کے بھی لائق نہ تھے کیونکہ جب سے جان کائنات ﷺ جلوہ گر ہوئے انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہی وہ محبوب ہے جن کی اطاعت و محبت دارین کا سرمایہ ہے اور اسی محبت کے باعث خداوند قدوس کی محبت قابل قبول ہے۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق (بتایا جارہا ہے کہ) منافقین کتنے نادان ہیں کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اپنی پاک باطنی اور نیک نیتی کو ثابت کرنے کے لئے آسمان وزمین کے قلابے ملاتے ہیں۔

لیکن ایسی باتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کریم ﷺ تو خوش نہیں ہوسکتا اور حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی کے لئے کوشاں رہتے۔ واللہ و رسولہ احق کی ترکیب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے پیارے رسول ﷺ کا ذکر کر دیا جائے تو ہر جگہ شرک نہیں ہوتا۔ جیسے بعض متشدد لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اصل ایمان کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے حبیب رسول ﷺ کی خوشنودی ہر عمل میں پیش نظر رکھیں۔ نحوی قاعدہ کے مطابق یرضوھما ہونا چاہئے تھا کیونکہ مرجع اللہ اور رسول دو ہیں۔ اس لئے ضمیر بھی تثنیہ کی ہونی چاہئے تھی۔ واحد کی ضمیر ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا دو الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی اس پر اس کا رسول ﷺ بھی خوش اور جس پر اس کا

marfat.com

رسول راضی اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی میسر ہے۔ (ضیاء القرآن، ج 2، ص 247)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ (النور)

''بس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لئے تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول پر پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لئے تو اجازت دیجئے ان میں سے جسے آپ چاہیں اور مغفرت طلب کیجئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر پس ڈرنا چاہئے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت پہنچے یا انہیں دردناک عذاب آئے''۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب ابوسفیان قریش مکہ کو اور دیگر قبائل عرب کو لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا تو حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ کے غلام تو تعمیل ارشاد میں ہمہ تن مصروف تھے۔ لیکن منافقین چپکے چپکے

marfat.com

کھسکنے لگے۔ یا جھوٹے عذر پیش کر کے گھر جانے کی اجازت طلب کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی اہل ایمان کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ ایسے نازک موقع پر بغیر اجازت حاصل کئے ہوئے کھسکنے لگیں یا جھوٹے بہانے بنا کر واپس لوٹنے کی اجازت حاصل کریں۔

آیت نمبر 63 میں بارگاہ رسالت کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس طرح خطاب کرنے سے منع کیا جا رہا ہے جس طرح عام لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہیں۔

بارگاہ رسالت میں شور مچانے، بلند آواز، یا روکھے پھیکے انداز سے صدا کرنے کی ممانعت ہے۔

المعنی قولوا یارسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یامحمد ﷺ بتجهم یعنی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ یا رسول اللہ کہو۔

اور گستاخانہ انداز سے یا محمد ﷺ مت کہو۔

وقال قتادہ امرھم ان یسرفوا یفخموہ

(آخر میں) حضور کی نافرمانی پر مرتب ہونے والے عذابوں سے ڈرایا جا رہا ہے۔

(ضیاء القرآن جلد سوم، ص 346)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات)

''اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو

marfat.com

اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے ایک دوسرے سے تم باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے۔ یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے۔ انہی کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

ان مذکورہ آیات کی توضیح جس انداز میں صاحب ضیاء القرآن نے بیان فرمائی ہے وہ بار بار پڑھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین رازی رقم طراز ہیں کہ اس سے پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم نبی معظم ﷺ کا مقام عالی اور شان رفیع بیان فرمائی کہ یہ وہ رسول ہے جس کی رسالت کے ہم گواہ ہیں جس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اس کے غلام ان صفات جلیلہ سے موصوف ہیں جن کا ذکر خیر سابقہ آسمانی کتب میں موجود ہے۔ اس سورت میں اس رسول ذی شان کی عزت و تکریم کا حکم دیا جا رہا ہے، ادب و احترام کے انداز سکھائے جا رہے ہیں۔

چونکہ ادب ہوگا تو دل میں تعظیم ہوگی۔ تعظیم ہوگی تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہو گا۔ جب تعمیل حکم کی خو پختہ ہوگی تو محبت کی نعمت مرحمت فرمائی جائے گی۔ اور جب محبوب خداوند ذوالجلال کے عشق کی شمع فروزاں ہوگئی تو حریم کبریائی تک جانے والا سارا راستہ منور ہو جائے گا۔

(اس سورت میں) ادب و احترام کے درس کا آغاز لا تقدموا سے فرمایا جا رہا ہے۔ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے پیشوا یا امام کے ارشاد کے بغیر خود ہی امر و نہی

marfat.com

کے نفاذ میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں کہ فلان یقدم بین یدی امامه یعنی فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی الله تعالیٰ عنه لَا تَقُوْلُوْا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ کہ کتاب وسنت کی خلاف ورزی مت کرو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے رب کریم اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ارشاد کے علی الرغم کوئی بات کہے یا کوئی کام کرے۔

جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد اس کی خواہش، اس کی مرضی اس کی مصلحت خدا اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم پر بلا تامل قربان کر دی جائے گی۔

یہ ارشاد فقط اہل ایمان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی پہلو کو بھی محیط ہے۔ نہ کسی فرد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب وسنت سے متصادم ہو اور نہ کسی عدالت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کے مختصر کلمات میں معانی ومطالب کا بحر بیکراں موجزن ہے۔ یہاں ایک چیز غور طلب ہے لا تقدموا متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی۔ مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو، زندگی کے کسی شعبہ سے اس کا تعلق ہو اس میں اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ارشاد سے انحراف ممنوع ہے۔ نیز اگر مفعول ذکر کیا جاتا تو سامع کی توجہ ادھر بھی مبذول ہو جاتی۔ اس کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ تمہاری تمام تر توجہ لا تقدموا کے فرمان پر مرکوز ہونی چاہئے۔

چنانچہ امام زمخشری لکھتے ہیں۔

marfat.com

احدهما ان یحذف لیتناول کلما یقع فی النفس فما یقدم و الثانی ان لا یقصد قصد مفعول ولا حذفه و یتوجه بالنهی الی نفس التقدمة (کشاف)

آیت طیبہ نمبر 2 میں بھی بارگاہ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جارہی ہے سابقہ آیت میں بتایا کہ قول و عمل میں سرور عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو اب گفتگو کا طریقہ بتایا جارہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہم کلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو اگر اس سلسلہ میں ذرا سی غفلت برتی اور بے پروائی سے کام لیا تو سارے اعمال حسنہ، ہجرت، جہاد، عبادات، وغیرہ تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔

پہلی آیت میں بھی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب ہو چکا تھا۔ یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب کیا۔ انہیں جھنجھوڑا اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس پر زندگی بھر کی اطاعتوں، نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاروق اعظم نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنا لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا میں تادم واپسی حضور ﷺ سے آہستہ آہستہ بات کروں گا۔

جب کوئی وفد حضور انور ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔

وَاَرْسَلَ اِلَیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ مَنْ یُّعَلِّمُهُمْ کَیْفَ یُسَلِّمُوْنَ وَیَاْمُرُهُمْ بِالسَّکِیْنَةِ وَالْوَقَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (روح المعانی)

marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو پہلے ہی سراپا ادب واحترام تھے اس آیت کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے اس آیت کے نزول سے ان پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔ گھر میں بیٹھ رہے۔ دروازے کو قفل لگا دیا۔ اور دن رات زاروقطار رونا شروع کر دیا مرشد کریم ﷺ نے جب ایک دو روز ثابت رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت کیا۔ عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات رونے سے کام ہے۔ دروازہ بند کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی۔ غلام اطاعت شعار نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میری تو عمر بھر کی کمائی غارت گئی اس دلنواز آقا نے تسلی دیتے ہوئے یہ مژدہ جانفزا سنایا۔

اما ترضی ان تعیش حمید او تقتل شهید او تدخل الجنة کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو۔ اور تعریف کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران)

''اے محبوب ﷺ آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم واقعی محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

جب یہود کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم تو پہلے ہی محبت الٰہی سے سرشار ہیں اور اس کے لاڈلے فرزند ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی نئے نبی کی امت میں داخل ہونے کی زحمت گوارا کریں۔ (مذکورہ بالا آیت سے) سابقہ آیات میں قرآن نے ان کے برے اعمال اور رذیل احرکات و سکنات کا ذکر فرمایا ایسی ناپسندیدہ حرکات کے باوجود وہ خدا کی دوستی کا دم بھرا کرتے۔ (ان آیات میں انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ بغیر دلیل کے قابل التفات نہیں۔

marfat.com

اس کی دلیل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ اگر تم نے دل و جان سے اس رسول کریم ﷺ کی اطاعت کی تو تمہارا دعویٰ محبت بھی درست تسلیم کر لیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ایک سب سے بڑی نعمت سے بھی سرفراز کئے جاؤ گے۔ یعنی تمہیں محبوب الٰہی ہونے کا شرف بخشا جائے گا۔ اور تمہارے اعمال نامہ کی سیاہی کو رحمت اور مغفرت کے پانی سے صاف کر دیا جائے گا۔ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت شان اور جلالت قدر کا کیا کہنا جس کی غلامی یہود ایسی راندۂ درگاہ اور ذلیل قوم کو بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا سکتی ہے اور ان کے گھناؤنے کرتوتوں کی بخشش کا سبب بن سکتی ہے۔

اگر امت مسلمہ اتباع حبیب خدا کو اپنا شعار بنائے اور سنت سرور کائنات کے سانچے میں اپنی سیرت کو ڈھال لے تو کیا یہ محبوبیت کی خلعت فاخرہ سے نوازی نہیں جائے گی۔ حیاء کا سر ندامت کے بوجھ سے اٹھ نہیں سکتا جب ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لمبے چوڑے دعوے تو کرتے ہیں اور عمل کی دنیا میں رسول کریم ﷺ کی سنت سے انحراف کئے ہوتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهٗ   اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

یعنی اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اپنے محبوب کی اطاعت میں سرگرم ہوتا۔ کیونکہ محب تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد 1، ص 222)

(بقیہ ص نمبر 22 کا) تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید کئے جاؤ۔ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عرض کیا رَضِیتُ اپنے رب کریم کی اس نوازش بے پایاں پر یہ بندہ راضی ہے (روح المعانی)

علامہ ابن قیم اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپس میں کہا کہ عہد رسالت میں تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ دونوں نے اپنے اپنے لئے گڑھا کھودا اور

marfat.com

اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔
اس روز حضرت ثابت نے ایک نفیس اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی۔ ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتاری اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خبر دار یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ سنو میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتاری اس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارے پر ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے۔ تم صبح حضرت خالد کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم جب مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا حضرت خالد نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔ (کتاب الروح)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ کا ادب ہوتا ہے ان کی رفعت شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ (ضیاء القرآن، ج چہارم، ص 579)

(اسی آیت کے آخری حصہ میں ان تحبط کے ان سے قبل) یہاں لام مقدر ہے اور یہ لام عاقبت کے لئے ہے۔ یعنی اگر تم سے آواز اونچا کرنے کی بے ادبی ہوگئی تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اولاً اور بالذات یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہو رہا ہے۔ جن کا ایثار بے نظیر جن کی قربانیاں بے مثال، جن کی عبادتیں خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی تھیں، جو سرتاپا تسلیم و رضا تھے۔ انہیں کہا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم نے میرے پیارے رسول کی جناب میں آواز بھی اونچی کی تو یہ ایسی گستاخی شمار ہوگی کہ

marfat.com

تمہاری سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ آج جو لوگ حضور کی شان میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں ادب و احترام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے، اپنے علم پر اپنی نیکیوں پر اور اپنے ایمان سوز لمبے لمبے وعظوں پر مغرور ہیں وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔

یادرکھو۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

(وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ) کے اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے اس کو سن کر بھی علم وزہد کا خمار اگر نہ اترے۔ فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے۔

فرمایا جارہا ہے کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے، سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک بھی نہ ہوگی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار ہو گے کہ تم بڑے نمازی اور غازی ہو، صائم الدہر اور قائم الیل ہو مفسر ہو، محدث ہو، واعظ آتش بیان ہو اور جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ اور جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اس کو تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس وقت کف افسوس ملو گے، سر پیٹو گے لیکن بے سود، لا حاصل ہوگا۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اسی (مذکورہ بالا) آیت سے علماء کرام نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انسان جب روضہ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو وہاں بھی اونچی آواز نہ کرے۔ جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند نہ کرے۔

علمائے ربانیین کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو نہ کرے اور اپنے پیر و مرشد سے بھی ادب واحترام ملحوظ رکھے۔

بارگاہ رسالت میں اگر کوئی اس طرح اونچا بولے گا جس سے خاطر عاطر کو اذیت پہنچے تو

marfat.com

یہ منع ہے۔

لیکن ضرورت کے وقت بلند آواز سے بولنا منع نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور ﷺ کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان دیتے تھے۔ جنگ میں بلند آواز سے نعرے لگائے جاتے جنگ حنین میں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلند آواز سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلانے کا حکم دیا۔ حضرت حسان حضور انور ﷺ کی موجودگی میں بلند آواز سے اپنے قصائد سناتے تھے۔ الغرض نیت پر انحصار ہے۔ علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔

لیس المراد ما یقع الرفع و الجهر فی حرب او مجادلة معانداو ارهاب عدو او نحو ذالک فانه مما لا باس به

اسی پر بلند آواز سے مل کر درود شریف یا کوئی نعت پڑھنے کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(روح البیان)

(آیت نمبر 3) کے مضمون میں ان لوگوں پر اپنی عنایات کا ذکر فرمایا جارہا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے اس کے دو لفظوں کی تشریح کرنا ضروری ہے۔ یغضون، غض البصر، آنکھیں نیچی کرنا، غض الصوت آواز کو آہستہ کرنا۔ امتحن۔ علامہ ابی عبد اللہ قرطبی نے علمائے لغت و تفسیر کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

قال الفرا: ای اخلصها للتقوی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان باادب حضرات کے دلوں کو تقویٰ کے لئے خاص کر لیا ہے۔

قال الاخفش: اختصها: اخفش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں الامتحان افتعال من محنت الادیم محناحتی او سعته فمعنیٰ امتحن اللہ قلوبهم للتقوی و سعها و شرحها للتقوی یعنی امتحان باب افتعال سے ہے اس کا لغوی معنی ہے چمڑے کو کھلا کرنا۔ اس مفہوم

marfat.com

کے پیش نظر آیت کا معنی ہو گا کہ ہم نے ان کے دلوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے کشادہ اور وسیع کر دیا ہے۔ وہ تقویٰ کی راہ پر چلتے ہوئے کوئی کٹھن یا بوجھ محسوس نہیں کرتے۔

علامہ زمخشری نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ایک اور نکتہ پیدا کیا ہے۔ لکھتے ہیں **من قولک امتحن فلان لا مر کذاا و جرب له ود رب للنهوض به فهو مضطلع به غیروان عنه** (کشاف) یعنی جب کوئی شخص کسی چیز کا خوگر اور عادی بن جائے اور اسے اس کی خوب مشق کرا دی جائے تو عرب کہتے ہیں امتحن فلاں لامر کذا۔ جب کوئی شخص مسلسل ریاضت اور مشق سے کسی چیز کا عادی بن جاتا ہے اس وقت وہ اس بار گراں کو آسانی سے اٹھا لیتا ہے۔ اور اس میں کسی ضعف اور کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

ان لغوی تحقیقات کے بعد اب اس آیت کو غور سے پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ میرے محبوب کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں ہم ان پر تین خصوصی احسان فرماتے ہیں۔ پہلا احسان تو یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو تقویٰ کا عادی بنا دیتے ہیں۔ اس بار گراں کے اٹھانے میں انہیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

دوسرا احسان یہ ہے کہ ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو ہم بخش دیتے ہیں تیسرا یہ ہے کہ ہم انہیں اجر عظیم سے بہرہ ور فرمائیں گے۔

(یہاں) مغفرت اور اجر کی تنکیر تعظیم کے لئے ہے اور اجر کو عظیم سے موصوف کر کے اس کی عظمت میں مبالغہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اجر ہے کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔ (روح المعانی)

(آیت نمبر 4 کے مضمون کا بیان) اسلام سے پہلے عرب کا خطہ جہالت و ناشائستگی کا گہوارہ تھا مکہ جیسے مرکزی شہر میں گنتی کے چند آدمیوں کے سوا ساری آبادی معمولی نوشت و خواند سے بھی قاصر تھی۔ تہذیب و معاشرت کے آداب سے یہ لوگ بالکل کورے تھے۔ صحرا نشینی بدوؤں کی حالت زار اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ اس آیت کریمہ میں وہ آداب سکھائے جا رہے ہیں جن کا بارگاہ رسالت میں ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

marfat.com

ایک دفعہ بنی تمیم کا وفد جو ستر اسی نفوس پر مشتمل تھا مدینہ طیبہ آیا۔ اس وفد میں زبرقان بن بدر عطارد بن حاجب اور قیس بن عاصم جیسے سردار بھی تھے۔

دو پہر کا وقت تھا سرور عالم ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آمد تک انتظار کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر صدائیں لگانے لگے یا محمد اخرج الینا۔ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آیئے۔ حضور ﷺ تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا کہ ہم جس کی مدح کرتے ہیں اسے مزین کر دیتے ہیں اور جس کی مذمت کرتے ہیں اس کو معیوب بنا دیتے ہیں اور ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔

سچے نبی ﷺ نے فرمایا اے بنی تمیم تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی ہی مذمت باعث تحقیر ہے۔ اور تم میں سے اشرف یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر انہوں نے کہا ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں۔ چنانچہ پہلے ان کا خطیب عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔

حضور ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا جواب دینے کا حکم دیا۔ مکتب نبوت کا یہ تلمیذ ارشد جب لب کشا ہوا تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم گئے۔

اس کے بعد ان کا شاعر زبرقان بن ...... کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو اشارہ فرمایا۔

حضرت حسان نے فی البدیہہ ان کے مفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اور اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی عظمت کو اس انداز سے بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔

اقرع (ان کا سردار) کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور ﷺ کے خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ شاعر دربار رسالت کے شاعر سے کوئی سبقت رکھتا ہے۔ چونکہ وہ جاہل تھے اور

marfat.com

جہالت کی بناء پر بارگاہ رسالت کے آداب سے ناآشنا تھے۔ نہ گستاخ تھے نہ بے ادب تھے چند لمحے صحبت نبوت کے جلوؤں میں رہے تو ان کے سینے فیضان نبوی سے معمور ہو گئے قدرت ان پر مہربان ہو گئی قصور نادانی کو معاف کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی کرم فرمایا اور ان کے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیا۔ سارے کے سارے مشرف با اسلام ہو گئے۔ رحمت عالمیان ﷺ نے انعام واکرام سے انہیں مالا مال کر دیا۔

(وفد بنی تمیم کی اس غیر شائستہ حرکت کو معاف تو کر دیا گیا مگر ان کے حوالے سے ان کو بھی اور ساری امت مسلمہ کو ایسی جسارتوں سے اجتناب کا حکم دیا گیا)

اور ان کی اس غیر شائستہ حرکت پر سرزنش کے بعد اب (آیت کے آخری حصہ میں) انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ان کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کا انتظار کرتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ قیلولہ کرنے کے بعد خود باہر تشریف لاتے۔ اس وقت وہ زیارت کی سعادت حاصل کرتے، اپنے احوال بھی بیان کرتے اور اس بحر جود و کرم سے سیراب بھی ہوتے۔

علامہ آلوسی رقم طراز ہیں کہ ان آیات میں بارگاہ رسالت و نبوت میں بے ادبی کی قباحت عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ محاسن آداب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے۔ علمائے کرام نے ان آیات سے خوب استفادہ کیا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بلند پایہ عالم تھے فرمایا کرتے میں نے کبھی کسی استاد کے دروازے پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا منتظر رہتا جب وہ از خود تشریف لاتے تو ان سے استفادہ کرتا۔

قاسم بن سنان کوفی سے بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارف قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تو ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے بلکہ خاموشی سے ان کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ خود اپنے معمول کے مطابق باہر آتے۔ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بڑی گراں گزری کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا تاکہ میں فوراً باہر

marfat.com

آتا اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔ آپ نے جواب میں کہا

العالم فی قومه کا لنبی فی امته و قد قال اللّٰه تعالیٰ فی حق نبیه علیه الصلوٰة والسلام لوانهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم

یعنی عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا (حجرات:5)

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ معاملہ کرتا رہا **الحمد للّٰه علی ذالک** (روح المعانی)

مغربی تہذیب کے برے اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاگردوں کے دلوں سے اساتذہ کا احترام ختم ہوگیا ہے، ان کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کی جاتی ہے، ان پر آوازے کسے جاتے ہیں، نقلیں اتاری جاتی ہیں۔ پھر اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی جاتی الٹا فخر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا احترام، اپنے ماں باپ کی تعظیم وتکریم کا جذبہ بھی دم توڑتا جارہا ہے۔

آج کل کے ترقی یافتہ لوگوں کا معاشرہ انسانی معاشرہ سے زیادہ حیوانی معاشرہ کی تصویر پیش کرتا ہے۔ آیئے اسلام کے آداب معاشرت کو اپنائیں اور احکام اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کریں جن کی تعلیم ہمیں نبی مکرم ﷺ نے دی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَ نَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا

یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔

marfat.com

سرکار کی مخالفت دارین کی تباہی

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌۚ (المجادلہ)

''بے شک جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کئے گئے وہ مخالفین جو ان سے پہلے تھے۔ اور بے شک ہم نے اتاری ہیں روشن آیتیں اور کفار کے لئے ذلت والا عذاب ہے''۔

لسان العرب کے مطابق یحادون کا معنی یہ بنتا ہے۔ یحادون کا مصدر محاداۃ ہے۔ اور محاداۃ کا معنی عداوت کرنا، مخالفت کرنا، اور جھگڑا کرنا ہے۔ اس کا اصل ماخذ حد ہے کیونکہ دونوں اپنی اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی حد میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اسے محاداۃ کہا جاتا ہے۔ (لسان العرب)

اس تشریح کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ اپنی بندگی کی حدود کو پھاند کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حدود میں مداخلت بے جا کا ارتکاب کرتے ہیں قانون سازی کا جو حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ اس حق کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور اللہ کے بندوں کے لئے خود قانون وضع کرنا شروع کر دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت طیبہ میں کیا جا رہا ہے۔

علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ سے کی ہے۔

اویضعون او یختارون حدود اغیر حدو اللہ تعالیٰ و رسولہ ﷺ

یعنی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی وضع کردہ حدود اور قوانین کے برعکس اپنی طرف سے حدود و قوانین وضع کرتے ہیں ان کا حکم اس آیت میں بتایا جا رہا ہے۔

علامہ آلوسی نے شیخ الاسلام سعد اللہ چلپی کا قول نقل کیا ہے وہ بھی غور طلب ہے۔

اس آیت میں ایسے بادشاہوں اور بڑے حکام کے لئے وعید شدید ہے جو شریعت کے حدود کے برعکس کوئی قانون وضع کرتے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں ہم اس کے لئے اللہ

marfat.com

تعالیٰ سے (پناہ) مدد طلب کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی نے یہاں اس مسئلہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور بتایا ہے کہ حکومت کو نئی قانون سازی کا کہاں کہاں اختیار ہے اور کہاں کہاں اختیار نہیں ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ امید ہے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

فوجوں کی تربیت انہیں جنگی مشقیں کرانا، انہیں ہر قسم کا اسلحہ مہیا کرنا، جس سے دشمن پر غلبہ پانے کیلئے مکانات روشن ہوں، جنگ کے لئے منصوبہ بندی، میدان جنگ میں فوجوں کی نقل و حرکت کے ضابطے، ان تمام امور میں حکام وقت کو کلی اختیارات حاصل ہیں مسلمانوں کیلئے جو بہتر ہو اور مفید ہو، اس کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں اسی طرح مناسب مقامات پر قلع تعمیر کرنا، شہروں کی حفاظت کے لئے تجاویز سوچنا بھی حکام کا کام ہے۔

وہ جرائم جس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں ان کے لئے مناسب سزائیں مقرر کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کو ان جرائم کے لئے ایسی مؤثر سزائیں مقرر کرنی چاہئیں جن سے جرائم کا سد باب ہو سکے۔ لیکن ان کی تعزیرات کو اتنا سخت کرنا بھی درست نہیں جو بسا اوقات قتل سے بھی زیادہ دردناک اور اذیت رساں ہوں۔

اسی طرح کاروبار اور لین دین کے لئے ایسے (قوانین) قواعد و ضوابط مرتب کرنا جس سے کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو درست ہے لیکن کوئی ایسا ضابطہ بنانا جس سے کسی شرعی حکم کی صراحتاً خلاف ورزی لازم آئے ہرگز جائز نہیں۔ جیسے سود کے جواز کا قول کرنا اور اس کے بغیر معاشی اور صنعتی ترقی کو محال سمجھنا یہ سب حرام ہے۔

بیت المال اور اراضی کے بارے میں جو احکام صحیح روایات سے حضور رحمت ﷺ سے ثابت ہیں ان کی خلاف ورزی کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ لیکن جو احکام خلفائے کرام نے اپنے اجتہاد سے وضع کئے اگر زمانہ کے حالات کے پیش نظر ان کے بارے میں ایسے احکام وضع کئے جائیں جن میں لوگوں کے لئے آسانی اور سہولت ہو اور ان میں عوام کا فائدہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

marfat.com

لیکن خلفاء کے اجتہادی احکام کے بجائے ایسے جدید احکام وقوانین مرتب کرنا جس میں لوگوں کی مشقتوں میں اضافہ ہو جائے یہ کسی طرح جائز نہیں۔

وہ حدود جو اللہ تعالیٰ نے چوروں، بدکاروں، اور راہزنوں کے بارے میں مقرر کی ہیں ان میں کسی قسم کا ردوبدل روا نہیں ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلامی قوانین کو ناقص سمجھتا ہے اور ان کی تحقیر کرتا ہے اور جدید وضع کردہ قوانین کو ان سے بہتر اور زیادہ مفید کہتا ہے اس کے کفر میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو ذلیل ورسوا کر دیا جائے گا، انہیں منہ کے بل گرا دیا جائے گا جس طرح ان سے پہلے جو سرکش قومیں گزری ہیں ان کو ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا گیا تھا۔ (ضیاء القرآن جلد پنجم، ص 140)

اس مذکورہ آیت میں جن لوگوں کی مخالفت کے بارے میں یہ سزا بیان کی گئی ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآنی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

marfat.com

گنبد خضریٰ کی زیارت کا ثواب اور فضیلت

دل مسلم میں عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جوشمع کافوری فروزاں ہے وہ نہ بجھ سکتی ہے نہ بجھائی جاسکتی ہے۔ اسی کی دلنواز روشنی، سینہ مسلم کو منور و تاباں اور زندگی کی تیرہ و تار راہ کو روشن کئے ہوئے ہے۔ یہی اس فقیر حرم کی متاع بے بہا ہے اور اسی سے وہ غریبی میں امیر ہے۔ اس عشق اور اس کی واردات کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔ صحبت نبوی سے فیض یافتہ دلدادگان وفا سے یہ رسم عشق چلی ہے اور نورانی، حیات افروز تقاضوں سمیت تمام تر دلنوازیوں اور لطافتوں کو اپنے جلوہ بار جلو میں لئے بصد ناز و ادا، ان کے معنوی اور ہم مشرب و ہم جرعہ پیروکاروں تک پہنچی ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی زیارت کے لئے بے قرار ہوتا تو پیاسی اور اداس آنکھوں کو تازگی بخشنے کے لئے اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا طلعت زیبا کی ایک ہی جھلک اس کو قرار و سکون بخش دیتی اور وہ حیات تازہ لے کر دوسری ملاقات تک کے لئے روانہ ہو جاتا۔ یہی ان عاشقان باصفا کا دستور تھا اور یہی ان کی لازوال محبت کی ریت تھی بعد میں آنے والے بادہ عشق کے سرمستوں کے لئے یہ قرار بخش اور حیات افروز سہولت ممکن نہ تھی۔ پیکر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دلنوازی اور خوئے بندہ پروری سے بعید تھا کہ زمانہ مابعد کے اہل عشق اور وفا پیشہ ارباب محبت کو اس نعمت عظمیٰ سے حسی یا معنوی طور پر اپنے جذب و شوق کے مطابق حصہ حاصل کرنے سے محروم رکھا جاتا چنانچہ تسکین قلب و روح کے متلاشیوں اور جویائے نعمت دیدار کے لئے یہ فرحت افزا خوشخبری سنادی کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (النساء:64) اور ایک روایت میں ہے۔

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ

یعنی جس نے میرے وصال فرمانے کے بعد بھی میری زیارت کی تو گویا اس نے میری

marfat.com

زندگی میں زیارت کی (شفاء اسقام ص32) یہ واضح اشارہ تھا کہ بے قرار و مضطرب اور سکون و قرار سے محروم غلط راہوں پر بھٹکی ہوئی روحوں کو یہاں آ کر ویسے ہی سکون و قرار نصیب ہوگا جو آپ کی حیات ظاہری میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا رہا ہے۔ انہیں تسکین بھی نصیب ہوگی اور لذت دیدار کی دولت فراواں بھی!

حضور ﷺ کی نگاہ پاک سے بعد والے عشق پیشہ امتیوں کے دل کی دھڑکنیں اور محبت کی بے قراریاں پوشیدہ نہ تھیں۔ ان کے عشق کی انتہا اور عظمت سے بھی آپ واقف تھے۔

یہ بھی علم تھا کہ شراب وصل و زیارت کے بغیر ان کے بے قرار سیماب کیفیت جذبے کی تسکین نہیں ہو سکے گی اس لئے ان کی تسلی اور دلجوئی کی خاطر بتا دیا وہ روضہ اطہر پر آ جائیں گے تو ان کے دل کی حسرت و تمنا اور مراد پوری ہو جائے گی وہی کیفیت و حالت نصیب ہوگی جو زندگی میں حاضر ہونیوالوں کو نصیب ہوا کرتی تھی۔ اور وہ خاطر خواہ طمانیت و آسودگی محسوس کیا کریں گے بلکہ محبوب پاک ﷺ نے اپنے عاشقوں کا ذوق تیز تر کرنے کے لئے زیارت کا اس وعدے کے ساتھ شوق دلایا کہ جو خالص زیارت اور روضہ اقدس پر حاضری کی نیت سے آئے گا اسے دنیا و آخرت کی بے شمار عزتیں نصیب ہوں گی۔ ہم اس کی شفاعت کریں گے، اس کے حق میں شہادت دیں گے اور وہ قیامت کے روز ہر قسم کے خوف و خطر سے بالاتر، اس طرح ہمارے دامان کرم کے نیچے ہوگا کہ اسے کوئی تشویش و افسردگی اور کوئی فکر دامن گیر نہیں ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

من زار قبری وجبت له شفاعتی اور دوسری جگہ فرمایا حلت له شفاعتی

جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور شہادت دوں گا۔

جس نے قصداً اور نیت کر کے میری زیارت کی وہ قیامت کے روز میری پناہ میں ہوگا۔

marfat.com

ان احادیث میں مُحْتَسِبًا اور معتمداً کے کلمات بڑے معنی خیز اور قابل غور ہیں جن کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ زیارت کے لئے آنا تسکین قلب وروح کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہے۔ کسی صاحب نسبت سچے امتی کو اس سعادت کبریٰ کے حصول میں کبھی غفلت و بے نیازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

چنانچہ آپ نے ایسے بدبختوں اور ازلی محروموں کی ستم گری، رونگٹے کھڑے کر دینے والی جفا کاری ان کی سنگدلی اور بدنصیبی سے آگاہ کر دیا جنہوں نے استطاعت وتوفیق کے باوجود اس سعادت وفلاح کے حصول کی کوشش نہیں کرنا تھی۔ فرمایا۔

جس نے فریضہ حج ادا کیا مگر میری زیارت کے لئے نہ آیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس نے گنجائش ہوتے ہوئے میری طرف کا سفر نہ کیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ مَنْ وَجَدَسَعَةً وَلَمْ يَسْفَرْ اِلَیَّ فَقَدْ جَفَانِیْ (شفاء السقام 39)

میرے جس امتی کے پاس دولت ووسعت تھی پھر بھی اس نے میری زیارت نہ کی تو اس کا کوئی عذر مسموع اور قابل قبول نہیں ہوگا۔

(شفاء السقام 39، بحوالہ اخبار المدینہ) شفاء السقام 37، بحوالہ الدر الثمینہ فی فضائل المدینہ)

جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ستم ڈھایا۔

زیارت سے پہلوتہی، غفلت اور سستی کرنے والوں کو مختلف اسالیب میں یہ انداز وعید زیارت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے آپ نے کوئی گنجائش بھی نہیں چھوڑی اور ہر پہلو پر روشنی ڈال کر بتا دیا کہ حیات پاک میں اور بعد میں اور روضہ اطہر پر اور نیت وارادہ کے ساتھ ہر صورت میں آنا جائز ہی نہیں بلکہ اہل دل اور اہل ایمان کے لئے ضروری بھی ہے اور روضہ اطہر کی زیارت بہر صورت سعادت وفلاح کا باعث اور نجات وشہادت کی ضامن ہے۔

احادیث کے یہ ارشادات ایک معجزے سے کم نہیں معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ نبوت کے

marfat.com

سامنے مستقبل کے کچھ ٹیڑھے میڑھے بے ہنگم ہیولے تھے جن کی دراز دستی اور جعلسازی سے آپ آگاہ تھے اور اپنی امت کو ان کے مکروفریب سے باخبر رکھنا چاہتے تھے اسی لئے پہلے ہی ہر پہلو کی وضاحت کر دی اور بتا دیا میری زیارت ہر طرح اور ہر زمانے میں جائز ہے۔ اتنی تفصیلات اس لئے بیان فرمائیں تا کہ اس بارے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے اور زیارت کے لئے آنے والے کسی دغاباز منافق کی دسیسہ کاری اور وسوسہ اندازی میں الجھ کر اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ ہر باطل خیال دامن سے جھٹک کر اور ہر دشمن کی باتیں نظر انداز کر کے پروانوں کی طرح اور عشق سے لبریز دل لے کر آتے رہیں اور شوق فراواں اور محبت کی جزا پاتے رہیں۔

آنے والے اوراق تشکیک و دسیسہ کاری اور وسوسہ اندازی کے ایسے ہی پردے چاک کرنے کے لئے مختص ہیں تا کہ قرآن و احادیث اور اکابر کے نظریات اور عقلی دلائل سے مسئلہ زیارت کی وضاحت ہو جائے اور ایمان واعتقاد کے تن نازک سے وہ تمام کانٹے نکل جائیں جو شکوک وشبہات کی صورت میں پیوست ہو کر اس نورانی پیکر کا نازنیں جگر چھلنی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ رب العزت قرآن مقدس کی صورت میں انسانیت کو ایک مکمل اور غیر متغیر ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے۔

قرآن مقدس میں زندگی کے تمام تر ضروری مسائل واحکامات پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس مسائل کی بہت زیادہ ضرورت و اہمیت تھی ان کے جزئیات بھی بڑی حد تک قرآن پاک میں بیان فرمائی گئی ہیں اور بعض اہم معاملات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے ان کی تفصیلات حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں کیونکہ سیرت طیبہ قرآن پاک کی عملی صورت ہے اس لئے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے طور واطوار اور خدوخال جن کو صحابہ کرام کی نگاہوں نے جی بھر کر دیکھا ہے ان کی اہمیت بھی قرآن مقدس نے خود بیان فرمائی ہے۔ ان احکامات میں سے ایک انتہائی اہم مسئلہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری

marfat.com

کا مسئلہ ہے جو عقیدے کے حوالے سے عقائد کی جان ہے۔ کیونکہ گنبد خضریٰ کی حاضری کا عقیدہ قرآن مقدس کا عطا کردہ عقیدہ ہے جس سے حیات النبی، علم غیب، حاضر و ناظر تصرفات بعد از وصال وغیرہ بے شمار مسائل اس ایک مسئلہ کی تفہیم سے حل ہو جاتے ہیں آیئے قرآن پاک سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

قرآن پاک سے دلائل

قرآن پاک نے بتایا ہے کہ مسلمان کے لئے گناہ اور ظلم وزیادتی کے سیاہ داغوں سے پاک ہونے اور نجات حاصل کرنے کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔

(الف) دربار نبوی میں حاضری دے۔

(ب) رب تعالیٰ سے طلب مغفرت کرلے۔

(ج) رسول کریم ﷺ بھی اس کیلئے سفارش وشفاعت اور طلب مغفرت فرمائیں۔

(القرآن 4-64)

اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرلیں تو آپ کے پاس آجائیں پھر رب تعالیٰ سے طلب مغفرت کریں۔

اور رسول پاک ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت کریں تب وہ اللہ تعالیٰ کو تواب ورحیم پائیں گے۔

حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں ظالم وخطا کار آپ کے دربار میں حاضر ہو کر اس صلائے عام اور سہولت سے فائدہ اٹھاتے رہتے تھے۔ سینوں کے داغ ہائے سیاہ کے ساتھ حاضر ہوتے، تائب ہو کر نبی اکرم ﷺ سے بھی استغفار کراتے اور تزکیہ نفس وتطہیر روح و ضمیر کی نعمت لے کر شاداں فرحاں، کامیاب و بامراد لوٹ جاتے اس نورانی وروحانی فیض کے لئے ضروری تھا کہ قیامت تک ساری امت کے لئے جاری وعام رہے اور حاضر ہونے والے مغفرت وبخشش کے موتیوں سے جھولیاں بھرتے رہیں اس کی واحد صورت یہی تھی کہ جو دربار نبوی میں حاضر ہو سرکار اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تاکہ وعدہ الٰہی کے

marfat.com

مطابق یہی دو شرطیں پوری ہونے پر جب تیسری شرط پوری ہو تو نصاب مکمل ہو جانے کے سبب آنے والا بخش دیا جائے۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے کرم نوازی فرمائی اور قیامت تک مسلمانوں کے لئے دعا کرنے اور تیسری شرط ہمیشہ پوری کرتے رہنے کا وعدہ فرمالیا تاکہ زائر کے ذمہ صرف آنا اور دعا کرنا رہ جائے جونہی روضہ اقدس پر پہنچے اور دعا کرے اسے یقین آجائے کہ بخش دیا گیا ہے۔

آپ کا ارشاد عالی ہے: حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ الخ۔ (البدایہ)

میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے میری ممات بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے نیکیاں دیکھ کر میں اللہ کریم کی حمد کروں گا اور گناہ دیکھ کر تمہارے لئے استغفار کروں گا دراصل آپ نے اس ارشاد کے ذریعہ بتا دیا کہ ہمارے دربار میں آنے کے لئے ظاہری حیات کا زمانہ خاص نہیں ہے کہ زندگی مبارک میں تو گنہگار اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور بعد والے اس رعایت وسہولت سے محروم کر دیئے جائیں بلکہ سمجھا دیا کہ امت کے لئے استغفار کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ چنانچہ جو امتی بھی دربار پر حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو ہم بھی اس کے لئے استغفار کریں گے اور یقینی طور پر وہ تینوں امور متحقق ہو جائیں گے جن کا ذکر آیت کریمہ میں ہے اور وہ شخص بخشا جائے گا۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ حیات ہیں جس طرح زندگی میں کوئی گنہگار آپ کے دربار میں جاتا تھا آج بھی اس کا جانا ایسا ہی ہے اور بعینہ آیت پر عمل ہے خود آپ کا ارشاد عالی ہے۔

جس نے حیات ظاہری کے بعد میری زیارت کی تو یہ ایسا ہو گا گویا میری زندگی میں زیارت کی حیات نبوت کے متعلق آپ کے واضح ارشادات ہیں۔

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے خدا نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیائے کرام کے جسموں

marfat.com

کو کھائے ان احادیث کی روشنی میں تمام اکابرین امت کا یہی نظریہ ہے کہ زمین کو اجسام نبوت کے اندر تصرف و تجزیہ کرنے کی قدرت نہیں وہ حیات اولی کی طرح بلکہ اس سے بھی برتر و اعلیٰ صورت میں زندہ و پائندہ اور صاحب تصرف و بااختیار ہیں اور ان کا احترام پہلے ہی کی طرح واجب و لازمی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کرتے دیکھا تو بلا کر فرمایا تم کون ہو؟

معلوم ہوا مسافر ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مقامی ہوتے تو درے سے کھال ادھیڑ دیتا تمہیں اتنا بھی احساس و شعور نہیں کہ یہ مسجد نبوی ہے اور سرکار دو عالم ﷺ یہاں آرام فرما ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے نے دیوار میں کیل ٹھونکنا شروع کیا جس کی دھمک، حجرہ انور تک آئی تو آپ نے فوراً کہلا بھیجا۔

نبی کریم ﷺ کو ایذاء و تکلیف مت دو۔

خلیفہ ابو جعفر منصور...... نے دربار نبوی میں حاضری دی تو اسے جناب امام مالک سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اس نے سواری بھیجی مگر آپ نے احترام مدینہ نبوی کو ملحوظ رکھتے ہوئے سوار ہونے سے انکار کر دیا اور مریض ہونے کے باعث دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں آئے خلیفہ بلند آواز سے باتوں میں مصروف تھا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ عشق اور ولولہ حق و صداقت نے یہ توہین برداشت نہ کی تو شوکت شاہی کو نظرانداز کر کے اسی وقت متنبہ کیا۔

قرآن پاک نے اس دربار میں آواز دھیمی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آیت نمبر (2:49)

اور جن لوگوں نے اس حکم پر عمل کیا ان کی تعریف کی ہے آیت نمبر (3:49)

یعنی نوید جانفزا سنائی ہے کہ ایسے تقویٰ شعار خوش بختوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے اور جن لوگوں نے عمل نہ کیا ان کی مذمت فرمائی ہے اور انہیں بے عقل قرار دیا ہے آیت نمبر (49:4)

marfat.com

خلیفہ اس کلمۂ حق اور بیان صافی سے بہت متاثر ہوا فوراً سنبھل گیا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

روضۂ اطہر کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے دعا کروں یا اس کے برعکس قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟

جناب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان افروز اور مبنی برحقیقت جواب ارشاد فرمایا: تم اپنے نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی طرف کس طرح پشت کر سکتے ہو حالانکہ وہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں۔

ان کی طرف منہ کر کے رب تعالیٰ سے دعا کرو اور آپ کو شفیع بناؤ اور اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ (شفاء السقام ص69)

جس طرح حیات اولیٰ میں آپ کی حرمت لازم تھی وہ اب آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی لازم ہے۔

(ب) قرآن پاک نے بتایا ہے حضور علیہ السلام کے دربار میں آنے اور استغفار کرانے سے منافقین بدکتے تھے۔ اور جب ان سے کہا جاتا کہ دربار نبوی میں آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے استغفار کریں گے تو وہ یہ سن کر سر موڑ کے چل دیتے ہیں تم دیکھو گے ان کے اس اعراض میں غرور و تکبر کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ آیت نمبر (5:63)

جب ان سے کہا جاتا ہے، خدا کی نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آؤ
تو تم دیکھتے ہو منافقین منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (4-61)

جب ان سے کہا جاتا ہے خدا کی نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آؤ
تو جواب دیتے ہیں جس عقیدے پر اپنے آباؤ کو کاربند پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے۔

ان آیات کی روشنی میں مومن اور منافق کے طرز عمل کی بھی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ آیت نمبر (5:104)

کہ مومن اس دربار میں آنا اور استغفار کرانا عار نہیں سمجھتا بلکہ ادب و احترام اور حسن

marfat.com

اعتقاد کے تمام تر جذبے کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور رب تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ پاتا ہے۔
اس کے برعکس منافق کو اس حاضری میں سبکی و ذلت اور بدعت محسوس ہوتی ہے وہ پیکر غرور وتکبر یہاں آنا کسر شان اور اپنی حیثیت کے منافی سمجھتا ہے چنانچہ نتیجتاً وہ اس دولت سے بھی محروم رہتا ہے جو یہاں آنے والوں کے حصہ میں آئی ہے، غالباً محروم ازلی ہونے کے باعث یہاں آنا گوارا نہیں کرتا۔

(ج) دربار نبوی کی حاضری کو پسند نہ کرنے والی منافقت کے ڈانڈے شیطانیت سے بھی مل جاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کی ذات کریم صراط مستقیم ہے جو آپ تک پہنچ گیا وہ صراط مستقیم پا گیا اور شیطان صراط مستقیم ہی سے روکتا ہے اس نے روز ازل کہا تھا۔
میں انہیں صراط مستقیم سے روکنے کے لئے راہ مل کر بیٹھ جاؤں گا گویا جو دربار نبوی میں حاضر ہونے سے روکتا ہے وہ شیطان کا مقصد پورا کرتا ہے یا خود شیطان اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔

(د) دربار نبوی کی زیارت و حاضری کے لئے اس آیت کریمہ میں بڑا ہی حسین اور لطیف اشارہ موجود ہے جو شخص اللہ کے راستے میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بڑی گنجائش دوسعت پائے گا۔ القرآن (100-4)
یعنی اسے زمین میں کہیں تنگی محسوس نہ ہوگی۔ ایمان کی حفاظت وسلامتی کے لئے ہجرت کرنے اور آبائی سرزمین چھوڑنے والے کی دستگیری اللہ کریم خود کرے گا اور اسے بہتر اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھے گا۔
جب یہ آیت کریم اتری تو مکہ میں موجود ایک ضعیف و مریض مسلمان کی روح تڑپ اٹھی جذبہ غیرت ایمانی بیدار ہو گیا اس نے اپنے بچوں سے کہا۔
میں کفار کی سرزمین میں نہیں رہوں گا تم مجھے مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کے دربار میں لے چلو جب بچوں نے اس کی پاکیزہ خواہش کا احترام کیا اور اس کے حکم کے مطابق لے کر چل دیئے مگر مقام تنعیم پر اس کا وصال ہو گیا۔

marfat.com

کفار ومشرکین اور منافقین نے مذاق اڑانا شروع کر دیا بوڑھے نے اتنی مصیبت بھی اٹھائی مگر مقصود پھر بھی حاصل نہ کر سکا اس کی ساری محنت ومشقت رائیگاں گئی۔

اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِہٖ (النساء:100)

اور جو خدا اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کر نکلے گا پھر اسے راستے میں موت آ ئے گی تو اس کا یہ سفرا کارت نہیں جائے گا) بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے باقاعدہ اجر وثواب ملے گا۔

اس آیت کریمہ کے کلمات بڑے ہی معنی خیز ہیں مرنے والے کے اجر وثواب کے استحقاق کا ذکر کرتے ہوئے قیامت تک کے مہاجرین اور زائرین کا حکم بھی بیان کر دیا ہے۔یعنی آیت میں وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ کے کلمات ہیں جن کا مطلب ہے اجر وجزا کا مستحق ہونا اس مرنے والے ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی جو زیارت کے لئے آ ئے گا اس کی بھی یہی شان ہوگی۔

کیونکہ اگر اسی ایک آدمی کا حکم بیان کرنا مقصود ہوتا تو عبارت یوں نہ ہوتی مگر عبارت قرآن میں مضارع کے صیغے ہیں جو اس حقیقت کبریٰ سے نقاب سرکاتے ہیں کہ قیامت تک زیارت نبوی کا سلسلہ جاری رہے گا اور آنے والوں کو تواب ورحیم کے خزانے سے اجرو ثواب ملتا رہے گا۔(گنبد خضری ص 377 تا 383)

مسلمان اور کافر کی زندگی میں جس طرح زمین وآسمان کا فرق ہے اسی طرح موت میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہے۔

کافر کی موت کے بعد اس کی زندگی کا دفتر مکمل طور پر لپیٹ دیا جاتا ہے۔اب کوئی انسان اپنی طرف سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے اور نہ وہ خود اس قابل ہے کہ کوئی نیک عمل اس کی حیات قبر کو روشن کر سکے۔مگر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مومن کی موت کے بعد بھی اس کے صدقات جاریہ کا اجر وثواب خود بخود روز حشر تک اسے ملتا رہے گا۔

marfat.com

برزخی زندگی کا شعور عام انسانوں کے بس کی بات نہیں مگر اس عقیدہ کو قرآن وحدیث میں بڑی اہمیت دی گئی ہے اور انبیاء کرام کی برزخی زندگی اور بھی بے مثال ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا تصور ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال بھی اپنی امت کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح ظاہری حیات مقدسہ میں خالی دامن بھرا کرتے تھے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی وضاحت جس طرح استاذی المکرم حضرت علامہ محمد معراج الاسلام صاحب نے (گنبد خضریٰ) اپنی تصنیف لطیف میں فرمائی ہے اس سے آنکھیں روشن اور دل شاد ہو جاتا ہے۔ انہیں کی خوشہ چینی کرتے ہوئے گنبد خضریٰ کے اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث سے دلائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے آپ کی اس سنت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ اکثر و بیشتر شہداء اور مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے۔ احادیث میں اس سلسلہ کی تفصیلات جزئیات سمیت موجود ہیں جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اہل اسلام کی قبور کی زیارت کے لئے جانا اپنے اعزہ واقارب اور احباب کے پاس جانے کے مترادف ہے اور ایک اسلامی شعار اور طریقہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کے ایک خاص زاویۂ نگاہ اور عقیدے کا اظہار ہوتا ہے اور اہل قبور کے بارے میں ان کی زندگی اور شعور کے نظریئے پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ اپنے زائر کی آمد سے آگاہ ہوتے اور اپنائیت کے اظہار سے لذت وانس محسوس کرتے ہیں اور مسرت محسوس کرنے کے ساتھ ان کے لئے نیک خواہشات کے ساتھ دعا گو بھی ہوتے ہیں۔

، حضور علیہ السلام نے قبرستان پہنچ کر انہیں سلام کہنے کے لئے جو الفاظ تعلیم فرمائے ہیں ان سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ ایک بے شعور جامد شے کو سلام کہنے کا کوئی مطلب ہی نہیں اس سے ضمناً یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ قبرستان میں حاضری جائز ہے اور اس کے باقاعدہ آداب ہیں کہ سلام کے بعد کسی قبر کو نہ روندے نہ ٹیک لگائے اور نہ بے حرمتی کرے۔

marfat.com

ان آداب وضوابط اوراس رکھ رکھاؤ کی تعلیم ہی قبور کی زیارت کے بارے میں نبوی رہنمائی اور فیصلے سے باخبر کر دیتی ہے زیارت قبور کے سلسلہ کی احادیث اور واقعات یہ ہیں۔

حضور ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبور پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے تم پر سلام جو تم نے صبر کیا دار آخرت بہترین اور شاندار ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عمل رہا۔ (روح المعانی 145:7) جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو دستور کے مطابق پہلے سے بھی زیادہ اہتمام کے ساتھ شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ حیات مبارکہ کے بالکل آخری ایام میں آپ احد پر تشریف لے گئے۔ جبکہ ان حضرات کو شہید ہوئے آٹھ سال گزر چکے تھے۔ اس بار آپ نے ان محبوبوں کے لئے اس درد وسوز اور انہماک ومحویت کے ساتھ دعا کی جیسے کوئی فوت ہونے والا اپنے پسماندگان کو الوداع کہتا ہے۔

2۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ قبور شہداء کی زیارت کرنے کے ارادے سے نکلے یہاں تک کہ موضع راقم کے ریگ زار علاقہ میں جا پہنچے جب بلندی سے نیچے اترے تو ایک طرف قبور دکھائی دیں۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔ پھر جب ہم قبور شہداء کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ (ابوداؤد باب زیارۃ القبور ص279)

3۔ حضور ﷺ کے غلام ابو موھبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ رات کے وقت تشریف لائے اور فرمایا

میرے ساتھ چل اور استغفار کر: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کیلئے دعائے مغفرت کروں۔ میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ جب بقیع پہنچے تو آپ نے فرمایا:

marfat.com

السلام علیکم یا اهل البقیع! جہاں پہنچ چکے ہو وہ جگہ تمہیں مبارک ہو۔ کاش: تم جان لیتے کہ خدا نے تمہیں کن فتنوں سے نجات دی ہے جو شب تار کے پارہ ہائے سیاہ کی طرح لگاتار امڈے چلے آرہے ہیں۔ پھر فرمایا اے ابو مویہبہ: اللہ پاک نے مجھے اختیار دیا ہے۔

کہ میں زمین کے خزانے لے لوں اس میں ہمیشہ رہوں پھر جنت میں چلا جاؤں یا ابھی وصال الٰہی کے لئے تیار ہو جاؤں۔

ابو مویہبہ نے عرض کی: میرے ماں باپ قربان، آپ خزائن کی چابیاں دائمی زندگی اور جنت اختیار فرمالیں۔

فرمایا ہرگز نہیں: اے ابو مویہبہ: میں نے وصال الٰہی کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر اہل قبرستان کے لئے آپ نے دعائے مغفرت کی اور واپس تشریف لے آئے۔

(المستدرک، کتاب المغازی صفحہ 56، جلد 3)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصعب کی قبر کے قریب سے گزرے تو فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو۔

پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

پس تم ان کی زیارت کیا کرو اور سلام کیا کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ قیامت تک اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (شواہد الحق 84/7) یہ تمام احادیث اس حقیقت ثابتہ کا بین ثبوت ہیں کہ سرکار نبی کریم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں مزارات وقبور پر تشریف لاتے رہے اور آپ نے اس فعل کو اسلامی شعار و سنت کا درجہ بخشا اور مبارک زندگی کے آخری ایام تک قبرستانوں میں آمد ورفت کا سلسلہ جاری رکھا۔

جب عام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سند جواز وسنت مل گئی تو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس اور گنبد خضرا کی زیارت، شرعی اعتبار سے محل نظر کس طرح ہو سکتی ہے۔ حضور

marfat.com

اکرم نبی اطہر ﷺ کی شان مبارک کا تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان سر کے بل چل کے روضہ پاک کی حاضری دیں۔ پلکوں سے راہیں صاف کریں اور اسے بھی کم جانیں۔

آخر میں ایک ضروری نکتہ سمجھ لینا بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے ناواقفی بہت سی الجھنوں کا باعث بنتی ہے۔ وہ ضروری چیز یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابتدائی ایام میں خواتین کو صراحۃً زیارت قبور سے منع فرمادیا تھا اور اس پر وعید بھی سنائی تھی۔

یعنی قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔

مردوں کو بھی آپ نے یہ حکم فرمایا یا نہیں اس کی صراحت مذکور نہیں ہے۔ البتہ قرآئن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مردوں کو بھی ممانعت کردی تھی کیونکہ بعد میں جب آپ نے زیارت کی اجازت دی تو اس میں مردوں سے خطاب ہے۔

یعنی میں تمہیں قبور کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ (اب یہ حکم واپس لیتا ہوں) تم قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے۔

جب مردوں کو اجازت ملی تو اسی ضمن میں عورتوں کو بھی مل گئی۔

شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ اللمعات میں صراحت کی ہے۔

قیل لهم الرخصة للرجال والنساء

یہ رخصت مردوں اور عورتوں کو عام ہے۔ (ابوداؤد 461)

چنانچہ ایسے بہت سے حالات و واقعات ہیں جن سے اسی نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت کو روتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

وہ عورت غم کے صدمہ سے اتنی نڈھال اور بے خود تھی کہ آپ کو نہ پہچان سکی اور ایسا جواب دیا جس سے بے زاری اور بدخلقی ٹپکتی تھی۔

marfat.com

حضور ﷺ خاموشی سے تشریف لے گئے۔ بعد میں لوگوں نے اسے آگاہ کیا۔ تمہارے مخاطب نبی کریم ﷺ تھے۔ یہ سن کر وہ عورت بہت گھبرائی اور ہراساں اور پریشان دربارِ نبوی میں حاضر ہوئی اور معذرت طلب کی۔

آپ نے فرمایا صبر وہی ہوتا ہے جو صدمہ کے آغاز میں کیا جائے۔ بعد میں تو قرار آ ہی جاتا ہے۔ (بخاری شریف ص 171)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

خواتین کا قبرستان جانا ممنوع نہیں۔ وگرنہ حضور نبی کریم ﷺ پہلے اس عورت سے ناراض ہوتے اس کے بعد صبر وتقویٰ کی تلقین کرتے، مگر آپ نے وعظ ونصیحت کے سوا کچھ نہ فرمایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کے ساتھ آپ نے عورتوں کو بھی اجازت دے دی تھی۔

اس حدیث کی شرح میں امام قسطلانی کے خیالات بھی علامہ عینی سے ہم آہنگ ہیں۔

اس حدیث کے ذریعہ زیارت قبور پر استدلال کیا گیا ہے۔ چاہے زائر مرد ہو یا عورت زیارت قبور کی ممانعت اور رخصت کی توجیہہ پیش کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی تطبیق اور ان کے مسلک کا بیان فرمایا ہے۔

یعنی قبور کی زائرات پر لعنت فرمانے والی جو بات ہے وہ رخصت سے پہلے کی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے زیارت کی اجازت ورخصت عطا فرما دی تو اب اس میں مرد وعورت دونوں شریک ہیں۔

مزید فرماتے ہیں۔

اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ زیارت قبور میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حدیث سے یہی کچھ سمجھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے تشریف لائیں۔ میں نے کہا

marfat.com

امی جان آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں۔

فرمایا بھائی عبدالرحمان کی قبر سے ہو کر آ رہی ہوں۔

میں نے پوچھا کیا حضور ﷺ نے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا پہلے منع فرمایا تھا لیکن پھر اجازت دیدی تھی۔ (مستدرک 376)

یہ تمام احادیث و واقعات اور دلائل یہ ثابت کرتے ہیں کہ مزارات وقبور کی زیارت سنت نبوی ہے۔ صحابہ واکابر کا اس پر تعامل رہا ہے۔ اس حسین ومقبول عمل میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اسے ناجائز و نامشروع قرار دیا جا سکے۔ اس لئے مسلمانوں کے مزارات وقبور سے روکنے کی کوشش، ایک نئی راہ مذموم بدعت اور اسلامی شریعت وحکم کے خلاف سخت اقدام ہے اور ایک طرح سے خداوندی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے۔ جس کی جرأت ایک صادق وقانت مسلمان کے شایان شان نہیں۔

جب عام مسلمانوں کی قبور کی زیارت جائز، بلکہ ضروری و باعث اجر ہے تو گنبد خضری کی زیارت کی فضیلت کا با آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (گنبد خضری ص 384 تا 390)

گنبد خضریٰ تو اک آسرا ہے کائنات میں درماندہ راہ راوان امت کا۔

قدسیوں کی نگاہیں ہر وقت اسی پاک در کی حاضری اور زیارت کے لئے ترستی رہتی ہیں مگر جس فرشتے کو ایک بار حاضری نصیب ہوگئی پھر قیامت تک دوسری حاضری کے لئے تڑپتا رہے گا مگر وہ صبح سے لے کر شام تک کی ایک حاضری سے اتنا کیف وسرور جمع کر لیتے ہیں کہ قیامت تک اسی نشہ مستی میں مخمور رہتے ہیں اور زبان حال سے گنگناتے رہتے ہیں۔

ان سے لڑی تھی آنکھ کہ برسوں گزر گئے
کچھ ایسا پلا دیا ہے کہ اب تک خمار ہے

ملائکہ ایک حاضری سے روز محشر تک مستی سے سرشار رہیں گے۔ مگر غلامان مصطفیٰ کریم ﷺ پر آقائے نعمت کا کرم ہے کہ ایک بار نہیں لاکھ بار بھی حاضری دیتے رہیں تو صلائے عام ہے۔

تجھے لاکھ بار دیکھا نہیں روح سیر ہوتی
تیرے حسن سرمدی کا ہے عجیب تر نظارہ

marfat.com

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے دربار دُرِ بار گہر بار پر حاضری دینے والوں کی فہرست اتنی ہی طویل ہے جتنی شب فراق کی درازی...... چند ایک باکمال ہستیوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے جن کو سرکار نے اپنا دست اقدس دکھا کر سرشار فرمایا یا دیدار عطا فرمایا یا خواب میں حاضری کا اذن فرمایا یا عالم بیداری میں جلوہ زیبا دکھایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واکابرین کی حاضری

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بعد میں آنے والے امت کے اکابرین قدسی نفوس برگزیدہ حضرات اور عام مسلمان ہر دور میں زیارت روضہ اطہر کے لئے بڑے حساس وفعال رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے بڑی لگن، خاص ذوق وشوق، حسن اہتمام اور عقیدت کے گہرے جذبات کے ساتھ تیاری کرتے اور دیار حبیب کی حاضری دیتے۔

اس عمل زیارت کے بارے میں ان کے ذہن میں روشن تصورات تھے۔ وہ اسے باعث اجر وقرب، سعادت وخیر اور خوش بختی کی اعلیٰ منزل مقصود سمجھتے تھے۔ زیارت و حاضری کے بارے میں منفی خیالات وتصورات سے ان کے پاکیزہ، نورانی ذہن یکسر خالی تھے۔ انوار وھدیٰ اور ملائکہ کی زیارت گاہ گنبد خضرا، ان کی محبت فراواں اور الفت بے پایاں کا مرکز تھا جہاں انہیں تسکین وسرور اور قرب وحضور کی نعمت نصیب ہوتی تھی۔ وہ یہاں آکر عرفان ذات کی روشنی حاصل کرتے اور سینوں میں حقائق کی معرفت کی فروزاں قندیلیں لے کر واپس جاتے۔

قلب وروح کی والہانہ چاہتوں کی آماجگاہ اور نور ونکہت کی رعنائیوں کی جلوہ گاہ جو جگہ ایسی قابل تکریم اور عشق ومحبت کی ناز آفرین ادب گاہ ہو، وہاں بے قرار محبت کی بے خودی ضبط واحتیاط، نیاز وادب اور جوش عشق وگداز قلب کے کیسے پرسوز وحیات افروز مظاہرے ہوتے ہوں گے ان کا چشم خرد سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مرکز تجلیات روضۂ اطہر پر انتہائی عجز وانکسار اور عقیدت و نیازمندی کے ساتھ حاضری دیتے تھے اور اپنی قلبی کیفیات کا حرکات وآداب کے ذریعے مکمل مظاہرہ کرتے

marfat.com

تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔ راوی کہتے ہیں۔

حضرت انس روضۂ انور پر تشریف لائے پھر وہاں کھڑے ہو گئے پھر سلام کرنے کے لئے اس حد تک ہاتھ اٹھائے کہ میں سمجھا نماز پڑھنے کے لئے ہاتھ بلند کر رہے ہیں۔

اس شاندار ادب کے ساتھ انہوں نے اپنے نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا پھر چلے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر جب بھی سفر سے واپس آتے تو روضہ اطہر پر حاضری دیتے اور یوں سلام عرض کرتے۔

یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام

اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر سلام

اے ابا جان آپ پر سلام

اس طرح حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار خلافت حضرت فاروق اعظم میں حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے قاصد و پیغام رساں کی حیثیت سے روانہ کیا۔ اس زمانہ میں آپ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

جب حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے۔ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو کر پہلے روضۂ اطہر پر حاضری دی اور سید عالم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام عرض کیا۔ اس حاضری، زیارت اور سلام سے فارغ ہو گئے تب آپ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پہنچے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام دیا۔ (گنبد خضریٰ 393) (از علامہ محمد معراج الاسلام)

ائمہ اربعہ کے نزدیک گنبد خضریٰ کی حاضری

قرآن وحدیث کا جو فہم قدرت نے ائمہ فقہا کو عطا فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ اور تعامل علمائے امت کی روشنی میں جمہور علماء کا جن مسائل پر اتفاق چلا آرہا ہے ان میں سے ایک متفق علیہ مسئلہ گنبد خضریٰ کی حاضری کا ہے۔ کوئی بڑا

marfat.com

ہی بدنصیب ہے جو اس کا منکر ہے۔

فقہ حنفی

متوجها الى القبر الشريف فتقف بمقدار اربعة ذراع بعيداً عن المقصورة الشريفه لغاية الادب مستدير القبله محاذيا لراس النبى ﷺ ووجهه (الكريم)والا كرام ملاحظا نظره السعيد اليک و سماعة كلامک ورده عليک سلامک و تامينه على و تقول: السلام عليک يا سيدى يارسول الله : السلام عليک يا نبى الله (فتاویٰ عالمگیری ص265، ج اول کتاب الحج (بحوالہ درود وسلام)

فقہ شافعی میں بیان زیارت

وانه حى فى قبره الاعظم و مطلع باذن الله على ظواهرا الخلق و سرائر هم

السلام عليک ايها النبى و رحمة الله و بر كاته

الصلوٰة والسلام عليک يارسول الله

(اعانۃ الطالبین ص314، ج2)

فقہ مالکی میں تذکرہ زیارت

وانه فى قبره حياة برزخية و انه يسمعه و يرد عليه السلام و يقف امامه بادب عدم رفع صوت متوجها اليه بوجهه فيقول

السلام عليک ايها النبى و رحمة الله و بر كاته

السلام عليک يا نبى الله (الفتح ابرنی شرح رسالہ ابن ابی زید القمر والی)

فقہ حنبلی میں ذکر زیارت قبر النبی ﷺ

فقہ حنبلی کی معتبر کتاب (المغنی) میں صاحب کتاب نے ایک مستقل فصل، فصل زیارت

marfat.com

باندھی: فصل: یستحب زیارۃ قبر النبی ﷺ اسی طرح احمد بن قاسم نے (مستوعب) میں الگ باب باندھا ہے۔ باب زیارۃ قبر الرسول ﷺ میں لکھا ہے۔

واذا قدم مدینۃ الرسول علیہ السلام استحب لہ ان یغتسل لدخولہ ثم یاتی مسجد الرسول ﷺ و یقدم رجلہ الیمنی فی الدخول ثم یاتی حائط القبر فیقف ناحیہ و یجعل القبر تلقاء وجھہ

جب مدینہ طیبہ آجائے تو زائر کے لئے زیارت کی خاطر غسل کرنا مستحب ہے۔ مسجد میں آئے تو پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ پھر روضہ اقدس کی چار دیواری کے پاس آ کر ایک طرف کھڑا ہو اور اپنا منہ ادھر ہی رکھے۔ (گنبد خضری ص 400)

قافلہ شوق کی روضہ رسول پر حاضری ﷺ

حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کی حاضری کا انداز

خواجہ شمس الدین (شمس العارفین) سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریف گئے۔ جب آپ روضہ پاک کی زیارت کر رہے تھے تو مجاوروں نے ان سے نام پوچھا۔ قومیت اور پورا پتہ معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا میرا نام جلال الدین اور قوم سید ہے۔ مجاوروں نے متعجب ہو کر کہا۔ جھوٹ ہے کیونکہ سید خوبصورت ہوتے ہیں اور تم کالے رنگ کے ہو۔ آپ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا اگر تم سید ہو تو روضہ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر ندا کرو اگر روضہ شریف سے ندا آئی تو تمہارا قول تسلیم کر لیا جائے گا۔

مخدوم جہانیاں نے ان کے کہنے کے مطابق حق تعالیٰ کے حضور متوجہ ہو کر آنحضرت کے روضۂ اقدس کے سامنے بڑے عجز و نیاز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہا۔ تو اسی وقت اندر سے آواز آئی۔

لبیک یا بُنَیَّ آنحضرت ﷺ کی آواز سنتے ہی تمام مجاور آپ کے مرید ہو گئے۔ کئی سال بعد آپ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے تو مجاروں نے پھر آپ کو گھیر لیا اور عرض کیا۔

marfat.com

آپ مہربانی فرما کر حسب سابق ہم پر ایک بار پھر کرم فرمائیے۔ آپ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عجز و نیاز سے الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہا تو ندا آئی لبیک یا ابنی مخدوم جہانیاں نے باطن کے لئے بھی التجا کی۔ تو فرمان گرامی ملا کہ ہندوستان میں ان علامتوں والا ایک آدمی ہے جس کا نام نصیر الدین ہے اس کے پاس جاؤ۔

یہ فرمان سن کر وہ ہندوستان روانہ ہوئے اور چند روز حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر فیوض باطنیہ سے سرفراز ہوئے۔

(مراۃ العاشقین ص 86,85)

شیخ المشائخ حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی روضہ اقدس پر حاضری

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ختم میں لکھا ہے کہ شیخ عزیز الدین سے روایت ہے کہ ۵۵۵ھ میں سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر حج میں تھا۔ جب وہ مدینہ شریف پہنچے اور روضہ پاک پر حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا۔

السلام علیکم یا جدی۔ اے نانا جان سلام ہو۔

آپ کو جواب ملا۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ تم پر میرا سلام ہوا میرے شہزادے۔ اس کو تمام حاضرین نے سنا۔ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ پر وجد طاری ہو گیا۔ بہت دیر کے بعد بحال ہوئے پھر عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ اگر لوگ ہم سے پوچھیں کہ تم زیارت کر کے آئے تو کیا لے کر آئے ہو۔ تو فرمایا تم جواب میں کہو۔

قُوْلُوْا رَجَعْنَا بِکُلِّ خَیْرٍ وَاجْتَمَعَ الْفُرُوْعُ الْاُصُوْلُ

چونکہ سید رفاعی سادات میں سے تھے۔ لہٰذا یہ فروع ہوئے۔ اور حضور ﷺ اصل ہیں۔

حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ میں قبر انور کے قریب کھڑے ہو کر چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔

جب میں حضور ﷺ سے دور تھا تب اپنی روح کو اپنا نائب بنا کر روانہ کرتا تھا۔ وہ

marfat.com

آپ کی خاک بوسی کر جاتی تھی۔ اب بندہ مع جسم حاضر ہے اپنا دست مبارک بڑھایئے تا کہ اس کا بوسہ لے لوں اور اپنے ہونٹوں کو محظوظ کرلوں۔ یکا یک قبر شریف سے دست مبارک برآمد ہوا۔ نور ہی نور پھیل گیا تمام حاضرین بے ہوش ہو گئے۔ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (درود و سلام ص 274 بحوالہ بیاض الاولیاء ص 262)

اسی مذکورہ واقعہ کے بارے میں الافاضات الیومیہ (ص 472) پہ لکھا ہے کہ اس وقت روضۂ انور پر نوے ہزار کا مجمع تھا جن میں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ ان سب نے اس واقعہ کو دیکھا اور دست مبارک کی زیارت کی۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی گنبد خضریٰ پر حاضری

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے کریم آقا ﷺ کے دربار میں پہنچے تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

یَارَبِّ اِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِیِّکَ ﷺ فَلَا تُرُدَّنَا خَائِبِیْنَ

اے رب کریم ہم نے تیرے پیارے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی ہے پس تو ہمیں ناکام و نامراد واپس نہ پھیر۔

رب العزت نے اپنے کامل بندے پر القاء فرمایا اور ارشاد فرمایا اے اصم: ہم نے تمہیں نامراد و ناکام لوٹانے کے لئے اپنے حبیب کی حاضری کا شرف نہیں بخشا بلکہ ہم نے تیری حاضری فقط کیا قبول کی ہے بلکہ تیرے صدقے سب حاضرین کو بخش دیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضری

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بلند آواز سے یوں عرض پرداز ہوتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُرْسَلِیْنَ

marfat.com

اے رسولوں کے امام آپ پر اسلام ہو۔

اسی وقت روضہ انور سے جواب آیا۔

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ

اور تم پر بھی سلام ہوا ے مسلمانوں کے امام!

اس وقت ہزاروں آدمی وہاں موجود تھے۔ سب نے یہ جواب سنا۔ اور اس وقت سے آپ کی عزت وشہرت بڑھ گئی۔

اور تمام دنیا میں آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اور ساری زمین پر سب سے زیادہ لوگ آپ کے مقلد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت کو یوں بلند فرمایا کہ آپ اعظم آپ کی امامت اعظم، مصلی اعظم، چاروں مذاہب فقہ میں سے آپ کا مذہب حنیفہ اعظم جماعت اعظم۔

(روضہ الاصفیاص 265) درود وسلام علیٰ خیر الانام ص 71، تذکرۃ الاولیاء سفینۃ الاولیاء، باغ جنت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دربار کی حاضری کا ایک حسین منظر

۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو آپ اپنے محبوب ﷺ کی عظمت وجلالت علمی کے جھنڈے (سرزمین مکہ شریف) پر گاڑ کر اور شان قدسی کا سکہ جما کر مجسم عشق و نیاز بن کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ذوق وشوق نے بے خودی و وارفتگی کی کیفیت طاری کردی۔ مدینہ منورہ کے درودیوار اور سہانی فضا کا تصور ذہن میں آیا تو بے اختیار زمزمہ سنج ہو گئے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینے کو چلو صبح دل آرا دیکھو

marfat.com

آب زمزم تو پیا، خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دل خون نابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

معراج کا سماں ہے۔ کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اس پاک در کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل تو ذرا جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں ہاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

جو بارگاہ خوفزدہ دلوں کیلئے امن کا گہوارہ، پژمردہ روحوں کیلئے راحت گاہ اور مایوس انسانوں کیلئے ماویٰ وملجی ہو اس سے بھاگ کر چھپنے کا تصور کسی کے دل میں کیسے آ سکتا ہے۔ اس لئے انکساری اور عاجزی کی انتہائی بلندیوں کو چھوتے ہوئے عرض کناں ہوئے۔

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

اور اس طرح نوازیں گے کہ دل و نگاہ حسن و نور کی جلوہ گاہ بن جائیں گے۔ اس لئے جب کوچہ جاناں میں پہنچے تو طواف کوئے یار کے سوا سب کچھ بھول گئے اور شوق وصال میں سنگ در حضور ﷺ کے چکر لگانے لگے۔ تاکہ بندہ نواز کی نگاہ اٹھے اور ابدی سعادتوں کے در مفتوح ہو جائیں۔ اور نورانی جلوؤں کے جلو میں حسن کی خوشبوؤں میں بسے ہوئے نغمات اٹھنے لگیں۔

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

marfat.com

اس وارفتگی کے عالم میں یقین کامل تھا کہ درِ حبیب سے مایوس وناکام نہیں لوٹائے جائیں گے بلکہ بڑی فیاضی اور خصوصی عنایت سے گوہر مراد، تمنائے دل حزیں کی جھولی میں ڈال دیا جائے گا۔ اور یہ سفر اپنے منفرد مقصد کی حسین حدوں کو چھولے گا اس لئے عالم کیف وسرور میں ہر طرف سے بے نیاز اور اپنی محبت کی دنیا میں گم، مست ومدہوش رہے۔

لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے
مانگیں گے مانگیں جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے نہ حاجت اگر کی ہے
منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اس دفعہ شوق دید کے سوا دل بے قرار کی اور کوئی تمنا نہیں تھی۔ اسی ایک تمنا کو پہلو میں دبائے حاضر ہوئے تھے کہ جان تمنا اپنی کرم گستر فیاض شان کے باعث آنے والے غریب الدیار کو طلعت نور کے جلوۂ بے حجاب سے محروم نہیں رکھیں گے۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں
سنگ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

دل کی حسرتیں زبان بن گئیں، آرزو نے مجسمہ فغاں کا روپ دھار لیا، عشق سراپا سوال بن گیا۔ مگر کوئی پذیرائی نہ ہوئی جیسے پرواہ ہی نہ ہو یا شان تغافل نے عشق کے امتحان کا ارادہ کر لیا ہو۔

marfat.com

اس صورت حال نے عشق کے خرمن صبر وقرار میں آگ لگادی آپ تصور کی گہرائیوں میں کھو گئے اور بے خودی واضطراب کے عالم میں درد دل کو الفاظ کا جامہ پہنایا تو جذبات کی دنیا میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ شوق اپنی آخری سرحدوں تک پہنچ گیا۔ جہاں صبر وشکیب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور جہاں یار کے سوا ہر مداوا نا کام ہو جاتا ہے۔ اس مقام تک پہنچ کر دلسوزی، بے قراری، عجز و نیاز اور بے پناہ عقیدت کا ایسا عالم طاری ہوا کہ ہچکیوں اور آہوں کی زبان میں وہ کچھ کہہ دیا جس کے بعد کہنے کے لئے کچھ اور باقی نہیں بچتا۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں — در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں — دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا — تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

عشق کی اس افتادگی، شوق دید کی اس شدت و بے تابی اور انداز طلب پر محبوب ﷺ کو بھی رحم اور پیار آ گیا وہ در مراد مفتوح ہو گیا جس کے لئے ایک عاشق صادق نے اپنا دل کھول کے رکھ دیا تھا۔ جلووں کی قدسی بارات میں وہ حسن نمودار ہوا جس کی دید کے لئے اہل سعادت واصحاب نظر کا انتخاب کہا جاتا ہے اور اصل دل جس کے لئے آرزو مند رہتے ہیں اور ایک جھلک کے لئے التجائیں کرتے رہتے ہیں۔ جس کا ایک جلوہ دولت کونین سے بڑھ کر اور اہل عشق کے نزدیک عین ایمان اور روح سعادت ویقین ہے۔

پھر وہ سعادت بداماں گھڑی آ گئی جس کے لئے عشق ماہی بے آب اور مرغ بسمل کی طرح تڑپ کر جان پر کھیل جانا چاہتا تھا۔ بیداری کے عالم میں سید عالم ﷺ جلوہ افروز ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی آنکھوں نے رخ یار کا جلوہ دیکھا اور آپ نے مقصد زیست کو اتنا قریب پا کر فرحت وسرور سے جھوم اٹھے۔

marfat.com

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں، سب غم بھلا دیئے ہیں

(گنبد خضریٰ ص 442 تا 447)

دیو بند کے روحانی پیشوا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی گنبد خضریٰ کی جالیوں کے سامنے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بے مثل عاشق رسول ﷺ ہیں۔ عجیب بات ہے کہ دیو بند مکتبہ فکر کے افکار اور شاہ صاحب کے ذوق و معمولات کے درمیان ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے حلقہ ارادت میں ان کو قبول کیسے فرمالیا اور وہ لوگ جو خشکیوں کے صحراؤں میں بھٹکنے والے ہیں انہوں نے ایسے عاشق دلفگار سے اپنا رشتہ جوڑ کیسے لیا۔ (یہ ایک الگ موضوع ہے) حضرت حاجی صاحب کا دربار نبوی میں یہ مقام ہے کہ ایک رات سید کونین ﷺ نے خواب میں حاجی صاحب کو ارشاد فرمایا: میری زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آؤ۔ (اس ارشاد نبوی سے عقیدے کے ہزاروں مسئلے کھلتے ہیں) دیو بند کو جن سے شدید اختلاف ہے۔

بہر حال حاجی صاحب صبح اٹھے اور شوق دید کی خاطر بے تابی کے ساتھ عازم طیبہ ہوئے۔ زاد سفر کا بھی اہتمام نہ فرمایا۔ بعد میں آپ کے بھائیوں کو علم ہوا تو وہ زاد سفر لے کر حاضر ہوئے۔

آپ جب شوق فراواں لے کر اپنے آقا دو جہاں سید عالم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو درد و سوز میں ڈوبی ہوئی آواز میں سلام پیش کیا۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنے مدعو مہمان کی عزت افزائی فرماتے ہوئے گنبد خضریٰ سے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔ وہ

marfat.com

آواز جو بارگاہ رسالت سے رحمت کا تحفہ بن کر آئی تھی وہ قلب ونظر کی گہرائیوں میں اتر گئی اور روحانی وجسمانی لذتوں کا سامان بن گئی۔ (ملخص گنبد خضریٰ ص 438)

فضائل درود شریف

درود وسلام وہ عبادت ہے۔ جو مخلوق کے لئے سعادت بداماں عبادت ہے۔ اور خالق کائنات کی مبارک عادت ہے۔ یہ ایسی ادا ہے جس میں وحدہ لاشریک بھی شریک ہے۔

وقت کی کوئی گھڑی اور کوئی اکائی ایسی نہیں جس میں اس بارگاہ جمال میں عقیدتوں کی پتیاں نچھاور نہ ہو رہی ہوں۔

رب العزت ہر لحہ اپنے حبیب مکرم ﷺ پر درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں عالم بالا سے برسا رہا ہے۔

چودہ طبق کے ملائکہ ہر ساعت اور ہر لحہ یوں رطب اللساں ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ﷺ

علامہ عراقی نے کیا خوب فرمایا۔

ثنائے زلف و رخسارے تو اے ماہ ملائک ورد صبح و شام کردند

وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جن کی ہر بزم نغمہ درود وسلام سے مزین ہوتی ہے۔ ان کے لئے آسمانوں سے رحمتوں کی گھٹائیں جھومتی ہوئی آتی ہیں۔

اور وہ لوگ کتنے نادان اور بدنصیب ہوتے ہیں جن کی محفلوں میں نہ ذکر خدا ہوتا ہے اور نہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے ترانے ہوتے ہیں۔ ایسی محافل ان کے لئے وبال جان بن جائیں گی۔ کیونکہ سرور انبیاء ﷺ نے فرمایا ہے

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّھِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ ترۃ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَھُمْ

آج لوگ دلائل مانگتے ہیں کہ صحابہ کرام نے اذان سے پہلے یا بعد میں درود شریف

marfat.com

کہاں پڑھا ہے۔

درود وسلام تو صحابہ کرام کی زندگیوں میں یوں رچا بسا ہوا تھا جیسے آنکھوں میں نور اور پھول میں خوشبو ہوتی ہے کیا ان کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام درود شریف کے بغیر کسی عبادت کو عبادت تصور کرتے تھے۔ اذان بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور درود شریف بھی خدا کی بندگی ہے۔

وہ صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے مسجد میں دایاں قدم رکھتے تو اپنے یار کی کرم گستریوں کو یاد کر کے بطور شکرانہ حبیب خدا ﷺ کی ذات پر درودوں کی ڈالیاں اور سلاموں کی پتیاں نچھاور کرتے تھے۔ کہ شکر ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے صدقے ہمیں مسجد میں آ کر اپنی جبین نیاز بارگاہ مولا میں جھکانے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور یہ سعادت ان کا ذاتی کمال نہ تھا بلکہ یہ بھی رحمت کل کی مہربانی تھی جس نے ان کو اسی بات کی تعلیم دی تھی۔ ارشاد گرامی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ ﷺ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

ترجمہ: سرکار نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مجھ پر درود شریف بھیجے پھر دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے خارج ہو تو بھی مجھ پر درود بھیجے اور پھر اس طرح دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے مذکورہ دعا خود رحمت کونین نے ساری امت کو تعلیم فرمائی ہے۔

اسی طرح دیگر عبادات کی ابتداء میں یا انتہا پر درود شریف کی مہر لگا کر عبادت کو بارگاہ

marfat.com

صدائیں میں بھیجیں تو یقیناً درود شریف کے صدقے عبادت بھی قبول ہو جائے گی کیونکہ درود شریف تو کسی مومن کی طرف سے رد ہو ہی نہیں سکتا۔

اذان کے کلمات توحید و رسالت اور دعوت حق و فلاح پر مبنی ہیں۔ جو شخص اذان کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے وہ تو رحمت حق کی تجلیات نور و نکہت کو لوٹتا ہی رہتا ہے۔ مزہ تو یہ ہے کہ رحمت عالمیان ﷺ نے ان رحمتوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کی تعلیم فرمائی ہے کہ ساری امت مصطفیٰ ﷺ اس رحمت سے بہرہ ور ہو۔

کیا خیال ہے کہ صحابہ کرام نے ان انوار و تجلیات کو جی بھر کر نہ سمیٹا ہوگا۔ یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے آقا جان کے حکم کے مطابق ضرور عمل فرمایا ہوگا کیونکہ سرکار کا ارشاد گرامی ہے۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا الخ

ترجمہ: جب مؤذن کو تم اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ (یعنی دس رحمتوں کے پھول برساتا ہے۔) (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا عبادت بھی ہے۔ بندے کی ضرورت بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے رابطے کا وسیلہ بھی ہے۔

ہر بندہ چاہتا ہے کہ میری دعا مرتبہ کمال تک جا پہنچے۔ ہمارے کریم آقا ﷺ نے دعاؤں کی قبولیت کا راز اور انداز بتا دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نماز سے فارغ ہو کر دعا سے پہلے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ پھر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے۔ پھر دعا مانگتے۔ اگر کوئی نو مسلم ان آداب دعا سے واقف نہ ہوتا تو سرکار کائنات ﷺ یا صحابہ کرام اسے دعا مانگنے کا انداز سکھاتے تھے۔

ارشاد گرامی ہے۔

marfat.com

عن عبد اللّٰہ قال کُنتُ اُصَلِّیۡ وَ النَّبِیُّ ﷺ وَ اَبُوبَکرٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عَنۡھُمَا مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسۡتُ بَدَاتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ ثُمَّ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِ ﷺ ثُمَّ دَعَوۡتُ لِنَفۡسِیۡ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سَلۡ تُعۡطَہٗ

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔
جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر میں نے درود شریف پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگنے لگا تو میرے آقا کریم ﷺ کو یہ انداز طلب بڑا پسند آیا تو فرمایا: اے عبد اللہ مانگ جو مانگے گا تجھے عطا کیا جائے گا۔

اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اَلدُّعَا وَ الصَّلٰوۃُ مُعَلَّقٌ بَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ فَلَا یَصۡعَدُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ مِنۡہُ شَیۡءٌ حَتّٰی یُصَلِّیۡ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

کہ دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی اس وقت تک درمیان میں لٹکتی رہتی ہے جب تک کملی والے محبوب کی خدمت اقدس میں صلوۃ والسلام پیش نہ کیا جائے۔

حضرت شیر خدا سے مروی ہے کہ

اِنَّ الدُّعَاءَ مَحۡجُوبٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ الدَّاعِیُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

کہ دعا اس وقت تک پردوں میں چھپی رہتی ہے جب تک سرکار کی بارگاہ عالی جناب میں درود شریف نہ پڑھا جائے۔

ساری عبادتیں قرب خدا اور قرب مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہیں مگر درود شریف پڑھنے والا قرب کی آخری منزلوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو بندہ جتنا حضور ﷺ کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے حریم ناز میں باریاب

marfat.com

ہوتا ہے۔ جو سرکار کی ذات سے دور ہوتا ہے وہ رحمت ربانی سے بھی دور دور ہوتا جاتا ہے۔

کثرت سے درود وسلام پڑھنے والوں کو اکثر خوابوں میں دیدار کرائے جاتے ہیں۔

پھر وہ مزید تمنا کرتے ہوئے یوں عرض پرداز ہوتے ہیں۔

جاگتی آنکھوں میں بھی آ جاؤ کبھی خوابوں میں ملاقات ہوا کرتی ہے اکثر

آقائے کونین ﷺ جن پر راضی ہو جاتے ہیں انہیں فقط جلوے ہی نہیں دکھائے جاتے بلکہ ان کی جبین نیاز رحمت عالم کی بوسہ گاہ بن جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا آپ نے شبلی دیوانے کا کھڑے ہو کر استقبال کیوں کیا ہے؟ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ کیوں دیا ہے؟ وہ تو دیوانہ سا آدمی ہے۔ گلیوں میں پھرتا ہے تو بچے اسے پتھر مارتے ہیں۔ اس کی کیا ادا آپ کو پسند آئی کہ اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

حضرت ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کو تم دیوانہ سمجھتے ہو۔ اس کے مقابلہ میں میں کیا ہوں۔ اس دیوانے (فرزانے) کا تو استقبال کونین کے ماہی عرش اعظم کے راہی، سید الانبیاء ﷺ کو میں نے کرتے دیکھا ہے۔ رات کو خواب میں جب یہ دیوانہ اپنے یار کی خدمت میں پہنچا تو والیٔ دو جہاں اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ماتھے پر بوسہ دیا۔ کیونکہ ستر سال سے یہ دیوانہ ہر فرض نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ) پڑھ کر تین بار یہ درود شریف پڑھتا ہے۔ صلی اللہ علیک یا محمد ﷺ

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ خوب جانتے ہیں کہ کون کتنا درود پڑھتا ہے اور کس ذوق اور لگن سے پڑھتا ہے۔ اصل قدر تعدادی نہیں۔ بلکہ عشق ومحبت سے پورے انہماک سے درود وسلام پڑھنے کی ضرورت ہے۔

کوئی دل سے اپنے آقا کو یاد کرے آج بھی آپ تشریف لاتے ہیں۔

وہ تو کئی بار بے حجاب آئے مجھ کو میرے حجاب نے مارا

marfat.com

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی مشہور روایت ہے کہ آپ کوئی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ وہی ہیں جن کو دور فاروقی میں ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز تراویح میں امامت کا شرف حاصل ہوا۔

انہی کو بے مثال ذوق قرآن دیکھ کر زبان رسالت سے یہ مژدہ سنائی دیا۔

قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَءَ عَلَیْکَ

کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن سناؤں پھر سرکار نے ان کو سورۃ البینہ پڑھ کر سنائی تھی۔

انہوں نے اپنے پیارے آقا سے درود شریف کے بارے میں عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃِ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ، قَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ الخ

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

میں آپ کی بارگاہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمائیے کہ میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا جتنا تیرا دل چاہے۔

عرض کیا کل وقت کا چوتھائی حصہ؟ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔

عرض کیا نصف وقت فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی تو فرمایا جتنا چاہو۔ لیکن اگر درود شریف بڑھا دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو میں نے عرض کیا آقا میں سارا وقت درود شریف ہی پڑھتا رہوں گا۔ سرکار نے فرمایا تب تو تمہارے غموں کو کافی ہوگا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا۔

(ترمذی شریف بحوالہ مشکوۃ، مرات شرح مشکوۃ ص 103، ج 2)

جن کانوں نے ایک بار صدائے حبیب ﷺ کی حلاوت کو چکھ لیا۔ پھر وہ زندگی بھر اس

marfat.com

آواز کے ترنم اور لہجہ کی مٹھاس کوترستے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے کان بجتے تو محبوب کو یاد کر کے فوراً درود وسلام پڑھتے تھے۔ کیونکہ انہیں تعلیم بھی اسی طرح دی گئی تھی۔

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیَذْ کُرْنِیْ وَلْیُصَلِّ عَلَیَّ (جواہر البحار ص166، ج4)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کان بجنے لگے مجھے یاد کیا کرو اور مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔

الغرض صحابہ کرام نے اپنے آقا کی بارگاہ سے یہی انداز تربیت پایا تھا۔ وہ اسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے دین اور دنیا کے ہر معاملے اور ہر حاجت کے لئے درود وسلام کو وسیلہ جلیلہ تصور کرتے ہوئے اس کو بارگاہ نبوت میں پیش کرتے تھے اور منہ مانگی مرادوں سے جھولیاں بھرتے تھے۔

سرکار نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً فَقُضِیَتْ لَہٗ مِاۃُ حَاجَۃٍ

(خصائص کبری ص260، ج2)

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا۔ (میرا اللہ) اس کی سو حاجات پوری کرے گا۔

صحابہ کرام کا عمل اس امت کے لئے سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کا عمل سند کا مرتبہ رکھتا ہے۔ ان کی زندگی کا لمحہ یاد محبوب کی یادگار ہے۔ ان کی صبحوں اور شاموں کے حسین مناظر ذکر حبیب سے رنگیں اور مالا مال نظر آتے ہیں۔

آفتاب جہاں تاب اپنی روپہلی کرنوں کے جلو میں افق ومشرق سے ابھرتا تو صحابہ کرام اپنے جان سے پیارے محبوب کی خدمت میں درودوں اور سلاموں کا تحفہ پیش کرتے اور جب سورج اپنے جلوے سمیٹ کر سرمئی پہاڑیوں کی اوٹ میں روپوش ہوتا نظر آتا تو صحابہ کرام اپنے یار پر درود شریف پیش کرتے کیونکہ سرکار نے فرمایا تھا:

marfat.com

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَیُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

سرکار نے فرمایا: جو صبح ہوتے ہی اور شام پڑتے ہی مجھ پر دس دس بار درود شریف کا تحفہ پیش کرے گا تو روز محشر میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (خصائص الکبریٰ ص 260، ج 2)

غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں ہوتے یا پہاڑ پر، صحراؤں میں ہوتے یا دریاؤں کے جزیروں میں، حضر میں ہوتے یا سفر میں حلقہ احباب میں، ہوتے یا نرغہ اغیار میں ہر جگہ ہر گھڑی اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتے درودوں اور سلاموں کے ارمغان پیش کرتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ہم جہاں سے بھی پکاریں گے، محبوب سن بھی لیں گے اور کرم نوازیوں سے بھی نوازیں گے، اور سلاموں کے بدلے رحمتوں بھرے جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ والی کائنات نے انہیں یقین دہانی کرار کھی تھی کہ امت اپنے نبی کو جب بھی اور جہاں سے بھی پکارے گی۔ اس کی فریاد مسموع ہوگی۔ اس کا تحفہ درود وسلام قبول کیا جائے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان سے روایت کرتے ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ (شفا شریف ص 64، ج 2)

ترجمہ: فرمایا تم جہاں بھی ہو مجھ پر تمہارا درود شریف پہنچتا ہے۔ (درود شریف پڑھا کرو)

یاران حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اہل لغت تھے۔ لغت عرب کی وسعتوں اور باریکیوں سے ان سے بڑھ کر کون واقف تھا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے بھی خوب واقف تھے۔

آج ہمارے پاس تو ان کے پڑھے ہوئے درودوں کا سرمایہ ہے۔ مگر ان کے پاس حسن کائنات اور کائنات حسن کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے ان کے وجدان اور عشق کے خزانوں میں سے جو اعلیٰ ترین خزانہ ہوتا اسے پیش کرتے تھے۔ وہ ہماری طرح محدود اور

marfat.com

مروج صیغوں کے پابند نہ تھے بلکہ وہ اپنے ذوق محبت کے تحت جذبات عشق کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر صیغوں اور لفظوں کے اور بندشوں اور ترکیبوں کے اعلیٰ اور نفیس ترین مروارید کھینچ کر لاتے اور عشق ومحبت اور کوثر وتسنیم کے پانیوں سے ڈھلی ہوئی معطر ومعنبر پاکیزہ زبانوں میں صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کو اپنے اطلاق پر رکھتے ہوئے ہزاروں انداز میں درود شریف پیش کرتے تھے۔ یہ ہمارا دعویٰ نہیں بلکہ دیو بند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ درود شریف کے چودہ ہزار صیغوں میں سے کسی انداز میں کوئی درود شریف پڑھے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سب پہنچتے ہیں۔

تفہیم صلوٰۃ وسلام کے لئے سرکار تو کسی ڈکشنری کے محتاج نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ذوق سے درود شریف پڑھا جائے وہ جلد قبول ہوتا ہے۔ اس کے اثرات جلد ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض نادان اس بحث میں الجھ کر اس سعادت سے محروم رہتے ہیں اور دوسروں کو محروم کر دیتے ہیں کہ فقط درود ابراہیمی ہے کیونکہ وہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ان سے کوئی پوچھے درود ابراہیمی تو وہ ہے جو حضرت ابراہیم نے پڑھا قدرت نے اسے ہماری نماز کا حصہ بنا دیا۔ مگر کوئی یہ تو بتائے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب) کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تو صبح ازل سے آمنہ کے لال پر درودوں کے پھول برسا رہے ہیں۔ وہ کون سے صحیفے ہیں اور وہ کون سے درود ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی کروڑوں سال پہلے سے پڑھے جا رہے ہیں۔

ان لوگوں کا انداز حیات اور زاویہ نگاہ غلط ہے جو درود شریف کے صیغوں کو صرف درود ابراہیمی تک محدود تصور کرتے ہیں۔ بلکہ ہر وہ انداز صلوٰۃ وسلام درست ہے جس میں لفظ صلوٰۃ اور سلام پایا جائے۔

درود شریف کوئی کسی زبان میں پیش کرے محبت شرط ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفیٰ ﷺ جان رحمت کی بارگاہ ناز میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا ہے۔ بارگاہ رسالت میں اسے پذیرائی نصیب ہوئی۔ آج

marfat.com

چار دانگ عالم میں اسے شہرت نصیب ہوئی ہے۔ اور بچے بچے کی زبان پر قریہ قریہ کوچہ کوچہ میں گونج رہا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

یا

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

مذکورہ درود شریف اہل سنت والجماعت کی پہچان بن گیا ہے۔ اب کوئی لاکھ مرتبہ کہتا رہے کہ میں سنی ہوں۔ ہم اہل سنت ہیں۔ اگر وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا قائل نہیں اور بھرپور طریقے سے اس کا پرچار کرنے والا نہیں تو اہل سنت ہونے کا اس کا دعویٰ غلط ہے۔ اگرچہ اکابر دیوبند اس درود شریف کے جواز کے قائل ہیں۔ مگر آج تک ان کے سٹیجوں سے ذوق وشوق کے ساتھ واشگاف انداز میں کبھی پڑھتے ان کو دیکھا نہیں گیا۔

دیوبند کے ناظم اعلیٰ کا اعتراف

حسین احمد مدنی کے الفاظ قابل توجہ ہیں۔

حالانکہ ہمارے (دیوبند کے) مقدس بزرگان دین اس صورت الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا کیوں نہ ہوں۔ مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص 65 تا 66)

حکیم الامت دیوبندیہ کا اعلان

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ۔ (شکر النعمۃ بذکر رحمۃ اللہ علیہ ص 18)

تھانوی نے امداد المشتاق میں اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول وشمائم امدادیہ) ملفوظات امداد اللہ سے نقل کیا ہے۔ کہ

marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ کے جواز میں کوئی شک نہیں۔
مولوی رشید احمد گنگوہی بھی لکھتے ہیں کہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

میں یارسول اللہ ﷺ کا کوئی کلمہ اس عقیدہ سے کہے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش دربار میں کرتے ہیں تو درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 176)

گنگوہی صاحب نے احتیاطاً یہ قید لگائی ہے ورنہ بات سیدھی سادھی ہے جو احادیث شریف میں بیان ہوئی ہے۔

قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَرَاَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَاْتِیْ بَعْدَکَ مَا حَالُھُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ وَ تُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃَ غَیْرِھِمْ عَرْضًا

ترجمہ: سرکار سے پوچھا گیا کہ فرمائیں ان درود بھیجنے والوں کے بارے میں جو درود بھیجتے ہیں آپ پر حالانکہ وہ آپ سے غائب ہیں اور جو آئیں گے آپ کے بعد ان دو شخصوں کا آپ کے نزدیک کیا حال ہے۔ فرمایا میں خود سنتا ہوں درود اپنے عاشقوں کا اور میں پہچانتا ہوں ان کو اور پیش کیا جاتا ہے مجھ پر درود فرشتوں کے ذریعہ سے دوسروں کا۔

(دلائل الخیرات فضائل الصلوٰۃ۔ ص 208)

از ترجمہ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

انبیاء کرام کے حقوق

عدم تفرقہ

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (البقرہ)

ہم (ان انبیاء کرام) میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔(یعنی اللہ تعالیٰ)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرہ:285)

(سب نبیوں کا دین ایک ہی ہے اور) ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (یعنی ہر ایک پر ایمان رکھتے ہیں)

تفرقہ ڈالنے والوں کے لئے ذلت کا عذاب

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (النساء)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض (پیغمبروں) کو نہیں مانتے۔ اور چاہتے ہیں کہ انبیائے کرام میں (مغایرت ثابت کر کے) کفر اور ایمان کے درمیان کوئی راستہ اختیار کریں۔ تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہی ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

انبیاء کرام میں تفرقہ نہ پیدا کرنے والوں کے لئے پیغام

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

marfat.com

يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿النساء﴾

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے درمیان کسی تفرقہ کے قائل نہ ہوئے تو یہی لوگ ہیں جن کو اللہ (حشر کے دن) ان کے اجر عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہے اور علیم و خبیر بھی ہے۔ اس نے زمینی نظام کی آبادکاری کیلئے اور خلافت ارضی کو قائم کرنے کیلئے اولاد آدم علیہ السلام کے پاس اپنے رسول مبعوث فرمائے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کے ساتھ شیطان اور اس کی آل، اولاد بھی مصروف عمل ہے۔ انسان کے اندر برائی کو قبول کرنے کی طاقت یعنی نفس بھی روز اول سے ہی برسرپیکار ہے۔ اس لئے زمین کے نظام میں اکثر گڑبڑ پیدا کرنے والے عناصر نظام عالم کو درہم برہم کرنے کے ذریعے ہوتے اور طاغوت کا تسلط جم جاتا۔ خدائے واحد کے احکامات معطل ہو کر رہ جاتے تو قدرت امن عالم کے لئے اس دور میں اپنا برگزیدہ رسول مبعوث فرماتی۔ جو لوگوں کو شریروں کے چنگل سے آزادی کے لئے پوری قوت کے ساتھ جہاد کرتا۔

انبیائے کرام کا یہ زریں سلسلہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع کر کے ہمارے آقا و مولا سید نا و ملجانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک مکمل ہوا۔ ان کی مکمل تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے البتہ حدیث شریف کی رو سے ایک لاکھ کم و بیش چوبیس ہزار انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

تمام پیغمبروں پر ایمان رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔ اور نفس نبوت کے لحاظ سے سب انبیاء برابر ہیں۔ البتہ بعض کے بعض پر درجے بڑے ہیں۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (البقرہ:253)

یہ ذیشان رسول ہیں جن کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت بخشی ہے۔

انبیائے کرام کے بارے میں اہم معلومات جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ان کی نبوت پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ اس لئے کہ کوئی شخص اگر نادانی میں کسی بھی نبی اللہ کے بارے میں ایسی بات کرے جس سے کفر لازم آتا ہو تو آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

marfat.com

اس لئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

نبی اور رسول میں فرق

نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو مگر رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں سے بھی رسول ہیں۔ (اگر چہ وہ رسول عام انسانوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ اللہ کا پیغام خاص انسانوں تک پہنچاتے تھے)

نبی اور وحی کا رشتہ

نبی ہونے کیلئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے۔ خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔

انبیاء کرام کی مشہور کتابیں

بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن عظیم جو کہ سب سے افضل کتاب ہے۔ سب سے افضل رسول حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔ سب آسمانی کتابیں حق ہیں۔ جو کچھ ان میں تھا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

وحی نبوت

وحی انبیاء کے لئے خاص ہے۔ جو کسی غیر کے لئے مانے وہ کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو کچھ بتایا جائے وہ بھی وحی ہے۔ اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

نبوت کسبی ہے یا عطائی

نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے سے حاصل کر سکے یہ محض عطائے الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا کرے۔

تعداد انبیاء علیہم السلام کا تعین

پیغمبروں کی تعداد معین کرنا جائز نہیں کیونکہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں۔ معین تعداد

marfat.com

پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

درجات انبیاء علیہم السلام

نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ سب سے افضل ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سرکار کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام، ان حضرات کو مرسلین الوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین، انس و ملک و جان و جمیع مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح سرکار تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں اسی طرح سرکار کے صدقے تمام امتوں سے امت محمدیہ ﷺ افضل ہے۔

خاص بات

تمام انبیاء کرام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت و عزت والے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گمراہی اور کلمہ کفر ہے۔

معجزہ نبوت کی دلیل

نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر محالات عادیہ (عام انسانوں سے جو کام ممکن نہیں ہوتے) کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اس کی مثل کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دعویٰ کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرما دیتا ہے۔ اور منکرین عاجز رہتے ہیں۔ اسی کو معجزہ کہتے ہیں جو شخص نبی نہ ہو مگر نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ محال عادی کو دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا۔

فائدہ: نبی سے جو بات خلاف عادت (اعلان) نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔ ولی اللہ سے ایسی بات صادر ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ عام مومنین سے ظاہر ہو تو معونت کہلاتی ہے۔ بے باک کفار و فساق سے ظاہر ہو تو استدراج کہلاتا ہے۔ ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت کہلاتی ہے۔ (بہار شریف ص13,16)

marfat.com

حقوق النفس

اپنی جان کی حفاظت

جان رب العزت کی عطا ہے جان ہے تو جہان ہے۔ اللہ پاک کی عظیم الشان نعمت جان ہے۔ اس کی قدر ہر صاحب جان پر فرض ہے۔ یہ ایک بہت بڑی امانت ہے۔ زندگی بندہ مومن کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (الملک)

"برکت والی ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں تمام تر بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے۔

وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (البقرہ)

"راہ خدا میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

مفسرین نے اس آیت کے مختلف مفاہیم بیان کئے ہیں۔ بعض کے نزدیک خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے مراد ہے کہ جہاد کو چھوڑ دو گے تو دشمن تمہیں دبوچ لے گا بعض نے کہا کہ راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے تو تم پر محتاجی مسلط کر دی جائے گی اور ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور بعض نے کہا کہ اللہ کی راہ میں اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرو تا کہ سارا مال خرچ کرنے سے افلاس کی دلدل میں پھنس کر خود کو ہلاک نہ کرالو۔

بہر حال جان کی بقاء اور حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے راستے میں امکانی مال خرچ کیا جائے تا کہ اضافہ ہو اور برکت ہو اور دشمنان اسلام سے جہاد جاری رکھا جائے

marfat.com

تاکہ غلبہ اسلام باقی رہے۔

دوسری جگہ قرآن مجید نے اس مضمون کو یوں واضح کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (النساء)

''اے ایمان والو: ناحق ایک دوسرے کے مال خورد برد نہ کرو۔ ہاں آپس کی رضا مندی سے خرید وفروخت ہو (اس میں کچھ نفع ہو تو حرج نہیں) اور خود کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے''۔

اس آیت میں باہم اپنے اموال کو ناحق کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور **لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ** کے الفاظ میں حفاظت جان کا تصور دیا گیا ہے۔

بعض مفسرین نے اس سے خودکشی مراد لی ہے۔ بعض نے کہا کہ مسلمانوں کی آپس میں خونریزی سے منع کیا گیا ہے اور کچھ مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد ہے کہ بندہ مومن خود کو کسی ایسی مشقت میں نہ ڈالے جس کا وہ متحمل نہیں ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دور حاضر کے محمود آلوسی بغدادی جناب محقق زماں علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ نے بڑی وضاحت فرمائی ہے۔

اپنے آپ کو قتل کرنے کی ممانعت کے تین محمل ہیں

اس آیت کے تین معنی ہیں۔

1۔ مسلمان ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ (صحیح مسلم) اس لئے اگر مسلمان نے ایک دوسرے کو قتل کیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنے آپ کو قتل کیا۔

2۔ کوئی ایسا کام کیا جس کے نتیجہ میں تم ہلاک ہو جاؤ اس کی مثال یہ حدیث ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سرد رات میں جنبی ہو گئے۔ تو آپ نے

marfat.com

تیمم کیا اور یہ آیت پڑھی لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ پھر سرکار کی خدمت اقدس میں اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے ان کو ملامت نہیں فرمائی (بخاری شریف کتاب التیمم باب 7)

عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال شهد نامع رسول اللّٰه ﷺ حنينا فقال رسول اللّٰه ﷺ لرجل من معه يدعی الاسلام هذا من اهل النار فلما حضر القتال قاتل الرجل من اشد القتال و كثرت به الجراح فجاء رجل فقال يارسول اللّٰه ﷺ ارايت الذی تحدث انه من اهل النار قد قاتل فی سبيل اللّٰه من اشد القتال فكثرت به الجراح فقال اما انه من اهل النار فكاد بعض الناس يرتاب فبينما هو علی ذالک اذوجد الرجل الم الجراح فاهوی بيده الیٰ كنانته فانتزع سهما فانتحربها فاشتلد جال من المسلمين الیٰ رسول اللّٰه ﷺ فقالو يارسول اللّٰه ﷺ صدق اللّٰه حديثک قد انتحر فلان و قتل نفسه فقال رسول اللّٰه ﷺ اللّٰه اكبر اشهدانی اللّٰه عبد اللّٰه و رسوله يا بلال قم فاذن ان لا يدخل الجنته الا مومن وان اللّٰه ليويد هذا الدين بالرجل الفاجر (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں حاضر ہوئے آپ نے ایک شخص کے بارے میں جو اس جنگ میں آپ کے ساتھ شریک تھا فرمایا کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتا ہے وہ دوزخی ہے۔ چنانچہ جب لڑائی کا وقت آیا وہ آدمی خوب لڑا اور شدید زخمی ہوا۔ ایک آدمی نے سرکار ﷺ سے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ شخص خوب لڑ رہا ہے۔ اور شدید زخمی ہو چکا ہے۔

آقائے رحمت ﷺ نے فرمایا بے شک وہ دوزخی ہے۔ عین ممکن تھا کہ آپ کے ارشاد پر کچھ لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے مگر ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اس آدمی

marfat.com

نے زخموں کی تاب نہ لا کر ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور تیر نکال کر خود کو ذبح کر ڈالا۔ یہ سنگین صورت حال دیکھ کر کچھ صحابہ کرام جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کناں ہوئے۔ (اے غیب کی خبریں دینے والے) آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیش گوئی کو سچا ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس شخص نے خود اپنا گلا کاٹ دیا ہے اور مر گیا ہے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اے بلال کھڑے ہو جاؤ اور اعلان کر دو کہ جنت میں مومن کے سوا اور کوئی نہیں جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد فاجر آدمی سے (بھی) کروائے گا (بخاری شریف)

حفاظت جسم وجاں

بندہ اپنی جان کا مالک نہیں مگر امین ہے۔ امانت کا تحفظ امین پر لازم ہے۔ وجود کے انگ انگ کی نگہداشت ضروری ہے۔ موسمی اثرات سے بچانا، گرمی و سردی کے مضر اثرات سے خود کو بچانا انسان کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ کیونکہ صحت کا نظام بگڑ جائے تو اسے درست ہونے تک کئی اور خرابیوں کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنی حفاظت سے غفلت اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ اور اس کی نعمتوں کی بے قدری ہے۔ کسی بھی بیماری کے ابتدائی مرحلہ میں اسے کنٹرول نہ کیا جائے تو وہ پورے وجود کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔

اگر وجود تندرست ہو تو دل و دماغ اور فکر و شعور توانا اور قوی ہوں گے۔

اگر انسانی جسم کمزور اور لاغر و نحیف ہوگا اور طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوگا تو دماغ بھی صحت مند افکار پیدا کرنے سے قاصر ہوگا۔

جو قلب و ذہن بیماریوں کی لپیٹ میں ہوگا وہ تو محض پرزہ معطل بن کر رہ جائے گا صحت مند معاشرہ پیدا کرنے اور معاشرے کو قومی اور بین الاقوامی ترقی سے ہمکنار کرنے سے معذور ہوگا۔

اس لئے ضروری ہے کہ بندہ مومن جس کے ہاتھوں میں اقوام عالم تک پہنچانے کے

marfat.com

لئے صحیفہ حیات تھمایا گیا ہے۔ اس کا ہاتھ قوی اور امین ہوتا کہ اس زمین کے گوشہ گوشہ تک نظام مصطفی ﷺ کا نور پھیل جائے کفر و طاغوت سے برسر پیکار رہنے کے لئے اور عالم کو نور اسلام سے روشناس کرانے کے لئے ضروری ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد ہر طرح کی صحت سے مالا مال ہو۔ ورنہ کفر و شرک کے علم بردار خود تو بے چین رہتے ہی ہیں مگر پر امن معاشرہ کو اپنی شرارتوں سے بے چین کر دیں گے۔ چونکہ امت مصطفی ﷺ ساری امتوں کی سردار ہے اور روز محشر تک اس کی سروری اقوام عالم پر قائم رہے گی۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اسی امت کا اولین فریضہ ہے۔ نیکی کی دعوت اور برائی سے منع کرنے کا فریضہ کسی بیمار الوجود انسان کے بس کا روگ نہیں۔

خلافت ارضی کا تحفظ جو حضرت آدم کی ذمہ داری تھی۔ زندگی بھر کفر و طغیاں کی آندھیوں میں دعوت الی اللہ کا فریضہ جو حضرت نوح علیہ السلام کو سونپا گیا تھا نار نمرود کے بھڑکتے شعلوں میں کود جانے کی رسم وفا جو خلیل اللہ علیہ السلام نے قائم فرمائی تھی اور فرعون و قارون سے ٹکر لینے کا عزم و حوصلہ جو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے کیا تھا وہ انہیں کا ہی حصہ تھا۔ یہ امت الوالعزم ہستیوں کے عظیم کارناموں کی وارث ہے۔ یہ اعلیٰ صفات زندگی تبھی جنم لے سکتی ہیں جب وجود صحتمند ہوں اور دل و دماغ قوی و بیدار ہوں اور جذبے جواں ہوں۔

موسمی اور وبائی امراض کا شکار ہو کر ہر کوئی علاج کی طرف دوڑ پڑتا ہے۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ ان قدرتی موسموں کو زہر آلود جراثیم سے کون بھر دیتا ہے ان فردوس بداماں فضاؤں اور بہاروں میں ایڈز جیسے تباہ کن جھونکے کدھر سے آتے ہیں اور معصوم روحوں کو لحوں میں قبر کی تاریک وادیوں میں دھکیل دیتے ہیں بات یہ ہے کہ اس حکیم و دانا خالق ارض و سما کا منشور حیات جو کملی والے محبوب ﷺ نے نافذ فرمایا اور کامیاب ترین معاشرہ پیدا کر کے دکھایا اس نظام حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ کی حفاظت فقط یہی نہیں کہ ظاہری گندی فضاؤں سے اس کو بچایا جائے۔ اور متعفن کپڑوں سے بچایا جائے اور بدبودار تولیئے کے استعمال سے پرہیز کی جائے بلکہ اس کی اصل حفاظت یہ ہے کہ جن

marfat.com

چیزوں کے دیکھنے سے اس حکیم کامل و مطلق نے منع فرمایا ہے ادھر زندگی بھر نگاہ نہ اٹھے۔

کیونکہ نگاہ بھٹکتی ہے تو دل بہکتا ہے۔ فکر و شعور میں آگ لگ جاتی ہے۔ جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے زبان جنسی جذبات کی تپش سے مغلوب ہو کر گفتگو کے لئے بے تاب ہو جاتی ہے اور کان کسی پری پیکر اور لالہ جبیں کے جلوؤں سے متاثر نگاہوں سے متاثر ہو کر رس بھری جنسی، جذباتی اور ابلیسی جذبوں سے معمور آواز سننے کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں اور ہاتھ اس ایک جلوے کی پاداش میں عزت و شوکت کا دامن وقار چھوڑ کر دراز ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور پاؤں لغزش نگاہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر جلوہ حسن کی طرف اٹھتے ہیں تو بندہ مومن کی دستار عظمت تار تار ہو جاتی ہے۔ اب بیماریوں کی یلغار شروع ہو جاتی ہے۔ کئی ہنستے بستے خاندان اجڑ جاتے ہیں۔ بعض کی زندگی زنداں خانوں کی تیرہ و تار کوٹھڑیوں میں گزر جاتی ہیں۔ ایڈز جیسی موذی بیماری گردوپیش کو بھی متاثر کر دیتی ہے۔

اسی طرح شراب کی لذت سے سرشار ہو کر قتل و عصمت دری اور ڈاکہ زنی تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ شراب بھی کوئی شے ہے۔ جس کی خاطر غلامان مصطفی ﷺ اتنا بڑا خطرہ مول لے لیں۔ کاش احساس کی شمع جل اٹھے اور ملت اسلامیہ کے افراد فرض منصبی سے روشناس ہوں۔

چور نہ جانے کس لذت کا شکار ہو کر چوری جیسے بھیانک جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اپنے وجود کو کوڑوں کی نذر کر دیتا ہے۔

یہی حال دیگر اخلاقی خرابیوں کا ہے۔ جو وجود کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ غصہ کتنی بری چیز ہے جو دل کو روگی بنا دیتا ہے۔ حسد انسان کے اندر نا معلوم سی آگ بھڑکا دیتا ہے۔ بغض و کینہ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آج ہم نے ان بیماریوں کو اپنے سر پر سوار کر رکھا ہے۔ اسی لئے دل اور ذہن ہزاروں الجھنوں کا شکار ہو کر وجود کو ناکارہ بنا دیتے ہیں۔

اسلام کے دامن میں ان تمام امراض کا کافی و شافی علاج ہے کوئی ایسا مرض نہیں جس کا علاج نہ ہو۔ مرض خواہ جسمانی ہو یا روحانی ہر مرض کا علاج موجود ہے۔ بشرطیکہ بندہ اپنی

marfat.com

صحت کے لئے مخلص ہو۔

اور حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کا خوگر بننے کا عزم کرلے اور ان اصولوں کی خلاف ورزی سے اجتناب کرنے کا تہیہ کرے۔

سادگی وسخت کوشی

رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو۔ (مشکوٰۃ)

جسمانی طاقتوں کو بے جا استعمال نہ کیا جائے۔ برداشت سے زیادہ وجود پر بوجھ نہ ڈالا جائے اعتدال سے کام لیا جائے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آقائے کونین ﷺ نے فرمایا اتنا عمل کرو جتنی تمہاری طاقت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتا تا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ۔ (بخاری شریف)

رحمت عالم ﷺ کس قدر مہربان ہیں آپ کی خدمت اقدس میں حضرت ابوقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت حاضر ہوئے جب آقا ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ابوقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھوپ میں کھڑے ہوکر ہی اپنے یار کی گفتگو سننے لگے مگر کریم آقا ﷺ ان کی دھوپ بھی برداشت نہ کر پائے فرمایا دھوپ سے ہٹ کر سائے میں آجاؤ (الادب المفرد)

مجاہدانہ زندگی سے میرے آقا ﷺ کو بڑا پیار تھا۔ سخت محنت، جفاکشی اور بھوک و پیاس کو برداشت کرنا اپنی قوتوں کو محفوظ کرنے والے امور اور طاقتوں اور توانائیوں میں اضافہ کرنے والے کاموں سے سرکار محبت فرماتے تھے۔

صحابہ کرام کی تربیت بھی انہیں خطوط پر فرمائی ہے اسی لئے یاران مصطفیٰ ﷺ کی زندگیوں میں سادگی، جرأت و دلیری، سخت کوشی بڑی بڑی آزمائشوں کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ جھلکتا نظر آتا ہے۔

سید عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو

marfat.com

فرمایا: اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ شریف) سرکار ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے۔ (ابوداؤد شریف)

جان عالم ﷺ نے باوجود کم سے کم خوراک استعمال فرمانے کے بڑے بڑے شہ زوروں سے مقابلہ فرمایا اور زمانہ حیران رہ گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے امت کی تربیت کے لئے ہر مجاہدانہ کام میں حصہ لیا۔ امت کو کر کے دکھایا۔ جسمانی ورزش کے ایسے امور جن سے ورزش بھی ہوتی ہے اور دشمنان اسلام سے واسطہ پڑنے پر جہاد کا تصور بھی برقرار رہتا ہے ان کا حکم فرمایا مثلاً تیر اندازی اور گھوڑ سواری۔

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے رحمت ﷺ نے فرمایا تیر چلانا سیکھو اور گھوڑے پر سوار ہوا کرو۔

تیر اندازی کرنے والے مجھے گھوڑے پر سوار ہونے والوں سے زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے اللہ کی نعمت کی ناقدری کی۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شاہ دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے اللہ کی راہ میں اس کو دوڑاتا پھرتا ہے۔ جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوڑ گیا۔ قتل اور موت سے یوں بے خوف ہے گویا موت کی تلاش میں ہے۔ جان عالم ﷺ خود سب سے بڑے گھوڑ سوار اور تیر انداز تھے۔ (مسلم شریف)

میدان اور صحرا تو محبوب دو عالم ﷺ کے عظیم کارناموں سے گونج ہی رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے دریاؤں میں تیرنے کی تربیت بھی صحابہ کرام کو فرمائی۔ کیونکہ بندہ مومن آفاقی افکار و نظریات کا حامل ہے۔ کفر و طاغوت کے پجاری بحر و بر، صحرا و کہسار کہیں بھی ہوں ان تک وحدانیت کی روشنی اور پیغام رسالت پہنچانے کے لئے بندہ مومن کا جانا ضروری ہے۔ اس لئے آقائے کائنات ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بحری

marfat.com

طوفانوں سے نمٹنے کے انداز سکھاتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک تالاب میں سرکار ﷺ اور صحابہ کرام تیر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمائی۔ کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے۔ چنانچہ سرکار ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار پائے۔ آپ (بڑے ماہرانہ انداز میں) تیرے کہ تیرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ کر ان کی گردن پکڑ لی۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت وسطوت کے پرچم صحراؤں اور کہساروں سے گزر کر دریاؤں میں لہراتے نظر آئے۔

دشت تو دشت رہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(اقبال)

رحمت کونین ﷺ کی تربیت مبارکہ کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام کی مستورات اور بچیاں بھی محنت ومشقت، سخت جانی، ورزش، سیر حتی کہ تیراندازی اور گھوڑ سواری تک کو اپنا شعار زندگی تصور کرتی تھیں۔ سستی، غفلت، تن آسانی، بسیار خوری، سہل انگاری سے نفرت کرتی تھیں۔ گھریلو کام کاج بڑی دلچسپی سے سرانجام دیتی تھیں۔

بچوں کی تربیت وپرورش کے ساتھ ساتھ اپنے شوہروں کے کپڑے دھونا، باورچی خانہ کے تمام امور کے علاوہ کچے پکے مکانوں کی لپائی، صفائی اور دور دور سے پانی مشکیزوں میں بھر کر لانا، یہ سب معاملات شوق سے سرانجام دیتی تھیں۔ تاجدار مدینہ ﷺ کی شہزادی خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دیگر خواتین اسلام کی سرپرستی فرماتے ہوئے جنگ کے میدانوں تک باپردہ تشریف لے جاتیں۔ اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیگر اہم امور سرانجام دیتی تھیں۔

اسلام کی نظر میں پسندیدہ خاتون وہی ہے جو گھریلو امور سرانجام بھی دے اور اس کے

marfat.com

چہرے سے تھکان کے آثار کے باوجود زندگی کی مسرتوں کے جلوے بھی نمایاں ہوں۔
رسول معظم ﷺ نے ایسی عورت کو بشارت دی ہے۔ فرمایا میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے روز اس طرح ہوں گے۔ (آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کو ساتھ والی انگلی سے ملا کر اشارہ فرمایا)

سونے اور جاگنے میں اعتدال

حفظان صحت کے اصولوں میں سے ایک زریں اصول نیند کا متوازن ہونا ہے۔ دن کام کاج کیلئے رات آرام و سکون کیلئے ہے۔ جس طرح سارا دن مسلسل کام کرنے سے صحت متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح شب بھر خواب خرگوش کے مزے لینے سے بھی صحت بگڑ جاتی ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے عشاء کے بعد فضول جاگ کر بے فائدہ گفتگو سے منع فرمایا ہے۔
اہل اسلام کا طریقہ جلدی سونا اور صبح کو جلدی جاگنا بہترین طریقہ ہے۔ جان کائنات ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دن کو مصروف پیکار رہتے اور راتوں کو اللہ کی یاد بے چین کرتی تو راحت آگیں بستر چھوڑ کر یخ بستہ موسموں میں بھی ذکر الٰہی اور فکر آخرت میں مصروف ہو جاتے سید کائنات ﷺ کے لئے نماز تہجد فرض تھی۔ امت کے لئے سحر خیزی نفلی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر جو لذت و سرور اور کیف و وجدان مبارک ساعتوں میں ہوتا ہے وہ کسی اور لمحہ میں میسر نہیں آتا۔

جو لوگ سحر خیزی کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہیں ان کی صحت اور جان دوسروں کی نسبت پر بہار اور مضبوط ہوتی ہے۔ تاجدار انبیاء ﷺ اپنے نواسوں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سحری کے وقت بیدار فرما دیتے اور انہیں اپنے ساتھ نماز میں مشغول فرما دیتے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

marfat.com

عطار ہو رومی ہو غزالی ہو کہ رازی
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

دیر تک سوئے رہنے سے کاہلی اور تن آسانی کی عادت پڑتی ہے۔ بندہ مومن کا وقت بڑا قیمتی ہے اگر سونے اور جاگنے کے اوقات میں اعتدال ہو تو صحت بھی اچھی رہے گی اور معاملہ حیات بھی متاثر نہیں ہوں گے۔ بلکہ ترقی کی راہیں کھلتی جائیں گی۔

ہر کام میں اعتدال کی عادت

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا

بندہ مومن کی پوری زندگی افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہونی چاہئے ازدواجی تعلقات میں اوقات کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ مگر جو لوگ خود اپنی زندگی کا ایک شیڈول مقرر کر لیتے ہیں۔ ان کی صحت کبھی متاثر نہیں ہوتی۔ ان کے چہرے کی رونق اور نکھار عالم پیری میں بھی شباب کی طرح شاداب رہتا ہے۔

کچھ لوگ خورد ونوش کے سلسلے میں بڑے غیر محتاط ہوتے ہیں۔ بسیار خوری کو مشغلہ تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ سید عالم ﷺ اور صحابہ کرام کی سیرت طیبہ کھلی کتاب کی طرح عیاں ہے۔ میرے آقا ﷺ جس قدر خوراک کم سے کم اور مناسب استعمال فرماتے تھے۔ اس سے کہیں زیادہ جسمانی مشقت فرماتے یہی وجہ ہے کہ آپ کے چہرہ انور کے حسن وجمال پر زمانہ شیدا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیشہ وقت پر کھانا کھاتے۔ بھوک لگتی تو بھی اتنا کھا کر ہاتھ کھینچ لیتے جس سے وجود کو زندہ رکھنے کی طاقت مل جاتی۔

رحمت کونین ﷺ نے فرمایا:

مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (ترمذی)

اسی طرح گفتگو کرنے میں بھی اعتدال ہو تو دماغ اور سر متاثر نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ بے فائدہ وفضول گفتگو سے وقت سے پہلے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

یادالٰہی اور عشق رسول ﷺ میں رونے سے تو کبھی صحت نہیں بگڑتی اگر اس وجہ سے متاثر ہو بھی جائے تو اس کی برکت سے ہزاروں روگ دور ہو جاتے ہیں البتہ خود پر مصنوعی جمود طاری کرنے یا مسلسل ہنسنے سے بھی دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ اگر غیر محتاط قہقہوں سے دل متاثر ہوتا ہے تو یقیناً وجود پر بھی برا اثر پڑتا ہے لہٰذا فکر مندی اور تفریح طبع میں بھی اعتدال ضروری ہے۔

marfat.com

لوازمات حیات کا تحفظ

بندے پر اپنی جان اور صحت کی حفاظت فرض ہے۔ اسی طرح زندگی کی حفاظت کے لئے کچھ ایسے لوازمات ہیں جو بقائے حیات کے لئے ازحد ناگزیر ہیں۔

مثلاً ناموس حیات، مال وثروت، وغیرہ کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

تحفظ ناموس

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسے قدرت نے بے پناہ عزتوں اور عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر انسان خود اپنی آفرینش پر غور وفکر کرے تو خالق برحق کی کرم گستریوں کے سامنے گردن اور جبین قلب وروح خم ہو جاتی ہے۔

اللہ پاک نے انسان کی تخلیق کا تذکرہ قرآن مجید میں بے شمار مرتبہ فرمایا ہے۔ تخلیقی مراحل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۞ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۞ (سورۃ المومنون)

’’اور بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں، پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت، پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس بڑا برکت والا ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے‘‘۔

مندرجہ بالا آیات کی تشریح وتفصیل حضرت غریب نواز ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ

marfat.com

صاحب الازہری کی تفسیر ضیاء القرآن سے ملاحظہ فرمائیں۔ دل روشن اور آنکھیں نور سے معمور ہوجائیں گی۔ فرماتے ہیں۔

مٹی کے خمیر سے جو جوہر نکلا اس سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم پاک تیار ہوا۔ پھر آپ سے جو انسانی نسل چلی اس کے لئے نطفہ، اصل قرار پایا۔ جوان غذاؤں سے پیدا ہوتا ہے۔ جو زمین سے اگتی ہیں۔ اس لئے جنس انسانی کی تخلیق کے متعلق یہ فرمایا کہ اسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ مختلف تبدیلیاں جو شکم مادر میں تدریجاً رونما ہوتی ہیں ان سے کسی حد تک عرب کے بادیہ نشین بھی باخبر تھے۔ لیکن علم وانکشاف کا سلسلہ جوں جوں بڑھ رہا ہے۔ ان تطورات کے پردوں میں قلم قدرت کی اعجاز آفرینیاں اور نقش آرائیاں جو آج تک نگاہوں سے پوشیدہ تھیں عیاں ہو کر اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کی ناقابل تردید گواہی دے رہی ہیں۔

وہ پانی کی بوند رحم مادر میں قرار پکڑنے کے بعد مختلف تطورات اور تبدیلیوں کے مرحلوں سے گزرتی ہے جن کا ذکر تفصیلاً ہوا۔ لیکن اب تک انسان اور دیگر حیوانات کے جنین یکساں قسم کے تھے۔

جو تبدیلیاں یکے بعد دیگرے یہاں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ بعینہ یہ تبدیلیاں ان کے نطفوں میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ایک منزل پر پہنچ کر یکایک مصور فطرت نے اپنے موقلم سے کوئی ایسی رنگ آمیزی کر دی کہ اسے دیگر حیوانی جنینوں سے بالکل ممتاز کر کے رکھ دیا پہلے وہ بے جان تھا۔ اب زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لیکن یہاں صرف روح حیوانی کی آفرینش سے حیات حیوانی کا آغاز نہیں ہوا بلکہ نفس ناطقہ نے اسے بالکل ایک جدید قسم کی مخلوق کا روپ بخش دیا ہے۔ عقل وفہم کی قوتیں، غور وفکر کی صلاحیتیں، تسخیر کائنات کے حوصلے اور حکمرانی کی امنگیں کچھ اس عمدگی سے یہاں یکجا جمع کر دی گئی ہیں جسے دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے اور یہ راز سمجھ نہیں سکتا کہ ابتدائی مرحلوں میں بالکل یکساں ہونے کے باوجود کس طرح ایک کا رخ ایک طرف اور دوسرے کا رخ ایک بالکل ہی نئی منزل کی طرف موڑ دیا گیا۔ اور پھر اس منزل کو پا لینے کے لئے جن قابلیتوں، صلاحیتوں، اعضاء اور وسائل کی

marfat.com

ضرورت تھی وہ سب مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ تو زبان پر بے ساختہ آ کر رہتا ہے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (ضیاء القرآن ص 248، جلد سوم)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ (التین)

''بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین صورت پر''۔

عظمت و ناموس انسانی کا عظیم تصور جو قرآن حکیم نے عطا فرمایا ہے دیکھئے۔

''یعنی ہم نے انسان کو شکل و صورت، قد و قامت، عقلی و ذہنی قوتوں، قلبی و روحانی بہترین صلاحیتوں سے متصف کر کے پیدا فرمایا ہے''۔

ابن عربی کہتے ہیں۔

لیس اللّٰہ تعالیٰ خلق احسن من الانسان فان اللّٰہ خلقہ حیا عالما قادرا مریداً متکلما سمیعا بصیرا مدبرا حکیما (قرطبی)

کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے ان عظیم صفات سے متصف فرمایا حی (زندہ) عالم (بااراده۔ متکلم۔ شنوا۔ بینا۔ مدبر اور حکیم اگر انسان کو بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صوری اور معنوی حسن و کمال میں کوئی چیز بھی انسان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ گراں قیمت حیواں، زود آور جانور، درندے، پرندے ہوائی اور آبی مخلوقات، سب کی سب انسان کے سامنے سرافگندہ ہیں اور اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں کر سکتی۔

گرانڈیل ہاتھی سے ایک فیل بان جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ چھ سات سال کا بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ شوخ و شنگ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔

نوامیس فطرت کو وہ اپنی علمی قوت سے مسخر کر کے ان سے اپنی چاکری لے رہا ہے۔

marfat.com

عقل و فکر، قیاس و استنباط کی جو بے نظیر قوتیں اسے بخشی گئی ہیں کائنات کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔

اس کے علم و عرفان کی رفعتوں کا تو یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کی قامت راست اور اعضاء کی ساخت بھی بے نظیر ہے۔

ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے۔ لیکن انسان کو اس کے لئے سر جھکانا نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں۔

اس کے جس پہلو کو دیدۂ حق سے دیکھا جائے۔ بے ساختہ تبارک اللہ احسن الخالقین کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے۔

علامہ قرطبی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کو اپنی بیوی کے ساتھ شدید محبت تھی۔ ایک دن اس نے اس سے کہا انت طالق ثلاثا ان لم تکونی احسن من القمر اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں، اس نے جب اپنے خاوند کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو اٹھ کھڑی ہوئی اور عیسیٰ سے پردہ کر لیا۔ اور کہا تو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اب ہمارا ازدواجی تعلق منقطع ہو گیا۔ عیسیٰ نے بڑی مشکل سے رات بسر کی۔ صبح سویرے خلیفہ منصور کے پاس پہنچا اور اسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ اور ندامت کا اظہار کیا۔ خلیفہ نے فقہاء کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے فتویٰ پوچھا جتنے فقہاء حاضر تھے سب نے کہا کہ طلاق واقع ہو گئی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے ایک شخص خاموش بیٹھا رہا۔ منصور نے پوچھا آپ کیوں چپ ہیں کیوں کوئی بات نہیں کرتے تو وہ شخص گویا ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (التین)

"انجیر کی قسم اور زیتون۔ اور طور سینا۔ اور اس امان والے شہر کی۔ بے شک ہم نے

marfat.com

آدمی کو اچھی صورت پر بنایا"۔

اے امیر المومنین اس ارشاد الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے۔ اور کوئی چیز اس سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا۔ اس شخص نے جو کہا ہے وہ درست ہے۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو۔ اور اس کی بیوی کو بھی کہلا بھیجا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس لئے اسے چاہئے کہ اپنے خاوند کے گھر آ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان باطن اور ظاہر میں۔ صورت کے جمال میں بناوٹ کی ندرت میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے زیادہ حسین وجمیل ہے۔ فلاسفہ نے اسی وجہ سے انسان کو عالم اصغر کہا ہے۔ (ضیاء القرآن ص 607، جلد پنجم)

عزت و وقار کا تحفظ وہی کر سکے گا جو جانتا ہے کہ اس عالم میں قدرت نے مجھے کس رفعت وسرفرازی سے نوازا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ کا تاج زرنگار جس کے فرق جلالت مآب پر سجایا گیا ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے اخلاق کو اس قدر سنوارے کہ قدسیوں کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ جائیں۔ بندہ مومن کی رفتار، گفتار، کردار مثالی ہونا چاہئے۔ کسی پہلو اور کسی انداز سے بھی اس کی سیرت حیات پر داغ نہ آنے پائے۔

مگر کچھ نادان ایسے بھی ہیں جن کو دنیا کی ساری نعمتوں سے مالا مال کیا گیا ہے مگر وہ اپنی عزت وناموس کی قباء وقار کو خود اپنے ہاتھوں سے تار تار کر لیتے ہیں۔ اس کی منظر کشی بھی قرآن کریم نے بڑے بلیغ اور موثر انداز میں فرمائی ہے تا کہ آج ہی کسی بے شعور کی آنکھ کھل جائے اور زیست کے ان لمحوں کو باغ و بہار بنایا جا سکے۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ (التین)

"پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف"۔ (پارہ 30)

یہ ایک آیت ہی باشعور انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔

لیکن جو انسان ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ جو اپنی عدیم النظیر صلاحیتوں کو غلط استعمال کرتا ہے۔ جو عقل وفہم کے سارے چراغ گل کر دیتا ہے اور ہوائے نفس کی پیروی میں لگ

marfat.com

جاتا ہے۔اپنے خالق ورازق کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیتا ہے۔اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔تو اسے اس جرم کی سزا بھی بڑی سخت دی جاتی ہے۔

وہ بے شعور اور بے سمجھ حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔اس سے ایسی ایسی رذیل حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جن کو کسی بھلے آدمی سے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔اپنے ہاتھوں سے گڑھا کھود کر وہ اپنی بچیوں کو زندہ مٹی میں دفن کر دیتا ہے وہ اپنے سگے بھائی کا گلا کاٹنے سے بھی نہیں شرماتا۔

معمولی فائدے کے لئے وہ اپنی قوم اور وطن سے غداری کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ آپ خود سوچیے وہ سمگلر جو اپنے قومی غذائی ذخائر کو چند ٹکوں کے لالچ میں دشمن ممالک کو ناجائز ذرائع سے برآمد کرتا ہے۔جو انجینئر ملک کی شاہراہوں، پلوں اور ڈیموں کی تعمیر میں بددیانتی کرتا ہے۔جو صنعتکار اجناس خوردنی اور ادویہ جیسی ملاوٹ کرنے کا کاروبار کرتا ہے۔

جو تاجر اجناس خوردنی کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے کیا وہ کتے اور خنزیر سے پست تر نہیں۔

جو شخص فسق وفجور کی غلاظتوں میں خوش رہتا ہے، گندگی میں جنم لینے والے کیڑوں سے کیا وہ کسی صورت میں بہتر ہوسکتا ہے؟ ایسے شخص سے انسانیت کی خلعت فاخرہ واپس لے لی جاتی ہے اس کے سر سے اشرف المخلوق ہونے کا تاج اتار لیا جاتا ہے معاشرے کی نگاہوں میں وہ حقیر وذلیل ہو جاتا ہے۔ایسے انسانوں کے لئے دوزخ کے طبقات میں سے وہ طبقہ مخصوص کیا جائے گا جو پست ترین ہے۔دیکھئے قرآن حکیم انسانی حمیت کو کس طرح مہمیز لگاتا ہے۔انسانی شرف کا واسطہ دے کر خود فراموش انسانوں کو خواب غفلت سے کس طرح چونکاتا ہے۔انسان کے احساس عظمت کو گرما کر گناہوں کی دلدل سے اسے نکل آنے کی جو دعوت دیتا ہے اس کا اسلوب کتنا اثر آفرین ہے۔(ضیاء القرآن ص 607، جلد پنجم)

مال و دولت کا تحفظ

مال و زر کے بغیر خوشحال زندگی کا تصور ممکن نہیں کبھی کبھی دولت انسان کے لئے بڑی آزمائش کا باعث بن جاتی ہے۔مال و دولت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نوازش بھی ہے۔اسلام

marfat.com

اپنے پیروکاروں کو فقط مادیت پرستی میں لت پت دیکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ سرمایہ معتبر ہے جو حلال طریقے سے حاصل کر کے اس کے فرمان کے مطابق خرچ کیا جائے۔ اور استعمال کیا جائے۔

تمام انبیاء کرام قُوْتِ لَایَمُوْت کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے جائز وسائل کے ساتھ زندگی بھر کوشاں رہے۔ اکثر انبیاء کرام نے گلہ بانی کو شرف بخشا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہیں اور دیگر سامان حرب وغیرہ تیار فرماتے تھے۔

خود سید الانبیاء ﷺ نے بھیڑ بکریاں پال کر انسانیت کو محنت ومشقت کا درس عطا فرمایا ہے۔

آقائے رحمت ﷺ نے تجارت کے پیشہ کو بھی عظمت بخشی ہے۔ متعدد آیات قرآنیہ انفاق فی سبیل اللہ کے درس سے لبریز ہیں ظاہر ہے خرچ وہی کرے گا جو صاحب ثروت ہوگا۔

جس قوم اور ملک کی معیشت جتنی مستحکم ہوگی وہ ملک وقوم اتنی ہی ترقی زیادہ کرے گی۔

آج اقوام عالم تو حلال وحرام میں تمیز کئے بغیر مادیت کے حصول کی دوڑ میں سرپٹ معروف ہے۔ مگر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ اس مال سے منع کرتے ہیں جو ناجائز ذرائع سے کمایا گیا ہو اور ناجائز مصارف پر خرچ کیا جائے۔ رزق حلال کمانے کے لئے اور راہ خدا میں صرف کرنے کی قرآن مجید میں تفصیلات موجود ہیں۔ چونکہ رزق مالک الملک کی عظیم نعمت ہے۔ روز محشر اللہ رب العزت بندے سے دانے دانے اور پائی پائی کا حساب لے گا۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ (التکاثر)

''پھر تم سے ضرور بضرور اس روز ہر ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

اس لئے جس طرح مال ودولت کمانے کی افادیت اور اہمیت قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح مال ودولت کی حفاظت کا بیان بھی کتب تفاسیر وسیرت وفقہ میں موجود ہے۔ حفاظت مال اس لئے بھی ضروری ہے کہ جان اور اہل وعیال کی بقاء کا سبب مال ودولت ہے اور بندہ ہونے کی حیثیت سے شکر خدا بھی لازم ہے۔ ورنہ ناشکری کے باعث

marfat.com

دونوں جہانوں کی بربادی کا خطرہ ہے۔

حفاظت مال اس قدر اہم ہے کہ نماز جو کہ حقوق اللہ میں سے اہم ترین رکن ہے اس کی ادائیگی کے دوران مال کی چوری کا خطرہ ہو تو نماز توڑ کر مال کی حفاظت کی اجازت ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر حدیث رسول اکرم ﷺ میں مضمون موجود ہے۔

عن سعید بن زید ان رسول اللہ ﷺ قال من قتل دون دینه فهو شهیدٌ ومن قتل دون دمه فهو شهید ومن قتل دون ماله فهو شهید و من قتل دون اهله فهو شهیدء۔

ترجمہ: سعید بن زید سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے۔ اور جو آدمی اپنے خون کے تحفظ میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

ملبوسات

لباس ہر انسان کی ضرورت بھی ہے اور زینت بھی ہے۔ یہ فقط زندہ انسان کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام نے مرنے والوں کو بھی عمدہ، پاکیزہ، ستھرا، سفید لباس پہنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (الاعراف: 26)

"اے اولاد آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے۔ کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکنے اور تمہارے لئے زینت اور (حفاظت کا ذریعہ بھی ہو)"۔

لباس بھی انسانی زندگی کے لوازمات کا ایک حصہ ہے۔ اگرچہ لباس جزو بدن نہیں ہے مگر قدرت نے ہزاروں طرح کی مخلوق میں سے لباس کے ساتھ عزت وشرف فقط انسان کو بخشا ہے۔

قال النبی ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ

marfat.com

فِي النَّاسِ وَ أُوَارِيُ بِهِ عَوْرَتِي (ضیاء النبی ﷺ ص 566، جلد پنجم)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے لباس عطا فرمایا جس سے میں لوگوں کے سامنے خوبصورت شکل میں پیش ہوتا ہوں اور جس سے میں ستر عورت کرتا ہوں۔

ہادی کونین ﷺ کی حدیث گرامی سے معلوم ہوا کہ لباس انسان کیلئے رب العزت کی نعمت ہے۔ جب اچھا لباس میسر ہو تو اپنے مالک و مولا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے کریم آقا ﷺ کی سنت ادا کرتے ہوئے ان کلمات پاکیزہ سے اظہار بندگی و تشکر کرنا چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ خوبصورت لباس حسن و جمال میں اضافہ کا باعث ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ لباس وہی قابل تعریف ہے جو ستر عورت یعنی وجود کے قابل شرم حصوں کے لئے پردہ کا باعث ہو۔

تاریخ انسانی میں ہزاروں تہذیبوں نے جنم لیا، ہزاروں معاشرے وجود میں آئے اور ٹوٹ گئے، بے شمار قومیں صفحہ ہستی پر اب بھی موجود ہیں۔ ہر قوم نے ہر زمانے میں اپنے لئے لباس کو قومی شعار کی حیثیت سے اپنایا اور اس شعار کا تحفظ بھی کیا۔ کئی مرتبہ الناس علی دین ملوکھم کے تحت غالب اقوام کی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر مفتوح اور مغلوب قوموں نے اپنے قومی تشخص سے انحراف بھی کیا۔ مگر اسلام اپنے پیروکاروں کو کسی مخصوص لباس کی حدود و قیود میں پابند کرتا ہے اور نہ ہی اتنی کھلی آزادی دیتا ہے کہ بندہ مومن دیگر تمدنوں سے متاثر ہو کر اپنی اسلامی شناخت کھو بیٹھے۔

اہل اسلام کیلئے رب العزت نے ایک ذات باکمال و با جمال کو ہر شعبہ زیست کیلئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اس ہستی کو اللہ جل مجدہ نے کامل و مکمل ضابطہ حیات بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

تیری سیرت معیار کمالات بنا کر مصور نے دانستہ قلم توڑ دیا
تیرا وجود فخر نظام حیات ہے تو محض ایک ذات نہیں کائنات ہے

پس اہل ایمان کے نزدیک لباس وہی معتبر ہے جو سید عالم ﷺ کو پسند ہے اور جان

marfat.com

جاناں ﷺ کو وہی لباس پسند ہے جو کسی غیر مسلم قوم کا مذہبی شعار بھی نہ ہو، اور موسمی تقاضوں کے مطابق بندہ مومن کے لئے باوقار بھی ہو اور سنت نبوی ﷺ کے خلاف بھی نہ ہو۔ مردوں کے لئے مردانہ عزت ووقار کا باعث ہو اور عورتوں کے لئے شرم وحیاء کے لطیف تقاضوں کا بھرم رکھنے والا ہو۔

آیئے مدینے کے والی عرب وعجم کے تاجدار رہبر کون ومکاں ﷺ کی حیات طیبہ کے پاکیزہ لمحوں میں معطر لباسوں کے دلنشیں اندازوں کی خوشبو سے مشام جاں کو معطر کریں۔

عمامہ شریف

مردانہ حسن کا آئینہ دار، جس میں جمال بھی ہے، اور جلال بھی ہے۔ وہ ہے عمامہ شریف جسے آج امت مسلمہ کی غالب اکثریت نے بڑی بے دردی سے ترک کر دیا ہے۔ کبھی علماء کرام کے سروں پر دستار وقار اسلامی تشخص کا طرہ امتیاز تھی۔ مشائخ عظام اور اسلامی بادشاہوں کے سر دستار فضیلت سے سربلند نظر آتے تھے۔ مگر آج مغربی تہذیب کی یلغار نے مسلم کج کلاہوں کے سر ننگے کر دیئے ہیں الاماں والحفیظ

سید عالم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشاں ہے اور اس کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔ (بیہقی شریف)

معلم کائنات ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے اس زمانہ میں مشرکین سروں پر ٹوپیاں پہنتے تھے۔

رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِيْمَا الْمَلَائِكَةُ وَ ارْخُوْهَا خَلْفَ ظُهُوْرِ كُمْ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے فرزندان اسلام! عمامے باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔ اور اس کا شملہ اپنی پشتوں پر لٹکایا کرو۔

(ضیاء النبی ﷺ، ص 568، جلد پنجم)

marfat.com

ابن عساکر سے مروی ہے کہ انہیں عباد بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ فرشتے معرکہ بدر میں جب آسمان سے اترے تو انہوں نے زرد رنگ کے عمامے سروں پر باندھے ہوئے تھے۔ (ایضاً)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ ایک روز شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم ہم غلاموں کے پاس تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس انور سارا زعفران میں رنگا ہوا تھا۔

یصبغ ثیابه کلها بالزعفران قمیصه و ردائه و عمامته

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن زرد رنگ کی قمیص، زرد چادر اور عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ (ایضا)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے سرخ رنگ کا عمامہ باندھا تھا اور اس کا پلو ان کی پشت پر لٹک رہا تھا۔ (ایضاً)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے غزوہ خندق کے موقع پر ایک آدمی دیکھا جس کی صورت دحیہ کلبی سے ملتی تھی۔ وہ ایک جانور پر سوار تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کر رہا تھا۔ اس نے دستار باندھی تھی۔ اس کا ایک پلہ اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تھا۔ اس نے حکم دیا کہ میں بنی قریظہ پر حملہ کرنے کے لئے جاؤں۔ (ایضا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک سریہ (جنگ) کے لئے تیاری کریں۔ انہیں اس کا امیر بنایا جائے گا۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے کھدی کے کپڑے کا عمامہ باندھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا پھر خود ان کی دستار بندی کی اور اس کا کلہ چار انگلی یا ایک بالشت رکھا پھر فرمایا۔

marfat.com

هٰكَذَا فَاعْتَمَّ يَا ابْنَ عَوْفٍ فَاِنَّهٗ اَعْرَبُ وَ اَحْسَنُ۔

اے عوف کے بیٹے اس طرح عمامہ باندھا کرو اور اس طرح یہ خوبصورت لگتا ہے۔ (ایضا)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ جس کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر فرماتے اس کی دستار بندی کرتے تھے۔ اور ایک شملہ دائیں طرف کے کان سے نیچے لٹک رہا ہوتا تھا۔ (طبرانی شریف)

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن بن عوف کی دستار بندی کی اور شملہ بھی رکھا۔۔

سرکار نے فرمایا:

اِنِّىْ لَمَّا صَعِدْتُ اِلَى السَّمَاءِ رَاَيْتُ اَكْثَرَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مُعْتَمِّيْنَ

جب میں نے آسمانوں پر معراج فرمایا تو میں نے دیکھا اکثر فرشتوں نے عمامے باندھے ہوئے تھے۔ (ضیاء النبی ﷺ ص569، جلد پنجم)

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہو گیا کہ ہادی دو جہاں ﷺ کو دستار سے بڑا پیار تھا۔ میرے آقا کریم ﷺ کی اس ادائے ناز پہ قربان ہوتے ہوئے فرشتے بھی اسی ادا میں اترتے جو شاہ خوباں ﷺ کو پسند تھی یہ بھی معلوم ہوا کہ شملہ والی دستار آقائے رحمت ﷺ کی سنت ہے۔ شملہ کا انداز بھی حدیث پاک میں موجود ہے۔ اور عمامہ شریف سر پہ سجانے کا طریقہ بھی موجود ہے دستار بندی کرانا سنت ہے۔

کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کس طرح عمامہ باندھا کرتے تھے؟

آپ نے فرمایا حضور ﷺ اپنے سر مبارک پر گول پیچ دار عمامہ باندھتے تھے۔ کان يدير كورا العمامة على راسه يقرنها اور شملہ پیچھے کی طرف ہوتا تھا۔ ایک شملہ کندھوں کے درمیان میں سے نیچے جاتا تھا۔

marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ فتح مکہ کے روز جب فاتحانہ شان وشوکت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس وقت حضور ﷺ نے سر مبارک پر عمامہ باندھا ہوا تھا۔اس وقت حضور ﷺ احرام کی حالت میں نہ تھے۔(ایضاً)

ان احادیث سے یہ بات بھی نکھر کر سامنے آ گئی کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے غلاموں کو لباس استعمال کرنے کا سلیقہ بھی سکھاتے تھے۔اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنے دست اقدس سے جیسے عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر دستار کرامت باندھ کر قیامت تک کے لئے تاج شرف وعزت بطور یادگار عطا فرما دیا ہے۔لباس میں سر ڈھانکنے کے تصور کو جیسے بھی پورا کر دیا جائے۔لباس تو مکمل ہو جائے گا۔مگر غلامان مصطفیٰ ﷺ کی اپنی ایک پہچان ہے۔جو اسوہ رسول اکرم ﷺ سے وابستہ ہے۔سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنا جس حد تک ممکن ہو کوشش کرنی چاہئے اس ارادہ اور کوشش کا بھی اجر وثواب ہے۔

دور حاضر کی غیر سیاسی تحریک،دعوت اسلامی جس کے قائد امیر اہل سنت حضرت علامہ الیاس قادری عطار مدظلہ نے اس فکر وعمل کو فروغ دے کر پوری دنیا میں اپنے شاگردوں اور مریدوں کو احیائے سنت رسول ﷺ کے لئے عملی نمونہ بنا کر بھیج دیا ہے۔

ان عفت مآب نوجوانوں کے چہروں پہ معصوم داڑھیاں اور سروں پہ گنبد خضریٰ کے جلوؤں سے مستنیر سبز دستاریں دنیا کے گوشہ گوشہ میں احیائے سنت مصطفیٰ ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

اکابرین دیوبند کے پیر ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے زیارت سرور کونین ﷺ کے لئے جو (وظیفہ ضیاء القلوب ص 61) پر تجویز فرمایا۔اس میں انہوں نے سید انس وجاں ﷺ کا لباس بسیار سفید لباس اور سبز دستار مبارک کا نقشہ تجویز فرمایا ہے۔

کاش آج پھر اطراف واکناف عالم میں نوجوانوں اور بزرگوں کے سروں پہ صحابہ کرام جیسی خوبصورت دستاروں کے شملے لہراتے نظر آئیں اور عالم کفر غلامان مصطفیٰ ﷺ کا جاہ وجلال دیکھ کر ہی لرزہ بر اندام ہو جائے۔

marfat.com

عمامہ امت کا اکرام ہے

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔ (سنت عمامہ ص 6)

یہود ونصاریٰ کی مخالفت

سید عالم ﷺ نے فرمایا عمامے باندھا کرو اور اگلی امتوں (یعنی یہود ونصاریٰ) کی مخالفت کرو (کہ وہ عمامے نہیں باندھتے)

پچیس نمازوں کے برابر ثواب

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن اپنے والد گرامی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ شریف باندھتے دیکھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کیا تم عمامہ باندھنے کو پسند کرتے ہو میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا (بیٹے) اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے۔ اور شیطان تمہیں باعمامہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ فرمایا میں نے اپنے آقا کریم ﷺ سے سنا ہے کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز (نفل ہو یا فرض) بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور پھر فرمایا اے لخت جگر عمامہ باندھا کر کیونکہ ملائکہ روز جمعہ عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور غروب آفتاب تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ (دیلمی، جامع صغیر)

ستر رکعتوں کا ثواب

آقائے کونین ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ دو رکعت بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

دس ہزار نیکیاں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جان کائنات ﷺ نے فرمایا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

marfat.com

عمامہ حلم و وقار میں اضافہ کا باعث

رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا "عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا" سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا عمامے باندھو وقار بڑھے گا اور عمامے عرب کا تاج ہیں۔ (طبرانی، بیہقی)

عمامہ کا ہر پیچ پر نور ہے

جان جہاں ﷺ نے فرمایا: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر بروز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(سنت عمامہ، ڈاکٹر سید عامر گیلانی)

عمامہ اہل ایمان کا تاج ہے

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: مسجدوں میں حاضر ہو کر ننگے سر نہ رہو عمامہ باندھو کیونکہ عمامے مسلمانوں کا تاج ہیں۔

(رواہ ابن عدی)

عمامہ دین حق کی نشانی ہے

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔

(سنت عمامہ ص6)

عمامہ شریف کے مسائل

میرے آقا ﷺ ساری نسل آدم کیلئے ابدالآباد تک کیلئے رسالت کا تاج سجا کر تشریف لائے ہیں۔ آپ انسانیت کیلئے سراپا رحمت ہیں آپ کی تعلیم ایسی نہیں۔ جو امت کے کسی گروہ یا کسی دور کے لئے کسی مشکل کا باعث ہو چونکہ شاہ خوباں ﷺ ساری زندگی سراقدس پہ عمامہ شریف سجایا ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کی دستاریں استعمال فرمائی ہیں۔

دستار مبارک کی لمبائی و چوڑائی اور شملہ کی سمتوں میں بھی امت کی آسانی کے لئے آسانی روا رکھی ہے۔

marfat.com

کپڑوں کی کوالٹی میں بھی امت کو اختیار ہے۔ سوائے ان کپڑوں کے جو مردوں کے لئے حرام ہیں۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے جس رنگ کو شرف قبول عطا فرمایا امت کے لئے اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہونا چاہئے۔ عقل و دانش کا بھی یہی تقاضا ہے۔ عمامہ شریف سید عالم ﷺ کے لباس مبارک کا مستقل حصہ زندگی بھر رہا ہے۔ اس لئے عمامہ شریف کا رنگ بھی معتبر وہی ہے جو لباس کے لئے سرکار ﷺ نے اکثر پسند فرمایا ہے۔

سفید عمامہ

تنویر الابصار میں ہے کہ آقا ﷺ نے اکثر سفید عمامہ شریف سر انور پر سجانا پسند فرمایا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: بدر کے دن ملائکہ کی نشانی سفید عمامے تھی۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سید عالم ﷺ کا عمامہ مبارک اکثر سفید کبھی سیاہ اور کبھی سبز رنگ کا ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب ﷺ)

تفسیر خازن میں ہے کہ سرکار کائنات ﷺ کے لشکر کے ملائکہ سفید اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بدر کے دن فرشتے سفید دستاروں کی نشانی کے حامل تھے۔ اور یوم حنین سبز عمامے ان کی نشانی تھی۔

سیاہ عمامہ

سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ روز فتح مکہ حضور پرنور ﷺ خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے۔ جس کا نام قصویٰ تھا۔ کمان گلے میں ڈالے ہوئے۔ سیاہ عمامہ شریف اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا باندھے ہوئے تھے۔

فتح مکہ شریف کے موقع کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

بے شک جان عالم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ شریف میں اس انداز سے داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سرانور پر سیاہ عمامہ شریف جلوہ گر تھا۔ (مسلم، شمائل ترمذی)

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حبیب خدا ﷺ کے سر اقدس پہ سیاہ عمامہ شریف دیکھا تھا۔

زرد عمامہ شریف

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہادی و مولا ﷺ کو مرض وصال میں دیکھا کہ آپ کے سر اقدس پر زرد رنگ کا عمامہ شریف تھا۔

(شمائل ترمذی)

سبز رنگ کا عمامہ شریف

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سبز رنگ پہننا سنت ہے جیسا کہ شرعہ میں ہے۔ (شامی، کتاب اللباس)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سبز رنگ اہل جنت کے لباسوں میں سے ہے۔ اور رنگوں میں سے سبز رنگ سرور کونین ﷺ کو عزیز و محبوب تھا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ آقائے کونین ﷺ کو سبز لباس بہت اچھے لگتے تھے۔

آپ کی سندس کی ایک پوشاک تھی جو آپ زیب تن فرماتے تھے تو آپ کے سفید نورانی وجود پر سبز پوشاک بہت دلکش معلوم ہوتی تھی۔ (احیاء العلوم)

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل اور میکائیل جنگ بدر وحنین میں پانچ پانچ سو فرشتوں کی فوج انسانی شکل میں اپنے ساتھ لائے۔ اس انداز میں کہ ان کے جسموں پر سفید لباس تھے اور سروں پر سفید عمامے تھے۔ اور جنگ حنین میں عمامے ان کے سبز تھے۔ (مدارج النبوۃ)

marfat.com

ان احادیث واقوال بزرگان امت کی روشنی میں سفید، زرد اور سبز اور سیاہ عمامہ باندھنا سنت رسول پاک ﷺ اور سنت ملائکہ اور صحابہ کرام کی سنت معلوم ہو گیا۔ جواز کی حد تک زرد عمامہ شریف سنت بھی اور جائز بھی ہے۔ مگر علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے معمول میں مروج نہیں۔ اور اسی طرح سیاہ عمامہ باندھنے میں بلاشبہ کوئی حرج نہیں مگر چونکہ یہ روافض نے سیاہ لباس کے ساتھ سیاہ عمامہ کو اپنی مخصوص پہچان بنالیا ہے۔ اس لئے زیادہ مروج نہیں۔

امت مسلمہ کی غالب اکثریت نے جس دستار کو بطور معمول استعمال کیا ہے وہ سفید رنگ کا عمامہ شریف ہے۔

دور حاضر کی عظیم اسلامی تحریک دعوت اسلامی جس کا ہر فرد سنت رسول ﷺ کی عملی تصویر بننے کے لئے کوشاں ہے۔ انہوں نے سبز عمامہ شریف کو اس حد تک فروغ دیا ہے کہ پوری دنیا میں گنبد سرسبز وشاداب کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اللہ کرے زور عمل اور زیادہ اور ان کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔

رحمت عالم ﷺ کا عمامہ شریف

1۔ آپ کا عمامہ مبارک نہ بہت بڑا ہوتا اور نہ بالکل چھوٹا ہوتا بلکہ متوسط ہوتا۔

2۔ فقہائے امت نے آسانی امت کے لئے یہ اندازہ بتایا ہے کہ عمامہ سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ہاتھ (چھ گز) سے بڑا نہ ہوا۔

3۔ عمامہ کے شملے کی لمبائی کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نیچے نہ دبے۔

4۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھا جائے۔

5۔ باندھتے وقت پیچ دائیں طرف کو لے جائیں۔

6۔ عمامہ کھولتے وقت بھی ایک ایک پیچ کر کے کھولنا چاہیے۔

7۔ عمامہ شریف باندھتے یا کھولتے وقت درود شریف پڑھنا (مستحب) ہے۔

8۔ عمامہ شریف باندھتے یا کھولتے وقت قبلہ رو یا سوئے مدینہ رخ کرنا اولیٰ ہے۔

9۔ عمامہ شریف نیا ہو تو جمعہ کے روز باندھنا سنت ہے۔

marfat.com

10۔عمامہ شریف باندھتے وقت لباس پہننے کی دعا پڑھیں یا کم از کم بسم اللہ شریف ضرور پڑھیں۔اس سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔

11۔مستحب یہ ہے کہ مرد قمیص،ازار اور عمامہ شریف میں نماز پڑھے۔(منیۃ المصلی)

12۔فتاویٰ حجت و جامع میں لکھا ہے کہ شملہ نہ چھوڑنا گناہ ہے اور شملہ کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بلا شملہ ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

شملہ چھ قسم کا ہے۔

قاضی کے لئے 35 انگل کا شملہ،خطیب کے لئے 21 انگل کا شملہ عالم کیلئے 27 انگل کا شملہ، طالب علم کے لئے سترہ انگل کا شملہ،صوفی کے لئے سات انگل کا شملہ اور عام مسلمانوں کے لئے صرف 4 انگل کا شملہ ہے۔(سنت عمامہ ص 9)

سنت عمامہ کا انکار باعث تباہی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے (عمامہ) کو ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین سے انکار اور سنت قطعیہ مواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے۔ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ثالث)

سید زین العابدین کا فرمود گرامی

اگر کوئی عمامہ شریف کی سنت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔اس لئے کہ عمامہ شریف کی سنت کا استخفاف اور استحقار کفر ہے۔(رد المحتار،نہر الفائق)

قمیص شریف کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قمیص پہنی جو ٹخنوں کے اوپر تک تھی۔اور اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں۔(رواہ حاکم)

حضرت ابن ماجہ،ابن سعد اور ابن عساکر سے مروی ہے۔

marfat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ قَمِيْصًا قَصِيْرَ الْيَدَيْنِ وَ الطُّوْلِ

رسول اللہ ﷺ ایسی قمیص پہنا کرتے تھے جس کی آستینیں بھی لمبی نہیں ہوتی تھیں اور اس کی لمبائی بھی زیادہ نہ ہوتی تھی۔

بزاز نے ثقہ راویوں کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

كَانَ كُمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّسْغِ

حضور اکرم ﷺ کی آستینیں گٹی تک ہوتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهٗ قَمِيْصٌ قَبْطِيٌّ قَصِيْرَ الطُّوْلِ قَصِيْرَ الْكُمَّيْنِ

حضور ﷺ کی ایک قمیص تھی جو سفید صوف سے مصر میں بنائی جاتی تھی۔ اسے قبطی کہتے تھے۔ وہ لمبائی میں بھی چھوٹی تھی اور اس کی آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی رباح التابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔ کیا بیعت رضوان میں آپ حضور ﷺ کی معیت میں تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

پھر میں نے پوچھا اس روز حضور ﷺ نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا حضور ﷺ نے ایک سوتی قمیص اور ایک جبہ جس کے اندر روئی بھری ہوئی تھی زیب تن فرما رکھے تھے۔ اس کے علاوہ چادر اور ایک تلوار تھی۔ میں نے نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے سر مبارک کے قریب کھڑے تھے اور لوگ حضور ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کر رہے تھے۔

ان مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سرور انبیاء ﷺ کبھی ایسی قمیص زیب تن فرماتے جس کی لمبائی ٹخنوں کے اوپر تک ہوتی اور جس کی آستینیں ہاتھ کی انگلیوں کو ڈھانپ رہی ہوتیں اور بعض اوقات سرور انبیاء ﷺ ایسی قمیص زیب تن فرمایا کرتے تھے جو نہ اتنی لمبی ہوتی اور نہ اس کی آستینیں انگلیوں تک ہوتیں بلکہ گٹی تک ہوتیں۔

marfat.com

جبہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آقا ﷺ کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے ایک شامی جبہ زیب تن فرمایا تھا۔ جس کی آستینیں بہت تنگ تھیں۔ حضور ﷺ نے ایک روز صوف کا بنا ہوا رومی جبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ حضور ﷺ یہ پہنے ہوئے ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور ہمیں امامت کرائی۔ اس کے علاوہ اور کوئی قمیص وغیرہ حضور ﷺ نے نہیں پہنی تھی۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ ایک روز سرور عالم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے چہرہ مبارک دھویا۔ حضور ﷺ نے اس وقت شامی جبہ پہنا ہوا تھا۔ اس کی آستینیں تنگ تھیں۔ حضور ﷺ نے ہاتھوں کو اس سے باہر نکالنا چاہا لیکن آستینوں کی تنگی کی وجہ سے دست مبارک باہر نہ نکل سکا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے نیچے سے ہاتھ نکالا۔

امام مسلم، نسائی اور ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔

ایک روز حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جبہ نکالا جس کی جیب کے سوراخوں کے اوپر ایرانی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے لگے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے۔ جس کو حضور ﷺ پہنا کرتے تھے۔ جب رحمت عالم ﷺ نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی تو یہ جبہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔

جب انہوں نے وفات پائی تو میں نے اسے لے لیا جب کوئی ہم سے بیمار ہوتا ہے تو ہم اس جبہ کو دھو کر پانی پلاتے ہیں۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے۔

طارق بن عبد اللہ المحاربی سے مروی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے ذی المجاز کی منڈی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے سرخ رنگ کا جبہ پہنا ہوا تھا۔

ابو الشیخ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کا ایک جبہ تھا جو انمار کی صوف سے

marfat.com

بنایا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کو بہت پسند کیا حضور ﷺ اپنا دست مبارک اس پر پھیرتے اور فرماتے۔

اُنْظُرُوْا مَا اَحْسَنَهُ اے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم! ذرا دیکھو یہ کتنا خوبصورت ہے۔

اس مجلس میں ایک اعرابی حاضر تھا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ هَبْهَالِیْ مہربانی فرما کر یہ مجھے عطا فرمائیں۔

حضور ﷺ نے اسی وقت اتارا اور اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

ایک دفعہ دومۃ الجندل کے حاکم نے ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ ارسال کیا۔ جس میں سونے کی تاریں بنی ہوئی تھیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اسے پہنا۔ لوگوں نے اسے بہت پسند کیا اور کہا یہ بڑا ہی خوبصورت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کی خوبصورتی پر تعجب کر رہے ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رومال دیئے گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ جبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور تحفہ عطا فرمایا۔ آپ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اتکرهها و البسهاء حضور ﷺ اس کو ناپسند کریں اور میں اس کو پہن لوں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! میں نے تجھے یہ اس لئے دیا ہے کہ تو اس کو فروخت کر دے۔ جو قیمت ملے اس کو اپنے کام میں لائے۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب ریشم کے لباس کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے شاہ روم نے سرور عالم ﷺ کی خدمت میں ایک جبہ بطور تحفہ بھیجا۔ یہ جبہ سندس کا بنا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو پہنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ منظر بہت ہی پسند آیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم اس پر تعجب کر رہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست

marfat.com

قدرت میں میری جان ہے۔ وہ رومال جو سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں دیئے گئے ہیں۔ وہ اس سے بہت زیادہ خوبصورت ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے یہ جبہ حضرت جعفر بن ابی طالب کو عطا فرمایا انہوں نے اس کو پہنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر اس کا کیا کروں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اِبْعَثْ بِهَا اِلٰى اَخِيْكَ النَّجَاشِي۔ یہ اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

ایک دفعہ قیصر روم نے سندھ کا بنا ہوا جبہ بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیا سرور عالم ﷺ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری رائے تو یہ ہے کہ حضور ﷺ اس کو زیب تن فرمائیں۔ آپ کے دشمن اس کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جلیں اور ذلیل ہوں۔ اور آپ کے غلام آپ کو دیکھ کر خوش ہوں۔

چنانچہ حضور ﷺ نے پہنا اور پھر منبر پر تشریف لائے خطبہ ارشاد فرمایا۔ كَانَ جَمِيْلًا يَتَلَأْ لَأُ وَجْهُهُ فِيْهَا

حضور ﷺ خود بڑے حسین و جمیل تھے پھر اس پر سندس کا جبہ پہننے سے چہرہ مبارک مزید روشن ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہر لباس باوجود ہزار حسن و زیبائی کے جب وہ جان حسن و جمال سے نسبت پیدا کرتا ہے وہ اور بھی نکھر جاتا ہے۔ یہ ساری بہار حسن نسبت مصطفیٰ سے ہے۔ پھر حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حبشہ سے واپس آئے تو اتار کر انہیں بطور تحفہ دے دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے سندس کا جبہ پہنا ہوا تھا۔ حضور انور ﷺ نے اس دن اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد و ثناء کی پھر حضور اکرم ﷺ نے اسے اتار دیا اور ایک لکیر دار چادر اوڑھ لی۔ فرمایا ریشم جنتیوں کا لباس

marfat.com

ہے۔ جو دنیا میں اسے پہنے گا آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اکرم ﷺ بڑے خوبصورت جوڑے پہنا کرتے تھے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے سرخ رنگ کا جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مالک ذی یزن نے ایک حلہ جو اس نے 33 اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ خدمت اقدس میں بطور ہدیہ بھیجا۔ اس کو سرکار دو عالم ﷺ نے قبول فرمالیا۔

حضرت میر جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ایک روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ آپ آئے اس عصا کو ایک جگہ گاڑ دیا۔ پھر اقامت کہی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور حضور انور ﷺ نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہوا تھا جو زیادہ کشادہ نہ تھا۔

حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ایک روز حضور سرور انبیاء ﷺ نے بہت سی قبائیں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرمائیں۔ لیکن حضرت مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ مخرمہ نے مجھے کہا اے بیٹے! مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں لے چل۔ میں انہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جب وہاں پہنچے تو مجھے کہا اندر جاؤ۔ اور حضور ﷺ کو میرے پاس بلا لاؤ۔

میں اندر گیا بارگاہ رسالت ﷺ میں ان کی درخواست پیش کی۔ حضور ﷺ میرے باپ کو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور ﷺ نے ایک قبا پہنی تھی۔ جب مخرمہ کو دیکھا تو فرمایا کہ " خبات هذا لک "اے مخرمہ یہ قبا میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

marfat.com

میرے والد نے حضور ﷺ کو دیکھا ''فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ'' حضور ﷺ نے فرمایا میرا غلام مخرمہ اب راضی ہوگیا ہے۔

تہبند

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک روز ہم ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ایک کھردار تہبند نکالا جو یمن میں بنایا جاتا تھا۔ اور ایک کمبل نکالا جس میں پیوند لگے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر فرمایا۔

و قبض رسول اللہ ﷺ فیھما

نبی کریم ﷺ نے ان دو کپڑوں میں رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ اشعث بن سلیم نے کہا کہ میں نے اپنی پھوپھی کو اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا کہ

بینما انا امشی فی المدینہ اذا انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانہ انقی و ابقی فاذا ھو رسول اللہ ﷺ و قلت یارسول اللہ ﷺ انما ھی بردۃ قال اما لک فی اسوۃ حسنہ؟ فنظرت فاذا ازارہ الیٰ نصف ساقیہ

ایک دفعہ میں مدینہ کی گلیوں میں چل رہا تھا میں نے اپنے پیچھے ایک انسان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اپنے تہبند کو اونچا کرو اس طرح وہ نجاست سے پاک ہوگا اور پائیدار بھی ہوگا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سرور انبیاء ﷺ کی ذات اقدس تھی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بس ایک چادر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میری ذات میں تمہارے لئے نمونہ نہیں۔ جب میں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ کا تہبند مبارک نصف پنڈلیوں تک اوپر اٹھا تھا۔

حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک روز میں بارگاہ

marfat.com

رسالت میں حاضر تھا۔ حضور ﷺ کی محفل میں بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ ہر آدمی اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ لیکن سرور عالم ﷺ نے اپنی چادر اٹھائی اور میری طرف پھینک دی۔ حضرت جریر نے اس چادر کو اپنی گردن پر رکھا۔ اپنے چہرے پر ملا۔ اسے بوسہ دیا پھر اسے اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا۔

اَکْرَمَکَ اللّٰہُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

حضور ﷺ نے اس ناچیز کی عزت افزائی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو مکرم و محترم رکھے۔

امام بخاری اور دیگر محدثین نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ایک خاتون بارگاہ رسالت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ نَسَجْتُ ھٰذِہٖ بِیَدِیْ اَکْسُوْکَھَا

میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے بنا ہے تا کہ اپنے آقا حضور ﷺ کو پہناؤں

رسول اللہ ﷺ نے اس تحفہ کو قبول فرمایا۔ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ حضور ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ حضور ﷺ اس کو باندھ کر باہر تشریف لائے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے عطا فرمایئے۔ سرکار ﷺ نے اس کو عطا فرمائی۔

حضرت امام مالک سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو جہیم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شامی چادر پیش کی جس پر بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اسے پہن کر نماز ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا یہ چادر ابی جہیم کو واپس کر دو کیونکہ میں نے نماز کی حالت میں اس کے نقش و نگار کو دیکھا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے نماز سے غافل کر دے۔ اور وہ کھردری چادر لاؤ جس پر بیل بوٹے نہیں ہیں۔

شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر تعزیت کے لئے آیا۔ تو حضرت

marfat.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حدیث بیان کی۔

کہ ایک روز حضور انور ﷺ میرے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ کے لئے ایک کھانا تیار کیا اور اسے لے کر تشریف لائیں۔ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ جاؤ اور اپنے چچا کے بیٹے (سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا سب کو بلا کر لائیں۔ تب ہم نے مل کر کھانا کھایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کریم ﷺ نے خیبر کی چادر جو حضور ﷺ کے نیچے بچھی تھی۔ اس کا ایک کونہ پکڑا پھر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ عِتْرَتِیْ وَ اَهْلُ بَیْتِیْ اَللّٰهُمَّ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِیْراً

اے اللہ: یہ میری اولاد ہے اور میرے اہل بیت ہیں۔ رجس کو ان سے دور کر دے اور انہیں پوری طرح مطہر بنا دے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی **انا من اهلک یارسول اللہ** ﷺ میں بھی حضور ﷺ کے اہل سے ہوں فرمایا **وانت لی خیر** تم بھلائی کی طرف ہو۔

حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا: تم اپنے بچوں کو لے آؤ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ اپنے بچوں کو لے آئے۔ فضل، عبداللہ، عبید اللہ، قثم، عبدالرحمٰن اور کثیر رضی اللہ عنہم، سرور عالم ﷺ نے ان سب کو اپنی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ اس چادر کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَ عِتْرَتِیْ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَمَا

marfat.com

سَتَرْتَهُمْ بِهٰذِهٖ بِشَمْلَةٍ

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ میری عترت ہیں۔ ان کو آتش جہنم سے اس طرح بچالے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپا کر بچالیا ہے۔

جب سرکار ﷺ نے یہ دعا فرمائی تو گھر میں جتنی مٹی کی اینٹیں تھیں اور جو دروازوں اور کھڑکیوں کے کواڑ تھے سب نے آمین کہا۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی التجا کو قبول فرما۔

حضرت عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے۔ وہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ کا وہ لباس جسے پہن کر حضور ﷺ وفدوں سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ایک چادر تھی جو حضر موت کی بنی ہوئی تھی۔ اس کا طول چار گز اور عرض دو گز ایک بالشت تھا۔

شلوار

سوید بن قیس سے مروی ہے کہ میں اور مخرمہ العبر انی ہجر سے بزازی خرید کر لائے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو حضور سرور عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔

جب ہم منیٰ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے شلوار کا ہمارے ساتھ سودا کیا۔ ہم نے کہا کہ شلوار کے کپڑے کے وزن کے مساوی ہم درہم لیں گے۔ وہ شخص جو وزن کرتا تھا حضور ﷺ نے اسے فرمایازِنْ وَارْجِعْ وزن کر اور درہم والے پلڑے کو نیچے کر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رحمت عالم ﷺ نے چار درہم کے بدلے شلوار خریدی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ بھی شلوار پہنتے ہیں؟ فرمایا

نَعَمْ فی السفر و الحضر و باللیل و النهار فانی امرت بالستر فلم اجد شیئاً استر منه

ہاں میں اس کو پہنتا ہوں سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ رات اور دن میں کیونکہ مجھے ستر

marfat.com

پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور شلوار سے زیادہ پردے والا کپڑا اور کوئی نہیں۔

(ہجر) یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو عفر (ایک شہر) سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔ یہ مذکر اور منصرف ہے۔ اگر اس کو مونث کہا جائے تو غیر منصرف ہوگا۔

ابن عساکر سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے لکیر دار چادروں سے ایک لباس تیار کیا گیا۔ یہ چادریں کالی صوف سے بنی ہوئی تھیں۔ اور ان کے دو سفید صوف کے کنارے بنائے گئے تھے۔ حضور ﷺ یہ لباس پہن کر مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا یہ لباس کتنا خوبصورت ہے۔ ایک اعرابی وہاں موجود تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے پہنا دیں۔ رحمت عالم ﷺ کا یہ شیوہ تھا اگر حضور ﷺ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو حضور ﷺ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا بہت اچھا پھر دو سوتی چادریں منگوائیں۔ ان کو پہنا اور لباس اتار کر اس اعرابی کو دے دیا۔ پھر حکم دیا اس لباس کی طرح ایک اور لباس تیار کروایا جائے۔

ابھی وہ تیاری کے مرحلے میں تھا کہ نبی کریم ﷺ اس دنیائے فانی سے دار البقاء کو تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن سوتی کپڑے پہنے سرکار دو عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے ایک عصا پکڑا تھا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹیک لگائی تھی۔ آپ نے اس عصا کو سامنے گاڑ دیا اور پھر نماز ادا فرمائی۔

حضور ﷺ روئی اور کتان اور ہمن کے بنے ہوئے کپڑے زیب تن فرمایا کرتے اور

حضور ﷺ کی سنت کا اتباع ہم پر ہر چیز سے مقدم ہے۔

حضور ﷺ کے لباس پر کبھی کبھی پیوند بھی لگا ہوتا۔

حضور ﷺ لوگوں کو اپنی ذات کے عمل سے دلاسا دیا کرتے تھے چنانچہ حضور ﷺ اپنی پھٹی ہوئی چادر کو چمڑے سے پیوند لگا لیتے۔

marfat.com

مصلیٰ

حضور کریم ﷺ کا مُصلیٰ اس چمڑہ کا ہوتا جس کو رنگا گیا ہوتا۔

حضور ﷺ کے لباس مختلف رنگوں کے ہوتے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

کان احب الالوان الی رسول اللہ ﷺ الخضرۃ

''تمام رنگوں سے حضور ﷺ کا پسندیدہ رنگ سبز تھا۔

حضرت ابی رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے دونوں سبز چادریں پہنی تھیں۔

حضور ﷺ کا ایک سبز جوڑا تھا جو وفود کو شرف باریابی دیتے وقت پہنتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کے موقع پر سرخ چادر پہنا کرتے۔

عامر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں دیکھا کہ حضور ﷺ خچر پر سوار ہیں۔ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور سرخ چادر اوڑھی ہوئی ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے کھڑے ہیں۔ اور جو حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ آپ لوگوں کو سناتے ہیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ذی المجاز کے میلہ میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے دو سرخ چادریں زیب تن فرمائی ہیں۔

طارق بن عبداللہ المحاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا قافلہ ربذہ سے مدینہ طیبہ کی طرف آیا۔ ہمارے ساتھ ایک خاتون تھی۔ اسی اثناء میں جب ہم بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور حضور ﷺ نے دونوں سفید کپڑے پہنے تھے۔

طبرانی ثقہ راویوں کے ذریعہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بالثیاب البیض فالبسوھا احیاء کم و کفنوا فیھا موتاکم

marfat.com

تم پرلازم ہے کہ سفید کپڑے پہنا کرو اپنے زندوں کو بھی سفید کپڑے پہناؤ اور جوفوت ہو جائیں انہیں سفید کپڑوں میں کفن دو۔

سیاہ رنگ

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح حضور پرنور ﷺ تشریف لائے۔ حضور ﷺ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی۔ جو کالے بالوں سے بنی ہوئی تھی۔

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب حضور ﷺ شہر مکہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے سر اقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا۔

عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک روز لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور حضور ﷺ کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا۔

حضور ﷺ کا ایک جھنڈا تھا۔ اس کا رنگ بھی کالا تھا۔ اور حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

حضور ﷺ سیاہ رنگ کے عمامہ شریف کو عیدین کے موقع پر باندھتے تھے۔

زعفران اور ورس سے رنگے ہوئے کپڑے

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے جو دو کپڑے پہنے تھے وہ بھی زعفران سے رنگے تھے۔ اور حضور ﷺ کی چادر دستار مبارک بھی زعفران کے رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بسا اوقات حضور ﷺ کے سارے پارچہ جات قمیص، چادر، تہبند سب کو میں زعفران یا ورس سے رنگتی تھی اور حضور ﷺ اسے پہن کر باہر تشریف لاتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کا ایک لحاف تھا۔ جو ورس اور زعفران سے رنگا ہوا تھا۔ رات کے وقت اس پر پانی کا چھڑکاؤ کر دیتے تا کہ اس کی خوشبو زیادہ ہو جائے۔

marfat.com

(ورس، ایک گھاس ہے۔ زرد رنگ کی اس سے کپڑے رنگتے ہیں)

پاپوش مبارک، خفین (موزے)

حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے صوف کا بنا ہوا ایک جبہ اور دو موزے نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیے۔ حضور ﷺ نے قبول فرمائے اور حضور ﷺ انہیں لگاتار استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ پارہ پارہ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے خفین کے بارے میں یہ دریافت نہیں فرمایا کہ جس چمڑے سے انہیں بنایا گیا ہے اس چمڑے کو رنگا گیا تھا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں سیاہ رنگ کے موزے بھیجے حضور ﷺ نے ان کو پہنا اور ان پر مسح فرماتے رہے۔

حضرت طبرانی، سند جید سے ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے اپنے دونوں موزے منگوائے تا کہ پہنیں، ایک موزہ پہنا تھا۔ اسی دوران ایک کوا آیا اس نے دوسرا موزہ اٹھالیا اور آگے جا کر پھینک دیا۔ اس میں سے ایک سانپ نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من یو من باللہ والیوم الاخر فلا یلبس خفیہ حتی ینفضھما

جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس وقت تک موزے نہ پہنے جب تک ان کو جھاڑ نہ لے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے پاپوش مبارک کے دو تسمے ہوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو حضور ﷺ کے مقدس پاؤں سے جوتے اتار لیتے۔ اور اپنی آستینوں میں رکھ لیتے۔ جب حضور ﷺ اٹھتے تو جوتے پہناتے۔ اور عصا پکڑ کر حضور

marfat.com

ﷺ کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ حضور ﷺ اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔

حضرت ابن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک موچی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے جوتا سی کر دے۔ اس نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تمہیں اس قسم کا جوتا تیار کر کے دوں جیسا میں نے سرور عالم ﷺ کا جوتا مبارک دیکھا ہے۔

میں نے کہا تم نے رحمت عالم ﷺ کا جوتا مبارک کہاں دیکھا ہے۔ اس نے کہا فاطمہ کے گھر میں۔ میں نے کہا کون سی فاطمہ؟ اس نے کہا فاطمہ بنت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں میں نے کہا ویسا ہی جوتا مجھے تیار کر دو جیسا تو نے سرور عالم ﷺ کا جوتا مبارک دیکھا ہے۔

چنانچہ اس نے جوتا بنایا اور اس نے دو تسمے رکھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں نے اپنے آقا ﷺ کو دیکھا۔ حضور ﷺ جوتے پہنتے تھے۔ یعنی اس چمڑے کے بنے ہوئے جس پر بال نہیں ہوتے۔ اور اس میں وضو فرماتے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا معمول مبارک تھا جب پاپوش مبارک پہنتے تو پہلے دایاں قدم پہنتے اور جب اتارتے تو پہلے بایاں اتارتے تھے۔ حضور سید عالم ﷺ کھڑے ہو کر بھی جوتا مبارک پہنتے اور بیٹھ کر بھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضور ﷺ کے پاپوش بردار تھے۔ اور حضور ﷺ کے کوزہ بردار تھے۔

اگر چہ عبد اللہ بن مسعود کفش بردار کے لقب سے ملقب تھے۔ لیکن ممکن ہے دونوں حضرات کو یہ شرف نصیب ہوا ہو۔

انگشتری مبارک

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

marfat.com

سرور عالم ﷺ نے جب قیصر و کسریٰ اور سلاطین عالم کو دعوت نامے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ جب تک کسی خط پر مہر ثبت نہ ہو اس وقت تک وہ سلاطین ایسے خط کو وصول ہی نہیں کرتے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی جس کا نقش یہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اب بھی اس مبارک انگشتری کی چمک مجھے نظر آ رہی ہے۔ ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ اور اس کو صرف تین دن تک پہنا۔ اس کے نگینہ کو اپنی ہتھیلی کی طرف کیا۔ لوگوں نے بھی اپنے نبی ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ ایک روز سرور عالم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔

حضور ﷺ نے انگوٹھی انگلی سے نکالی اور اس کو پھینک دیا اور فرمایا بخدا میں اسے ہرگز نہیں پہنوں گا۔

جب حضور ﷺ نے انگوٹھی اتار کر پھینکی تو صحابہ نے اپنے آقا ﷺ کی اقتدا کی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے چاندی کی انگشتری بنوائی اور حکم دیا کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ کندہ کر دیا جائے۔

حضور ﷺ نے آخری دن تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر دم تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر دم تک یہی انگوٹھی پہنی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی انگوٹھی پہنی چھ سال تک آپ پہنتے رہے۔

جب خط و کتابت کا سلسلہ دراز ہوا اور ہر خط پر مہر لگانا خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مشکل ہو گیا۔ تو آپ نے یہ انگوٹھی ایک انصاری کے سپرد کی اور اسے حکم دیا کہ جتنے خطوط بھیجے جائیں ان پر تم یہ مہر لگا دیا کرو۔ ایک روز وہ انصاری ایک کنوئیں پر

marfat.com

گئے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت تھا۔ اور سوئے قسمت وہ انگوٹھی اس کنوئیں میں گرگئی۔ اس کا نام بئر اریس تھا۔ بہت تلاش کی گئی۔ سارا پانی نکلوایا گیا۔ ساری مٹی نکلوائی گئی۔ لیکن رحمت عالم ﷺ کی انگوٹھی دستیاب نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جیسی ایک اور انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا اس پر بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمات کندہ کئے جائیں۔

اگر چہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ پہلے حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنی اور پھر بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی۔ لیکن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک کثیر تعداد نے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے آخر دم تک انگشتری کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنے رکھا۔

خوشبو اور اس کا استعمال

سید عالم ﷺ کا سراپا اقدس قدرتی خوشبو میں ہر وقت بسا رہتا تھا۔ مگر اس کے باوجود تعلیم امت کے لئے اور ذوق سلیم کے تحفظ کے لئے آپ خوشبو استعمال فرماتے تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ آپ اپنے صحابہ کرام کی بزم میں تشریف لے جائیں اور آپ کے لباس سے بدبو آ رہی ہو۔

سرکار کائنات ﷺ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق کے وقت خوشبو استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ جب سحری کے وقت بیدار ہوتے تو استنجا فرماتے۔ وضو فرماتے اور اپنی ازواج مطہرات میں سے جس کے ہاں خوشبو ہوتی وہ منگواتے اور استعمال فرماتے۔

حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ کروانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا یہ چار چیزیں انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہیں۔

اسی طرح سید دو جہاں ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسِلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَ الْحِلْمُ وَ الْحِجَامَةُ وَ التَّعَطُّرُ وَ السِّوَاکُ

حبیب خدا نے فرمایا: پانچ چیزیں انبیاء کرام کے معمولات میں سے ہیں حیاء، حلم، حجامت، خوشبو اور مسواک

تین چیزوں سے سرکار کی محبت

آقائے رحمت ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ عورتیں، خوشبو، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ذوق خوشبو

محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ کیا رحمت عالم خوشبو استعمال فرماتے تھے؟

آپ نے فرمایا ہاں (ذکاوۃ الطیب) یعنی سب سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو یعنی کستوری اور عنبر استعمال فرماتے تھے۔

مزاج شناس نبوت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے کریم آقا ﷺ کو احرام سے پہلے اعلیٰ قسم کی خوشبو لگاتی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رحمت کونین ﷺ کی پسندیدہ اشیاء کا دھیان رکھتی تھیں۔ اور آپ کے ذوق لطیف کا سامان فراہم کرتی تھیں۔

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ سرور عالم ﷺ کو خوشبوؤں میں سے کستوری سب سے زیادہ پسند تھی۔ اور سرکار حنا کی کلیوں کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔

جنتی پھولوں کا سردار

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رحمت

marfat.com

کائنات کے دونوں مبارک ہاتھوں میں گلاب کے پھول تھے۔ سرکار میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے پھول سونگھنے کے لئے ناک قریب کیا تو آقائے رحمت نے فرمایا کہ جنت کے پھولوں کا یہ سردار ہے۔

خوشبوؤں کا تحفہ

صحابہ کرام اور ازواج مطہرات اپنے پیارے آقا ﷺ کی اداؤں کو خوب جانتے تھے۔ محبوب کریم ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کا خیال رکھتے تھے۔ امام بخاری اور امام نسائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ

کہ سرکار خوشبو کا تحفہ رد نہ فرماتے بلکہ قبول فرماتے۔

حضرت ابو یعلی سند حسن سے روایت کرتے ہیں کہ

مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ طِيْبٌ قَطُّ فَرَدَّهٗ

میں نے کبھی سرور انبیاء ﷺ کو نہیں دیکھا کہ سرکار کی خدمت اقدس میں خوشبو پیش کی گئی ہو اور سرکار نے اسے مسترد فرما دیا ہو۔

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رِيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّ فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْحَمْلِ طِيْبُ الرِّيْحِ

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جسے پھول پیش کیا جائے وہ اس کو رد نہ کرے کیونکہ اس کا وزن بڑا ہلکا ہوتا ہے۔ اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آقائے کونین ﷺ نے تین چیزوں کو مسترد کرنے سے منع فرمایا۔ تکیہ، گھی، خوشبو ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ جس کے داعی اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہیں۔ جن کی ذات کائنات کی حسین ترین اور نفیس ترین ذات ہے۔ جن کے اجلے اجلے ستھرے ستھرے، اعلیٰ اور سادہ

marfat.com

کپڑوں پر بھی قدرت نے گندی مکھی کو بیٹھنے کا اختیار نہیں دیا۔ وہ محبوب بھلا کیا گوارا کرتے ہیں کہ ان کے غلاموں کے بال، لباس اور وجود تعفن سے آلودہ ہوں۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہمیشہ صفائی پاکیزگی اور خوشبوؤں کا عملی ماحول بنا کر دکھایا ہے۔

اور اپنی مبارک تعلیمات سے نوازا حالانکہ جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو خوشبو کا پیکر تھے۔ جس راہ سے گزر جاتے راستے مشکبار ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھومتے جھومتے ان راہ گزروں سے اپنے آقا کی خوشبو سونگھتے تو محبوب تک پہنچ جاتے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا مشیٰ طریق من طرق المدینہ وجدوا امنہ راحۃ الطیب و قالوا مر رسول اللہ ﷺ من ھذا الطریق

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کی کسی گلی سے گزرتے تو لوگ گلی سے خوشبو پا کر پکار اٹھتے کہ محبوب اس گلی سے گزرے ہیں۔

تیری راہ گزر میں ہی گم رہوں مجھے میرے گھر کا پتہ نہ دے
دل کی دھڑکن کہہ رہی ہے اس راہ سے گزرا ہے کوئی
عنبر زمین، عبیر ہوا، مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

ابن بطال کا قول قابل سماعت ہے۔

فرماتے ہیں جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک مبارک اور در و دیوار سے خوشبو محسوس کرتا ہے۔ (وفاء الوفاء، شیخ الاسلام السمہودی)

جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس اور مبارک سانسوں کی خوشبو مدینہ طیبہ کی پاک سر زمین کے ذرہ ذرہ میں بسی ہوئی ہے۔ خاک مدینہ منورہ کے ذرے کتنے امین ہیں کہ صدیوں سے امین دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی خوشبو اپنے دامن میں بسائے ہوئے ہیں۔

اسی لئے حضرت یاقوتؒ نے فرمایا۔

من جملہ خصائص مدینہ اس کی ہواؤں میں خوشبو کا موجود ہونا اور ارض طیبہ میں برسنے

marfat.com

والی بارش میں خوشبو ہوتی ہے۔ جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔

جس ارض طیبہ کو صدیوں سے یہ شرف حاصل ہے کہ حبیب کونین ﷺ کا وجود اقدس اس کے ذروں میں جلوہ گر ہے اس شہر خوباں کے درودیوار کو قدسی بھی سونگھ کر مشام جان معطر کرتے ہیں۔ اہل دل یوں کہا کرتے ہیں۔

واول ارض مس جلد المصطفی ترابها ان تعظم عرصاتها و تنسم نفحاتها و تقبل ربوعها و جدرانها

حضور رحمت عالم ﷺ کا جسم مقدس جس پاک سرزمین میں جلوہ فرما ہے ضروری ہے اس کے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے۔ اور اس کی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے درودیوار کو بوسہ دیا جائے۔ (شفاء شریف ص 46)

خاک طیبہ ازدو عالم خوشتر است　　وے خنک شہرے کہ درو ے دلبر است

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم ﷺ　　اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

روح کائنات ﷺ کے بدن مبارک کی خوشبو سے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر روز اول سے مہک اٹھا تھا۔ چنانچہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ سے اس قدر تیز خوشبو کستوری جیسی آئی کہ سارا گھر مہک گیا۔

(زرقانی علی المواہب ص 223، جلد چہارم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَة ولا عنبرة اطيب رائحة من رائحة رسول الله ﷺ (بخاری شریف ص 364 جلد 1)

میں نے کسی کستوری، عنبر اور خوشبو کو سرکار کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

آپ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

marfat.com

وجدت لیدہ برداً و ریحاً کانما اخرجھا من جونہ عطار

میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کو یوں ٹھنڈا اور خوشبودار محسوس کیا گویا آپ نے اپنا دست اقدس طبلہ عطار سے برآمد کیا ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

فرماتے ہیں کہ

کنت اصافع رسول اللہ ﷺ او یمس جلدی جلدہ فاتعرفہ بعد فی یدی و انہ لا طیب رائحۃ من المسک

میں رحمت عالم ﷺ سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم سرکار کے جسم کے ساتھ مس کرتا تو میں بعد میں اپنے ہاتھوں میں کستوری سے زیادہ خوشبو محسوس کرتا رہتا۔

(طبرانی، بیہقی، زرقانی علی المواہب ص 183، جلد 1)

حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چشم دید واقعہ

آپ فرماتے ہیں کہ آقا رحمت ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لائے

فجعل الناس یا خذون یدیہ فیمسحون بھاوجوھھم قال فاخذت بیدہ فوضعتھا علی وجھی فاذا ھی ابرد من الثلج و اطیب رائحۃ من المسک

پس عشاق رسول اللہ ﷺ کا ہجوم امڈ آیا اور آپ بابرکت ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ میں نے بھی سرکار کا دست اقدس اپنے چہرہ پر لگایا تو وہ مجھے برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار محسوس ہوا۔ (بخاری شریف)

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا ﷺ کا ہاتھ پکڑا۔

فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنَ الْمِسْکِ

تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(بیہقی، زرقانی علی المواہب ص 227، جلد چہارم)

marfat.com

اہل ایمان کتنے خوش نصیب تھے جن کو کملی والے آقا کے دست شفقت نصیب تھے۔ جو خوشبوؤں سے لبریز تھے۔ وہ رحمت بھرے ہاتھ جس کے بدن سے مس کر جاتے نار جہنم اس پر حرام ہو جاتی۔ وہ دیر تک خوشبوئے یار کی لطافتوں میں مست رہتے تھے۔

قاضی عیاض کی روایت

وَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِ الصَّبِيِّ فَيعرف مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ بِرِيْحِهَا

کہ حضور سراپا نور ﷺ جس بچہ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیتے وہ دست مبارک کی خوشبو کے صدقے دوسرے بچوں سے منفرد اور ممتاز ہو جاتا۔ (شفاء شریف ص 40، جلد 1)

قسمت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ قربان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے بخت بلند نے یاوری کی۔ میرے کریم محبوب ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کیا۔ تو میں نے مہر نبوت کو بوسہ دیا

فکان ینم علی مسکا

تو مجھ پر کستوری کی سی خوشبو پھیل گئی۔ (شفاء شریف ص 40، جلد 1)

انسان بدن کو جتنا صاف کرے۔ کپڑے جتنے اجلے رکھے پھر بھی علاقائی اور موسمی تقاضے ایسے ہیں۔ جن کی وجہ سے بو پیدا ہو جاتی ہے۔ جو دوسروں کو ایذا دیتی ہے۔ جس سے نفاست کا معیار کم ہو جاتا ہے۔ مثلاً موسم گرما میں پسینہ آیا۔ گرد و غبار وجود پہ پڑا۔ بدبو پیدا ہو گئی۔ اس تدارک کے لئے مصنوعی خوشبو کا استعمال کرنا پڑتا ہے کہ سنت رسول ﷺ پر عمل ہو جائے۔ اللہ رب العزت راضی ہو جائے۔ انسانوں اور ملائکہ کی ایذا کا باعث بھی نہ بنے۔ مگر سید العرب والعجم کی ذات کا پسینہ اقدس زمانے کی کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابیات کرامات تعمیل سنت کے لئے اپنی خوشبوؤں میں اپنے پیارے نبی ﷺ کا مبارک پسینہ ملاتے تھے۔ تاکہ خوشبو بابرکت بھی ہو جائے اور اس میں اضافہ بھی ہو جائے۔

marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

فرماتے ہیں ایک دن ایک آدمی سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں ہے۔ آقا آپ کچھ خوشبو عطا فرما دیں۔ فرمایا کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا۔ دوسرے دن وہ ایک شیشی لے کر حاضر ہوا۔ سرکار ﷺ نے اپنے دونوں بازوں کا پسینہ اس میں نچوڑنا شروع کیا۔ تو وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگا لیا کرے۔

فکانت اذا تطیبت بہ یشم اھل المدینہ رائحۃ ذالک الطیب فسموا بیت المطیبین

تو تمام اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھتے حتیٰ کہ ان کے گھر کا نام (بیت المطیبین) خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔ ابو یعلی، طبرانی، ابن عساکر، زرقانی، ص 224، جلد چہارم) (خصائص کبریٰ ص 67، جلد 1)

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق اس کی سچی بواقت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوئے یار کو ترستے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ کبھی کبھی کرم نوازی فرماتے اور ہمارے غریب خانہ پر دوپہر کو قیلولہ فرماتے جب آپ استراحت فرماتے تو میری امی آپ کے بہتے ہوئے پسینہ کے قطروں کو شیشی میں بھر لیتی۔ کان کثیر العرق آپ کو پسینہ کثرت سے آتا تھا۔ ایک دن میرے آقا ﷺ نے میری امی کو پسینہ جمع کرتے دیکھا تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟

قَالَتْ هٰذَا عِرْقُکَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ

انہوں نے عرض کیا یہ سرکار کا پسینہ ہے۔ ہم اسے دیگر عطروں اور خوشبوؤں میں ملائیں

marfat.com

گے۔ یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص 517)

پسینہ کی دلکشی کا ایک منظر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرُ اللَّوْنِ كَانَ عِرْقُهُ اللُّؤْلُؤَ

جان عالم ﷺ کا رنگ سفید اور روشن تھا۔ پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ پر ایسی نظر آتی جیسے موتی۔ (بخاری، مسلم)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

كان عرقه في وجهه مثل اللؤلؤ اطيب من المسك

کہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کے قطرے چہرہ انور پہ موتیوں کی طرح معلوم ہوتے جو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتے۔ (ابونعیم، خصائص کبری ص 67، جلد 1)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

ولا شممت مسكا ولا عرقا كان اطيب من عرق النبي ﷺ

فرماتے ہیں میں نے آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر نہ کوئی عطر سونگھا ہے نہ کستوری سونگھی ہے۔ (شمائل ترمذی)

غرضیکہ سرور انبیاء ﷺ کے وجود اقدس سے پھوٹنے والی خوشبوؤں سے نہ فقط لباس مہکتا تھا بلکہ وہ فضائیں بھی سرکار کی خوشبوؤں سے مہکبار رہتی تھیں۔ اور وہ خوش نصیب خوشبو جس کو کملی والے اپنے استعمال میں لانے کا اعزاز مرحمت فرماتے وہ بھی اپنی قسمت پہ نازاں ہونے کے باوجود شرمسار رہتی تھی۔ بلکہ محبوب کی خوشبو سونگھ کر وہ بھی مست ہو جایا کرتی تھی۔

چنانچہ حضرت ابو عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بِطِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَابَ نَسِيْمُهَا
فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

marfat.com

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بوئے مبارک سے مدینہ طیبہ کی فضا خوشبودار ہوگئی۔ کستوری کیا ہے کافور اور عطر صندل ترو تازہ کیا ہیں۔

صوفیاء وعرفاء کے امام شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے امام محقق اور سردار قافلہ عشاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وشبلی کہ یکے از علماء مصاحب وجدان است می گوید کہ تربت مدینہ رائحہ خاص است کہ در، ہیچ مشک وعنبر نیست

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب علم و وجدان ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہے۔ جو مشک وعنبر میں نہیں۔ (جذب القلوب ص10)

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

مسئلہ خضاب کی تحقیق

مسئلہ خضاب کی وضاحت کے لئے دور جدید کے عظیم ترین مذہبی سکالر حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم سے استفادہ کرتے ہوئے تحقیقات پیش کرتے ہیں۔

مسئلہ خضاب کی حقیقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو بال سفید ہوئے ان کی تعداد بیس سے کم تھی۔ (بخاری ج2، ص876 مطبوعہ کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سفید بالوں کو رنگا تھا یا نہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سفید بالوں کو نہیں رنگا۔

marfat.com

اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان بالوں کو رنگا ہے اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی روایت ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے۔

اس لئے تحقیق یہی ہے کہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا ہے اور بعض اوقات نہیں رنگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ان بعض اوقات پر محمول ہے۔ جن میں آپ نے بالوں کو نہیں رنگا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ان اوقات پر محمول ہے۔ جن میں آپ ﷺ نے بالوں کو رنگا ہے۔

جن علماء کرام نے رسول اللہ ﷺ کے خضاب لگانے کی نفی کی ہے۔ ان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مغالطہ ہوا ہے۔

ہم سطور ذیل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت اور حضور ﷺ کے خضاب لگانے سے متعلق دوسری روایات نقل کر رہے ہیں۔

عن محمد بن سیرین قال سئلت انسا اخضب النبی ﷺ فقال لم یبلغ الشیب الا قلیلاً (بخاری شریف، جلد 2 ص 875)

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کیا نبی اکرم ﷺ نے خضاب لگایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے بہت کم بال سفید ہونے کو پہنچے تھے۔ بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا۔ لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس کے خلاف ہے۔

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب قال دخلت علی ام سلمه فاخرجت الینا شعراً من شعر النبی ﷺ مخضوباً (ایضاً)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال نکال کر دکھایا۔ جس پر خضاب لگا ہوا تھا۔

marfat.com

عن ابن موهب ان ام سلمه رضی الله تعالیٰ عنهاارته شعر النبی ﷺ احمر

حضرت ابن موہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نبی اکرم ﷺ کا سرخ بال دکھایا۔(ایضاً)

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ کان یلبس النعال السبتیة یصفر لحیته بالورس و الزعفران و کان ابن عمر یفعل ذالک

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر بالوں کے چمڑے کے جوتے پہنتے تھے۔اور اپنی داڑھی مبارک کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔(بخاری جلد دوم،ص870)

عن ابی رمثه قال اتیت رسول الله ﷺ مع ابن لی فقال ابنک هذا فقلت نعم اشهد به قال لا یجنی علیک و لا تجنیٰ علیه و رایت الشیب احمر

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تم پر ظلم نہیں کرے گا تم اس پر ظلم نہیں کرو گے۔میں نے دیکھا آپ ﷺ کے سفید بال سرخ تھے۔(شمائل ترمذی، جامع ترمذی شریف ص571)

عن عثمان بن موهب قال سئل ابوهریره رضی الله تعالیٰ عنه هل خضب رسول الله ﷺ قال نعم

عثمان بن موہب کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا انہوں نے کہا ہاں۔(شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص571)

marfat.com

عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال رایت شعر رسول اللّٰہ ﷺ مخضوباً ۔(ایضاً)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو رنگا ہوا دیکھا۔(ایضاً)

عن الجهذمة قالت انارایت رسول اللّٰہ ﷺ یخرج من بیته ینفض راسه قد اغتسل و براسه ردغ من حنا

جہذمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ غسل کے بعد گھر سے نکلے اور آپ ﷺ کے سر پر کچھ گندھی ہوئی مہندی لگی ہوئی تھی۔(ایضاً)

عن یزید قال قلت لابی جعفر هل خضب النبی ﷺ قال قدمس شیئا من الحنا و الکتم

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفرؓ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے خضاب لگایا تھا۔انہوں نے کہا نبی ﷺ نے کچھ مہندی اور کتم لگایا تھا۔(المصنف جلد 8،ص 346)

عن عثمان بن حکم قال رایت عند آل ابی عبیده بن زمعة شعرات من شعر رسول اللّٰہ ﷺ مصبوغا بالحنا

عثمان بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ بن زمعہ کی آل کے پاس نبی کریم ﷺ کے کچھ بال مبارک دیکھے جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔(المصنف جلد 8،ص 247)

عن ابن جریح سال ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه رایتک تصفر لحیتک بالورس فقال ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه اما تصفیری لحیتی فانی رایت رسول اللّٰہ ﷺ یصفر لحیته

ابن جریح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا۔میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگ سے رنگتے ہیں۔آپ نے فرمایا میں نے سرکار ﷺ کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا۔(المصنف جلد 8،ص 255) مسلم بخاری ابوداؤد،بیہقی)

marfat.com

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا اراد ان یخضب اخذ شیئاً من رهن و زعفران فرشه بیده ثم یمرسه علی لحیته

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خضاب لگانے کا ارادہ کرتے تو کچھ مہندی لے کر اس پر زعفران چھڑکتے پھر اس کو اپنی داڑھی پر ملتے۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد 5، ص 162)

عن عثمان بن عبداللہ بن موهب القرشی قال دخلنا علی ام سلمه زوج النبی فاخرجت الینا من شعر رسول اللہ فاذا هو احمر مصبوغ بالحنا و الكتم

عثمان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ہمارے لئے حضور ﷺ کا ایک بال نکالا وہ سرخ رنگ کا تھا۔ اس پر مہندی اور کتم سے خضاب لگا ہوا تھا۔

(امام بیہقی کی دلائل النبوۃ جلد اول، ص 236)

عن ابی رمثه قال اتیت النبی ﷺ و علیه بردان اخضران وله شعر قد علاه الشیب و شیبه احمر مخضوبا بالحناء

حضرت ابی رمثہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دو سبز چادریں پہنی ہوتی تھیں۔ (یعنی حلہ) آپ ﷺ کے بالوں پر سفیدی آ رہی تھی۔ آپ ﷺ کے سفید بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔ (دلائل النبوۃ جلد اول، 237)

سفید بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنے کا استحباب اور سیاہ رنگ کی ممانعت

حدثنا یحی بن یحی اخبرنا ابو خیثمة عن ابی الزبیر عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه قال اتی بابی قحافة او جاء عام الفتح او یوم الفتح وراسه ولحیته مثل الثغام او الثغامة فامر اوفا مر به الی

marfat.com

نسائه قال غیروا هذا بشیء

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال یا فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا یا وہ خود آئے اور ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے۔تو آپ نے ان کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی سفیدی کو کسی چیز سے تیز (بدل) کرو۔(مسلم جلد 6،ص 459)

دوسری روایت کے آخری الفاظ یہ تھے۔

قال رسول الله ﷺ غیر و اهذا بشیء و اجتنبوا السواد

سرکار ﷺ نے فرمایا ان کو کسی چیز سے تبدیل کردو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔ (مسلم جلد 6،ص 410)

عن ابی هریره رضی الله تعالٰی عنه ان النبی ﷺ قال ان الیهود و النصاری لا یصبغون فخالفوهم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود اور نصاری (عیسائی) خضاب نہیں لگاتے (یعنی بال نہیں رنگتے) سو تم ان کی مخالفت کرو۔ (مسلم جلد 6،ص 410)

عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنه قال مر علی النبی ﷺ رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن هذا قال فمر آخر قد خضب بالحناء والکتم فقال هذا احسن من هذا فمر آخر قد خضب بالصفرة فقال هذا احسن من هذا کله

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی سے بالوں کو رنگا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے پھر ایک شخص گزرا جس نے اپنے بالوں کو مہندی اور کتم سے رنگا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک اور شخص گزرا

marfat.com

جس نے زرد رنگ سے بالوں کو رنگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔
(سنن ابی داؤد جلد 2، ص222)

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت ابا بکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فکان راسه و لحیته کانها جمر الفض

ابو جعفر انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اور داڑھی روشن انگارے کی طرح سرخ تھی۔ (المصنف جلد 8، ص245)

عن اسماعیل قال : رایت انسا یخضب بالحناء

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے۔

عن العیزار بن حریث رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال : کان الحسین بن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه یخضب بالحناء و الکتم

عیزار بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہندی اور کتم سے خضاب لگاتے تھے۔

کتم ایک بوٹی ہے جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے۔

خضاب لگانے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔ اور سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے۔

امام مالک کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔ اور سیاہ خضاب خلاف اولیٰ ہے۔

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔ اور سیاہ خضاب مکروہ ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔ اور اکثر فقہاء کے

marfat.com

نزدیک سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

چونکہ احادیث میں سیاہ خضاب پر وعید ہے۔ اس لئے صحیح یہی ہے کہ غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے۔

اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین سے جو سیاہ خضاب لگانا منقول ہے ہو سکتا ہے ان کے پاس کوئی توجیہ اور تاویل ہو۔

بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مقدم ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مذہب ہے کہ جب احادیث اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تعارض ہو تو احادیث کو آثار پر ترجیح دی جائے۔

ساری بحث کا حتمی خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام احمد، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی اور امام طبرانی ایسے محدثین نے قوی اسانید کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے خضاب لگانے کی روایات کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔

اب رہا یہ سوال: کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی دوعالم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات ہوں۔ ایک کسی چیز کو ثابت کرتی ہو اور دوسری نفی کرتی ہو تو ثبوت والی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

کیونکہ نفی کرنے والا راوی اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہا ہے اور ثبوت کرنے والا ایک وصف زائد کی حکایت کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔

اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ (بخاری جلد اول، ص 218)

اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے۔

marfat.com

(بخاری، جلد 1، ص 67) اور ترجیح حضرت بلال کی روایت کو دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ ایک وصف زائد کی حکایت کررہے ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اصل حال کے اعتبار سے نفی کررہے ہیں اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہیں کیا جائے گا۔ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح کیا۔ (ابوداؤد، جلد 1، ص 255)

اور ترجیح اس روایت کو دی گئی ہے اس طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المومنین، حضرت جہذمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے۔

تو اس قاعدہ کے مطابق انہی کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ نے خضاب لگایا اور بعض اوقات خضاب نہیں لگایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حال دیکھ کر اس کی روایت کی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے حال کی روایت کی۔ بلکہ امام ترمذی نے خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی خضاب لگانے کی روایت بیان کی ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

مختار یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض اوقات خضاب لگایا اور اکثر اوقات میں بالوں کو رنگنا ترک فرمایا سو ہر شخص نے اپنے مشاہدے کے مطابق بیان کیا۔

اور یہ تاویل حکما متعین ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالوں کو زرد رنگ کے ساتھ رنگنے کی جو روایت ہے اس کو ترک کرنا ممکن نہیں اور نہ اس کی کوئی تاویل ممکن ہے۔ (شرح مسلم جلد 2، ص 259)

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

marfat.com

حضرت انس کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خضاب لگانے کی احتیاج نہیں تھی۔ اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات اپنے سفید بالوں پر خضاب لگایا اور اکثر اوقات خضاب نہیں لگایا۔ لہٰذا ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق روایت کی اور ہر ایک اپنے قول میں صادق ہے۔ (مرقات جلد 8، ص 305)

داڑھی کی شرعی حیثیت

داڑھی کا معنی

اَللِّحْيَةُ شَعْرُ الْخَدَّيْنِ وَ الذَّقَنِ

رخساروں اور ٹھوڑی کے بالوں کو لحیہ (داڑھی) کہتے ہیں۔ (تاج العروس، جلد 10، ص 323)

داڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوْا اللِّحٰی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو۔ اور داڑھیوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ یعنی بڑھاؤ۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوْا اللِّحٰی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو بہت کم کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو (یعنی مت کاٹو)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا

marfat.com

ہے اور علامہ علی متقی ہندی اور حافظ الہیثمی نے بھی اسی حدیث کا طبرانی وغیرہ کے حوالوں سے ذکر کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَ اِعْفَاءِ اللِّحْیَۃِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مونچھوں کو بہت کم کرنے اور ڈاڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا

اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام مالک نے بھی روایت کیا۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوْسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ حَلَقَ لِحْیَتَہٗ وَ اَطَالَ شَارِبَہٗ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ ﷺ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذَا فِیْ دِیْنِنَا قَالَ فِیْ دِیْنِنَا اَنْ نَجُزَّ الشَّارِبَ وَ اَنْ نُعْفِیَ اللِّحْیَۃَ

عبیداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مجوسی آیا۔ اس حال میں کہ اس نے ڈاڑھی منڈائی ہوئی تھی۔ اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں کم کرائیں۔ اور ڈاڑھی بڑھائیں۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَھْلَ الشِّرْکِ یَعْفُوْنَ شَوَارِبَھُمْ وَ یَحْفُوْنَ لِحَاھُمْ فَخَالِفُوْھُمْ فَاَعْفُوا اللِّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ ۔ (رواہ الطبرانی باسنادین فی احدھما عمر بن ابی سلمہ و ثقہ ابن معین وغیرہ و ضعفہ شعبہ وغیرہ و بقیہ رجالہ ثقات)

marfat.com

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَ اَوْفِرُوْا اللِّحٰی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجوس کی مخالفت کرو۔ مونچھیں کم کراؤ۔ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ اس حدیث کو امام بزاز نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر ضعیف اور متروک ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَ ثَمَنَهَا وَ قَالَ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَ اعِفُوْا اللِّحٰی وَلَا تَمْشُوْا فِی الْاَسْوَاقِ اِلَّا وَعَلَيْكُمُ الْاِزَارُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّةَ غَيْرِنَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب پینے اور اس کی قیمت لینے کو حرام قرار دیا اور فرمایا مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ اور بغیر تہبند پہنے بازاروں میں مت چلو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے غیر (مخالف) کے طریقے پر چلے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه تعالٰی عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَ ارْخُوْا اللِّحٰی وَ خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی کو دراز کرو۔ اور مجوس کی مخالفت کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكِ وَ اِسْتِنْشَاكِ الْمَاءِ وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ

marfat.com

وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ مُصْعَبٌ وَ نَسِيتُ الْعَاشِرَةَ الا تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں۔

مونچھیں کاٹنا، ڈاڑھی دراز کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈنا، اور پانی سے استنجا کرنا مصعب کہتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا۔ الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا۔

اور اس کا علامہ علی متقی نے بھی ذکر کیا۔

امام ابن حسان روایت کرتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ذکر رسول اللہ ﷺ المجوس فقال انهم یوفون سبا لهم و یحلقون لحاهم فخالفوهم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مجوسیوں کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لمبی مونچھیں رکھتے ہیں۔ اور ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ سوتم ان کی مخالفت کرو۔

مشت بھر سے زیادہ ڈاڑھی ترشوانے سے متعلق احادیث اور آثار

حضرت امام بخاری روایت فرماتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال خالفوا المشرکین و فروا اللحیٰ و احفوا الشوارب و کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا حج او اعتمر قبض علیٰ اللحیة فما فضل اخذہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو۔ مونچھیں باریک کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مقدار فاضل ہوتی اس کو

marfat.com

کاٹ دیتے (اس حدیث کو امام ابو یوسف، امام عمر، اور امام ابن ابی شیبہ اور امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے)۔

امام ابن ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں۔

عن سماک بن یزید قال کان علی یاخذ من لحیته ممایلی وجهه

سماک بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چہرے کے قریب سے ڈاڑھی کاٹتے تھے۔ (یعنی خط بناتے تھے)

عن ابی زرعه قال کان ابو هریره رضی الله تعالیٰ عنه یقبض علی لحیته ثم یاخذ ما فضل عن القبضة

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیتے۔

عن عطا بن ابی رباح قال کانوا یحبون ان یعفوا اللحیه الا فی حج و عمره فکان ابراهیم یا خذ من عارض لحیته

عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ (فقہاء تابعین) حج اور عمرہ کے سوا ڈاڑھی بڑھانے کو پسند کرتے تھے۔ یعنی مستحب قرار دیتے تھے۔ اور ابراہیم اپنے رخسار سے ڈاڑھی کاٹتے تھے۔ (خط بناتے تھے)

عن جابر بن عبد الله قال رای النبی ﷺ مجفل الراس و اللحیة فقال علی ماشوه احد کم امس قال و اشار النبی ﷺ الیٰ لحیته وراسه یقول خذ من لحیتک و راسک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کا بیان

کان رسول الله ﷺ ضخم الراس و اللحیته

رحمت کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس اور ریش مبارک ضخیم تھی۔

کان ضخم الهامة عظیم اللحیته

marfat.com

آپ کا سر انور بزرگ اور ڈاڑھی مبارک عظیم تھی۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم كَثَّ اللِّحْيَةِ

آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

كث اللحيته تملاء صدره

آپ کی ڈاڑھی مبارک بھرپور گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے لکھا ہے کہ مصنف کی مراد یہ ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لیتی تھی۔

ڈاڑھی کی مقدار کے بارے میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لمبی ڈاڑھی میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قبضہ (یعنی ایک مشت) سے زائد ڈاڑھی کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین کی ایک جماعت نے یہی کہا ہے۔

امام شعبی اور ابن سیرین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔

حسن اور قتادہ نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاڑھی چھوڑ دینا (نہ کاٹنا) مستحب ہے

کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ڈاڑھی بڑھاؤ، اور اقرب بالحق ڈاڑھی کو کم کرنا ہے۔ بشرطیکہ بہت زیادہ نہ کاٹا جائے۔

کیونکہ بہت لمبی ڈاڑھی سے شکل بدنما ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں کو غیبت کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لہٰذا اس نیت سے اس کے طول سے احتراز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام نخعی کہتے ہیں کہ جو شخص عقل مند ہو پھر بھی ڈاڑھی لمبی رکھتا ہو مجھے اس پر تعجب ہے۔

marfat.com

وہ اپنی ڈاڑھی کم کر کے دو جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا۔

کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی مستحسن ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص کی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے۔ تو اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ (یعنی لمبی ڈاڑھی والے کو بے وقوف تصور کیا جاتا ہے۔) (راقم)

علامہ یحیٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں۔

ظاہر احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے۔ کاٹا نہ جائے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ ڈاڑھی منڈوانا، کاٹنا، جلانا مکروہ ہے۔ اور اس کو طولاً عرضاً کاٹنا مستحسن ہے۔ ڈاڑھی کو زیادہ لمبا کر کے حد تمسخر تک رکھنا کاٹنے کی طرح مکروہ ہے۔

قاضی عیاض نے فرمایا کہ متقدمین کا اس میں اختلاف تھا کہ ڈاڑھی رکھنے کی کوئی حد ہے یا نہیں۔ (یعنی لمبائی میں کوئی حد نہیں) اور بعض نے کہا اس کی کوئی مقرر نہیں کی البتہ علماء اسلام نے کہا کہ داڑھی اتنی دراز نہ کرے۔ جس سے تمسخر کی حد کو پہنچے اور اس حد سے کم رکھے۔

امام مالک نے ڈاڑھی کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے۔ اور بعض علماء نے کہا اس کی حد قبضہ ہے اور قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دی جائے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کاٹنا مکروہ ہے۔

نیز علامہ نووی فرماتے ہیں۔

کہ صحیح یہ ہے کہ ڈاڑھی مطلقاً کاٹنا مکروہ ہے۔ بلکہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ خواہ جتنی بھی دراز ہو جائے۔

کیونکہ حدیث صحیح میں ہے۔ واعفوا اللحی 'ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو۔ اور امام ترمذی نے جو حدیث روایت کی ہے۔ کہ سرکار دو عالم ﷺ طولاً وعرضاً ڈاڑھی تراش کر کم کرتے تھے۔ سو یہ حدیث ضعیف ہے۔ لائق استدلال نہیں۔

marfat.com

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں۔ کہ قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا اور جڑ سے کٹوانا مکروہ ہے۔

حدیث میں اس کی مذمت ہے۔ الخ

علامہ دشتانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم علیہ السلام کو ڈاڑھی کے ساتھ زینت عطا کی ہے۔ جب ڈاڑھی میں حسن و جمال ہے تو اس کو طولاً و عرضاً کم کر کے حسین بنانا مستحسن ہے۔ اور کاٹنے کی حد یہ ہے کہ قبضہ سے زائد کو کاٹ دیا جائے۔

جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہے یہ اس کے متعلق ہے جس کی ڈاڑھی (قبضہ) سے زیادہ ہو تو وہ اتنی مقدار کے بعد طولاً و عرضاً جس سے ڈاڑھی میں خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اَللّٰہُ جَمِیلَ وَ یُحِبُّ الْجَمَال۔ اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ڈاڑھی کی تراش خراش زینت کے لئے کرنا قول رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے۔ جس میں سرکار نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرکار نے ڈاڑھی چھوڑنے اور بڑھانے کا حکم مشرکین کی وجہ سے دیا ہے۔ کیونکہ وہ ڈاڑھی منڈواتے تھے۔ اور ان سے مخالفت اس طرح ہو گی کہ یا تو بالکل نہ کاٹی جائے یا تحسین کے لئے قبضہ سے زائد تھوڑی سی کاٹ لی جائے۔ اس لئے صحیح وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

علامہ ابوالولید مالکی فرماتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈاڑھی اور مونچھوں کا اتنی مقدار تک کاٹنا مستحب ہے۔ جس سے ان کا پیدائشی جمال متغیر نہ ہو۔ دونوں بالکلیہ کاٹ دینا مثلہ ہے۔ جیسے عورت کے سر کے بال کاٹنا مثلہ ہے۔ اس لئے ڈاڑھی اور مونچھوں میں ایسے تغیر کو منع کیا جائے گا۔

marfat.com

جس سے ان کی خلقت متغیر ہو۔ اور مثلہ کا ارتکاب لازم آئے۔

اگر ڈاڑھی اتنی زیادہ ہو جائے۔ جس کی وجہ سے حد جمال متاثر ہو بکھری رہے اور منتشر ہونے کی حد کو پہنچ جائے تو اتنی لمبی ڈاڑھی رکھنا مسئلہ ہو تو اس کو کم کرنا مشروع ہے۔

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں۔

و قد حرم المالكيه و الحنابله حلقها و لا يكره مازاد على القبضة

و لا اخذ ماتحت حلقه لفعل ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه

فقہاء حنبلیہ اور مالکیہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور قبضہ سے زائد کاٹنا مکروہ نہیں۔ اور حلق کے نیچے کے بالوں کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بال کاٹے تھے۔

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

علامہ کا کی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول ایک قبضہ کی مقدار ہے۔ اور اس سے زائد کو کاٹنا واجب ہے۔ اور ابو موسیٰ اسحٰق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈاڑھی کو طول سے کاٹ کر کم کرتے تھے۔

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ ڈاڑھی کو طول اور عرض سے کاٹ کر کم کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ نبی اکرم ﷺ ڈاڑھی کو قبضہ کے بعد کاٹتے تھے۔ ہاں اس سلسلہ میں دو اثر مروی ہیں۔ امام ابو داؤد اور امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے۔

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے۔

marfat.com

البتہ یہ آثار اس حدیث کے معارض ہیں۔ جس میں ہے کہ مونچھوں کو ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (متفق علیہ) اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ داڑھی بڑھانے سے مراد ہے کہ ساری داڑھی کو منڈوایا نہ جائے۔ جس طرح مجوسی منڈواتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مونچھیں ترشواؤ، داڑھیاں بڑھاؤ۔

اور مجوس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ مجوس داڑھیاں منڈواتے تھے۔ اور مونچھیں بالکل نہیں کاٹتے تھے۔

محیط میں ہے کہ داڑھی بڑھانے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ داڑھی کو چھوڑ دو حتیٰ کہ گھنی اور بڑی ہو جائے۔ اور کاٹ کر کم کرنا سنت ہے۔ جو داڑھی قبضہ سے زائد ہو اس کو کاٹ دو۔

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اعفو اللحی کا معنی کیا ہے۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ اعفاء، اکثار ہے۔ جب داڑھی کو چھوڑ دیا جائے تو طولاً عرضاً بہت زیادہ بڑھ جائے گی لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ داڑھی کا بڑھانا ممنوع ہے۔ اور اس کا کاٹنا واجب ہے۔ اس کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے۔ کہ جب داڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے۔ اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی داڑھی کو چھوڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی داڑھی کو کھینچا اور کہا کہ میرے پاس قینچی لاؤ۔ پھر ایک شخص کو کہا کہ اس کے ہاتھ کے نیچے جو داڑھی ہے اس کو کاٹ دو۔ پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوار دیا خراب کرو۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے۔ جیسے وہ درندوں میں سے ایک درندہ ہو۔ الخ 29

marfat.com

مونچھیں ترشوانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بعض اہل مدینہ کے نزدیک مونچھیں ترشوانا احفاء (بہت زیادہ ترشوانا) سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حسن بصری، محمد بن سیرین، عطا ابن ابی رباح اور امام مالک کا یہی مذہب ہے۔

امام مالک مونچھیں منڈوانے کو مکروہ کہتے ہیں۔

اور جمہور علماء، محمد بن عجلان، نافع اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ابو یوسف، امام محمد یہ کہتے ہیں کہ مونچھوں کا احفاء مستحب ہے۔ اور وہ مونچھیں ترشوانے سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رافع بن خدیج حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر بن عبداللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے یہ تمام آثار اسانید کے ساتھ روایت کئے ہیں۔ اور مونچھیں (استرے) سے منڈوانے کو احادیث میں خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیْقُ وَ التَّسْبِیْدُ

ان کی علامت مونچھیں منڈوانا اور مونچھوں کو جڑ سے صاف کرنا ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں۔

مونچھیں منڈوانا بدعت ہے اور ایک قول کے مطابق سنت ہے

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

ملتقی اور مجتبیٰ میں لکھا ہے۔ کہ مونچھیں منڈوانا سنت ہے۔

اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب ہے۔ اور مونچھوں کو ترشوانا حتیٰ کہ اوپر والے ہونٹ کے متوازی ہو جائیں بالاجماع سنت ہے۔

میں کہتا ہوں (شارح مسلم) کہ مونچھیں منڈوانے کی امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف

marfat.com

نسبت درست نہیں ہے۔ مونچھیں منڈوانا سنت کس طرح ہوسکتا ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے مونچھیں منڈوانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے۔

امام روایت کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰی فُوْقِهٖ قِیْلَ مَا سِیْمَا هُمْ قَالَ سِیْمَا هُمُ التَّحْلِیْقُ اَوْقَالَ التَّسْبِیْدُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے۔ اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر کمان کی طرف لوٹ آئے۔

آپ سے پوچھا گیا ان کی علامت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بال منڈوانا، یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا۔

امام ابوداؤد، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاسِیْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِیْقُ

اس مذکورہ حدیث کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

ڈاڑھی کی شرعی حد اور مقدار کے متعلق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ کی تحقیق

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک استفتاء کے

marfat.com

جواب میں پچاس صفحات پر مشتمل ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ جس میں اس نظریہ کے ثبوت کے لئے اٹھارہ آیات قرآن اور 72 احادیث اور 60 ارشادات علماء جملہ ڈیڑھ سو نصوص ذکر فرمائے ہیں۔ اس رسالہ کا نام (لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی) رکھا۔

اس مذکورہ رسالہ کے صفحہ نمبر 35 پر فائدہ کے تحت یوں ارشاد فرمایا۔

جس طرح ڈاڑھی مونڈنا، کتروانا بالاتفاق حرام و گناہ ہے یونہی ہمارے آئمہ و جمہور علماء کرام کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بے حد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسند ہے۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام ابوزکریا نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

تکره الشهره فی تعظیمها کما تکره فیی قصها و جزها

اسی میں ہے ''وکره مالک طولها جدا'' حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابوہریرہ وغیرہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افعال و اقوال اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح سے اس کی حد ایک مشت ہے۔

ابھی نصوص علماء سے گزرا کہ اس سے کم کرنا کسی نے حلال نہ جانا قبضہ سے زائد قطع ہمارے نزدیک مسنون ہے بلکہ نہایہ میں بلفظ وجوب تعبیر کیا۔ (لمعۃ الضحیٰ ص 35)

نوٹ: ڈاڑھی کی شرعی حیثیت اور مونچھوں کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیلات شرح صحیح مسلم جلد 6، صفحہ 452 تصنیف لطیف علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتاب لمعۃ الضحیٰ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ راقم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کنگھی، سرمہ اور آئینہ کا استعمال

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر اور حضر میں ان پانچ چیزوں کو نظر انداز نہیں فرمایا کرتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی،

marfat.com

تیل اور مسواک۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ سفر کا ارادہ فرمایا کرتے تو میں یہ چیزیں تیار کر کے حضور ﷺ کے سامان میں رکھواتی، خوشبودار تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی اور مسواک۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت بستر پر استراحت فرماتے تو اس سے پہلے مسواک فرماتے، وضوء فرماتے اور بالوں میں کنگھی کرتے۔

حضور ﷺ کی کنگھی ہاتھی کے دانت کی تھی۔ جس سے حضور ﷺ اپنے بالوں کو درست فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم ﷺ جب آئینہ میں اپنے دل پذیر چہرے کو دیکھتے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے۔

اللهم حسنت خَلْقِی فحسن خُلُقِی و اوسع علی فی رزقی

اے اللہ تعالیٰ: تو نے میری ظاہری صورت کو حسین بنایا ہے۔ الٰہی! میرے اخلاق کو بھی حسین بنادے۔ اور میرا رزق میرے لئے وسیع فرمادے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے حجرہ شریف میں جھانک کر دیکھا حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنگھی تھی۔ جس سے اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ پتہ چلتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو اسی کنگھی سے تیری آنکھوں میں ضرب لگاتا۔ تم نہیں جانتے کہ شریعت میں کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اذن طلب کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تم اہل خانہ کو اپنی آمد سے خبردار کرنے سے پہلے نہ دیکھو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کالا سرمہ تھا۔ آپ اپنے بستر پر آرام فرماتے تو دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالتے۔

marfat.com

سرکار کے حجامت بنوانے کا انداز

رسول اللہ ﷺ اس بات کو مستحب سمجھتے کہ جمعہ کے دن ناخن اور مونچھوں کے بال کٹوائے جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو دیکھا کہ حجام حضور ﷺ کے سر کے بال مونڈ رہا تھا اور صحابہ کرام حضور ﷺ کے اردگرد کھڑے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کا کوئی موئے مبارک زمین پر نہ گرے۔ بلکہ کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ پر گرے۔

علامہ ابن قیم زاد المعاد میں حضور ﷺ کی سنت کا ذکر کرتے ہیں کہ حضور ﷺ یا تو سارا سر منڈوایا کرتے یا سر کے سارے بالوں کو سلامت رکھتے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سر کے بعض بالوں کو تو حضور ﷺ نے مونڈوایا ہو اور بعض کو رہنے دیا ہو۔ اور رحمت عالم ﷺ نے صرف حج اور عمرہ کے موقع پر اپنے سر مبارک کے بال منڈوائے ان کے علاوہ سر کے بال منڈوانا حضور ﷺ کا طریقہ نہ تھا۔

جن حجاموں کو حضور ﷺ کے سر مبارک کے بال مونڈنے کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسماء کتب احادیث وسیرت میں موجود ہیں۔

غزوہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت خراش بن امیہ نے عمرۃ القضاء میں مروہ کے پاس ابن سکن نے غزوہ جعرانہ کے موقع پر ابو الھند الحجام، جو بنی بیاضہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے اور حجۃ الوداع کے موقع پر عبداللہ بن فضلہ نے حضور ﷺ کے موئے مبارک مونڈنے کی سعادت حاصل کی۔

امام مسلم اور بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا سر منڈوایا اور پہلے حصہ کے بال حضرت ابوطلحہ کو عطا فرمائے۔

اور پھر بائیں جانب کے جب موئے مبارک مونڈے گئے تو وہ بھی حضرت ابوطلحہ کو عطا فرمائے اور انہیں حکم فرمایا۔

marfat.com

اقسمه بین الناس

ان کولوگوں میں تقسیم کردو۔

امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احیاء العلوم میں ناخن کاٹنے کی یہ ترتیب رقم کی ہے۔ پہلے دائیں ہاتھ کی انگشت تسبیح سے شروع کیا جائے پھر وسطیٰ پھر انگشت تسبیح پھر انگوٹھا اس کے بعد دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کاٹے جائیں۔ پھر دائیں پاؤں کی خنصر پھر بنصر پھر وسطیٰ پھر بائیں پاؤں کی خنصر سے شروع کر کے ختم کرے۔

امام احمد اور طبرانی روایت کرتے ہیں۔

کہ حضور ﷺ نے جب منیٰ کے میدان میں قربانی کے جانور ذبح کئے تو معمر کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کے بال مونڈے۔ معمر کہتے ہیں کہ میں استرا پکڑ کر حضور ﷺ کے سر انور کے قریب کھڑا ہو گیا۔

اس وقت رحمت عالم ﷺ نے اپنی چشم مبارک سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور فرمایا اے معمر! اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے تجھے اپنے سر مبارک کے قریب کھڑا ہونے کی اجازت دی ہے۔ اس حال میں کہ تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔ میں نے عرض کی بخدا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا انعام ہے۔ حضور آپ دیکھیں گے کہ میں کس مہارت سے موئے مبارک مونڈتا ہوں پھر میں نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو مونڈا۔

گھریلو سامان

امام بخاری ادب مفرد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

کہ میں ایک روز بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ ایک چار پائی پر تشریف فرما تھے۔ جس کو کھردرے بان سے بنایا گیا تھا۔ حضور ﷺ کے سر مبارک کے نیچے چمڑہ کا تکیہ تھا۔ جسے کھجور کے پتوں سے بھرا گیا تھا۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر اور چار پائی کے درمیان ایک کپڑا بچھا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس

marfat.com

میں ایک چارپائی تھی جو بڑی گھاس کے پٹھے سے بنی گئی تھی۔ اس پر ایک سیاہ رنگ کی چادر بچھی تھی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس رحمت عالم ﷺ کے تبرکات میں سے ایک چارپائی حضور ﷺ کا عصا مبارک، حضور ﷺ کا پیالہ مبارک، ایک تکیہ جس کو کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک چادر اور ایک کجاوہ تھا۔ جب قریش کے کچھ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ انہیں ان چیزوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔

هذا ميراث من اكرمكم الله تعالىٰ به اعزكم به وَفَعَلَ وَفَعَلَ

یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی میراث ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو مکرم و محترم کیا ہے۔ اور جس کے صدقے تمہیں ان عزتوں سے سرفراز کیا ہے۔

حضرت ابورفاعہ الفدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک کرسی پیش کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔

امام احمد کی رائے ہے کہ پائے لکڑی کے تھے۔ لیکن ان پر سیاہ رنگ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی۔

حضور ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے وہ علم سکھانا شروع کیا جو اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا تھا۔

علامہ بلاذری حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ قریش مکہ سونے کے لئے چارپائیاں استعمال کرتے تھے۔ جب رحمت عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اقامت گزیں ہوئے۔ حضور پرنور ﷺ نے پوچھا اے ابوایوب تمہارے ہاں چارپائی نہیں ہے؟ عرض کی بخدا ہمارے پاس کوئی چارپائی نہیں۔ یہ بات اسعد بن زرارہ نے سنی تو اپنے آقا ﷺ کے استعمال کے لئے ایک چارپائی بھیجی جس کے بازو اور پائے ساگوان کی لکڑی کے بنائے

marfat.com

گئے تھے۔

رحمت عالم ﷺ اس پر استراحت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب حضور ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو اس وقت بھی اسی چار پائی پر حضور ﷺ جلوہ فرما تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے مردوں کو اس پر اٹھا کر دفن کرنے کیلئے لے جاتے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی چار پائی پر لے جایا گیا تاکہ اس کی برکت سے میت بھی متمتع ہو۔

طلباً ببرکتہ ﷺ

حضور ﷺ کا سارا گھریلو سامان حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں تھا۔ آپ نے اسے ایک کمرے میں رکھا ہوا تھا۔ ہر روز اس کی زیارت کرتے تھے۔ اور جب بیرون ملک سے وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ انہیں لے کر اس کمرے میں جاتے تاکہ حضور ﷺ کے تبرکات کو وہ دیکھیں۔ آپ ان لوگوں کو یہ فرماتے۔

هٰذَا مِيْرَاثُ مَنْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اَعَزَّكُمْ بِهٖ

یہ اس عظیم القدر ہستی کی میراث ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو معزز و مکرم کیا۔ اس کی وجہ سے تمہیں عزت و ناموری پر فائز کیا گیا۔

اس میراث میں درج ذیل چیزیں تھیں

وہ چار پائی جو کھردرے پٹھے سے بنی ہوئی تھی۔ چمڑے کی گدی جو کھجور کے پتوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک بڑا پیالہ، گلاس چکی، ترکش جس میں تیر تھے۔ اون کا ایک کپڑا، اس صوف کے ٹکڑے میں حضور ﷺ کے سر مبارک سے جو پسینہ بہتا اس کے نشانات تھے۔

ایک آدمی بیمار ہو گیا انہوں نے خلیفہ سے درخواست کی کہ اس صوف کے ٹکڑے کو دھو کر اپنے مریض کے لئے دیں تاکہ اس کی ناک میں ٹپکایا جائے۔ یہ درخواست حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ چنانچہ آپ نے اجازت دے دی۔ اس دھوون کو مریض کے ناک میں ٹپکایا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

marfat.com

اس چار پائی کو حضرت عبد اللہ بن اسحاق الاسجانی نے چار ہزار درہم قیمت ادا کر کے خریدا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک چٹائی تھی۔ جو رات کو لپیٹ دی جاتی تھی۔

اس پر حضور ﷺ نماز ادا کرتے تھے۔ دن کے وقت حضور ﷺ کے لئے بچھا دی جاتی۔ حضور ﷺ اس پر آرام فرماتے۔

چٹائی، بستر، لحاف، تکیہ، رومال، بستر کی چادر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔

حضور ﷺ جس بستر پر استراحت فرمایا کرتے تھے۔ وہ چمڑے کا تھا، اس کو کھجور کے پتوں سے بھرا گیا تھا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا تکیہ بھی چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ اس کو کھجور کے پتوں سے بھرا گیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

فرماتے ہیں وہ کجاوہ جس پر حضور ﷺ نے حج ادا کیا وہ پرانا تھا۔ اور وہ ایک ایسی لکڑی سے بنایا گیا تھا جس کی قیمت چار درہم بھی نہ تھی۔

حضور ﷺ جب اس پر سوار ہوئے تو بارگاہ رب العزت میں التجا کی۔

اَللّٰهُمَّ حَجَّةً لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ

اے اللہ پاک اس حج کو ایسا حج بنا جس میں کوئی ریا اور شہرت کی طلب نہ ہو محض تیری رضا کے لئے ہو۔

سرکار دو عالم ﷺ چمڑے کی بنی ہوئی ایک چادر پر آرام فرما ہوئے۔ حضور ﷺ کو پسینہ آ گیا۔ ام سلیم اٹھی اور اس پسینہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ اور ایک شیشی میں ڈالتی رہی۔

marfat.com

نبی رحمت ﷺ نے اس کو ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا۔

مَاهٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ

ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟

انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ حضور ﷺ کے اس پسینہ کو اپنی خوشبو میں ڈالوں گی۔

اپنی نیاز آگیں خادمہ کا یہ جواب سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ جب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے وہ تکیہ اٹھا کر ان کو پیش کر دیا۔ یہ دیکھ کر بے ساختہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا اللہ اکبر صدق اللہ و رسولہ، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا کہ جو حدیث تمہیں یاد آئی ہے۔ وہ ہمیں سنا دو۔ آپ نے عرض کی۔ ایک دفعہ اپنے آقا ﷺ کی خدمت حاضر ہوا حضور ﷺ ایک تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے وہ تکیہ اٹھایا اور مجھے پیش کر دیا پھر فرمایا۔

یا سلمان ما من مسلم یدخل علیٰ اخیه المسلم و یلقی له وسادة اکراماً له، الا غفر اللہ له

حضور ﷺ نے فرمایا اے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے۔ وہ اس کی تکریم کے لئے اپنا تکیہ پیش کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

marfat.com

حضرت فاروق اعظم کا استفسار

ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نور نظر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب سے نرم اور ملائم کون سا بستر آپ نے اپنے آقا ﷺ کے لئے بچھایا ہے۔ آپ نے عرض کیا ہمارے پاس ایک چادر تھی جو ہمیں خیبر کے اموال غنیمت سے ملی۔ میں ہر شب اپنے آقا ﷺ کے بستر پر وہ چادر بچھایا کرتی۔ اور اس پر حضور انور ﷺ آرام فرماتے۔

ایک رات میں نے اس کو دوہرا کر کے بچھایا جب صبح ہوئی تو سرکار ﷺ نے مجھ سے پوچھا آج میری چارپائی پر کیسا بستر تم نے بچھایا تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہی بستر جو ہر شب میں آپ کے لئے بچھاتی ہوں۔ آج میں نے صرف یہ کیا کہ اس چادر کو دوہرا کر کے بچھایا۔

حضور کریم ﷺ نے مجھے فرمایا جس طرح تم پہلے چادر بچھایا کرتی تھی۔ اسی طرح بچھایا کرو۔ یہ دوہری چادر میری شب بیداری میں مخل ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رونے لگے۔

حضور ﷺ نے دیواروں پر پردہ چڑھانے اور تصویروں والا پردہ لگانے کو ناپسند فرمایا

امام احمد اور دیگر محدثین نے اپنی صحاح میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے۔ میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ اس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے اور اس پردے کو دیکھا تو حضور ﷺ کے رخ انور پر ناگواری کے آثار میں نے بھانپ لئے۔ حضور ﷺ نے اسے کھینچا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

marfat.com

ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَاْمُرْنَا اَنْ نَّکْسُوا الْحِجَارَۃَ وَ الطِّیْنَ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور کیچڑ کو لباس پہنائیں۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو کاٹ کر دو تکیے بنالئے۔ اور ان کو کھجور کے پتوں سے بھر دیا۔ اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند نہیں کیا۔

حضرت ثوبان فرماتے ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے ملاقات کرتے لیکن سب سے آخر میں اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا کو الوداع فرماتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دیدار کا شرف بخشتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپسی پر حسب معمول اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لے گئے۔ اچانک دیکھا کہ ان کے دروازے پر ایک اونی پردہ لٹکا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت لوٹ آئے۔ اس سے حضرت سیدہ از حد رنجیدہ خاطر ہوئیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی رفیقہ حیات کو اس طرح مغموم اور افسردہ دیکھا تو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ان کی یہ کیفیت بیان کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالنا وللدنیا میرا اور دنیا کا کیا تعلق ہے۔ پس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ سنایا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر میری طرف سے عرض کریں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوگا میں اس کی تعمیل کروں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کہو یہ پردہ فلاں گھر والوں کی طرف بھیج دے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا وہ پردہ کیسا تھا؟

فرمایا وہ ایک عربی پردہ تھا جس کی قیمت چار درہم تھی۔ اتنی کم قیمت چیز کو بھی نور نظر کے

marfat.com

گھر میں حضور ﷺ نہ دیکھ سکے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔

جعفر بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ آپ کے گھر میں سرور عالم ﷺ کا بستر کس طرح کا ہوتا تھا؟ فرمایا چمڑا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے۔ پھر میں نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ کے گھر میں جس بستر پر حضور ﷺ آرام فرماتے وہ کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا وہ ایک بالوں سے بنی ہوئی چادر تھی۔ جس کو دوہرا کر کے بچھایا کرتی تھی۔ اور حضور ﷺ اس پر سویا کرتے۔

ایک رات خیال آیا کہ اگر میں اس کو چوہرا کروں تو حضور ﷺ کو مزید آرام ملے گا۔ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھایا۔

جب حضور ﷺ صبح بیدار ہوئے تو پوچھا آج رات کون سا بستر بچھایا تھا؟

میں نے عرض کی وہی حضور ﷺ کا پہلا بستر جو روزانہ بچھاتی ہوں۔ البتہ آج میں نے اس کو چوہرا کر دیا تھا۔ تا کہ حضور ﷺ کو زیادہ آرام ملے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے پہلے کی طرح دوہرا کر دو۔ آج یہ بستر میری شب بیداری میں مخل ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے برتن

امام بخاری حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

میں آخری دنوں میں ایک روز حضور ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔ حضور ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور اسی حالت میں حضور ﷺ کی روح پر فتوح رفیق اعلیٰ سے جا ملی۔

سرکار دو عالم ﷺ کے کاشانہ اقدس میں ایک پیالہ تھا۔ جسے ریان کہا جاتا اور دوسرے کو مغیث کہا جاتا تھا۔ اور ایک اور پیالہ تھا جس پر زنجیر چاندی کی چڑھائی گئی تھی۔ اور یہ زنجیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چڑھائی تھی۔

marfat.com

ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے۔ اس کا نام غراء تھا۔ اس کو چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔

ایک ڈول پتھر کا تھا جسے مخضب کہا جاتا تھا۔ ایک چمڑے کا چھاگل جسے سادرہ کہا جاتا تھا۔ اور شیشے کا پیالہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شیشہ کا پیالہ تھا۔ جو مصر کے بادشاہ مقوقس نے بطور ہدیہ خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں پانی وغیرہ پیتے تھے۔ اور ایک پیالہ جو مٹی کا تھا۔ ایک چوکور برتن تھا جس میں شیشہ کنگھی رکھی رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہاتھی دانت کی کنگھی تھی جس سے گیسوئے عنبریں کو درست فرماتے تھے۔ ایک سرمہ دانی تھی اور ایک قینچی تھی اور ایک مسواک تھی۔ اس کے علاوہ تولنے کے لئے ایک صاع اور مد کا پیمانہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان جنگ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ کمانیں تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

الروحاء، شوط، الصفراء، (احد کی جنگ میں ٹوٹ گئی تھی) یہ نبع کی لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ پھر حضرت قتادہ بن نعمان نے لی تھی) السداس، الزوراء، الکتوم (اس کی آواز بہت مدھم تھی)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں عربی کمان تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بانس تم نے اٹھا رکھا ہے؟ اپنی قوس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس قسم کی کمانیں حاصل کرو اور منٰی کے نیزے بناؤ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے سے دین کی تائید فرمائے گا۔ اور تمہیں ان ملکوں کا مالک بنا دے گا۔

marfat.com

سرور عالم ﷺ اثنائے جنگ خطبہ ارشاد فرماتے تو اپنی کمان پر ٹیک لگایا کرتے۔

حضرت ابن ابی شیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اپنے آقا کی معیت میں غزوہ میں شریک ہوا۔ اس وقت فاقہ کشی کی نوبت سے ہمیں دوچار ہونا پڑا، ہم نے دشمن کی بکریاں پکڑلیں۔ اور ان کی تقسیم سے پہلے ہم نے ان کو ذبح کرڈالا۔ ان کا گوشت تیار کر کے ہانڈیوں میں ڈال کر چولہوں پر رکھ دیا۔ ہم نے دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ ہماری طرف آ رہے ہیں۔ اور کمان پر ٹیک لگا کر چل رہے ہیں۔ ہانڈیاں چولہوں پر ابل رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سب کو اپنی کمان سے اوندھا کر کے زمین پر دے مارا اور ارشاد فرمایا۔

لَيْسَتِ النُّهْبَى بِاَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ

لوٹی ہوئی چیز اسی طرح حرام ہے جس طرح مردہ حرام ہے۔

حضور ﷺ کی تلواریں

حضور ﷺ کی تلواروں کی دو قسمیں تھیں۔ ایک وہ جن کے دستوں اور پھلوں پر چاندی کے جڑاؤ کا کام کیا گیا تھا۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تلوار کا پھل اور قبضہ چاندی کا تھا۔

حضور ﷺ کی گیارہ تلواریں تھیں ان کے نام یہ ہیں۔

1- الماثور۔ یہ آپ کے والد ماجد کی تلوار تھی۔ جو حضور ﷺ کو ملی تھی۔

جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت سے آپ کے پاس موجود تھی۔

2- ذوالفقار۔ یہ بدر کی جنگ میں حضور ﷺ کو بطور مال غنیمت ملی تھی۔ اس کا دستہ چاندی کا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حجاج بن علاط نے (ذوالفقار) کو بارگاہ رسالت ﷺ میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

marfat.com

5-4-3۔ یہ قلعیہ، البطار، الحتف، تلواریں بنی قینقاع کے اسلحہ کے اس ذخیرہ سے لی گئی تھیں جو مسلمانوں کو بطور مال غنیمت ملا تھا۔

7-6۔ یہ تلواریں بنی طے کے قبیلہ کے مال خافہ سے حضور ﷺ کو ملی تھیں۔ مخذام، رسوب

8۔ عضب، جب رحمت عالم ﷺ غزوہ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

9۔ قصیب۔ یہ بھی بنو قینقاع سے ملی۔

10۔ صمصامہ۔ یہ عرب کے نامور پہلوان عمرو بن معد لذ بیری کی تلوار تھی۔ خالد بن سعید اموی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

11۔ اللحیف۔

سرور عالم ﷺ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے اور عرب کی مشہور ترین تلواروں میں سے ایک یہ بھی تھی۔

آپ کے نیزوں کی تعداد پانچ تھی

المعوی المنثنی۔ حضور ﷺ کو بنی قینقاع قبیلہ کے ہتھیاروں سے ملے تھے۔

چھوٹے نیزے

حضور ﷺ کے چھوٹے نیزے پانچ تھے۔

النبعہ البیضاء (یہ پہلے سے بڑا تھا) جب حضور ﷺ نماز عید پڑھانے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ نیزہ بطور سترہ گاڑا جاتا۔

العنزۃ یہ چھوٹا نیزہ تھا۔ عید کے دن حضور ﷺ کے سامنے چلنے والا اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑتا۔ یہ نیزہ بھی عام طور پر سترہ کے طور پر استعمال ہوتا۔

الھد القمرۃ

حضور ﷺ کی زرہیں

ان کی تعداد سات بتائی گئی ہے۔

marfat.com

1۔السغدیہ

یہ وہ زرہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے پہنی تھی۔ جب آپ نے جالوت کو قتل کیا تھا۔

2۔فضہ

یہ اور پہلی زرہ سرکار دو عالم ﷺ کو بنو قینقاع کے اسلحہ کے ذخیرہ سے ملی تھیں۔

3۔ذات الفضول

یہ ایک لمبی زرہ تھی اور جب رحمت عالم ﷺ غزوہ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

یہی وہ زرہ ہے جو شہنشاہ کونین ﷺ نے ابی شحم یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے رہن رکھی تھی۔

4۔ذات الوشاح

5۔ذات الحواشی

6۔البتراء

کیونکہ یہ چھوٹی تھی اس لئے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

7۔الخرنق

آئمہ حدیث نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے غزوہ احد میں دو زرہیں زیب تن فرمائیں۔

احد کے علاوہ جنگ حنین میں بھی حضور ﷺ نے دو زرہیں ذات الفضول اور سغدیہ زیب تن فرمائیں۔

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں:

کہ جس روز سرور انبیاء ﷺ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس روز حضور ﷺ

marfat.com

کی زرہ تیس صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی۔

حضور ﷺ کا ایک خود مبارک تھا جس کا نام السبوغ تھا۔ امام مالک اور دیگر آئمہ حدیث نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دن فاتح اعظم ﷺ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ شان وشوکت سے داخل ہوئے اس دن رحمت عالم ﷺ نے اپنے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر محدثین سے مروی ہے کہ جنگ احد میں سرور عالم ﷺ نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور حضور ﷺ کا ایک کمر بند تھا۔ جس سے نبی مکرم ﷺ اپنی کمر باندھا کرتے تھے۔ یہ چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ اس میں چار حلقے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ڈھالیں، ترکش، تیر

حضور ﷺ کی تین ڈھالیں تھیں۔

الزلوق الفتق

تیسری وہ ڈھال جس میں مینڈھے اور عقاب کی تمثال تھی۔

امام بیہقی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آخری ڈھال بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کی گئی تو حضور ﷺ نے اس پر عقاب اور مینڈھے کی تمثال دیکھ کر کراہت کا اظہار فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت خاص سے ان تمثالوں کو اس ڈھال سے مٹا دیا۔

حضور انور ﷺ کے جھنڈے، خیمے اور قبے

سرور عالم ﷺ کا ایک بڑا جھنڈا تھا۔ جو سفید تھا۔ اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔

ایک جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا۔ ایک خاکی رنگ کا جھنڈا تھا۔ ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا صوف کے کپڑے سے بنایا گیا تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا۔ ایک اور جھنڈا زرد رنگ کا تھا۔

سید عالم ﷺ کے ایک جھنڈے کو خمیصہ کہا جاتا تھا۔

marfat.com

حضور سید عالم ﷺ نے کمبل کا ایک ٹکڑا نکالا اس کی رنگت کالی تھی۔ اسے نیزے سے باندھا پھر اس نیزے کو حرکت دی۔ فرمایا کون ہے جو اس نیزے کو اس شرط پر لے کہ اس کا حق ادا کرے گا۔

اس شرط کے باعث مسلمانوں پر خوف طاری ہوا۔ کوئی آگے نہ بڑھا۔

آخر ایک آدمی آگے بڑھا عرض کی میں اس شرط پر یہ نیزہ لیتا ہوں کہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔

فرمایئے اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا

تقاتل مقدماً و لا تعرب بها من كافر

اس کا حق یہ ہے کہ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے اور کسی کافر کی طرف پیٹھ کر کے پسپائی اختیار نہیں کی جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا جھنڈا تھا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ اور انصار کا پرچم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ جب گھمسان کی لڑائی شروع ہو جاتی تو رحمت عالم ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے تشریف فرما ہوتے۔

نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے یہ سنا ہے کہ میں نے زرد رنگ کا جھنڈا دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کالی چادر جس پر کجاووں کی تصویریں بنی تھیں۔ احد میں یہ جھنڈا تھا۔

انصار کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

غزوۂ حنین کے بعد جب حضور ﷺ جعفرانہ کے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو حضور ﷺ کے لئے ایک قبہ نصب کیا گیا۔ حضور ﷺ اس میں تشریف فرما تھے اسی اثناء میں وحی نازل ہوئی۔

marfat.com

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ حضور ﷺ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میرے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس خیمہ کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔ تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہارا ہر حکم تسلیم کیا جائے گا۔ تم میں سے جو شخص امارت کے مقام پر پہنچے تو اسے چاہئے کہ نیکی کا حکم دے۔ برائی سے روکے اور صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابو جحیفہ سے مروی ہے آپ نے کہا میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے ساتھ بنی عامر کے دو شخص تھے۔

ابطح کے مقام پر حضور ﷺ کیلئے سرخ رنگ کا خیمہ نصب تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم کون ہو۔ عرض کی ہم بنی عامر قبیلہ کے ہیں۔

فرمایا:

مَرْحَبًا بِكُمْ اَنْتُمْ مِنِّیْ "تم مجھ سے ہو تمہیں مرحبا"۔

نبی اکرم ﷺ کے خفین اور نعلین

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے لئے دو موزے بنوائے تا کہ انہیں پہنیں۔ ایک موزہ حضور ﷺ نے پہن لیا۔ پھر کوا آیا دوسرے موزے کو اٹھا کر لے گیا۔ جب اس نے اٹھا کر اوپر سے پھینکا تو اس میں سے ایک سانپ نکلا۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يَلْبَسَنَّ خُفَّيْهِ حَتّٰى يَنْفُضَهُمَا

جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر لازم ہے جب تک وہ دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے انہیں نہ پہنے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب حضور ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت عبد اللہ حضور ﷺ کے دونوں مبارک قدموں سے نعلین شریفین اتار لیتے اور انہیں اپنی قمیص کی آستین میں رکھ لیتے۔

marfat.com

جب سید عالم ﷺ اٹھ کر جانے لگتے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور ﷺ کو یہ پہناتے۔ اور عصاء مبارک لے کر حضور ﷺ کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ حضور ﷺ اپنے حجرہ شریف میں نزول اجلال فرماتے۔

سرکار دو عالم ﷺ جب نعلین شریفین پہنتے تو پہلے دائیں اور اس کے بعد بائیں قدم مبارک میں جوتے پہنتے اور جب اتارتے تو پہلے بایاں قدم باہر رکھتے۔

اسی طرح جب رحمت عالم ﷺ کنگھی فرماتے اور وضو کرتے تو دائیں جانب کے اعضاء کو پہلے دھوتے۔

بڑے بڑے فضلاء نے نعلین شریفین کے نقش کی برکتوں کے بارے میں مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔

ابو جعفر محمد بن عبد المجید جو کہ اپنے زمانے کے بڑے بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں۔

میں نے ایک طالب علم کو نعلین شریفین کا نقشہ دیا۔ ایک دن اس نے آ کر بتایا کہ میں نے کل رات اس نقش کی برکت کو خود ملاحظہ کیا۔ میری بیوی کو شدید درد ہوا قریب تھا کہ وہ جان دے دیتی۔ میں نے اسی نعل شریف کا نقش اس جگہ رکھا جہاں اسے درد تھا۔ میں نے کہا۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ بَرَکَةَ صَاحِبِ هٰذَا النَّعْلِ

یا اللہ پاک مجھے اس نعل شریف والے کی برکتیں عطا فرما جب میں نے اس نقش کو مقام درد پر رکھا تو اسی وقت وہ تندرست ہو گئی۔

نعلین محمد ﷺ کی اک عین پہ دو نین تصدق ‏ ‏ دو نین تو کیا کونین تصدیق

(گرونانک)

ابوبکر قرطبی کے اشعار

آپ نے اس تمثال کی برکات کے بارے میں پورا قصیدہ نقل کیا ہے۔ اس قصیدہ کے دو تین شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

فَضَعْهَا عَلَى الْمَفَارِقِ اِنَّهَا ‏ ‏ حَقِيْقَتُهَا تَاجٌ وَ صُوْرَتُهَا نَعْلٌ

marfat.com

اس کو اپنے سر کی چوٹیوں پر رکھو۔ حقیقت میں یہ تاج سلطانی ہے اگرچہ اس کی شکل جوتے کی ہے۔

باخمص خیر الخلق حازت مزیۃ علی التاج حتی باھت المفرق الرجل

یہ وہ نعل شریف ہے جسے خیر الخلق (رحمت کونین ﷺ) کے پاؤں کے تلوے مبارک کے ساتھ لگنے سے تاج پر بھی فضیلت حاصل ہوگئی ہے۔ یہاں تک وہ پاؤں سروں پر فضیلت لے گئے ہیں۔

شِفَاءٌ لِذِیْ سَقَمٍ رِجَاءٌ لِبَائِسٍ
اَمَانٌ لِذِیْ خَوْفٍ كَذَا يَحْسِبُ الْفَضْلَ

یہ بیمار کے لئے پیغام شفاء ہے۔ مایوس کے لئے کرن امید ہے۔ خوف زدہ کے لئے امان کا مژدہ ہے اور اسی طرح ان نعلین شریفین کے نقش کے فضائل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ابوالحسن بن ضحاک زہیر بن ضمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔ گھوڑے کا نام مرتجز تھا۔ ایک اونٹنی کا نام غضبا۔ دوسری اونٹنی کا نام قصویٰ تھا اور تیسری اونٹنی کا نام الجدعا تھا۔ سرکار ﷺ کے گدھے کا نام یعفور تھا۔ ایک تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ زرہ کا نام ذات الفضول چادر کا نام القع اور پیالے کا نام الغمر تھا۔

سید عالم ﷺ کی سواری کی زین اور نیچے بچھانے والی گدی کا تذکرہ

زین کا نام الداج الموجز تھا۔ گدی ایک بکری کے چمڑے کی تھی۔

سرکار کا گھوڑے پر سواری کا انداز

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اہل بیت نبی کے شہزادے استقبال کے لئے حاضر ہوتے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ تشریف لائے میں ان بچوں میں سب سے آگے تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے اٹھایا اور مجھے آگے بٹھا لیا۔ پھر سیدہ فاطمہ کے صاحبزادے آئے۔ ان

marfat.com

کو پیچھے بٹھالیا۔ ایک گھوڑے پر تین سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

ایک دفعہ سفر سے واپس حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ استقبال کے لئے حاضر تھے۔ ان میں بڑے کو پیٹھ کے پیچھے بٹھایا اور چھوٹے کو آگے بٹھایا۔

ایک دفعہ حضور ﷺ تشریف لائے۔ تو حضرت قثم کو آگے اور فضل کو پیچھے بٹھایا۔

پچاس آدمی وہ تھے جن کو حضور ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ان تمام کے اسماء گرامی سبل الہدیٰ جلد 7 صفحہ 606 تا 617 پر درج ہیں۔

حضور ﷺ کے جانور

حضور ﷺ تمام جانوروں سے زیادہ گھوڑوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ان کی عزت کرتے۔ ان کی تعریف کرتے اور ان کے بارے میں وصیت فرماتے۔ حضور ﷺ نے ان کے پیشانی اور دم کے بال کاٹنے سے منع فرمایا۔ ان کی اچھی صفات بیان کیں اور مذموم صفات بھی بیان کیں۔

نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنی چادر سے گھوڑے کے منہ کو صاف کر رہے تھے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ حضور ایسے کیوں کر رہے ہیں؟

فرمایا آج رات گھوڑوں کے بارے میں مجھے عتاب فرمایا گیا ہے۔ اور ایک دفعہ اپنی قمیص کی آستین سے گھوڑے کے منہ کو صاف فرمایا۔

ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس گھوڑا پیش کیا گیا حضور ﷺ نے اس کے چہرے کو اس کی دونوں آنکھوں کو اور نتھنوں کو اپنی قمیص کی آستین سے صاف کیا۔ عرض کی گئی۔ گھوڑے کو قمیص کی آستین سے صاف کر رہے ہیں۔ فرمایا جبرئیل نے مجھے ان کے بارے میں عتاب کیا ہے۔

ائمہ حدیث نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رحمت عالم ﷺ

marfat.com

نے فرمایا۔

الخیل معقود فی نوا صیھا الخیر الیٰ یوم القیامۃ

گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رکھ دی ہے۔ قیامت تک۔

حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر و برکت باندھ دی گئی ہے۔ جو شخص اسے جہاد فی سبیل اللہ کا ذریعہ سمجھ کر گھر باندھتا ہے اور اس پر محبت سے خرچ کرتا ہے۔ اس کا بھوکا رہنا اور پیٹ بھر کر کھانا پیاسا رہنا حتیٰ کہ اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بکریوں میں برکت ہے۔ اونٹوں میں مالکوں کے لئے عزت ہے۔

گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت باندھ دی گئی ہے۔ تیرا غلام تیرا بھائی ہے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کر اگر تو دیکھے کہ اس کے ذمہ جو کام ہے بڑا دشوار ہے تو اس کی امداد کر۔

سرکار دو عالم ﷺ کا ایک گھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے ایک انصاری کو دے دیا۔ حضور ﷺ اس کے ہنہنانے کی آواز سنتے تھے۔ پھر کچھ دن اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ نبی رحمت ﷺ نے اس سے پوچھا تمہارا گھوڑا کدھر ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے خصی کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت ہے۔ یہ مال غنیمت ہے قیامت تک، امام مالک نے موطا، امام احمد نے اپنی مسند میں شیخین نے اپنی صحیحین میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث روایت کی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

الخیل لثلاثۃ لرجل اجر و لرجل ستر وعلی رجل وزر

گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک گھوڑا مالک کے لئے اجر ہوتا ہے۔ ایک گھوڑا اپنے

marfat.com

مالک کے لئے ستر ہوتا ہے۔ اور ایک گھوڑا مالک کے لئے بوجھ ہوتا ہے۔

پھر اس ارشاد کی تشریح فرمائی۔

پہلا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو ربط فی سبیل اللہ، اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے پالتا ہے۔ چراگاہ میں یا باغ میں اس کی رسی دراز کر دیتا ہے۔ اس لمبی رسی سے جہاں وہ چرے گا یا باغ میں گھاس کھائے گا۔ سب اس کی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ اگر وہ لمبی رسی کاٹ دے اور وہ اوپر نیچے جائے تو جہاں وہ قدم رکھے گا اس کے نشانات بعد میں بھی نیکیوں کے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اس طرح وہ اس کے لیے اجر ہوگا۔

دوسرا وہ شخص جو اپنے پاس گھوڑا رکھتا ہے۔ تاکہ اسے روزمرہ کے کام میں استعمال کرے۔ اور اس پر خرچ کرتا ہے۔ لیکن اس گھوڑے میں اللہ تعالیٰ کا جو حق ہے۔ اس کو فراموش نہیں کرتا۔ اس کے لئے پردہ ہے۔

جو شخص بطور فخر اور ریا گھوڑا پالتا ہے وہ اس کے لئے بوجھ ہے۔

بعض لوگوں نے گدھے کے بارے میں عرض کی۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے گدھوں کے بارے میں مجھے وحی نہیں فرمائی۔ البتہ ایک جامع آیت ہے وہ سن لیں۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (الزلزال)

تمام کا نیت پر موقوف ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑوں سے جو انس و محبت تھی۔ اس کا بیان ہو چکا تھا۔ اب علماء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کی جو تفصیل بیان کی ہے۔ اس کا کچھ حصہ قارئین کی خدمت پیش کرتا ہوں۔ جن خوش نصیب گھوڑوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی تعداد 26 ہے۔

marfat.com

ان میں سے سات گھوڑے وہ ہیں جن کے بارے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بلکہ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ سید کائنات ﷺ کے ہی گھوڑے ہیں۔ اور حضور ﷺ ہی کی ملکیت تھے اور سرور عالم ﷺ ان پر اپنی سواری سے شرف فرمایا کرتے۔

اور 19 گھوڑے وہ ہیں۔ جن کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔

وہ سات گھوڑے جن پر سب علماء کا اتفاق ہے ان میں سے کچھ گھوڑے ایسے تھے۔ جو مختلف رؤساء قبائل اور ریاستوں کے امراء اور بادشاہوں نے بطور ہدیہ بارگاہ رسالت میں بھیجے تھے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کو رحمت عالم ﷺ نے ان کے مالکوں سے خریدا تھا۔

وہ سات گھوڑے جو حضور ﷺ کی ملکیت میں تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ السکب

یہ گھوڑا حضور ﷺ نے بنی غزارہ کے ایک آدمی سے مدینہ طیبہ کے بازار میں خرید فرمایا اور دس اوقیہ چاندی بطور قیمت ادا کی تھی۔

سرور عالم ﷺ نے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ احد میں شرکت فرمائی۔ یہ گھوڑا پنج کلاں تھا۔ اس کی پیشانی پر سفید نشان تھا۔ اور اس کے چاروں پاؤں بھی سفید تھے۔ اس کا رنگ کمیت بیان کیا گیا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ اکثر اس پر سواری فرمایا کرتے۔ البتہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ یہ گھوڑا مشکی رنگ کا تھا۔

یہ بڑا تیز رفتار تھا۔ اس لئے اس کو سلب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جن کا معنی تیزی اور طغیانی ہے۔

2۔ سبحہ

اس پر سوار ہو کر رحمت عالم ﷺ گھوڑوں کی دوڑ میں شرکت فرمایا کرتے۔ اور یہ گھوڑا سب سے بازی لے جاتا۔ اس سے حضور ﷺ کو بڑی مسرت ہوتی تھی۔ ابن نبین کہتے

marfat.com

ہیں کہ یہ گھوڑا سرخ رنگ کا تھا۔
حضور ﷺ نے بنی جہینہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا اور بطور قیمت دس اونٹ اس کے مالک کو دیئے۔

3۔ مرتجز

یہ گھوڑا نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ یہ نقرہ تھا۔ (ابن کثیر)
اس کے ہنہنانے کی آواز بڑی دلکش تھی اس لئے اس کا نام مرتجز رکھا گیا۔

4۔ لزاز

یہ گھوڑا مقوقس شاہ مصر نے بارگاہ رسالت ﷺ میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو یہ از حد پسند تھا۔
حضور ﷺ اکثر غزوات میں اس کو اپنی سواری کا شرف بخشا کرتے تھے۔

5۔ الظرب

یہ تمام گھوڑوں سے اعلیٰ ترین اور نفیس ترین گھوڑا تھا فروہ بن عمرو الجزامی نے بطور تحفہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا تھا۔

6۔ لحیف

اس کی دم بڑی لمبی تھی۔ یہاں تک کہ وہ زمین کو ڈھانپ لیا کرتی تھی۔ مالک اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

کان لنبی ﷺ فی حائطنا فرس یقال لها اللحیف

ہمارے باغ میں جو حویلی تھی اس میں سرکار کا ایک گھوڑا تھا۔ جس کا نام لحیف تھا۔ (ہم اس کے چارے کا اہتمام کیا کرتے تھے)۔
دوسری روایت میں ہے۔
حضور ﷺ کے تین گھوڑے ان کی حویلی میں ہوا کرتے تھے۔ جن کے نام لزاز، الظرب، اور لحیف تھے۔

marfat.com

لزاز شاہ مصر مقوقس نے اور لحیف ربیعہ بن ابی براء نے اور الظرب مروہ بن عمرو الجزامی نے بطور ہدیہ پیش کئے تھے۔

7۔ الورد

یہ سرخ رنگ کا گھوڑا تھا۔ اس لئے اسے الورد کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور سہل بن سعد سے مروی ہے کہ یہ گھوڑا تمیم الداری نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا۔

سرور عالم ﷺ نے یہ گھوڑا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ آپ نے یہ گھوڑا حسبۃ للہ تعالیٰ ایک مجاہد کو پیش کر دیا تا کہ اس پر سوار ہو کر جہاد میں حصہ لے۔

(ضیاء النبی شریف ص 609، جلد پنجم)

ملبوسات اور سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے دیگر عنوانات کے تحت سیرت کی دیگر کتب کے علاوہ زیادہ تر حضور غریب نواز ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق سیرۃ النبی ﷺ کی جدید ترین کتاب ضیاء النبی شریف سے استفادہ کیا گیا ہے۔ (راقم محمد اکرم طاہر)

marfat.com

حقوق تعلیم

اللہ رب العزت نے اس گلستان ہست وبود کو پیدا کیا۔ ہزاروں طرح کی مخلوق کو اپنی قدرت سے وجود بخشا مگر اس چمنستان حیات کی سروری کا تاج زرنگار انسان کے سر پر سجایا۔ اسی کو اپنے علم خاص اور اس کو اپنی معرفت کا امین بنایا۔ اسی علم خداداد اور نور عرفان کے باعث ساری مخلوق میں سے پاکیزہ ترین نفوس قدسیہ یعنی ملائکہ نے خلیفۃ اللہ اور صفی اللہ سیدنا آدم علیہ السلام کے قدموں میں جبین نیاز جھکا کر عزت وسرداری کو تسلیم کیا۔

علم انبیاء کرام کی میراث ہے۔ علم کسی فرد واحد یا کسی قبیلے اور خاندان کی جاگیر نہیں بلکہ بنی نوع انسان کا کوئی فرد جو ہمت کر کے آگے بڑھے اور اپنے بیٹے کو علم کی شعاعوں سے منور وتاباں کرے یہ اسی کا سرمایہ ہے۔ علم وہ آفتاب جہانتاب ہے جس کی ضیا پاشیوں نے جہالت کی ظلمتوں کو کافور کیا ہے۔

علم (نافع) وہ سرمایہ ہے جو گداگروں کو تاجور کرتا ہے۔ علم وہ جوہر ہے جس کی سطوت و جلالت کے سامنے کہساروں کی عظمتیں بھی سرنگوں ہیں۔ علم وہ ثروت سرمدی ہے جس کو خسارے کا خطرہ نہیں۔ علم وہ شمع فروزاں ہے جس کی تابانیوں سے روح کے آنگن جگمگاتے رہتے ہیں۔ علم وہ گل رعنا ہے جس کی عطر بیزیوں سے مشام قلب ونظر معنبر ومعطر رہتے ہیں۔

علم وہ گوہر نایاب ہے جو شاہوں کے خزینوں کے بجائے فقیروں کی گدڑیوں سے دستیاب ہوتا ہے۔ علم انسان کو گمنامی کی پستیوں سے اٹھا کر سپہر شہرت کی سربلندیوں تک سرفراز کرتا ہے۔ علم ادب سکھاتا ہے اور ادب سے گوہر مراد نصیب ہوتا ہے۔ علم کائنات رنگ وبو کا وہ شہزادہ ہے جو فقط سرداری کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہر کوئی اس کی دوستی کا طلبگار ہے جو علم سے محبت کرتا ہے علم اسے کائنات کا محبوب بنا دیتا ہے۔

علم وہ بحر بے کنار ہے جس کی پنہائیوں اور پہنائیوں کی حقیقت ماسوا اللہ کوئی نہیں

marfat.com

جانتا۔ اسی لیے تاجدار عرب وعجم ﷺ نے فرمایا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اے میرے رب میرے علم میں روز افزوں ترقیاں عطا فرما۔ حالانکہ حبیب کبریا ﷺ کیلئے یہ مژدۂ جانفزا بھی گونج رہا تھا وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اے حبیب ہم نے آپ کو وہ کچھ سکھا دیا ہے جو آپ نہ جانتے تھے۔

اس کے باوجود زندگی بھر علم مَاكَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کے تاجدار اپنے مولا کی بارگاہ ناز میں آغوش نیاز پھیلا کر دعا مانگتے تھے۔ اے کریم میرے علم میں اضافہ فرما۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا انسان بھی کانوں کی طرح ہیں یعنی جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں اسی طرح انسانوں کے اندر بھی قیمتی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح لوگ اخلاقی خوبیوں میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں جو لوگ اسلام کے زمانے میں اپنے اندر دانش وحکمت پیدا کرلیں گویا کہ وہ جاہلیت میں بھی دوسروں سے برتر تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے اور جو آدمی سکھانے کا اہل نہیں اس کو تعلیم دینا ایسے ہے جیسے خنزیروں کے گلے میں کوئی موتیوں، ہیروں اور سونے کے ہار لٹکا دے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا علم وحکمت مومن کی گمشدہ دولت ہے جہاں سے پائے وہی اس کا زیادہ مستحق ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لازمی احکامات کی تعلیم سیکھو اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرو اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میں اس دار فانی سے پردہ کر جاؤں گا۔ سید کونین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اگر حسد جائز ہوتا تو دو آدمیوں پر حسد کرنا جائز ہوتا۔ ایک وہ شخص جسے رب العزت نے مال ودولت دے کر اسے بھلائی کے کاموں پر خرچ کرنے کی قدرت عطا فرمائی اور دوسرا وہ شخص جسے قدرت نے حکمت کے موتیوں سے مالا مال کیا اور وہ خود بھی اس دانائی وحکمت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو بھی دانش وحکمت سے بہرہ ور کرتا ہے۔

رسول دو عالم ﷺ نے فرمایا لوگو! علم حاصل کرو اور لوگوں کو بھی علم سکھاؤ اور احکام و

marfat.com

فرائض خود بھی سیکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میں اس جہان سے اٹھ جانے والا ہوں اور عنقریب علم بھی اٹھ جائے گا یہاں تک کہ لوگ آپس میں احکامات و فرائض میں اختلاف کریں گے اور ان کو ایسا کوئی نہ ملے گا جو ان کے درمیان حق کا فیصلہ کرے اور ان کے اختلاف کو مٹا دے۔

علماء کرام کے حقوق

علماء کرام کی فضیلت

علم کی قدر وہی لوگ کرتے ہیں جو اس نور ربانی کی کرنوں سے قلب و نگاہ کو منور کر لیتے ہیں۔ ان کی پیاس میں شدت اور حدت بڑھتی رہتی ہے کبھی کمی نہیں آتی۔

حضرت کثیر بن تمیس سے مروی ہے کہ ایک دن وہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداءؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ اے ابودرداء میں آپ کے پاس مدینہ طیبہ سے آ کر حدیث نبوی ﷺ کا خزانہ لینے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے سرکار دو عالم ﷺ سے وہ حدیث حاصل کی ہے۔ اس مقصد کے سوا میرا اور کوئی مدعا نہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ہاں) میں نے اپنے آقا کریم سے سنا ہے کہ جو کوئی حصول علم کی خاطر راستہ طے کرتا ہے رب ذوالجلال اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر لے جاتا ہے اور فرشتے طالب علم کو راضی کرنے کیلئے تواضع و انکساری کرتے ہوئے اس کے نیچے پر بچھا دیتے ہیں اور طالب علم (دین) کیلئے آسمانوں کے فرشتے اور زمینوں کے باسی اور پانی کے اندر مچھلیاں سب اس کی بخشش کیلئے دعا کرتے ہیں اور ایک عالم دین کی بزرگی عبادت گزار پر ایسی ہی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی عظمت و شان تمام ستاروں پر ہوتی ہے اور علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء کرام نے درھم و دینار کا کسی کو وارث نہیں بنایا۔ علم کا وارث اسی کو بنایا جس نے علم حاصل کیا۔ اس نے علم کا بڑا حصہ پالیا۔ (ترمذی، ابوداؤد شریف)

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے سرکار کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ چھڑا ایک عابد کا اور دوسرا ہے عالم کا تو کملی والے آقا ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی جیسے

marfat.com

تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر میری بزرگی ہے۔ پھر سرکار نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے باشندے اور یہاں تک کہ اپنے بلوں میں چیونٹی اور (پانی میں) مچھلی لوگوں کو بھلائی سکھانے والے کیلئے رحمت بھیجتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں۔ (دارمی)

رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حصول علم کی حالت میں موت کی آغوش میں جا پہنچے۔ اس کا علم اسلام کے زندہ کرنے کی خاطر ہو تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان فقط ایک درجے کا فرق ہوگا جنت کی سرمدی بہاروں میں۔ (دارمی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عالم باعمل کی بڑی شان ہے اور نہایت ہی اعلیٰ مقام ہے۔ یہاں تک کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نَظْرَةٌ اِلَى الْعَالِمِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا۔ یعنی عالم دین کا دیدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سال بھر کے نفلی روزوں اور نمازوں سے بڑھ کر عظمت کا حامل ہے۔

احترام علمائے کرام

علماء کرام کا احترام اس لیے ضروری ہے کہ وہ انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ علم و حکمت کے وہ موتی جو قدرت نے ان کے دامن میں سجا رکھے ہیں ان کی روشنی تبھی نصیب ہو سکتی ہے جبکہ ان کے مقام کا تحفظ کیا جائے۔ ان کے سامنے گفتگو انتہائی شائستہ انداز میں کی جائے۔ ان کے سامنے اپنی آواز کو پست اور لہجے کو نرم کر کے بات کی جائے کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ علماء کرام کو نماز میں ہم اپنا امام ٹھہراتے ہیں ان کو مقدم کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے صف بستہ ہو کر اور دست بستہ ہو کر اپنے خالق کی بندگی کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور سنت سرکار کے مطابق اپنے مقتدیوں کو جو جو حکم دیتے ہیں ہم سر تسلیم خم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

نماز کے باہر بھی علماء عظام کا مقام و مرتبہ پہچان کر ان کا ادب کیا جائے۔ معاشرتی حوالے سے ان کے مسائل کا خیال رکھا جائے۔ علماء اسلام کو فقط اخلاص کے ساتھ اور پوری لِلّٰھِیت کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں اور قوم کو ان کے حقوق کی رعایت اور

marfat.com

آداب کا دھیان رکھنا چاہیے۔ان کے مالی مسائل کا خیال کر کے بہتر سے بہتر خدمات پیش کرنی چاہئیں۔ادب میں فیض ہے بے ادبی محرومی ہے۔

خدمت علماء کرام

جولوگ اپنے ائمہ کرام اور علماء اسلام کی خدمت میں پرخلوص تحائف پیش کرتے ہیں قدرت ان کی نسلوں میں دین کا علم اور ذوق کی دولت رکھ دیتی ہے۔میرے والد گرامی مرحوم صوفی غلام قادر صاحب اپنے پیش امام صاحبان کا دل وجان سے احترام کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمارے مسجد والے اساتذہ کرام کو گھر پر مدعو کرتے اور اکثر شبینہ کی محفل برپا کرتے اور چوٹی کے خوش الحان حفاظ کرام دور دور سے ڈھونڈ کر لاتے اور ہماری والدہ محترمہ بڑی فیاضی سے دینی مہمانوں کیلئے کھانے تیار کرتی تھیں۔

اسی طرح میرے ماموں (اور سُسر) میاں محمد صدیق مرحوم بڑے علم دوست انسان تھے۔خود اتنے پڑھے لکھے نہ تھے مگر علم دوستی میں اپنی مثال آپ تھے۔ان کی زندگی کا سرمایہ علماء کرام کی خدمت اور اساتذہ کرام کی خاطر وتواضع کیلئے وقف تھا۔آج ہم جو قرآن و حدیث کے نور سے فیض پا رہے ہیں شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے بزرگوں نے علماء کرام اور اولیاء عظام کی خدمات سرانجام دیں اور رحمت پروردگار نے ان کو بھی نوازا اور آج ہم بھی اپنی نسلوں میں قرآن کا نور پھیلتا دیکھ رہے ہیں۔راقم کے دو بیٹے حافظ محمد قمر الحسن اور حافظ محمد ضیاء الحسن کم سنی کے عالم میں حفظ قرآن کریم کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے ہیں اور محمد فر الدین نے ایک پارہ یاد کیا ہے۔

ہمارے بزرگ بتاتے ہیں کہ ہمارے خاندان پر غریب نواز امیر السالکین حضرت پیر امیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم تھی۔آپ جب بھی مریدین کے ہاں رحمتیں بانٹنے تشریف لاتے تو ہمارے غریب خانوں پر ضرور جلوہ افروز ہوتے۔پھر غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے فیوض و برکات سے نوازتے رہے اور ہمارے شیخ غریب نواز حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم مہربان

marfat.com

ہوئی تو اس نے فیاضیوں کے جلوے ہر طرف بکھیر دیئے۔ ذروں کو یوں نوازا کہ زندگیاں باغ و بہار بنا دیں۔ راقم الحروف کو مرشد کریم کی خدمت میں دس برس رہ کر دنیائے اسلام کی عظیم درس گاہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے علم کی کلیاں چننے کی سعادت ارزانی ہوئی۔ برادر اصغر علامہ بشیر احمد فخر اور برادر عزیز علامہ مختار احمد رومی مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اور ہمارے ماموں جان کی تین صاحبزادیاں غوثیہ گرلز کالج بھیرہ شریف سے تحصیل علوم کی سعادتیں حاصل کر چکی ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی حافظ اویس الٰہی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ ہمارے نانا جان کے بھائی میاں ولی محمد مرحوم نے زندگی بھر آستانہ عالیہ بھیرہ شریف سے والہانہ عشق و محبت کے ساتھ وابستگی رکھی۔ آستانہ عالیہ امیر السالکین پر جب بھی کوئی محفل برپا ہوتی تو میاں ولی محمد مرحوم دل و جان سے چراغاں کرتے۔ رات بھر بجلی کے قمقمے جگمگائے رکھتے اور ان کی سرپرستی میں ان کے لاؤڈ سپیکر قرآن و حدیث کی دلکش آوازوں سے گونجتے رہتے۔ ان بزرگوں نے اللہ والوں کی خدمتیں کیں اور آج ان کی خدمات کے صلے ہم بھی پا رہے اور ان کی قبروں پر بھی فیوض و برکات کے پھول برس رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے دین اور دین داروں کی خلوص دل کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری نسلیں حفظ قرآن کریم اور علم دین کے نور سے اپنے دونوں جہانوں کو روشن کر سکیں۔ اللہ والوں کی عطاؤں اور نوازشوں کے یہ سلسلے لامتناہی ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام اور علماء کرام بڑے لجپال لوگ ہوتے ہیں۔

خانوادہ امیر السالکین کے چوتھے جانشین حضرت مجاہد ملت فاتح تحریک ختم نبوت پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف کی نگاہیں مہربان ہیں۔ ہماری اولاد اور بھتیجے جیسے محمد عمر فاروق اور بھتیجیاں آپ کے دست کرم سے علم و عرفان کے جام پی رہے ہیں اور آپ کی نگاہ شفقت کے تصدق سے بچے حفظ قرآن کریم کی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی علمی بہاروں سے وابستہ ہیں۔ اللہ کرے یہ سلسلے قیامت تک سدا بہار رہیں۔ آمین

marfat.com

والدین کے حقوق

قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے کئی مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے اور والدین کی نافرمانی سے اجتناب کا بڑی سختی سے حکم فرمایا ہے۔

والدین اپنی اولاد کو جنم کے بعد اس محبت اور پیار سے نوازتے ہیں جو کائنات میں اور کوئی نہیں دے سکتا۔ اسی شفقت اور الفت والدین کو دیکھ کر اللہ کریم نے اپنے حقوق اور ذکر وتسبیح کے بعد سب سے زیادہ اہمیت والدین کے ساتھ حسن سلوک کو دی ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل:23) اور کہیں فرمایا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (نساء:36)

محبت

اولاد پر والدین کا حق یہ ہے کہ جس طرح والدین اپنی اولاد کو بے لوث اور پرخلوص محبت سے نوازتے ہیں اس سے کہیں بڑھ کر اولاد اپنے والدین سے محبت کر کے دکھائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو جائیں گے۔ والدین کے من کے آنگن میں بہار کا سماں پیدا ہوگا۔ والدین کے قلب ونظر میں وقعت بڑھ جائے گی۔ ان کی زبان پہ دعاؤں کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ اولاد کی زندگانی میں رنگ ونور کی شعاعیں رقصاں ہو جائیں گی اور ثواب کی برسات کا وہ سلسلہ شروع ہو جائے گا جو بندے کے تصورات سے ماوریٰ ہے۔ چنانچہ رحمت کونین ﷺ نے فرمایا، مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ (مسلم)

اپنے والدین کی فرمانبردار اولاد جب اپنے ماں باپ کو نظر محبت سے دیکھتی ہے تو اس کو

marfat.com

ہر نظر کے بدلے ایک مقبول و منظور حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ ایک دن میں سو مرتبہ بھی کوئی دیکھتا ہے تو سرکار نے فرمایا، میر االلہ] اس کمزوری کے وہم وگمان سے بہت) بلند ہے اور پاکیزہ تر ہے (کہ کوئی دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ والدین کو نظر محبت سے دیکھنے والے کو ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب عطا کرنے سے قاصر ہے)۔

والدین کی محبت سے نہ فقط دنیا سنورتی ہے بلکہ دین بھی نکھرتا ہے۔ محبت ہی ادب سکھاتی ہے۔ محبت ہی خدمت کے جذبے ابھارتی ہے۔ محبت ہی تلخیوں میں مزے دیتی ہے۔ محبت ہی آداب فرزندی کی منزل پر پہنچ کر منیٰ کی چوٹیوں پر گردن کٹانے کیلئے بے تاب نظر آتی ہے۔

سرور کونین ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔ سرکار نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر عرض کیا تو سرکار نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر عرض کیا تو سرکار نے فرمایا تیری ماں۔ تیرے حسن سلوک کی مستحق ہے۔ اس نے عرض کیا سرکار پھر کون مستحق ہے میرے حسن سلوک کا تو سرکار نے فرمایا تیرا باپ۔ پھر جو زیادہ قریب کا رشتہ دار ہے۔ (ترمذی شریف)

رحمت عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی تربیت فرماتے تھے اور صحابہ کرام ہمیشہ اپنے آقائے کریم ﷺ سے ایسے سوالات پوچھتے رہتے تھے جن سے قرب خداوندی میں اضافہ ہوتا ہے۔ انہیں ہر وقت ایسے اسباب کی تمنا اور جستجو رہتی تھی جن کے ذریعے جنت کا حصول ممکن تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے آقا ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال میں سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے۔ کملی والے آقا ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ تو آپ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا راہ خدا میں جہاد

marfat.com

کرنا۔ (متفق علیہ)

والدین اپنی اولاد کو وہ کچھ عطا کرتے ہیں جو دوسرا کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ والدین معاشرے میں رہنے سہنے کے آداب سکھاتے ہیں۔ زندگی کے جس دور میں اولاد سراپا احتجاج ہوتی ہے۔ والدین بے چارگی کے اس زمانے میں بھی اولاد کو نہ فقط اپنی پیار بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں بلکہ اپنا سکھ چین بھی نچھاور کرتے ہیں۔ راحت و سکون بھی قربان کرتے ہیں۔ اولاد کی تربیت کیلئے ہر قسم کا جتن کرتے ہیں۔ ماں اور باپ دونوں کی محبت یکساں ہوتی ہے مگر اولاد کی تربیت و پرورش میں ماں کی محنت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے قدرت نے اس کے حقوق بھی زیادہ رکھے ہیں۔

والدین کی خدمت

ماں کا پیار اگر کائنات میں نہ ہوتا تو گلشن ہستی میں ویرانی ہوتی۔ چمن جہاں میں پیار کی پھوہار کی بجائے خشکی اور قحط سالی کا دور دورہ ہوتا۔ قدرت نے میاں بیوی کے درمیان بھی عجیب سی کشش اور چارمنگ (Charming) رکھی ہے مگر ماں کے رشتے ناطے میں جو خلوص کی دل گدازیاں اور جاں سوزیاں ہوتی ہیں وہ کسی اور رشتے میں نظر نہیں آتیں۔

احسان دانش (شاعر) نے کہا تھا میری بیگم دنیا کی ہر چیز تیرے میرے درمیان مشترک ہے مگر ایک ایسی بھی چیز ہے جو فقط میری ہے اور میرے لیے ہے۔ اس میں تیرا کوئی حصہ نہیں۔ وہ ہے میری بوڑھی ماں کی خدمت اس پر کوئی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ اپنی ماں کی خدمت میں خود کروں گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی بڑی سعادت جس سے بڑھ کر کسی نعمت اور سعادت کا تصور ممکن نہیں ہے۔ اس سے بظاہر محرومی کا سودا کر لیا مگر ماں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ قدرت نے اس کے صدقے کملی والے کے باطنی اور روحانی دیدار سے نوازا اور مخضرمین یا تابعین میں سے شاید اور کوئی بھی تو اس مقام کو نہ پہنچا جہاں خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ براجمان ہیں کہ حبیب کبریا ﷺ نے دو جلیل

marfat.com

القدر خلفاء کرام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جبہ مبارک دے کر بھیجا کہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کریں اور میری امت کی بخشش کیلئے ان سے دعا کروائیں۔ کیونکہ ان کی دعا سے میرا اللہ میری امت کی بخشش فرمائے گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کی خدمت کے صلہ میں وہ مقام پایا کہ آپ کا فرمان گرامی ہے کہ میں نے ماتھے کی آنکھوں سے ایک ہزار مرتبہ رب العزت کا جلوہ دیکھا ہے۔ ٹھنڈے پانی کا یخ بستہ پیالہ ہاتھ میں لے کر ماں کے سرہانے رات بھر کھڑے رہے۔ ماں کو جگایا اس لیے نہیں کہ نیند میں خلل نہ آئے اور پانی رکھ کر سوئے اس لیے نہیں کہ ماں جی پانی مانگیں اور میں سونے کی وجہ سے ان کی آواز نہ سن سکوں اور سعادت خدمت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ رات کو جب مائی صاحبہ بیدار ہوئیں اور یاد آیا کہ بیٹے کو پانی لانے کیلئے بھیجا تھا اور میں سوگئی تھی۔ بایزید بیٹا رات بھر ہاتھ میں پیالہ لے کر سرہانے کھڑا رہا ہے۔ بے چارے نے کتنی مشقت اٹھائی ہے۔ اللہ کی بندی نے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے تو رب کی رحمت جھوم کر برسی اور بایزید بسطامیؒ کو اپنے دور کے ولیوں کا سردار بنا دیا۔

ماں راضی تے سب جگ راضی باہو ایہہ فرمایا۔

والدین کی دعا اولاد کیلئے ایک سرمایہ اور انمول خزانہ ہے جو زندگی بھر اولاد کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ والدین اس دار فنا سے کوچ بھی کر جائیں تو ان کی دعائیں دنیا میں باقی رہتی ہیں۔ قدم قدم پر مشکلات میں ساتھ رہتی ہیں۔

راہ خدا میں جہاد سے بڑھ کر اور کوئی عظمت نہیں۔ مسلمان جہاد میں سے بچ جائے تو غازی اور مر جائے تو شہید مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاد میں جوان خون اور باہمت بازوؤں کی بڑی ضرورت ہوتی ہے مگر اس کے باوجود کسی کسی کو جہاد میں جوہر ہائے نمایاں دکھانے کے بجائے ماں باپ کی خدمت پر مامور کر دیا جاتا ہے اور اسی ثواب کی بشارت سے نوازا جاتا ہے۔

marfat.com

ایک آدمی بارگاہ جمال میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا ان کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کر۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جا اپنے والدین کی خدمت کر۔ یعنی اس میں تیرے لیے جہاد کا ثواب ہے۔

دین اسلام، وطن، مال، آبرو کے تحفظ کیلئے اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کیلئے کفار ومشرکین سے جنگ کرنا بڑی عزت اور مرتبہ کی بات ہے اور درجہ شہادت پر فائز ہونا بڑی سعادت وارجمندی ہے مگر بوڑھے والدین کو حالات کی چیرہ دستیوں کے حوالے کرنا تاکہ وہ بندے بندے کے محتاج ہوں اور دردر کے دھکے کھائیں۔ کملی والے آقا قطعاً اس کو گوارا نہ فرماتے تھے۔

اسی طرح ایک اور صحابی حضرت معاویہ بن جاھمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا آقا میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تیری والدہ زندہ ہے۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ یارسول اللہ ﷺ میری ماں زندہ ہے تو سرکار نے فرمایا، یَا فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا (احمد، نسائی) جا اپنی والدہ کی خدمت اپنے اوپر لازم کر کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یمن سے ہجرت کر کے رسول انور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا، یمن میں تیرا کوئی رشتہ دار ہے۔ عرض کرنے لگا پیارے آقا میرے ماں باپ یمن میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تجھے جہاد کی اجازت دے دی ہے۔ عرض کیا نہیں۔ سرکار نے فرمایا جا لوٹ جا اور ان سے اجازت لے کر آ۔ اگر اجازت مل جائے تو بصد شوق راہ خدا میں جہاد کر۔ اگر ان سے اجازت نہ ملے تو ان کی خدمت کر یہی تیرے لیے جہاد ہے۔ (ابوداؤد شریف)

marfat.com

ادب و نیاز مندی

اسلام کتنا پیارا مذہب ہے، جس نے ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کیا اور اس کی حدود متعین کر دی ہیں عبادت خداوندی کے انداز بھی سکھائے اور مخلوق کے حقوق کے درجے بھی بیان فرما دیئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی بندگی کا طریقہ بھی واضح کر دیا اور جن کے حقوق لازم کیے ہیں ان کے حقوق کے سلیقے بھی سکھائے ہیں۔ اہل علم و دانش کو کبھی اس میں شک نہیں گزرا کہ جب اولاد اپنے والدین کے سامنے ادب و نیاز سے اور نرمی و خوش گفتاری سے کام لیتی ہے تو یہ شرک ہو جاتا ہے کیونکہ پیر کامل' استاد یا دیگر بزرگوں کے سامنے جھک کر اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے سے شرک پیدا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد گرامی ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ (بنی اسرائیل)

''(محبوب) آپ کے رب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین سے نیک سلوک کرو۔ (اے مخاطب) اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور ان کو مت جھڑکنا اور ان سے بات نرمی اور نیاز مندی سے کرنا اور محبت سے خاکساری کا پہلوان کے سامنے جھکائے رکھنا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا۔ اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے میرے بچپنے میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم فرما''۔

سر تسلیم خم کرنا

والدین کی ہر بات اولاد کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔ نیک والدین کی دعاؤں اور نگاہوں کی برکت کا عالم کیا ہوگا جبکہ عام سے والدین جن کا اللہ کے ہاں اتنا خاص درجہ و

marfat.com

مقام نہیں ہے ان کی نظر رحمت سے اللہ کی نظر مہربان ہو جاتی ہے۔ جب اولاد اپنے والدین کی ہر بات تسلیم کرتی جاتی ہے تو قدرت اس کے روزمرہ کے مسائل خود بخود حل کر دیتی ہے چونکہ والدین کی ریاضتوں اور مشقتوں کا اللہ پاک کی بارگاہ میں بڑا ہی بھرم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی تائید ان کے ہر حکم کے ساتھ ہوتی ہے۔

ہاں والدین بھی کوئی ایسی ناگوار بات نہ کریں جو اولاد کیلئے محال ہو اور کوئی ایسا حکم صادر نہ کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی شریعت اور رضا کے خلاف ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے محبوب کی رضا کے خلاف کسی بات کو پسند نہیں کرتا۔

چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (عنکبوت)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اگر وہ تجھے میرے ساتھ شریک اس کو کرنے پر مجبور کریں، جھگڑا کریں۔ جس (کے شریک خدا ہونے) کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل بھی نہ ہو (تو اس بات میں) ان کی اطاعت نہ کر تم سب کو میری بارگاہ میں لوٹ کر آنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے اس کے بارے میں میں تم کو آگاہ کروں گا''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ والدین کے تم پر بڑے احسانات ہیں مگر ان احسانات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ والدین تم کو میری ذات سے برگشتہ کرنے پر آمادہ کریں کیونکہ میری اطاعت غیر مشروط ہے اور والدین کی اطاعت میری تعلیمات کے دائرے میں مشروط ہے۔

اگر والدین اپنی کم علمی کی بنا پر اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس کے باوجود بھی اولاد ان سے حسن سلوک کا طرز عمل نہ چھوڑے بلکہ ان کو قائل کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک دوزخ میں جانے کا باعث ہیں۔ اس لیے تم خود بھی ایسی بری تعلیمات سے بچو اور ہمیں بھی

marfat.com

مجبور نہ کرو۔ چنانچہ سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ کمزوری پر کمزوری سہتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے۔ یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (لقمان، کنزالایمان)

قرآن مقدس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرماں برداری کا منظر بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر تعمیل حکم کا تصور تاریخ انسانی میں دستیاب نہیں۔

ترجمہ: پھر جب لڑکا چلنے پھرنے لگا اس کے ساتھ تو (ابراہیم علیہ السلام) نے فرمایا، اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تم سوچو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام نے) کہا۔ ابا جان جو آپ کو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر گزریئے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

(صافات پ23ع3)

عظمت والدین

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (ترمذی)

رب کی رضا والد کی رضامندی میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْضَيِّعْهُ

(ترمذی، ابن ماجہ)

باپ جنت کے دروازوں میں سے عمدہ ترین دروازہ ہے جو جنت میں بہترین

marfat.com

دروازے سے جانا چاہے اسے باپ کی رضامندی کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اب تم کو اختیار ہے چاہے باپ کو راضی کر کے اس جنتی دروازے کی حفاظت کرو۔ چاہے والد کو غضبناک کر کے اس جنتی دروازے کو ضائع کر لو۔

ایک صحابی نے سرور کائنات ﷺ سے حقوق والدین کے بارے پوچھا۔

حق الوالدین علی ولدهما قال هما جنتک و نارک (ابن ماجہ)

تو سرکار نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

والدین کیلئے دعا اور استغفار

قرآن مقدس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنے والدین کے بارے میں ذکر کی گئی ہے جسے آج سے صدیوں قبل اللہ کے خلیل نے اپنے رب سے مانگ کر قیامت تک کے اہل ایمان کیلئے نمونہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو قرآن مقدس کی زینت بنا دیا ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم)

''اے ہمارے پروردگار میری اور میرے والدین اور جملہ مومنین کی بخشش فرما جس دن (عملوں) سلسلہ حساب قائم ہو''۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے یوں بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ (سورۃ نوح)

''اے میرے رب مجھ کو اور میرے والدین کو اور جو شخص صاحب ایمان میرے گھر میں داخل ہو اور جملہ مومنین اور تمام مومنات کو بخش دے اور ظالموں کی تباہی دن بدن بڑھتی چلی جائے''۔

ایک شخص نے سید کائنات ﷺ سے دریافت کیا۔ اے حبیب خدا ﷺ کیا کوئی نیکی اور سلوک ایسا باقی ہے کہ میں اپنے والدین کی موت کے بعد ان سے کرسکوں (اور وہ

marfat.com

راضی ہو جائیں اور ان کے درجات بلند ہو جائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ ان کیلئے رحمت کی دعا کرتے رہو اور ان کیلئے استغفار کرتے رہو اور ان کے عہد و پیماں کو نبھاؤ اور ان کو راضی کرنے کی خاطر ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور ان کے دوست و احباب کی عزت و تعظیم کرتے رہو۔ (ابوداؤد شریف)

اگر بدقسمتی سے کسی کے والدین زندگی میں اس سے ناراض ہو کر دنیا سے کوچ کر گئے ہوں تو ان کو راضی کرنے کا طریقہ بھی موجود ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٍ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا بندے کے والدین دونوں یا دونوں میں سے ایک اگر مر جائے اور بندہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو وہ ہمیشہ ان کیلئے رحمت کی دعا مانگتا رہے اور ان کیلئے استغفار کرتا رہے تو ایک وقت وہ آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کا نام نیک بختوں میں لکھ دے گا۔

دعا کی درخواست

سیدنا یوسف علیہ السلام کے برادران کا واقعہ قرآن مقدس میں مذکور ہے۔ جب برادران یوسف علیہ السلام کو ندامت کا احساس ہوا تو ان کے دل میں یہ تمنا ابھری کہ اللہ تعالیٰ ہماری خطا کو معاف تو کر سکتا ہے مگر جس باپ کو ہم نے دکھی کیا ہے اگر اسی کریم باپ کے ہاتھ اس کریم مالک کی بارگاہ میں اٹھ جائیں گے تو بہت جلد معافی مل جائے گی۔ انہوں نے اپنے بابا جان سے دعا کی درخواست کی جسے قرآن مقدس نے اپنے سینے میں ہمارے درس عبرت کیلئے اور رہنمائی کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

ارشاد گرامی ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

marfat.com

رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ (یوسف)

''حضرت یعقوب علیہ السلام کے شہزادوں نے عرض کیا ابا جان اپنے رب سے ہمارے گناہوں کی معافی لے دیجئے۔ بے شک ہم قصوروار تھے۔ (آپ نے) فرمایا میں اپنے رب سے تمہارے لیے (خاص وقت میں) دعا کروں گا۔ بے شک وہی بخشش والا مہربان ہے''۔

یقیناً والدین کی دعا اولاد کے حق میں اکسیر ہے اور بہت بڑا سرمایہ ہے۔ ان کے دو بول بھی قدرت کی جناب میں بہت بڑی سفارش ہیں۔ والدین کے قریبی رشتہ داروں سے بھی وہی سلوک کیا جائے جوان سے کیا جاتا ہے اگر والدین موجود نہ ہوں تو والدین کے بھائی بہنوں سے بھی وہی رحمت کے پھول دستیاب ہوسکتے ہیں جو والدین عطا کرتے ہیں۔

ایک آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کناں ہوا یارسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ کیا میری توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے۔ سرکار نے فرمایا هَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَکَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تیری خالہ زندہ ہے عرض کیا جی حضور۔ سرکار نے فرمایا تو پھر اس کے ساتھ نیکی کا سلوک کر (میرا اللہ تیرا گناہ معاف کرے گا) (ترمذی)

marfat.com

اولاد کے حقوق

جس طرح زندگی اور زندگی کی جملہ آسائشات اللہ تعالیٰ کی عطا و نوازش ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں کسی کا کوئی استحقاق نہیں محض اس کا کرم ہے اسی طرح اولاد سراسر انعام ربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر کرنا بندگی ہے۔ سپاس گزاری ہے۔ اولاد جیسی نعمت پر بندے کو چاہیے کہ بھرپور خوشی منائے۔ راہ خدا میں خیرات کرے۔ مبارکباد دینے والوں کا منہ میٹھا کرے۔ سجدہ شکر بجالائے۔

اللہ تعالیٰ سے اس بات کی توفیق مانگے کہ قدرت اس کو اس نعمت کی قدر کرنے کی ہمت بخشے اور اولاد کی تربیت اور پرورش کی طاقت عطا فرمائے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے بندے کی نسل جاری فرمائی۔ اگر اولاد نیک ہو تو والدین کیلئے اولاد کے اچھے اعمال اور دعائیں صدیوں تک صدقہ جاریہ کا کام کرتی ہیں۔

قرآن مجید میں انبیاء کرام نے اپنے رب سے ہمیشہ صالح اولاد کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو کبھی سیدنا اسماعیل جیسے فرزند بردبار کے روپ میں ظاہر فرمایا۔ کبھی حضرت زکریا علیہ السلام کیلئے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے فرزند سید و حصور کی شکل میں جلوہ گر فرمایا اور کبھی ام مریم کی گود میں حضرت سیدہ مریم جیسی بے مثال نعمت کو دے کر فرمایا لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی دعاؤں کا ذکر ہمارے سامنے اس لیے فرمایا تاکہ امت مسلمہ اپنے رب سے مانگنے کا انداز سیکھے جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَا (مریم)

اے میرے رب تو اپنے پاس سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔

نیک اولاد معاشرے میں بندے کی نیک نامی اور عزت کا باعث بنتی ہے۔ قبر میں

marfat.com

اولاد کی دعاؤں سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ روز حشر اولاد کی دعاؤں کے پہاڑ والدین کیلئے دخول جنت کا باعث بنیں گے۔ بعض لوگ وسائل کی قلت اور اولاد کی کثرت سے آزمائے جاتے ہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ کثیر اولاد کو والدین کیلئے اجر و سرمایہ بنا دیتا ہے۔ اس لیے مسلمان والدین کو کثرت اولاد سے گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ ارشاد گرامی ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:140)

''وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی اور جہالت سے موت کی نیند سلا دیا''۔

ایک اور جگہ یہ فرمایا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل)

''اور فقر و فاقے کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو رزق بھی ہم دیں گے اور تم کو بھی ہم ہی دیتے ہیں۔ بے شک اولاد کو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے''۔

آج کل جو منصوبہ بندی کا کالا دھندہ زور و شور پر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر حکمرانوں کا تصور رزاقی کمزور ہے ورنہ اگر موجودہ وسائل کو خلوص نیت سے بروئے کار لایا جائے اور ان کی تقسیم میں عدل و انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وسائل میں برکت نہ ہو۔ زمین کی وسعتوں میں اب بھی بانجھ پن نہیں۔ سمندروں اور پہاڑوں کے سینے اب بھی قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ اگر بے برکتی ہے تو ہمارے اعمال کی شامت کی وجہ سے ہے۔ زمین کو ہم نے بدکاریوں سے بھر دیا ہے۔ سود کی لعنت سے پاکیزہ فضائیں آلودہ ہو چکی ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ خشکی وتری فساد انسانی سے لبریز ہو چکی ہے۔ اس لیے کافرانہ انداز فکر نے مسلمان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے ورنہ بندہ مومن تو یہی سوچتا ہے کہ وسائل قدرت کے دست قدرت میں ہیں اور بندے کا کام ہے کہ تجارت'

marfat.com

زراعت اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں اپنی طاقت کے مطابق ریاضت کرے اور جو کچھ موجود ہے اس پر صبر اور قناعت کرے۔ اللہ کی برکتیں جھومتی ہوئی آئیں گی۔

کافرانہ سوچ اور طرز فکر یہ ہے کہ آنے والا بچہ مقروض پیدا ہوگا تو معاشرے کے کندھوں پر بار ہوگا۔ قرآن وسنت نے اس طرز فکر کی مذمت کی ہے اور اس سوچ کو گناہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ بارگاہ نبوت سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "شرک" اس نے پھر پوچھا اس کے بعد سرکار نے فرمایا والدین کی نافرمانی۔ اس نے پھر عرض کیا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو اس لیے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔

اسلام دین کامل ہے۔ اس کی تعلیمات کے مقابلہ میں کسی دین کے پاس تربیتی نصاب نہیں۔ بندے کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ موت کے بعد بھی بے شمار مرحلے ہیں جن کی رہنمائی دین محمدی ﷺ میں موجود ہے۔

آج کل جہاں اس نعمت کی آمد کا لمحہ قریب آتا ہے تو زچہ و بچہ کے چاروں طرف موسیقی سے ماحول گونج رہا ہوتا ہے اور شیطانی قوتوں کو بھرپور انداز میں حملہ آور ہونے کا موقع ملتا ہے۔ کیونکہ شیطان کبھی بھی اپنے شیطانی مشن سے غافل نہیں ہوا۔ چنانچہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسی لمحہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے پہلے سے یا تصویروں کے البم اور اس کے کانوں میں ایسی ابلیسی آوازوں کا رس گھولنے کی کوشش کرتا ہے کہ روز اول سے ہی بچہ طاغوتی شرارتوں سے مانوس ہو جائے اور بچے کے دل کے کورے کاغذ پر اپنی شکل کا نقشہ بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ پھر اگلے مراحل میں اسے زیادہ محنت نہ کرنا پڑے بلکہ فقط اس کے اشاروں پر ہی زندگی بھر رقص کرتا رہے۔

مگر اللہ تعالیٰ اپنے نوزائیدہ بندے کیلئے چاہتا ہے کہ اس کے کان کے پردوں سے کوئی آواز ٹکرائے تو وہ اس کے قرآن کی رس بھری آواز ہو۔ بچہ روز اول سے کوئی نغمہ سنے تو اس کی توحید اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی رسالت کا نغمہ دلنواز ہو جو قبر کے کندھوں تک

marfat.com

اس کے دل کو سرور دے اور اس کی روح کو معمور رکھے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ روز اول بچے کی آنکھ کھلے تو ماں کے ایسے چہرے کا دیدار کرے جو ماں نور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت سے چہرہ منور وممتاز کیے ہوئے ہو اور باپ کے ایسے مکھڑے کا دیدار کرے جو سیرت وصورت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تاباں ہو چکا ہو۔

بچے کے منہ میں ایسی خوراک کا پہلا لقمہ جائے جو حلال کمائی کی لذت سے بھرپور ہو۔ اس لیے شیطانی حملوں سے بچنے کیلئے ان لمحات کے آداب یہ ہیں کہ جب بچہ دنیا میں آنے والا ہو تو اس کی ماں کے آس پاس کا ماحول انتہائی پاکیزہ ہو۔ ماں کو باوضو ہونا چاہیے ورنہ تیمم تو ضرور ہو۔ اس کے پاس کوئی بیٹھ کر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور آیۃ الکرسی اور سورۃ الاعراف کی درجہ ذیل دو آیتیں تلاوت کر کے دم کردے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (الاعراف)

''بے شک اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اسی نے سورج چاند اور ستارے (پیدا کیے) جو اس کے حکم سے اپنی ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔ پس خبردار اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا حق ہے۔ کیا ہی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تم اپنے رب کو گڑگڑا کر پکارو اور چپکے چپکے سے۔ بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا''۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو (غسل کے بعد) اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ ایک اور حدیث پاک میں فرمایا کہ

marfat.com

دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے سے بچہ ام الصبیان کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے شہزادے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں خود آذان اور اقامت فرمائی اور ان کے منہ میں وہ خوراک ڈالی جسے خود اپنے لعاب دہن میں تر فرما کر چبا کر شفاؤں سے بھر دیا تھا۔

عہد رسالت مآب ﷺ میں اور بھی بے شمار صحابہ زادوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہو گی۔ جیسے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام کے شہزادے عبداللہ بن زبیر جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو اپنے آقائے کریم ﷺ کی گود مبارک میں دے دیا۔ کملی والے آقا نے کھجور منگوا کر اسے اپنے منہ مبارک میں چبایا اور نرم کر کے ابن زبیر کے منہ میں وہ خوراک ڈال دی جس میں برکات بھی شامل تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمت کونین کی خدمت اقدس میں نو زائیدہ بچے پیش کئے جاتے تھے اور سرور کونین ﷺ تحنیک فرماتے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعائیں بھی فرماتے تھے۔ (مسلم)

کان میں اذان اور اقامت کا فائدہ یہ ہے کہ جہاں اذان دی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ گویا بچے کے کان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی وہ آواز پہنچائی جائے۔ جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد اسلام میں داخل ہوگا۔ اس کی تلقین پیدائش کے دن سے ہی کی جائے۔ جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔ اذان کی آواز سے شیطان کا حملہ ناکام ہو جائے گا۔ اس کی دعوت سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی دعوت دی گئی تو اس کے اثرات سے بچہ محفوظ رہے گا۔

بچے کا نام رکھنا

بچے کا نام رکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ نام کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ کوئی ناپسندیدہ نام نہ رکھا جائے۔ بعض لوگ اسم بامسمیٰ ثابت ہو جاتے ہیں۔ وہ شعوری طور پر

marfat.com

اپنے اچھے نام کی لاج رکھتے ہیں۔ اچھے عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سرورعالم ﷺ کے نزدیک سب سے پیارے نام وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے پسندیدہ نام ہیں۔

ناموں کے بندے کی سیرت پر بھی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اچھے نام کا گھر میں بار بار تذکرہ ہو تو اس نام کے تکرار سے برکت پیدا ہوگی۔ اسی لئے سرورکونین ﷺ نے فرمایا انبیائے کرام کے اسمائے گرامی پر اپنے بچوں کے نام رکھا کرو۔

اس کائنات رنگ و بو میں جو سب سے پیارا نام ہے۔ تمام فرشتوں تمام نبیوں اور ساری اچھی مخلوق کے نزدیک یہاں تک کہ خود خالق ارض وسما کے نزدیک جس نام سے پیارا نام اور کوئی نہیں وہ نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ جس نام کے صدقے محفل کون و مکان میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ اس پیارے نام والا بچہ جس گھر میں ہوگا اس پہ رحمتیں برستی رہیں گی۔ روز محشر سرکار اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ سرکار نے فرمایا میرے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھا کرو۔ میری کنیت استعمال نہ کرنا۔ (بخاری شریف)

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک گدھا سرکار کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوا کچھ باتیں عرض کرتا رہا سرکار نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا میرا نام یزید ہے میرے آقا نے اس نام کو پسند نہ فرمایا گدھے کا نام بدل کر یعفور (یعنی ہرنی کا بچہ) رکھ دیا۔ (مسند الفردوس)

یعنی سرکار کو اچھے ناموں کی تاثیرات کا علم تھا اس لئے سرکار برے ناموں کو پسند نہ فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کا نام عاصیہ سے بدل کر جمیلہ رکھا۔ (مسلم شریف)

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ ابوسلمہ کی ایک بیٹی جس کا نام بَرّہ رکھا گیا جس کا معنی ہے پاکباز تو سرکار نے اس نام کو بھی بدل کر زینب رکھا۔ اگرچہ بَرّہ کا نام خوبصورت ہے مگر اس میں خودستائی کا پہلو تھا اس لئے سرکار نے اس کو بھی بدل دیا۔ نام ساتویں دن تجویز کرنا چاہیے۔ اسی دن بچے کے سر سے بال اتروا کر اس کے وزن کے برابر چاندی یا سونا صدقہ کرنا چاہیے۔ عقیقہ بھی ساتویں دن کرنا چاہیے۔

marfat.com

بچے کی طرف سے دو بکرے اور بچی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے۔ اگر بچے کی طرف سے بھی ایک بکرا ذبح کر کے کچا بانٹ دیا جائے یا پکا کر لوگوں کو کھلایا جائے تو جائز ہے۔ قربانی میں عقیقہ کا حصہ رکھ دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ اگر ممکن ہو تو ساتویں دن بچے کا ختنہ کروانا چاہیے اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو سات سال تک ختنہ ضرور کروانا چاہیے۔

اولاد کی اچھی تربیت

اولاد کی پرورش اور تربیت انتہائی اہم اور مشکل امر ہے۔ بے جا لاڈ پیار سے بچوں کو خراب کر دیا جائے تو سنورنے کی صورت مشکل ہو جاتی ہے اگر بے جا سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے بچوں کا خون خشک کیا جائے تو جیسے ان کی جسمانی گروتھ متاثر ہوتی ہے اسی طرح ان کے احوال باطنی پر اثرات پڑتے ہیں۔ وہ ہر وقت سہمے سہمے رہتے ہیں۔ ان کے جوہر ماند پڑ جاتے ہیں۔ خائف رہنے کی وجہ سے ان کے جوہر خطابت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ گفتگو میں لکنت کا اندیشہ ابھرتا ہے۔ اس لئے بچوں کو ایسا ماحول فراہم کرنا چاہیے جس سے بچے میں فطری حیا بھی پروان چڑھتا ہے اور ظاہری و باطنی نشوونما بھی روز افزوں ترقی پذیر ہے۔

بچے کیلئے ماں کی گود سب سے پہلی یونیورسٹی ہے یہی سب سے پہلا میدان ہے۔ اگر ماں دینی معلومات سے بہرہ ور ہے تو اولاد کا کردار نکھر کر معاشرے کو نکھار سکتا ہے جو مائیں اپنی اولاد کو کلمہ طیبہ اور قرآن و درود وسلام اور نعتوں کے نغموں سے لوریاں دیتی ہیں۔ وہ بچے شیطانی ماحول سے متاثر ہونے کی بجائے خود اثر انداز ہوتے ہیں۔ دور جدید کے ماہرین کی رائے یہ ہے کہ بچوں کو خوبصورت سریلی اور نشیلی پاکیزہ آوازوں سے لوریاں دینے سے ان کے اندر کے جذبے نشوونما پاتے ہیں۔ جب بچے بول نہیں سکتے اس وقت بھی اچھے بول ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ماں کے لب ہلتے ہیں تو بچے کو لب کشائی کی جرأت ملتی ہے۔ رس بھری اور مدبھری آوازوں سے مانوس ہو کر رفتہ رفتہ بچے آوازوں کے زیر و بم سے آشنا ہوتے ہیں۔ جس طرح خوراک کی گھٹی سے زبان مٹھاس محسوس کرتی ہے اسی طرح کان بھی آوازوں سے مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی چشتی رحمہ اللہ کا واقعہ بڑا دل افروز ہے۔

marfat.com

حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو مائی صاحبہ نے رسم بسم اللہ کی محفل میں علماء وقت اور اولیاء زمانہ کو دعوت دی جب آپ کے استاد نے حضرت کو فرمایا بیٹا پڑھئے اعوذ باللہ و بسم اللہ تو آپ نے تعوذ و تسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ سے لے کر 18 پارے اس محفل میں پڑھ کر دم لیا تو اہل محفل حیران تھے کہ یہ بچہ استاد سے پڑھنا چاہتا ہے کہ ساری محفل کو پڑھانا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا میری ماں جی کو اٹھارہ سپارے یاد تھے۔ مجھے بطن میں اٹھا کر گھومتی تھیں تو قرآن مقدس کی تلاوت کرتی تھیں۔ مجھے لوریاں دے کر بہلاتی تھیں تو قرآن پاک کے دلنشیں نغموں سے مجھے مسرور کرتی تھیں۔ ان سے سن سن کر مجھے اٹھارہ سپارے یاد ہو گئے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ سرکار نے فرمایا جب تمہاری اولاد بات کرنے کے قابل ہو جائے تو اسے لا الٰہ الا اللہ سکھایا کرو۔

سرکار کائنات ﷺ کے خاندان کے بچے جب زبان کھولتے تو آقا کریم انہیں درج ذیل آیت کی تلاوت سکھاتے۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ (سورۃ الفرقان)

''(اللہ) وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور جس کی بادشاہت میں کوئی بھی شریک نہیں۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور اس کی مناسب تقدیر فرمائی''۔

اولاد پر شفقت

بچہ کائنات کا سب سے بڑا سکون ماں کی گود میں محسوس کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر 80 سالہ باپ کو پریشانیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو۔ غم و اندوہ سے نڈھال ہو۔ اس پیرانہ سالی میں بھی اس کو اپنی ماں کی آغوش میسر آ جائے تو اسے بھی وہی سکون محسوس

marfat.com

ہوگا جو ننھے منے بچے کو ماں کی گود میں نصیب ہوتا ہے۔ کاش آج کے والدین اولاد کو ایک دینی فریضہ تصور کرتے ہوئے اپنی اولاد کو وقت دیں۔ تربیت کریں اور جو بچے والدین کے ہوتے ہوئے بھی آغوش پدر و مادر سے محروم رہتے ہیں وہ کہیں سے اس پیار کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں ورنہ معاشرہ سے اپنے اس حق کا انتقام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کے احسانات میں سے اس احسان کو اولین ترجیح دی ہے جو دودھ کی صورت میں ماں اپنے بچے کو نوازتی ہے۔ ماں اگر اپنا دودھ نہ پلائے تو وہ کتنی ستم شعار ماں ہے۔ بچے اس کے حقوق کیسے پورے کریں گے۔ بچوں سے پیار کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اندر خود اعتمادی' حوصلہ اور دیگر اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ والدین کی طرف سے ان صلاحیتوں کو داد ملے تو بچوں میں جہاں والدین سے محبت کے جذبے جواں ہوں گے ساتھ ہی ان کے اندر ہمت اور قائدانہ صلاحیتیں ابھریں گی۔ اسی لیے یتیم بچوں کے سر پر شفقت کے ہاتھ پھیرنے سے ان کے اندر حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

سید عالم ﷺ اپنے شہزادے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار فرما رہے تھے اور محبت سے ان کے رخساروں پر بوسے دے رہے تھے۔ ایک صحابی اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ بچوں کو اتنے پیار سے نوازتے ہیں۔ میرے تو دس بچے ہیں مگر میں نے کسی ایک کو بھی یوں پیار سے بوسہ نہیں دیا۔ سرکار نے فرمایا اگر اللہ نے تیرے دل کو رحمت و محبت بھرے جذبات سے محروم کر دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنی اولاد کو حسن سلوک، محبت اور دانش مندی سے اعتماد میں نہیں لیتے وہ معاشرے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں اور فریضہ خداوندی کی بجا آوری میں ناکام ہو کر ان ثمرات سے محروم ہو جاتے ہیں جن کا موقع قدرت فراہم کرتی ہے۔ دانش مند والدین وہ ہیں جو بچوں سے حسن سلوک میں میانہ روی رکھتے ہیں۔ ان کی جائز خواہشات کا احترام بھی کرتے ہیں اور بے جا فرمائشوں سے دور رہنے کی تربیت کرتے ہیں جہاں اولاد کو جسمانی نشو و نما کیلئے اور زیبائش و آرائش کا سامان فراہم کرتے ہیں وہاں ان کی دینی و

marfat.com

روحانی اور اخلاقی برتری کیلئے لحہ بہ لحہ تربیت کرتے ہیں۔ اپنے حسن عمل سے اپنے اخلاق حسنہ سے اور ذوق وشوق سے ان کے اندر اخلاق فاضلہ کی تڑپ پیدا کرتے ہیں۔

بیٹے اور بیٹی میں عدم تفرقہ

صدیوں پرانی رسم کے اثرات اب تک موجود ہیں حالانکہ مشرکانہ عقائد اور کافرانہ معاشرت کے نقوش کو اسلام نے یکسر مٹا دیا مگر اب بھی بعض مقامات پر عدم تعلیم کی بنا پر بیٹے کی پیدائش پر دھوم دھام سے جشن مسرت منایا جاتا ہے جبکہ بیٹی کی پیدائش پر چہرے لٹک جاتے ہیں۔ یہ تو کسی کافر وملحد کی فکر ہوسکتی ہے کہ بیٹی نحوست کا دروازہ اور ایک ناگزیر بلا ہے۔ عورت فساد کی جڑ ہے۔ شیطان کا آلہ ہے وغیرہ وغیرہ ورنہ قرآن وسنت میں اس قسم کا کوئی تصور موجود نہیں۔

قرآن مقدس میں جہاں بھی فرائض کا ذکر ہے۔ اس میں دونوں اصناف اللہ کی بندگی کے پابند ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، قربانی وایثار۔ احکام الٰہیہ کا جتنا پابند مرد ہے اتنی ہی عورت پابند ہے۔ سوائے چند مخصوص حالات کے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے جو انعامات مرد پر ہیں وہی برکات واحسانات عورت پر بھی ہیں بلکہ بعض مخصوص مشقتوں کی بنا پر عورت کو انعام زیادہ ملتا ہے۔

معاشرتی زندگی میں مردوں کی جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے ان کی اپنی ذمہ داریاں ہیں اور عورت کی مخصوص جسمانی ساخت کی وجہ سے اپنی روش کی ذمہ داریاں ہیں بلکہ اللہ رب العزت اور رسول مکرم ﷺ اور والدین کی نظر میں بیٹی نگہداشت اور احسانات کی زیادہ مستحق ہے اور واقعی اسلام نے اسے بے شمار حقوق عطا فرمائے ہیں۔

میرے آقا ﷺ نے فرمایا جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ کریم اس کے گھر میں ملائکہ کو بھیجتا ہے جو گھر والوں کو آکر کہتے ہیں کہ اے اہل خانہ تم پر سلامتی ہو اور فرشتے اس بچی کو اپنے نورانی پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اللہ کا بندہ اس کی

marfat.com

پرورش کرے گا روز محشر مولائے کریم کی مدد اس کے سر پر سایہ فگن ہوگی۔ (طبرانی)

سید عالم ﷺ نے اس صنف لطیف و نازک کے بارے میں خصوصی طور پر فرمایا کہ جو شخص تین بچیوں یا تین بہنوں کی نگرانی کرے گا ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش کا احسن طریقے سے انتظام کرے گا حتیٰ کہ وہ (اللہ کے کرم سے) بے نیاز ہو جائیں یعنی ان کی شادی ہو جائے تو ایسے آدمی کیلئے اللہ کے ہاں جنت واجب ہے۔ ایک صحابی نے پوچھ لیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی دو بچیوں یا دو بہنوں کے ساتھ رحم و کرم کا سلوک کر کے ان کو پالے گا تو وہی اجر و ثواب پائے گا تو سرکار نے فرمایا ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر کوئی سرکار سے ایک کے بارے میں پوچھتا تو سرکار ایک کے بارے میں بھی یہی ارشاد فرما دیتے۔ (مشکوٰۃ)

والدین کیلئے ضروری ہے کہ بچوں اور بچیوں کے درمیان خورد و نوش میں، لباس میں پیار و محبت میں کسی قسم کا فرق روا نہ رکھیں۔ کیونکہ سرکار نے فرمایا کہ جس کے گھر میں بچی پیدا ہو وہ اسے زمانہ جاہلیت کی طرح زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس کو کمتر اور حقیر تصور کرے اور نہ ہی بچے کو اس کے مقابلے میں برتری دے تو اس انسان کو اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے گا۔

(ابوداؤد شریف)

جائیداد میں اللہ تعالیٰ نے مرد کا بھی حصہ مقرر فرمایا اور عورت کو بھی باقاعدہ حصہ دار ٹھہرایا ہے۔ مرد اور عورت کے حصوں میں تفاوت اس حکیم و کریم خدا نے ان کی ذمہ داریوں کے پیش نظر رکھا ہے۔ عورت کو مرد کے مقابلے میں وراثت میں سے نصف حصہ ملے گا۔ اس لیے کمی کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ جس نے اپنی بچی کے ساتھ دانستہ ظلم و زیادتی کا سلوک روا رکھا وہ روز محشر مجرموں کی صف میں ہوگا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ ۪ۙ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۚ (التکویر) اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے (کہ) کس خطا پر ماری گئی۔ (کنز الایمان)

marfat.com

میاں بیوی کے حقوق

اسلام بڑا ہی پیارا مذہب ہے۔ سچا سُچا اور ستھرا مذہب ہے۔ دین فطرت ہونے کے ناطے اس کی تعلیمات بڑی آسان اور عام فہم بھی ہیں اور قابل عمل بھی ہیں۔ قرآن مقدس نے اعمال کی تصویر اور فلسفہ پیش کیا ہے اور کملی والے نبی ﷺ نے اس حسین و جمیل تصویر میں عمل سے ایسے رنگ بھر دیئے ہیں کہ حسن قرآن نکھر کر کائنات میں صدیوں تک رنگ بکھیرتا رہے گا۔ نظام مصطفیٰ ﷺ نے زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ اسلامی معاشرے کو حسین، دلکش اور پرسکون وخوشحال بنانے کیلئے آسان سے آسان تعلیمات کا ذخیرہ فراہم کیا ہے جس کے خطوط اتنے واضح ہیں کہ عملی دنیا میں کہیں یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ بندہ پریشانی کا شکار ہو جائے۔

اسلام میں ازدواجی زندگی کو اچھے معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیا گیا ہے۔ میاں بیوی بظاہر تو دو فرد ہیں مگر ان کے درمیان حقوق وفرائض کا ایک ایسا سلسلہ ہے جس کی معلومات از حد ضروری ہیں کیونکہ یہی دو افراد خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ خاندانوں اور گھرانوں سے معاشرہ تعمیر و تشکیل پاتا ہے۔ قدرت نے میاں بیوی کو اپنے مقدس اور بابرکت نام پاک کی حسین ڈوری میں باندھ دیا ہے۔ ان کا یہ تعلق اتنا مضبوط اور مستحکم ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ اگر ان دو افراد کے درمیان سچی لگن، محبت اور خلوص کی شمع جلتی رہے تو معاشرے میں کہیں بھی اندھیرا ٹھہر نہیں سکتا بلکہ ان کی روشنی سے نسلیں سنور سکتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے سلیقے آجائیں۔

میاں بیوی اگر ایک دوسرے کی قدر نہ کریں تو یہ رشتہ کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دونوں کو اللہ پاک کے مقدس نام کی لاج رکھنی چاہیے۔ ایک دوسرے کو قدرت کا انمول تحفہ تصور کرنا

marfat.com

چاہیے۔ ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ احسانات کے بوجھ تلے لاد دینا چاہیے۔ دونوں کو باہم شکر گزار رہنا چاہیے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے عیوب سے درگزر کرنا ضروری ہے۔ دونوں کو باہم متعاون رہنا چاہیے۔ پیار بھرے شکوے کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر بے جا شکوے نہیں ہونے چاہئیں۔

اگر میاں کے حقوق کی فہرست دیکھی جائے تو یوں لگتا ہے بیوی بے چاری تو حقوق پورے کرتی کرتی تھک جائے گی مگر جب بیوی کے حقوق کی لسٹ پہ نظر پڑے تو میاں کو پسینہ آ جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں۔ دونوں کا اپنا اپنا ایک خوبصورت دائرۂ کار ہے جس کا تعلق بظاہر فقط ایک فرد سے لگتا ہے مگر درحقیقت دونوں کے باہمی تعاون سے یہ ذمہ داریاں ادا کی جاسکتی ہیں۔ اگر میاں بیوی دونوں کے شعور روشن ہو جائیں اور احساس وشعور کی آنکھیں کھل جائیں اور دونوں یہ بات سمجھ لیں کہ ہم ایک دوسرے کیلئے قدرت کا عطیہ ہیں اور ہمارے وجود ایک دوسرے کیلئے امانت ہیں اور ہم نے ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سکھ چین اور سکون دے کر اپنے رب کو اپنے مالک کو راضی کرنا ہے اور اس پر عمل پیرا ہیں تو یہ زندگی باغ وبہار ہے ورنہ جہنم زار ہے۔

عظمت شوہر

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکمیت عطا فرمائی ہے مگر یہ ڈکٹیٹر شپ نہیں۔ یہ ایسی حاکمیت نہیں جس میں رعونت ہو جس میں بیوی سے سجدہ ریزی کی ہوس کا احساس پایا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے میاں کو خاندان کا سرپرست اعلیٰ بنایا ہے تاکہ خاندان اپنے مشفق و مربی سرپرست کے سائبان کے نیچے خود کو محفوظ تصور کرے اور سرپرست کو اپنی عظیم ذمہ داریوں کا احساس رہے مگر یہ سرپرست اعلیٰ اپنے تمام تر اختیارات کے باوجود ایسا مہربان ہو کہ فرمانبرداروں کی آنکھ سے چھلکنے والے آنسوؤں کو اپنے دامن میں جذب کرتا نظر آئے۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون ذات ہوسکتی ہے۔ جس کی زندگی میں یہ نمونے

marfat.com

جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ایک مرتبہ حج کے موقع پر ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ راستے میں بیٹھ گیا۔ اس لیے وہ کاروان سے پیچھے رہ گئیں۔ حبیب کبریا ﷺ نے دیکھا کہ وہ روئے جارہی ہیں تو آپ ان کے پاس آئے اور ان کے آنسو اپنی چادر مبارک کے پلو سے پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔(اتنا مہربان سرتاج کسی کے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگے تو آنسو رکتے کب ہیں)

بعض لوگ اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو اسمبلیاں ہی ٹوٹ جاتی ہیں پھر زندگی بھر وہ انمول لمحے ہاتھ نہیں آتے اور بعض خواتین ایسے رویے کا شکار ہو جاتی ہیں کہ ایک کی سرپرستی سے انحراف کر کے سینکڑوں کے رحم وکرم پہ گزارہ کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہودیت اور نصرانیت کو افراط وتفریط نے تباہ کر دیا ہے۔ لادین معاشروں کی عورت جب اسلام کے دامن میں پناہ لیتی ہے تو اسے سکھ کا سانس نصیب ہوتا ہے۔وہ مسلمان خواتین جو غیر مسلم معاشروں کی آزادی دیکھ کر خود کو مادر پدر آزاد تصور کرتی ہیں وہ گناہ کی دلدل میں پھنس کر زندگی بھر ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتی چلی جاتی ہیں۔

بیوی کے حقوق

اب ہم بیوی کے حقوق کا جائزہ لیتے ہیں۔

عورت کا حق مرد کے حق کی طرح

ارشاد گرامی ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ (البقرۃ:228)

''اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے ایسے ہی عورتوں کا حق مردوں پر ہے دستور کے مطابق''۔

وراثت میں عورت کا حصہ

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

marfat.com

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ الخ (النساء:12)

''اور مسلمانو! جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ کر فوت ہو جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اس میں تمہارے لیے نصف ہے۔ اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارا حصہ چوتھائی ہے مگر ان کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد اور تمہارے ترکے میں سے ان کیلئے چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو تمہارے مرنے کے بعد۔ اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہاری بیویوں کا حصہ تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ہے۔ تمہاری وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد''۔

قرآن مقدس میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے باہم تعلق کو لباس کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

عورت مرد کا لباس ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ الخ (البقرہ:187)

عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔

قرآن مجید کی رو سے عورتوں کا نفقہ مردوں پر لازم ہے اور عورتوں کے حق مہر کا ذکر بڑی وضاحت سے کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں سے نکاح کا اصل مقصد شہوت رانی نہیں کہ جس کے جی میں آئے عورت سے چند دن کیلئے نکاح کر کے پھر معاشرے میں اسے رسوا کر کے چھوڑ دے بلکہ اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ بندہ زندگی بھر کیلئے اسے تحفظ فراہم کرے۔ اپنے منافع سے اسے مالا مال کرے اور گناہ سے بچنے کیلئے نکاح کے قلعے میں آ کر حلال کی اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

احادیث نبویہ میں عورت کے حقوق

حکیم بن معاویہ قشیری نے سرور دو عالم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ عورتوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔ آپ نے فرمایا جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا اور ناچاقی کی صورت میں اس کے منہ پر کبھی نہ مار اور نہ اس قسم کے طعنے دے کہ

marfat.com

تیری صورت اچھی نہیں۔ جھگڑے کی شکل میں صرف اس کے بستر کو اپنے (بستر) سے الگ کردے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

سرکار ﷺ نے فرمایا

جب کسی کی دو بیویاں ہوں وہ ان کے درمیان انصاف کا چلن اختیار نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ فالج سے مارا ہوا ہوگا۔

(ترمذی' نسائی' ابوداؤد)

آدمی اگر دیکھنا چاہے کہ میرا اخلاق کیسا ہے تو اپنے گھریلو اخلاق اور رویے کو دیکھ لے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا خَیرُکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے اچھا ہے اور میں اپنے اہل خانہ کیلئے تم سب سے اچھا ہوں۔ (ترمذی)

فرمان خداوندی ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲ (النساء)

''اور (اے اہل ایمان) اپنی ازواج کے ساتھ اچھا سلوک رکھو اور اگر تمہیں کسی وجہ سے اپنی بیوی ناپسند ہو تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر یعنی بہت زیادہ بھلائی رکھی ہو''۔

یعنی بندہ اپنے پسندیدہ معیار کے مطابق کسی کو تولتا ہے اور ظاہراً وہ اسے ناپسند کرتا ہے مگر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اس کیلئے بے شمار فوائد رکھے ہوں جن تک اس کی نگاہ کی رسائی نہیں۔ مثلاً قدرت اسے اس کے وجود سے سکون عطا کرنے والی ہو۔ اس کے مال سے نفع دینا چاہتی ہو۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں سے ایسی اولاد عطا فرمائے جو ان دونوں کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کیلئے نفع رساں ہو یا اس کی صحبت سے اس کے احوال کی اصلاح مضمر ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا مشورہ یہ ہے کہ بندہ اپنی رفیقہ حیات سے محبت رکھے

marfat.com

نفرت نہ کرے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے۔

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ (ترمذی)

ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کا اخلاق بہت اچھا ہو اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت نرم رو اور نرم خو ہو۔

سرکار ﷺ نے فرمایا، مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بیر نہ رکھے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی ایک عادت اگر ناخوش گوار ہو تو دوسری اسے مسرت و شادمانی سے شاداں و فرحاں کرنے والی ہو۔ نبی رحمت ﷺ نے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ کی لونڈیوں کو نہ مارا کرو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار سے عرض کیا۔ پیارے آقا ﷺ اس فرمان سے عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئی ہیں تو سرکار نے (نافرمان) عورتوں کو مارنے کی اجازت دی تو بہت ساری عورتیں سرکار کے گھروں میں اپنے خاوندوں کی شکایتیں لے کر حاضر ہوئیں۔ تو سرکار نے صحابہ کرام کو فرمایا محمد ﷺ کے گھروں میں عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایتیں لے کر آ رہی ہیں۔ سرکار نے فرمایا جو لوگ اپنی عورتوں کو (خواہ مخواہ) مارتے ہیں۔ وہ اچھے لوگ نہیں ہیں (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

زمانہ جاہلیت میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا۔ اسے جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جاتا تھا۔ اس کی کوئی ملکیت نہ ہوتی تھی۔ اسے وقت پیدائش ہی بعض علاقوں میں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ یہ خود کسی کی ملکیت میں سے مال بن کر بک جاتی تھی۔ مرد اسے جانوروں کی طرح مارتے تھے۔ کوئی قتل بھی کر دیتا تو اسے کوئی قانون گرفت نہ کر سکتا تھا۔ مگر محمد عربی ﷺ نے اسے ہر قسم کا قانونی تحفظ عطا فرمایا۔ بات بات پر جو لوگ اپنی ازواج کو مارتے ہیں سرکار نے ان کو اس سے منع فرماتے ہوئے فرمایا۔

کوئی شخص اپنی عورت کو تازیانہ نہ مارے جس طرح اپنے غلاموں کو تازیانہ مارتا ہے پھر (ہوسکتا ہے) دن کے آخر میں اس سے ہمبستری کا مرحلہ آئے۔ (متفق علیہ)

marfat.com

بعض عورتیں طبعاً بداخلاق اور ترش رو ہوتی ہیں اور بعض عدم تربیت اور برے ماحول کی وجہ سے اکھڑ مزاج ہوتی ہیں۔ بات بات پر مردوں سے بداخلاقی کا سلوک کرتی ہیں۔ ایسے حالات میں بھی بعض اوقات ان سے گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسی عورتوں سے بھی صبر اور درگزر سے گزارہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بلکہ یہ بہت بڑا جہاد ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی بدخلق بیوی کے رویئے پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی طویل مصیبت پر صبر کرنے کے بدلہ میں ملا تھا۔

والی کونین ﷺ اپنے اہل خانہ سے مکمل آزادانہ سلوک فرماتے تھے۔

ایک دن سرور کائنات ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ عرض کیا آقا بتائیں۔ تو سرکار نے فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو یوں قسم کھاتی ہو لا ورب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جب تم خفا ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو لا ورب ابراھیم علیہ السلام تو سیدہ فرماتی ہیں ہاں یارسول ﷺ میں غصے کی حالت میں فقط آپ کا اسم گرامی چھوڑ دیتی ہوں۔ (یہ سرکار کی کمال شفقت اور سیدہ کا ناز ہے) (صحیحین)

مذکورہ حدیث سے یہ اندازہ لگانا کتنا آسان ہے کہ سرکار نے اپنی ازواج کو کس قدر محبت اور پیار کا ماحول فراہم کر رکھا تھا۔ جس میں آپ کے حسن سلوک سے تجاوز کر کے لاڈ پیار کے دائرے میں رہ کر آپ سے غصے والی کیفیت بھی پیدا کر لیتی تھیں اور کریم آقا ان کی ان اداؤں پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ ورنہ......

پھیر لیں وہ جو منہ گلشن دہر سے ساری کلیوں کی رنگت اتر جائے گی

رحمت عالم ﷺ اپنے اہل خانہ کی دل لگی اور فرحت وانبساط کے لئے ایسے خوش کن مواقع فراہم فرماتے تھے۔ جن کے احوال پڑھ کر آج محسوس ہوتا ہے کہ امت دو طبقوں میں بٹ گئی ہے۔ یعنی امت افراط وتفریط کا شکار ہو گئی ہے۔

ایک طبقہ تو وہ ہے جن کے ہاں اپنی ازواج کے لئے تفریح اور ہنسی خوشی کا کوئی چانس ہی

marfat.com

نہیں ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اتنا ایڈوانس ہے کہ اسے پردے کا کوئی خیال نہیں۔ شرم و حیا کا کوئی لحاظ نہیں۔ عورت کی عفت وعصمت کا کوئی تصور ہی نہیں۔ سر بازار اور برسر مجالس و محافل اندرون و بیرون ملک دوروں پر بھی خواتین ان کے ساتھ ہیں اور انتہائی بے غیرتی اور دیوثانہ انداز میں خود دوسروں کی بیویوں سے ہاتھ ملاتے ہیں اور ان کی بیویاں ان کے دوستوں سے ہاتھ ملاتی ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ بے غیرتی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکار کے ساتھ ایک سفر کے دوران دوڑ لگائی تو اس دوڑ میں میں حضور اکرم ﷺ سے آگے بڑھ گئی لیکن جب میں کسی دور میں موٹاپے کا شکار ہوئی تو پھر میں نے سرکار سے دوڑ لگائی اس دوڑ میں میرے آقا ﷺ مجھ سے آگے بڑھ گئے۔ (ابوداؤد شریف)

مذکورہ حدیث پاک کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحرائی سفر میں کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں فقط سرکار تھے اور ام المومنین تھیں اور حضور انور ﷺ نے سیدہ کی تفریح طبع کے لئے ایسا موقع عنایت فرمایا اور اس دوڑ میں پورے زور سے نہیں دوڑے ہوں گے تاکہ اہل خانہ کا دل خوش ہو جائے کہ ہم نے دوڑ جیت لی ہے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ کے نزدیک اس بات کی کتنی اہمیت ہے کہ اپنے رفیق سفر کو ایسے حالات عطا کئے جائیں کہ وہ زندگی بھر اپنے سرتاج کی وفاؤں کا تذکرہ کرے اور ان اداؤں کو تادم واپسیں یاد کرے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلال اگر کوئی دیکھے تو قیصر و کسریٰ کو ان کے سامنے لرزاں و ترساں پائے مگر اہل ایمان کے لئے آپ کا قول مبارک سراپا جمال کا آئینہ دار ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''میاں کو اپنی بیوی کے ساتھ بالکل یوں رہنا چاہیے جیسے بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ بچوں کو راضی کرنے کیلئے کبھی انہیں دوڑاتا ہے کبھی ہنساتا ہے۔ کبھی کھلاتا ہے کبھی پلاتا ہے۔''

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دانشور آدمی کی عقل مندی یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی

marfat.com

کے ساتھ کس قدر زیادہ سے زیادہ کامیاب زندگی گزارتا ہے۔ ایسی زندگی جس میں مردانہ وقار رعب و دبدبہ بھی برقرار رہے اور خانگی ماحول میں تلخیوں اور شکر رنجیوں کی بجائے مسرتیں اور فرحتیں رقصاں رہیں۔ گھریلو ماحول میں دین اسلام کا حسن بھی چھایا رہے اور دنیا کی نعمتوں کی بھی ریل پیل رہے۔

نان ونفقہ

مرد کی ساری کمائی اس لیے ہے کہ اسے سکون نصیب ہو۔ اس کا رب بھی راضی ہو اور گھریلو ماحول بھی خوشگوار ہو۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ وہ خوش دلی سے اپنے وسائل کے مطابق اہل خانہ پر اللہ کی عبادت تصور کرتے ہوئے مال خرچ کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جو تم نے راہ مولا میں خرچ کیا۔ ایک دینار وہ ہے جس سے کسی غلام کی گردن تم نے آزاد کرائی اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں کسی فقیر کو صدقہ وخیرات کرتے ہوئے دیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا۔ ان میں سے سب سے زیادہ اس دینار (روپے) کا ثواب ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ (مسلم شریف)

خلع

اسلام نے نکاح کے بعد عورت کو یہ حق بھی دیا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان حالات سازگار نہیں ہو سکے تو عورت مرد کو کچھ مال دے کر طلاق پر راضی کرلے تو یہ جائز ہے (کتب فقہ میں اس کی چند شرائط کا ذکر موجود ہے)

ایلاء

مرد اگر قسم کھائے کہ میں اپنی بیوی کے پاس چار ماہ تک نہیں جاؤں گا۔ اگر چار ماہ گزر جائیں تو خود بخود اسے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح کرنے کی مجاز ہے۔

ظہار

ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی منکوحہ یا اس کے کسی جز (شائع) کو یا ایسے جز کو جوکُل سے

marfat.com

تعبیر کیا جا سکتا ہے، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس مرد پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا ایسی عورت کو کسی ایسے عنصر سے تشبیہ دینا جس عضو کی طرف اس مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ جیسے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا منہ یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے (ایسا کہنے کے بعد جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہو جائے گا) (قانون شریعت)

لعان

اگر مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور عورت انکار کرے۔ اگر گواہ موجود نہ ہوں تو دونوں قاضی کی عدالت میں یوں بیان دیں گے۔ مرد چار مرتبہ قسم کھا کر کہے گا کہ میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ پانچویں مرتبہ کہے گا اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔ اللہ کی لعنت ہو۔ عورت چار مرتبہ قسم کے ساتھ کہے گی یہ جھوٹا ہے۔ پانچویں بار کہے گی اگر یہ اپنے بیان میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت ہے۔ اس کارروائی کے بعد قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا۔ عورت مرد سے ہمیشہ کیلئے آزاد ہے۔ عدت کے بعد آگے نکاح کر سکتی ہے۔

مرد کے حقوق

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ الخ (النساء:34)

"مرد عورتوں کے سربراہ ہیں اس کے دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ آدمیوں میں اللہ نے بعض یعنی مردوں کو بعض (یعنی عورتوں) پر دل کی مضبوطی اور جسمانی توانائی میں برتری دی ہے"۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ (البقرۃ:235)

"اور (مسلمانو!) اگر تم کسی بات کی آڑ میں (معتدہ) عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھو تو اس میں (بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں"۔

مرد اگر کسی خاتون سے شادی کرنے کی تمنا رکھتا ہے تو اسے ایک جھلک میں دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ نکاح کیلئے اچھا ہے۔

marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے ساتھ نکاح کی تمنا کرے تو اگر ممکن ہو تو اس چیز کو دیکھ لے جو نکاح کا سبب ہوتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ کو سرکار نے فرمایا کہ تو نے عورت کو دیکھ کر نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کیا، نہیں یارسول اللہ ﷺ تو سرکار نے فرمایا تو اسے دیکھ لیتا کیونکہ نکاح سے قبل کا دیکھ لینا میاں بیوی میں باہم محبت کا باعث بنتا ہے۔

مرد کا عورت پر حق ہے کہ عورت اس کے حکم کی محبت کے ساتھ پابندی کرے انکار نہ کرے۔ سرکار نے اس عورت کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہے۔ سرکار نے فرمایا جو عورت پانچ وقت نماز پڑھے۔ ماہ رمضان شریف کے روزے رکھے۔ اپنے گوہر عفت وعصمت کا تحفظ کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت وفرماں برداری کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ یہی بات قرآن مقدس نے بیان فرمائی۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء: 34)

نیک خواتین وہ ہیں جو مردوں کی فرماں بردار ہیں اور اللہ کے کرم سے مردوں کی عدم موجودگی میں بھی ان کی ہر چیز کی حفاظت کرتی ہیں،

نافرمان عورتیں اللہ کی لعنت کی مستحق ہیں۔ سرکار نے فرمایا جس بی بی کو اس کا خاوند وظیفہ زوجیت کی دعوت دے اور وہ (بغیر عذر کے) انکار کرے اور رات بھر خاوند غصے اور ناراضگی کے عالم میں رہے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ ایسی عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (متفق علیہ)

مرد کا عورت پر یہاں تک حق ہے کہ اگر عورت امور خانہ داری میں مصروف ہو اور خاوند اسے اپنی طرف دعوت دے تو اسے چاہیے کہ کام چھوڑ کر مرد کی اطاعت کرے۔ دیگر نفلی عبادات عورت کا بھی حق ہے مگر اسے یہ احتیاط رکھنا ضروری ہے کہ اس کا خاوند جن حالات

marfat.com

میں اور جن اوقات میں اسے اپنی طرف متوجہ دیکھنا چاہتا ہے وہ اوقات مکمل اس کی توجہ اور خلوت کیلئے خاص کر دے۔ سرکار نے فرمایا عورت اگر نفلی روزے رکھنے کی تمنا رکھتی ہے تو اپنے خاوند کی اجازت کے ساتھ رکھے۔

حدیث پاک میں ہے ایک عورت نے اپنے خاوند صفوان بن المفضل کی شکایت سرکار کی بارگاہ ناز میں پیش کی کہ وہ مجھے مارتا ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں اگر میں روزہ رکھوں تو افطار کرا دیتا ہے اور خود طلوع آفتاب تک نماز فجر نہیں پڑھتا۔ سرکار نے اس کے خاوند سے پوچھا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو اس لیے مارتا ہوں کہ یہ نماز میں دو دو سورتیں پڑھتی ہے (یعنی نماز لمبی کر دیتی ہے قرأت لمبی کر کے) اور میں نے اس کو لمبی قرأت سے منع کیا ہوا ہے۔ سرکار نے فرمایا نماز میں اگر ایک سورۃ پڑھ لی جائے تو بھی نماز کیلئے کافی ہے۔

صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ بی بی روزہ رکھنے پہ آتی ہے تو مسلسل کئی دن تک روزے رکھتی چلی جاتی ہے اور میں میرے آقا جوان آدمی ہوں۔ زیادہ دنوں تک ضبط نہیں کر پاتا تو سرکار نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ پھر صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ (زمین داری کے کھاتے میں ہم راتوں کو کھیتی اور باغ وغیرہ میں پانی لگانے پر مجبور ہوتے ہیں) دیر سے سوتے ہیں۔ صبح طلوع آفتاب پر آنکھ کھلتی ہے تو سرکار نے فرمایا اے صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تو جاگے اپنی نماز پڑھ لیا کر (ابن ماجہ، ابوداؤد)

مرد کے عورت پر حقوق اتنے نازک ہیں کہ عورت ذرہ بھر لاپرواہی کرے تو اس کے دونوں جہاں برباد ہو جائیں۔ سرکار نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز قبول نہیں ہوتی نہ ان کی کوئی نیکی اوپر اٹھتی ہے۔ ایک وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے حتیٰ کہ خود اپنے مالک کے پاس واپس آ جائے اور اپنا ہاتھ مالک کے ہاتھ میں دے دے اور دوسری وہ عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔ تیسرا مست آدمی یہاں تک کہ ہوش میں آ جائے۔

سرکار نے فرمایا جس آدمی کو چار چیزیں عطا کی گئیں گویا دنیا و دین کی فلاح و خیر اس کو

marfat.com

عطا کر دی گئی ہے۔(1) قلب شاکر۔(2) لسان ذاکر۔(3) بدن علی البلاء صابر۔
(4) زوجة لا تبغیه خونا فی نفسها ولا فی ماله (بیہقی شریف)

(1) شکر گزار دل۔(2) ذکر الٰہی میں تر رہنے والی زبان۔(3) مصائب پر صبر کرنے والا وجود۔(4) وہ خاتون جو اپنی عزت وعفت میں خیانت نہ کرنے والی ہو اور نہ ہی اپنے شوہر کے مال میں۔

ایک موقع پر ایک آدمی نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ عورتوں میں سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس کا سرتاج اس کی طرف نگاہ کرے تو بیوی کی (باوقار اور باعصمت) شخصیت اسے شاداں وفرحاں کر دے اور جب وہ اسے کوئی فرمائش کرے تو وہ (دل و جان سے فدا ہو کر) اس کا حکم پورا کرے اور وہ خاتون اپنی ذات اور جان میں اور نہ ہی اپنے مال میں کوئی ایسی مخالفت کرے جو مرد کی طبع پہ ناگوار گزرے۔(نسائی)

خاتون کی یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اس کے حسن سلوک سے اس کا سرتاج راضی ہے۔ اس کا رب بھی اس پر خوش ہے۔ اتنا مشکل بھی نہیں کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ بندہ اتنی وفاداری کرے جو اللہ ورسول کی طرف سے اس کے پاس امانت ہے۔ اس امانت کی قدر پر اسے معاشرے میں عزت واحترام بھی ملے گا اور جنت کی بہاریں بھی اس کے طفیل اسے میسر ہوں گی۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے (جان سے پیارے) سرتاج کے سامنے سجدہ ریزیاں کرے۔ اگر میاں اپنی بیوی کو حکم دے کہ لال پہاڑ کے پتھر اٹھا کر کالے پہاڑ کے پتھروں کی طرف لے جائے اور کالے پہاڑ کے پتھر لال پہاڑ کے پتھروں کی طرف لے جائے تو ایسا حکم ماننا بھی اس کیلئے ناگزیر ہے (یعنی مرد اگر کوئی ایسا حکم صادر کرے جو خلاف شرع نہ ہو مگر مشکل ترین کام ہو تو پھر بھی عورت کیلئے بھلائی اسی میں ہے کہ اس کو کر گزرے خواہ اس کو کرنے میں کامیاب ہو سکے یا نہ ہو سکے شروع تو کر دے)۔

marfat.com

شہنشاہ کون و مکاں ﷺ کا ارشاد ہے جب کوئی بیوی اپنے میاں کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو جنت میں اس کی ہونے والی بی بی حور عین کہتی ہے۔ خدا تجھے برباد کرے۔ اسے تکلیف نہ دے یہ تو تیرے پاس پردیسی ہے۔ ممکن ہے کہ بہت جلد یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے ہاں آ بسے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا شوہر کا اپنی بیوی پر بہت بڑا حق ہے اتنا بڑا حق ہے کہ اگر خاوند کا پورا وجود زخمی ہو اور بیوی اس کے زخم زدہ جسم کو اپنی زبان سے چاٹے تب بھی خاوند کا حق ادا نہیں ہوتا۔ (مسند احمد)

عورت پر ضروری ہے کہ وہ شوہر کے احسانات کا خاکہ ذہن میں رکھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرے کہ اس نے شوہر کے ذریعے سے اس کی عزت و ناموس کو محفوظ کر دیا ہے اور شوہر کی سپاس گزاری کرے تاکہ شوہر اور زیادہ اس پر مہربان رہے۔ ناشکری کرنے والی عورت پر اللہ بھی ناراض ہے، اس کا رسول مکرم بھی خفا اور مرد کے دل میں بھی وہ مقام نہیں پیدا ہوتا جو شکریہ کے چند الفاظ اور چند اداؤں سے دل میں قدر و قیمت پیدا ہوتی ہے۔

سرور عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز محشر اس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو اپنے خاوند کی ناشکری کرنے والی ہے۔ حالانکہ عورت کسی لمحہ بھی اپنے خاوند سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (نسائی)

بیوی کی طرف سے اگر مرد کو سکون میسر ہو تو ماحول میں خوشی کی وہ لہر پیدا ہو سکتی ہے جس سے بے شمار مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں۔

سرور کونین ﷺ کی صحابیہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس سے گزرے میں اپنی ہمسایہ عورتوں کے پاس بیٹھی تھی۔ آقا کریم ﷺ نے ہمیں سلام دیا اور فرمایا تمہارے اوپر جن کا احسان ہے ان کی ناشکری سے بچو۔ تم میں سے کوئی اپنے والدین کے گھر بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے۔ پھر رب کریم اس کو شوہر عطا کرتا ہے۔ پھر رب کریم اس کو اولاد سے نوازتا ہے۔ پھر کبھی شوہر سے کسی بات پر تلخی ہوتی

marfat.com

ہے تو وہ جھٹ سے کہہ دیتی ہے میں نے تو آج تک تیری طرف سے خیر دیکھی ہی نہیں۔ (الادب المفرد) حالانکہ ان احسانات کا حق تو یہ تھا کہ احسان والوں کا احسان پہچان کر شکریہ ادا کیا جاتا۔

مسلمان خاتون کا فرض ہے کہ وہ باپردہ ہوتا کہ مرد کو یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آئے کہ بی بی جی پردہ کیا کرو۔ اگر کہنے سے بھی سمجھ آ جائے تو بڑی بات ہے مگر اس خاتون کی وقعت اور قدر و منزلت خاوند کے نزدیک کتنی عظیم ہوگی جو خود جانتی ہے کہ باپردہ رہنے سے خالق بھی راضی اور اللہ کا حبیب بھی خوش اور خاوند کی نگاہ میں عزت اور بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح جو عورت اپنے گھر کی دنیا میں ملکہ بنی بیٹھی ہے اس پر لازم ہے کہ گھر کو چمکا کر خاوند کے دل میں اتر جائے۔ آنے والے مہمان بھی محسوس کرتے ہیں کہ کوئی سلیقہ شعار عورت ہے۔ صفائی پسند ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال میں عورت پر گھریلو معاملات بھاری ہو جاتے ہیں مگر نام کمانا بھی تو آسان نہیں جو عورت تن پرست ہو یا بدسلیقہ ہو اگرچہ اس کا کردار بہت اچھا ہو۔ اخلاق ستھرا ہو مگر معاشرتی زندگی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جائے تو اسے کامیاب خاتون کوئی نہیں کہتا۔

حبیب کبریا ﷺ نے قریش کی عورتوں کو ان کی سلیقہ مندی اور جفاکشی کی داد دیتے ہوئے فرمایا "قریش کی عورتیں بھی کیا خوب عورتیں ہیں۔ بچوں پر بھی بڑی مہربان ہیں اور شوہر کے گھربار کی نگرانی اور تحفظ کرنے والی ہیں۔ (بخاری شریف)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے کریم آقا شاہ خوباں ﷺ کے کپڑے اپنے ہاتھوں سے دھوتی تھیں۔ رحمت کونین ﷺ کی زلفوں میں تیل لگاتیں اور کنگھی فرماتی تھیں۔ اللہ جمیل ویحب الجمال رب العزت کی ہستی بہت خوبصورت ہے اور اللہ تعالیٰ حسین و خوبصورت چیزوں کو پسند کرتا ہے جو عورتیں اپنے خاوندوں کیلئے اپنی آرائش کرتی ہیں اور اپنے نسوانی جمال کو اپنے سرتاجوں کیلئے سنوارتی اور نکھارتی ہیں۔ ان کی قدر شوہروں کی نگاہ میں اور بڑھ جاتی ہے۔

marfat.com

ایک مرتبہ ایک خاتون رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ سرکار نے منع فرمایا تو وہ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اگر عورت اپنا بناؤ سنگھار نہیں کرے گی تو وہ اپنے سرتاج کی نظر میں بے وقعت ہو جائے گی۔
(نسائی)

نوٹ: مذکورہ حدیث شریف میں سونے کے کنگن عورت کو پہننے سے منع کرنا۔ اگر ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو یہ زیورات دوزخ کی آگ بن جائیں گے ورنہ سونے کے زیورات عورت کیلئے بالکل جائز ہیں۔ بہر حال مرد کا عورت پر حق ہے کہ وہ خود کو اتنی خوبرو بنا کر پیش ہوا کرے کہ شوہر کی آنکھیں اس کے سلیقے، صفائی، جمال اور تقدس سے ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ حسن غیر کو تکنے کی کبھی تمنا نہ کرے۔

marfat.com

رشتہ داروں کے حقوق

ایک آدمی نے حضور انور ﷺ سے پوچھا سرکار میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کا سلوک کرتا ہوں وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں حوصلہ سے کام لے کر برداشت کرتا ہوں وہ جہالت سے کام لیتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا اگر تو حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے جیسا بتا چکا ہے تو پھر تو ان کے منہ میں گرم گرم دھول ڈالتا ہے یعنی راکھ ڈالتا ہے۔ اگر تو اسی روش اور طریقے پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ تیری امداد کرتا رہے گا۔ (مسلم)

مذکورہ حدیث میں سید عالم ﷺ نے اپنے صحابی کی دلجوئی فرمائی ہے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک پر داد دی ہے اور صبر وضبط پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے ہوئے خوشخبری بھی سنائی ہے کہ تیرا صبر اور حسن عمل اگر اخلاص پر مبنی ہے تو رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ ایک وہ وقت بھی آئے گا جب اللہ تیری امداد فرمائے گا تو وہ لوگ خود بخود تیرے مداح اور گرویدہ ہوں گے اور تیرے معاون ہوں گے۔ اگر بفرض محال کسی کو اپنے اچھے عمل کا بدلہ یہاں نہ ملے تو وہ عمل ضائع تو نہیں ہوتا۔ اس کا اجر وثواب اس وقت ضرور ملے گا جبکہ بندے کو آج سے لاکھوں گنا زیادہ ضرورت ہوگی۔ رشتہ داروں میں گزارہ کرنا انتہائی مشکل مرحلہ ہے بلکہ جہاد ہے۔

رشتہ دار لوگ جلدی جلدی مانتے نہیں یا ان کی آنکھوں کے سامنے حجاب ہوتا ہے یا پھر حسن سلوک کرنے والا کسی امتحان سے گزر رہا ہوتا ہے۔ قریبی رشتہ دار اس لیے بھی حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں کہ بندے کی پرورش اور نشوونما میں ان کا بھی تعاون شامل ہو چکا ہوتا ہے۔ مثلاً والدین یا ان کے والدین اور بھائی بہن تو یہ ایسے رشتے ہیں کہ ان کو پالنا بندے کی بڑی آزمائش ہے۔

marfat.com

بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کیا آقا میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا امک یعنی تیری ماں۔ صحابی نے تین بار ایسے ہی پوچھا سرکار نے ہر بار یہی فرمایا تیری ماں اور چوتھی بار فرمایا ثم الاقرب فالاقرب یعنی ان کے بعد جو تیرا قریبی رشتہ دار یعنی تیرے بھائی اور بہنیں اور تیری ماں اور باپ کے بھائی بہن۔ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک اس دنیا میں یہی بات سب سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ انسانوں کا رشتہ ذات خداوندی سے بھی مضبوطی کے ساتھ جڑ جائے اور آپس میں بھی رشتے استوار رہیں۔ اسی پر سرکار نے زندگی بھر محنت فرمائی۔ سرکار نے تو دور دور کے لوگوں کو صحابیت کی ایک روپہلی تسبیح میں پرو دیا ہے۔ وہ رسول ﷺ بھلا کب چاہتے ہیں کہ خون کے رشتے ایک دوسرے سے کٹ کٹ کر بکھرتے رہیں جو لوگ خونی رشتوں سے کٹتے ہیں سرکار نے ان کیلئے وعیدیں فرمائی ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ قاطع رحم

سرکار نے فرمایا جو بندہ خونی رشتہ توڑے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (متفق علیہ)

بندے کی فطرت ہے کہ وہ مال طلب کرتا ہے۔ دولت کی تمنا رکھتا ہے۔ اگر اسے مال و دولت ہاتھ آ جائے تو وہ چاہتا ہے کاش میری عمر لمبی ہو اور یہ اقتدار فقط میرے پاس رہے۔ حبیب خدا ﷺ نے اس تمنا کے حصول کا راز بتا دیا ہے۔ اب جو عمل کرے اس راز کو پائے اور مزے کرے۔

میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (متفق علیہ)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ رب العزت اس کی روزی کے دروازے کھول دے اور عمر میں برکت دے تو وہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے (یعنی ان کے حقوق ادا کرے۔ ان کی تکلیفیں برداشت کرے) صلہ رحمی اور حسن سلوک کی وضاحت اس حدیث

marfat.com

پاک سے کی گئی ہے۔

سرکار نے فرمایا جو آدمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ان کے احسان کی) تلافی کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اچھا کرتے رہیں تو یہ ان کے ساتھ حسن عمل کا برتاؤ کرتا ہے۔ یہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ کامل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے حق قرابت کی رعایت اور لحاظ نہ کیا جائے وہ پھر بھی حسن سلوک کرتا رہے۔ (بخاری شریف)

یہ بڑا نازک مرحلہ ہے کہ کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار کے ساتھ بدنی' مالی یا اخلاقی تعاون کرے اور محض اللہ کے لیے یہ تعاون ہو پورے خلوص کے ساتھ ہو مگر وہ احسان کے بدلے گالیاں دے یا تہمت لگائے یا خلوص کو مشکوک کردے یا لوگوں کے سامنے رسوا کرے تو پھر بھی ایسے شخص سے برابر حسن سلوک ہی کیا جائے مگر جتنا یہ مشکل ہے اتنا ہی ضروری بھی ہے اور اتنا ہی اس پر اجر وثواب بھی ہے۔ اگر اس کے برعکس کیا جائے تو اتنا ہی رحمت سے دوری کا باعث بھی ہے۔

آج ہم دین سے اور نظام مصطفیٰ ﷺ سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ ہمیں اپنے رشتہ داروں کی پہچان ہی نہیں۔ نئی نسل کو ہمارے ناموں تک کا پتہ نہیں۔ سال ہا سال سے کسی کے ہاں آمد ورفت نہیں۔ اس قدر معاملات حیات میں مگن ہیں کہ فون پر بات کرنا بھی نصیب نہیں۔ حالانکہ آج مواصلاتی سلسلے کتنے تیز رفتار ہیں اور کتنے سہل اور سستے ہیں مگر اہمیت نہیں۔ اس لیے نہ رزق میں برکت ہے نہ عمر میں برکت۔ بلکہ ہوس میں اضافہ ہے۔ حرص میں ترقی ہے حالانکہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(لوگو!) تمہیں اپنے نسبوں کا اتنا علم سیکھنا تو لازمی ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کی پہچان کرسکو اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکو۔ (مثلاً باپ دادا دادیاں' ماں نانے اور نانیاں اور ان کی اولاد مذکر ومونث کہ ان کا جاننا پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہ لوگ ذوالارحام کہلاتے ہیں اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے قریبی رشتہ داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مال میں کثرت اور برکت پیدا

marfat.com

ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔(ترمذی) یعنی عمر میں سکون، زندگی میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

رشتہ داروں میں عام طور پر قریب قریب رہنے والے اور ایک دوسرے سے اپنے حقوق قرابت وصول کرنے والے بھائی بہن ہوتے ہیں۔اس سے سلسلے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حق كبير الاخوة علىٰ صغيرهم حق الوالد على ولده بڑے بھائیوں کا چھوٹے بھائیوں پر ویسا ہی حق ہے جیسا باپ کا حق اپنی اولاد پر ہوتا ہے۔(بیہقی شریف)

نیکی میں اگر خلوص ہو اور اللہ کی رضا کی خاطر کی جائے تو وہ ضائع نہیں جاتی جلد یا بدیر ضرور اپنا رنگ دکھاتی ہے۔سرور دو جہاں ﷺ نے فرمایا کوئی جوان آدمی اپنی جوانی کے عالم میں کسی بزرگ کی عزت اس کی بڑی عمر اور بزرگی کی وجہ سے کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں ضرور ایسا شخص مقرر فرمائے گا جو اس کی عزت و توقیر کرے گا جبکہ وہ بوڑھا ہوگا۔مذکورہ حدیث پاک میں محض بزرگی کی وجہ سے کسی کی عزت کی جائے تو اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔قطع نظر اس کے کہ وہ بزرگ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار لیکن اگر رشتہ دار ہو تو پھر کتنی سعادت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے اگر رشتہ دار پر صدقہ کیا جائے (جو کہ مستحق ہے اور اہل ہے) تو اس صدقے کا دوہرا ثواب ہے۔ایک صدقے کا ثواب، دوسرا صلہ رحمی کا ثواب۔

marfat.com

ہمسایہ کے حقوق

والی کائنات ﷺ نے جن خطوط پر اپنے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی ہے اس کے ثمرات ہمارے سامنے ہیں۔ وہ لوگ جو اس قدر گنوار اور اجڈ تھے جن کو اونٹ چرانے کا سلیقہ نہ تھا اور قتل و غارت اور ظلم وتعدی جن کا مشغلہ تھا۔ ہادی برحق ﷺ نے چند برسوں میں اپنی پیار بھری تربیت سے مالا مال کر کے باہم شیر وشکر اور بھائی بھائی بنا دیا کہ وہ اپنی موت تو گوارا کر لیتے ہیں مگر پڑوسی اسلامی بھائی کی پیاس کی شدت ان سے دیکھی نہیں جاتی۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک صحابی رسول ﷺ زخموں سے چور چور "العطش العطش" "پیاس پیاس" کی صدائیں لگا رہا ہے۔ اس کا چچازاد بھائی پانی کا پیالہ لے کر اس کے قریب آتا ہے تو قریب سے ایک اور اسلامی بھائی کے کراہنے کی آواز آتی ہے اور پانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ وہ جاں بلب زخمی کہتا ہے جا میرے پڑوسی بھائی کو پانی پلا' میری خیر ہے۔ وہ اس کے پاس جاتا ہے تو ایک اور صحابی کے کراہنے کی آواز آتی ہے۔ یہ صحابی بھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا اور پاس والے بھائی کی طرف اشارہ کر کے پانی والے کو ادھر بھیج دیتا ہے۔ اسی طرح سات صحابیوں کے پاس پانی کا پیالہ جاتا ہے جب ساتویں کے پاس جاتا ہے وہ دم توڑ چکا ہوتا ہے۔ وہ لوٹ کر پچھلے کے پاس آتا ہے تو وہ بھی جان جان آفریں کے حوالے کر چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ساتوں صحابیوں نے ایک دوسرے کیلئے پانی قربان کر دیا۔ کسی نے پانی نہ پیا اور شہادت کے جام بارگاہ خداوندی سے جا کر نوش کیے۔ پیالہ جوں کا توں لبالب بھرا رہا۔ یہ سب جان اللہ کے حوالے کر گئے۔

یہ فیض تھا تیرے خدنگ ناز کا ورنہ یہ کہاں تھے آشنائے درد دل

والی کون ومکاں ﷺ نے ان کی تربیت ہی اس انداز سے فرمائی تھی کہ وہ لوگ محض رشتوں کو نہ دیکھتے تھے بلکہ رشتہ الفت میں جوڑنے والے کو دیکھتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکرے کی سری دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ

marfat.com

عنہ کے گھر تحفہ بھیجی۔ اس نے آگے بھیج دی۔ اس نے آگے اپنے سے زیادہ مستحق کے گھر بھیج دی۔ اسی طرح یہ 9 گھروں سے چکر کاٹ کر پھر پہلے کے گھر آ پہنچی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایک دن تاجدار مدینہ ﷺ وضو فرمانے لگے تو صحابہ کرام سرکار کے وضو کا پانی لے کر منہ پر ملنے لگے۔ آپ نے پوچھا ایسے کیوں کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا پیارے آقا اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی وجہ سے ایسے کر رہے ہیں۔ سرکار نے فرمایا جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ وہ بات کرے تو سچی۔ اگر اس کے پاس لوگ امانت رکھیں تو ان کو صحیح وسالم واپس کرے اور اپنے پڑوسی سے بہت اچھا سلوک کرے۔ (شعب الایمان)

ہادی برحق ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا دوست وہ ہے جو دوستوں کیلئے اچھا دوست ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو ہمسایوں کیلئے اچھا ہمسایہ ہے۔ (ترمذی)

سرکار نے اپنی امت کی بہتری کیلئے رہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔ سرکار نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے ان کلمات کا علم سیکھتا ہے اور پھر ان پر کاربند رہتا ہے یا اس کو سکھاتا ہے جو ان کلمات پر عمل کرنے کیلئے تیار ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے سکھایئے تو سرکار نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں گنوائیں اور فرمایا جن چیزوں کو خدا نے حرام کیا ہے ان سے بچ جا۔ اگر ایسا کرے گا تو تو سب سے زیادہ عبادت گزار تصور کیا جائے گا۔

اور جو چیز خدا نے تیرے لیے قسمت میں رکھی ہے اس پر راضی رہ اگر اللہ کی تقسیم پر تو راضی رہے گا تو تو ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ غنی ہوگا۔

اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کر تو کامل مومن ہو جائے گا اور جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کیلئے بھی پسند کر تب تو پورا مسلمان تصور کیا جائے گا۔

marfat.com

اور زیادہ نہ ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور غفلت پیدا ہوتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے تحفہ کس کو بھیجوں۔ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تیرے گھر کے زیادہ نزدیک ہے۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا جب تم سالن پکاؤ تو اس میں کچھ اور پانی ڈال کر پڑوسی کو بھی دے دو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری ذبح ہوئی تو آپ نے اپنے حلقہ احباب سے پوچھا کہ ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی کچھ گوشت دیا ہے۔ کہا گیا نہیں تو آپ نے فرمایا اس کو بھی دو۔ کیونکہ سرکار اکثر فرماتے تھے کہ جبرائیل مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیدی حکم کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ ہمسایہ کو وارث ٹھہرادیں گے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔

جو شخص خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔ وہ کامل مومن نہیں۔ (شعب الایمان)

ایک آدمی نے سرکار سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے اچھے برے عمل کا پتہ نہیں چلتا فرمائیں اس کی پہچان کیا ہے تو سرکار نے فرمایا جب تو اپنے ہمسایہ سے سنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو جان لے کہ واقعی تو نے اچھا عمل کیا ہے اور جب تو ان کو یہ کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو جان لے کہ تو نے برا عمل کمایا ہے۔

بعض لوگ حقوق اللہ پر بڑا زور دیتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے مگر یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ ایک انسان نماز' روزہ اور دیگر ارکان اسلام کی ادائیگی کرے اور اس پر غرور کرنا شروع کر دے اور اسی گھمنڈ میں دیگر ابنائے جنس کو اپنے سے کمتر تصور کرے اور لوگوں کے حقوق کو پامال کرے۔ اسی طرح بعض لوگ فرائض سے غفلت برتنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور برملا کہہ جاتے ہیں گو ہم نماز' روزہ کے پابند نہیں ہیں مگر ہم لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔

marfat.com

دونوں طبقوں کا یہ طرز عمل مستحسن نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو لوگ حقوق اللہ کی پاسداری کرتے ہیں وہ حقوق اللہ کی برکت سے حقوق العباد بھی پورا کرنا سیکھیں اور جن کو حقوق کی توفیق ملی ہے وہ اپنے رب کے فرائض پورے کرنے کی بھی کوشش کریں۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کی کمی وبیشی پر درگزر فرما دے گا مگر یہ غرور اچھا نہیں کہ ہم یہ کرتے ہیں، ہم وہ کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔

ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں عورت کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز، روزہ بکثرت کرتی ہے اور صدقہ و خیرات بھی کرتی رہتی ہے مگر ساتھ ہی اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تنگ کرتی ہے اور ستاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ عرض کیا سرکار فلاں عورت کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نفلی نماز کم پڑھتی ہے۔ نفلی روزے بھی کم ہی رکھتی ہے اور نفلی صدقہ خیرات بھی شاذونادر ہی دیا کرتی ہے مگر (اس میں یہ خوبی ہے) کہ وہ اپنے ہمسائے کے لوگوں کو اپنی زبان سے بالکل تنگ نہیں کرتی اور کبھی تکلیف نہیں دیتی۔ سرکار نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔ (احمد، بیہقی)

مذکورہ حدیث شریف میں ہمسائے کو ایذاء دینا اور حقوق اللہ کی پابندی کرنا۔ ہمسائے کو تکلیف نہ دینا اور حقوق اللہ سے غفلت برتنا دو چیزیں سامنے آئی ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ حقوق العباد کی پاسداری کریں وہ حقوق اللہ سے بری الذمہ ہیں۔ ہاں سرکار کے فرمان گرامی سے یہ نتیجہ ضرور اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے بندوں سے پیار ہے جو اللہ کے بندوں سے پیار کرتے ہیں۔ ان کو ایذا نہیں پہنچاتے ان کی تکلیفیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس انسان کو نماز، روزہ، صدقہ، خیرات وغیرہ معرفت کا نور عطا نہیں کر سکتے اس کا ٹھکانہ تو دوزخ ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ عبادات

marfat.com

سے تو رب العزت کی معرفت اور عرفان نصیب ہوتا ہے۔ بندگی کے نور سے جو محروم ہے وہی اللہ کے بندوں کو ستائے گا ورنہ نور معرفت تو انسان کی آنکھیں روشن کر دیتا ہے اور بندہ نہ فقط بندوں سے بھلائی کرتا ہے اور ان کے مسائل کے حل کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ تو دیگر مخلوقات سے بھی حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ کتے اور بلیاں بھی اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو اللہ والے یعنی حقوق اللہ کی نگہداشت کرنے والے لوگ ان کی مصیبت کو دور کرنے کیلئے خود بے چین ہو جاتے ہیں۔

نبی رحمت کا ارشاد گرامی

رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے رزق تقسیم فرما دیئے ہیں۔ اسی طرح اس ذات نے تمہارے اخلاق اور سیرتیں بھی تقسیم فرما دی ہیں۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا کو اس کو بھی دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے اور دین سے فقط اسی کو نوازتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان پاک ہے۔ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان فرماں بردار نہ ہو جائیں اور کوئی بندہ (کامل) مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ہمسائے اس کی تکلیف سے محفوظ نہ ہوں۔ (رواہ احمد)

نبی رحمت نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے دو حق طلب کرنے والے وہ ہوں گے جو ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں گے اور ایک دوسرے سے طلب حق کیلئے جھگڑا کریں گے۔ (رواہ احمد)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

کہ ہمسائے آپس میں ایک دوسرے کو اپنی دیواروں میں کھونٹی، کیل وغیرہ ٹھونکنے سے منع نہ کریں۔ (متفق علیہ) یعنی اگر کیل وغیرہ ٹھونکنے سے یا دیوار اونچی کرنے سے دوسرے کا نقصان نہ ہو تو اس کو روکنا جائز نہیں۔ اگر نقصان وغیرہ کا اندیشہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ ہمسایہ

marfat.com

ہی دوسرے بھائی کا خیال کرے۔ اگر وہ نہ کرے تو دوسرا اپنی ملکیت سے روک سکتا ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

ایک مرتبہ سرکار نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کیا تمہیں علم ہے کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا اگر ہمسایہ تم سے امداد طلب کرے تو اس کی مدد کرو۔ قرض مانگے تو قرض فراہم کرو۔ محتاج ہو تو اس کی حاجت پوری کر دو۔ بیمار ہو جائے تو بیمار پرسی کرو۔ مر جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اسے کوئی راحت نصیب ہو تو مبارکباد دو۔ غمی اور پریشانی لاحق ہو تو دلجوئی کرو۔ تعزیت کرو۔ اپنے گھر کی دیوار اس کی دیوار سے اونچی نہ کرو کہ اس کی ہوا رک جائے۔ تازہ پھل خریدو تو تحفہ اس کو بھی دے دو۔ اگر ممکن نہ ہو تو بچوں کو پھل دے کر اس کے سامنے نہ جانے دو تا کہ اس کے بچے دیکھ کر خواہ مخواہ ترستے نہ رہیں۔

حق شفعہ

اسلام وہ واحد بے مثل مذہب ہے جس نے پڑوسی کو حق شفعہ کا مالک بنایا ہے۔ اس کی تفصیلات فقہ کی کتب میں ہیں۔

سرکار کا فرمان گرامی ہے کہ پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اگر وہ موقع پر موجود نہ ہو تو اس کی آمد کا انتظار کیا جائے مگر شفعہ اسی صورت میں جائز ہے جبکہ دونوں ہمسایوں کا راستہ ایک ہو یا کھاتہ شریک ہوں یا پانی مشترک ہو۔

تحفظ ناموس جار

سرکار کا فرمان گرامی ہے۔ ایک آدمی نے سرکار سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ سرکار نے فرمایا کہ اللہ کی ذات وصفات میں تیرا کسی کو شریک کرنا۔ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا پھر کون سا ہے۔ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کر دے کہ وہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ کھائیں اور پئیں گے۔ پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ (متفق علیہ)

marfat.com

مہمان کے حقوق اور میزبان کے فرائض

مومن کی ساری زندگی عبادت ہے۔ اگر بندۂ مومن کا کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی کیلئے ہو تو ہر کام بندگی میں شمار ہوتا ہے۔ مومن کا آپس میں مل بیٹھنا۔ ایک دوسرے کی زیارت کیلئے آنا جانا۔ ایک دوسرے کے گھر سے کھانا پینا۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔ یہ سب کام روز محشر کا سرمایہ ثابت ہوں گے۔

بعض لوگ نہ کسی کے پاس جانا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو اپنے ہاں بلانا پسند کرتے ہیں۔ ایسے بدنصیبوں کے گھر کوئی آ ہی جائے تو خیر سے گھر کی خیر ہوتی ہے نہ گھر والوں کی خیر۔ بیوی سے جھگڑنا' بچوں سے لڑنا' بات بات پہ اڑنا اور تماشے کرنا ان کی عادت بن جاتی ہے۔

بعض اللہ والیاں درویش صفت بیبیاں ساری زندگی مہمانوں کی خدمت و خاطر میں رہتی ہیں۔ کبھی ان کے ہاں مہمان نہ آئے تو نہ انہیں چین آتا ہے اور نہ ہی کھانا کھانے میں مزہ آتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام زندگی بھر اسی طرز عمل پہ قائم رہے کہ مہمان کے ساتھ مل کر کھانا پسند کرتے تھے۔ کبھی مہمان نہ آتا تو کھانا ہاتھوں پہ اٹھا کر چل پڑتے اور جہاں کہیں کوئی اللہ والا مل گیا اس کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمالیا۔

لوگوں کے اپنے اپنے مزاج ہیں۔ بعض لوگوں کو کسی کے ہاں کھانے میں مزہ آتا ہے اور بعض کو اللہ کی راہ میں لٹاتے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کو کھلانے میں خوب مزہ آتا ہے۔ کسی کے ہاں سے کھانے والوں کو فقط کھانا ہی بچتا ہے مگر کھلانے والوں کے مال ومنال میں خیر و برکت اور اضافہ بھی ہوتا ہے اور دل کی لذت بھی نصیب ہوتی ہے۔

ہمارے پیارے آقا محمد عربی ﷺ دنیا کے سب سے بڑے مہمان نواز تھے۔ اگر سرکار کسی کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تو وہ سمجھتا کہ آج کائنات کی سب سے بڑی ہستی میرے گھر میں مہمان ہے۔ میرے جیسا کون ہے۔

marfat.com

حلیمہ گلی نوں ویکھے کدی سرکار نوں ویکھے

میں کہڑی سیج تیرے لئی وچھاواں یارسول اللہ

ہمارے آقا ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ صحابہ کرام دنیا کے عظیم مہمان نواز بن گئے۔

نبی رحمت کا فرمان گرامی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ میرے پاس جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے فرمایا اے عبداللہ میں نے سنا ہے کہ تم ساری رات نماز میں گزارتے ہو اور دن بھر روزہ سے رہتے ہو۔ کیا یہ خبر درست ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور! سرکار نے فرمایا یہ طریقہ کار نہ اختیار کرو بلکہ رات کو (نفلی) نماز بھی پڑھا کرو اور سو بھی جایا کرو۔ روزے (نفلی) رکھا بھی کرو اور ناغہ بھی کیا کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تیرے مہمانوں کا بھی تیرے اوپر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تمہارے اوپر حق ہے۔ (بخاری شریف)

نبی رحمت کا فرمان گرامی:

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا جو بندہ مہمان نواز نہیں اس میں بھلائی نہیں۔

رحمت عالمیان ﷺ نے خود عملی نمونہ کے طور پر انسانیت کے سامنے اپنا اسوہ حسنہ پیش فرمایا ہے۔ آپ اتنے مہربان مہمان نواز تھے کہ اگر مہمانوں کی آمد پر نقد کوئی چیز میسر نہ ہوتی تو کسی سے ادھار بھی لے کر مہمان کیلئے خاطر مدارت فرماتے۔ ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ کے پاس ایک مہمان آ گیا تو آپ کے غلام ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ والی دو جہاں کے گھر میں آٹا وغیرہ موجود نہ تھا۔ آپ نے ابو رافع کو ایک یہودی کے پاس بھیجا تا کہ قرض پر آٹا لے آئے۔ رجب کے مہینے میں قرض ادا کر دیا جائے گا۔ یہودی نے کہا کوئی چیز میرے پاس بطور رہن رکھ دیں اور آٹا لے جائیں۔ اس کریم ابن کریم میزبان (ﷺ) نے مہمان کی عزت و توقیر کیلئے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی زرہ

marfat.com

مبارک رہن رکھنے کیلئے دے بھیجی تا کہ آٹا لے آئے۔

نبی رحمت ﷺ کا فرمان گرامی:

سرکار نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو ضرور اپنے مہمان کی عزت واکرام کرنا چاہیے اور اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ پر اور یوم جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ بات کرے تو بھلائی کی ورنہ خاموشی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

نبی رحمت ﷺ کا فرمان گرامی:

سرکار نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور مہمان کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کرے اور خاطر و مدارات کی مدت کی ایک دن رات ہے (یعنی بہ تکلف کھانا کھلانا اور خصوصی وقت دینا) اور مہمان داری تین دن ہے۔ اس کے بعد جو احسان کا برتاؤ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات ہے۔ (متفق علیہ)

صحابہ کرام کی مہمان نوازیاں

صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے کی میزبانیاں کرتے تھے اور اپنے مہمانوں کا دل جیت لیتے تھے اور جب کبھی کملی والے آقا ان پر کرم نوازی اور بندہ پروری فرماتے تو ان کے ولولے قابل دید ہوا کرتے تھے۔

حدیث مبارک

ایک مرتبہ کائنات کے والی دن کو یا رات کو (راوی کا گمان) کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے۔ حسن اتفاق سے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ یہ حضرات گرامی بھی اس لمحے اپنے اپنے گھروں سے باہر آئے تھے۔ سرکار نے ان سے پوچھا اس وقت تم اپنے گھروں سے کیوں نکلے ہو۔ دونوں نے عرض کیا بھوک کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس پاک

marfat.com

ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے بھی گھر سے بھوک کی وجہ سے نکلنا پڑا ہے۔ فرمایا اچھا چلو (سبحان اللہ) دونوں بزرگ آپ کی معیت میں ایک انصاری کے مکان پر جلوہ فرما ہوئے مگر وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی نے (معزز و کریم) مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تمہارے میاں جی کہاں ہیں۔ بی بی نے عرض کیا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اسی اثناء میں صحابی رسول ﷺ حاضر ہو گئے اور اپنے پیارے آقا اور دلنواز آقا کے دونوں باوقار یاروں کو دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے کہ آج کائنات میں میرے مہمانوں سے بڑھ کر کسی اور کے مہمان کہاں صاحب عظمت و فضیلت ہو سکتے ہیں۔ (اپنی قسمت پر ناز کیا) (صحابی کے الفاظ یہ ہیں) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اَجِدُ الْیَوْمَ اَکْرَمُ اَضْیَافًا مِّنِّی پس یہ کہہ کر فرط شوق سے دوڑتا ہوا اپنے مہمانوں کیلئے کھجور کا خوشہ توڑ کر لے آیا جس میں آدھی کچی اور خشک اور تازہ پکی ہوئی ہر قسم کی کھجوریں تھیں جو اپنے آقاؤں کے سامنے پیش کر کے گیا۔ (جلدی سے) چھری لے کر بکری ذبح کرنے لگا تو سرکار نے فرمایا۔ دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ پس انصاری نے (کریم) مہمانوں کیلئے بکری ذبح کی اور سب نے مل کر بکری کا گوشت تناول فرمایا اور اس خوشے سے پھل کھایا اور میٹھا پانی نوش فرمایا۔ جب تمام لوگ سیر ہو کر کھانا کھا چکے اور پانی پی چکے تو آقائے کونین ﷺ شیخین یعنی صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ فرما کر فرمانے لگے۔ مجھے اس ذات مقدس کی قسم ہے روز محشر تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ بھوک نے تم لوگوں کو گھر سے برآمد کیا پھر ابھی گھر نہ لوٹے تھے کہ نعمتوں سے مالا مال فرما دیا۔ (مسلم)

نظام مصطفیٰ ﷺ سراپا خیر و برکت ہے۔ سراپا رحمت ہے ہر گوشے میں دکھوں کا مداوا ہے۔ اس کے ہر پہلو میں مسائل کا حل ہے۔ اس کے اپنانے سے نفعے بڑھتے ہیں۔ خسارے مٹتے ہیں۔ دنیا کے کسی اور مذہب نے لاکھ فروغ محبت اور الفت کی تعلیم دی ہو مگر جیسا فضیلتوں بھرا درس احادیث نبوی ﷺ میں موجود ہے اس کا نقشہ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔

marfat.com

ہر کوئی اپنے اپنے گھر بسے۔ اپنا اپنا کھائے تو باہمی محبتوں کے پھول کہیں بھی مسکراتے نظر نہیں آئیں گے۔ نظام مصطفیٰ ﷺ میں مہمانی اور میزبانی کی جو کلیاں مہکتی نظر آ رہی ہیں ان کی مہک سے معاشرے کے گلی کوچے مشکبار ہو رہے ہیں۔ میرے کملی والے محبوب ﷺ نے فرمایا مہمان برکت لے کر آتا ہے۔ یقیناً مہمان جب آتے ہیں تو برکتیں ان کے ساتھ جھومتی ہوئی آتی ہیں۔ اس لیے مہمان کی آمد پر مسرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ خندہ روئی اور بشاشت کے ساتھ آگے بڑھ کر استقبال کیا جائے۔ اس کے مزاج کے مطابق اور اپنی ہمت کے مطابق حلال چیزیں کھلانے کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے آرام کیلئے مناسب حال موسم کے مطابق جگہ کا انتظام کیا جائے جہاں اس کیلئے رفع حاجت اور وضو غسل وغیرہ کی آسانی ممکن ہو۔ اس کے کھانے پینے کیلئے انتظام کرتے وقت اس پر احسان کا تاثر نہ دیا جائے۔ اپنی مصروفیات کے باوجود مہمان کی خاطر و تواضع کیلئے کچھ وقت دیا جائے۔ مہمانوں کو فقط نوکروں اور بچوں کے حوالے نہ کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو ان کے ساتھ مل کر کھانا کھایا جائے۔ بعض مہمان فقط گفتگو کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ بعض کتابوں کے حریص ہوتے ہیں۔ بعض کھانے پینے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ بہر حال جتنا جس کے ساتھ تعلق ہے اور جتنی اپنی بساط ہو اس کے مطابق مہمان کو خوش دلی کے ساتھ بھرپور طریقے سے راضی کیا جائے۔ مہمان اللہ کا تحفہ تصور کرنا چاہیے۔ اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت تصور کرنا چاہیے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں فرشتے مہمان بن کر آئے تو آپ کی قوم نے ان کی توہین کرنا چاہی۔ آپ سراپا احتجاج بن گئے۔ قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ (الحجر) حضرت لوط علیہ السلام نے کہا خبردار! یہ میرے مہمان ہیں۔ مجھے رسوا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بے عزتی نہ کرو۔

اللہ والے اپنے مہمانوں کا جس قدر خیال کرتے تھے آج کا معاشرہ اس خلوص اور خدمت سے محروم نظر آتا ہے۔ ظاہری رکھ رکھاؤ ہے۔ اندر حرص اور شہرت طلبی ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائے۔

marfat.com

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امام شافعی تشریف لائے تو جتنا ممکن تھا ضیافت کا اہتمام فرمایا۔ رات کو سونے کیلئے کمرہ مہیا فرمایا۔ قبلہ شریف کا رخ بتایا۔ بیت الخلاء کا پتہ بتایا اور سحری کے وقت بڑے پیار سے دروازے پر دستک دے کر فرمایا۔ اے پیارے اٹھئے آپ پر اللہ کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر دیکھا تو وقت کا امام علم حدیث وفقہ کا سمندر ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لیے کھڑا ہے تو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انداز میزبانی سے حیران رہ گئے۔ آپ نے فرمایا یہ مہمان کا حق ہے جو ہم ادا کرنا چاہتے ہیں۔

جب ایک مومن بندہ اپنے لیے کسی مومن کے دل میں محبت وقدر کے جذبات دیکھتا ہے تو اس کے دل میں جذبہ فدویت پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اس کیلئے سراپا خلوص اور وفا بن جاتا ہے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کیلئے حتی المقدور خورد ونوش کا وافر سامان دستر خوان پر فراہم کرے۔ ممکن ہے کوئی اور بھی آجائے۔ اسی انداز ے سے برتن وافر مقدار میں رکھے جائیں۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلائے جائیں یا ان کے ہاتھ دھونے کا اہتمام کیا جائے۔ اگر گھر میں کھانا تھوڑی مقدار میں ہو تو خود آدمی ایثار سے کام لے اور مہمان کو سیر کرے۔

رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں ایک مہمان آیا عرض کیا۔ آقا بھوک سے بے چین ہوں۔ سرکار نے اپنی ازواج مطہرات کے گھروں سے دریافت فرمایا مگر کسی کے ہاں کھانے کیلئے سوائے پانی کے کچھ دستیاب نہ ہوا تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج رات آپ کا مہمان میرے گھر رہے گا۔ جا کر اپنی بیوی سے پوچھا کھانے کیلئے کچھ ہے۔ اس نے کہا فقط بچوں کیلئے ہے تو کہا ان کو کسی طریقے سے سلا دے۔ آقا کریم کا مہمان بھوکا نہیں سونا چاہیے۔ اس اللہ والی نے مشورہ کے مطابق کھانا سامنے رکھ کر آہستہ سے چراغ گل کر دیا اور آپ دونوں اس کے ساتھ اس انداز سے منہ ہلاتے رہے گویا کھا رہے ہوں۔ مہمان نے سیر ہو کر کھایا یہ دونوں بھوکے رہے۔ صبح تاجدار مدینہ ﷺ نے انصاری

marfat.com

صحابی کو دیکھتے ہی فرمایا۔ تم دونوں نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ بہترین (محبت بھرا) سلوک کیا۔ وہ میرے اللہ کو بڑا ہی پسند آیا ہے۔ (متفق علیہ)

بعض لوگ برادری میں ادلے کا بدلہ لینے پر اتر آتے ہیں یعنی ان کے ساتھ اگر کوئی بدسلوکی کر چکا ہو تو اس کو یاد رکھتے ہیں۔ پھر کبھی وہ مہمان بن کر آئے تو اسی طرح کا رویہ رکھتے ہیں جبکہ یہ بات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں۔ آپ نے اس صحابی کے استفسار پر بتایا جس نے عرض کیا تھا کہ میرے ساتھ ایک شخص اگر بدسلوکی کرے تو کیا میں بھی اس کے ساتھ بطور میزبان بدسلوکی کروں تو سرکار نے فرمایا نہیں۔ بہرحال تم مہمان کا حق ادا کرو۔ (مشکوۃ)

مہمان جب گھر سے الوداع ہونے لگے تو اس کو فی امان اللہ و رسولہ کہنا چاہیے اور خود اس کیلئے دعا کرنی چاہیے اور آئندہ آنے کی درخواست کرنی چاہیے اور بوقت رخصت اس سے خیر و برکت کی دعا کی درخواست کرنی چاہیے کیونکہ سرکار اپنے میزبانوں کو یوں دعا دیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ (ترمذی)

اے اللہ پاک جو رزق تو نے ان کو عطا فرمایا ہے اس کو بابرکت کر دے اور ان کے گناہ معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔ بوقت رخصت مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

marfat.com

میزبان کے حقوق

اسلام نے حقوق و فرائض کے سلسلے میں کہیں بھی یک طرفہ کارروائی نہیں فرمائی۔ جانبین کو حقوق وفرائض کی ادائیگی کے آداب کی تعلیم دی ہے۔

میزبان اگر آنے والے مہمان کی آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی آمد پر اچھے اور مناسب حال انتظامات کرے تو اس کی سعادت اور اگر مہمان اپنے میزبانوں کیلئے آسانیاں اور رحمتیں اور تحائف لے کر جائے تو دونوں کے درمیان الفتوں کا رشتہ بھی پیدا ہو جائے گا۔ گناہوں کی معافی بھی ہوگی۔ برکتوں اور رحمتوں کا نزول بھی ہوگا۔ رضائے الٰہی کا ورود بھی ہوگا۔ معاشرہ میں اچھے جذبات پروان چڑھیں گے۔ جس طرح میزبان اپنے مہمان کی عزت وآبرو کا محافظ بنتا ہے اسی طرح مہمان کو بھی چاہیے کہ ایسے اوقات کا انتخاب کرے جن اوقات میں سہولت کے ساتھ میزبان دستیاب ہوتا ہو کہ اس کی عدم موجودگی میں خواتین اور پردہ نشینوں کیلئے دقت کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ اگر مہمان غیر محرم ہو تو عورتوں سے نہ گفتگو کرے اور نہ ان کی آپس کی گفتگو پر کان دھرے۔ اسی طرح مہمان کو چاہیے کہ وہ کسی طرح سے ایسے میزبان کیلئے بارگراں ثابت نہ ہو۔ کوئی ایسی فرمائش نہ کرے جو اس کے میزبان کے بس میں نہ ہو۔ نہ خورد و نوش کے لحاظ سے اور نہ ہی رہنے سہنے کے لحاظ سے۔

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:۔

مہمان کیلئے مناسب نہیں کہ وہ میزبان کے پاس اتنا رہے کہ اس کی پریشانی کا باعث بنے۔ (الادب المفرد)

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:۔

مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے پاس اتنے دن مہمان رہے کہ وہ اس کو گناہ گار بنا دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا پیارے آقا ﷺ مہمان

marfat.com

میز بان کو گناہ گار کیسے کرے گا۔ سرکار نے فرمایا کہ وہ اتنی مدت اس کے پاس قیام کرے کہ وہ اس کی ضیافت نہ کر سکے۔

مہمان کو چاہیے کہ جب وہ دوسروں کے گھر جائے تو واپسی پر ان کو بھی دعوت دے کہ وہ کبھی اس کے گھر بھی تشریف لائیں۔ مہمانوں کا فرض ہے کہ دوسرے کے گھر بے اجازت نہ جائیں۔ جب مہمان کسی کے ہاں جائے تو سب سے پہلے اسلام علیکم کہے اور خندہ پیشانی کے ساتھ خود آگے بڑھ کر سب کو ملنے کی کوشش کرے۔

سرور عالم ﷺ کا خاص طریقہ

نبی رحمت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ مبارک طریقہ تھا کہ کسی کے ہاں تشریف لے جاتے۔ پہلے آمد کی اجازت طلب کرتے۔ دروازے پر تین بار وقفے وقفے سے دستک دیتے۔ اگر گھر والے دستک سن کر یا کسی مجبوری کی بنا پر دروازہ نہ کھولتے تو سرکار واپس تشریف لے جاتے۔ اگر دروازہ کھل جاتا تو سلام فرماتے، اجازت طلب فرماتے۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ کائنات کے والی رحمتوں کے آقا اپنے غلام حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر دستک دی اور فرمایا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ اور آمد کی اجازت طلب فرمائی تو سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا مگر اتنے دھیمے لہجے میں کہا کہ سرکار سن نہ سکیں۔ یہاں تک کہ سرکار نے تین مرتبہ سلام دیا اور تینوں بار سلام کا جواب اتنی مدھم آواز میں عرض کیا کہ سرکار سن نہ سکے۔

سرکار وہاں سے لوٹنے لگے تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے آقا کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے آ رہے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ

(بابی انت وامی) میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے جتنی مرتبہ مجھ پہ سلاموں کے پھول نچھاور فرمائے ہیں میں نے ہر مرتبہ آپ کے سلام کا جواب عرض کیا۔ میں نے آپ کی آواز مبارک اپنے دونوں کانوں سے سنی مگر اپنی آواز کو اس لیے آپ تک نہیں پہنچنے دیا تا کہ آپ بار بار رحمتوں بھرے سلاموں سے (اس فقیر کو) نوازتے رہیں اور

marfat.com

برکت بیش از بیش حاصل کرتا رہوں۔

پھر سب گھر میں داخل ہوئے اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دلنواز آقا کی بارگاہ ناز میں خشک انگور پیش کیے۔ سارے جہانوں سے معزز مہمان گرامی قدر نے انگور تناول فرمانے کے بعد اپنے میزبان غلام کے لئے دعائے خیر و برکت فرمائی۔ اس دعائے مبارک کے الفاظ یہ ہیں اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ (شرح السنہ)

یعنی یہ دعا فرمائی کہ تمہارا لنگر ہمیشہ نیک لوگوں کی خوراک بنے اور ملائکہ تمہارے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں اور روزہ دار تمہارے رزق سے روزہ افطار کرتے رہیں۔

اس حدیث پاک میں اہل ایمان کے لئے کتنے درس محبت پوشیدہ ہیں۔ یہ اہل نظر جتنا غور و فکر کریں اتنے ہی اسرار کھلتے جائیں گے۔

ایک تو یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے کے گھر جانا سنت نبوی ہے۔ دوسرا یہ کہ جتنا بھی بے تکلف دوست ہو اس کے گھر بے اجازت نہیں داخل ہونا چاہیے۔ (3) کم از کم تین بار دروازے پر دستک دینے کا حوصلہ رکھنا چاہیے۔ (4) اگر دروازہ نہ کھلے اور کوئی خاص ایمرجنسی بھی نہ ہو تو لوٹ آنا چاہیے۔ (5) میزبان کے پاس جو کچھ ہو اس کا بہترین حصہ اپنے مہمان کے لئے پیش کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ (6) بزرگوں کی آمد گھر میں برکتوں کے نزول کا باعث ہے۔ (7) صحابہ کرام کا یہ نظریہ تھا کہ کملی والے آقا ﷺ کی زبان اقدس سلامتی کی برسات نچھاور کرتی ہے۔ لہٰذا بار بار سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہیروں کی برسات کو لوٹنا چاہتے تھے۔ (8) کسی کے گھر سے کچھ کھا پی کر اس کے لئے برکت کی دعا کرنا سنت سرکار ہے۔ (9) اگر مذکورہ دعا یاد کر لی جائے تو انہیں الفاظ سے دعا کرنی چاہیے۔ (10) افطار پارٹی کا تصور اس حدیث سے نکھر کر سامنے آتا ہے۔ دعائے سرکار کتنی جامع ہے کہ اے میزبان تیرے لئے وہ لوگ دعا کرتے ہیں جن کی دعا مقبول بھی ہے اور دعا ان کی عادت بھی ہے۔ تیرا رزق ڈاکو، چور اور حرام خور نہ کھائیں بلکہ روزہ دار کھاتے رہیں۔

marfat.com

دعوت میں حاضری کا انداز

دوستوں اور رشتہ داروں کو کھانے کی دعوت پیش کرنا سنت نبوی ہے اور سنتوں کی برکتیں لازوال ہیں۔ الگ الگ کھانے پینے سے پیٹ تو سیراب ہو جاتے ہیں مگر وہ منافع حاصل نہیں ہوتا جن سے اخوتیں اور محبتیں فروغ پاتی ہیں جس طرح خورد ونوشی سے لذتیں اور توانائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر اصل محبت کے باہم ملاپ سے بھائی چارے بڑھتے ہیں۔ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ دشمنوں کو دیکھنے سے خون کھولتا ہے۔ دل کڑھتا ہے اور دشمنی میں اضافہ ہوتا ہے تو ارباب خلوص و وفا اور احباب انس و محبت کی دید سے نگاہیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ دل قرار پاتے ہیں۔ ایثار و خلوص کے جذبوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کیلئے دعائیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ مشکلات میں آسانیوں کی راہیں کھلتی ہیں۔ روزگار کے حصول میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ آج کل جو سیاسی دعوتیں ہوتی ہیں۔ ان میں بھی اگر ذرہ برابر خلوص ہو تو ہزاروں منافع حاصل ہوتے ہیں۔ اگر حقیقی خلوص اور بے لوث بھائی چارے کیلئے ایک دوسرے کو بلایا جائے تو یہ دعوتیں روز محشر قرب خداوندی کا ذریعہ بنیں گی۔

کسی کے فنکشن میں بن بلائے چلے جانا اچھا عمل نہیں۔ اس میں سبکی پیدا ہوتی ہے۔ عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ خودی اور خودداری بھی پریشان ہوتی ہے اور میزبان کیلئے مشکلات کا باعث ہے۔ اگر کوئی صاحب اپنے ساتھ کسی اور کو لے جانا چاہے تو اس کے بھی آداب ہیں۔ یعنی چاہیے کہ صاحب خانہ کو پیشگی اطلاع دی جائے یا اگر کوئی ہنگامی طور پر عین دعوت کے موقع پر ساتھ ہو لے تو اس کے بارے میں بھی بہتر یہ ہے کہ میزبان کو بتایا جائے۔ جیسے سرور کائنات ﷺ کی دعوت پر رستے میں ایک ساتھی سرکار کے ساتھ شریک دعوت ہونے کیلئے ساتھ چل پڑا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ابو شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری نے سرکار کی دعوت کی اور عرض کیا کہ آپ چار آدمی اپنے ساتھ اور بھی لا سکتے ہیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ دعوت پر تشریف لا رہے تھے کہ ایک آدمی رستے میں آپ کے ساتھ

marfat.com

ہولیا۔سرکار نے اس کی دلجوئی کیلئے ساتھ تو لے لیا(چونکہ یہ بھی غلام مصطفیٰ تھا) تو سرکار نے صاحب خانہ کو پہلے ہی بتایا کہ دعوت تو ہم پانچ آدمیوں کی ہے مگر ہم چھ آدمی آ گئے ہیں۔ اگر اجازت ہوتو اس چھٹے کو بھی اپنے ہاں آنے دو ورنہ...... تو اس نے عرض کیا۔آقا آپ بھی آئیں۔آنکھیں اور دل فرش راہ ہیں اور آپ کے ساتھی مہمان کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مفہوم از حدیث بخاری)

نالے میں تیری نوکر نالے نوکر تیرے سنگیاں دی

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ میزبان کو کچھ زیادہ ہی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ وسعت پیدا ہو۔اس زمانے میں دعوتوں کے اہتمام تو کثرت سے ہوتے ہیں مگر اسلامی دعوتیں اور آداب مفقود ہیں جبکہ ضرورت ہے کہ یہ دعوتیں دنیا و آخرت دونوں کا سامان بن جائیں۔مہمانوں کا فرض ہے کہ وہ کھانے کو ضائع نہ ہونے دیں۔جتنا کھانا مقصود ہو اتنا ہی برتن میں ڈال لیا جائے۔مہمانوں کے آپس میں بھی ایک دوسرے کے حقوق ہیں۔

دسترخوان پر مہمانوں کا فریضہ

جب دسترخوان پر سب لوگ مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو جب تک دوسرے ساتھی فارغ نہ ہوں کوئی جلدی سے دسترخوان چھوڑ کر اٹھ نہ جائے۔

سرکار نے فرمایا جب کھانے کیلئے دسترخوان بچھایا جائے تو آدمی اس وقت تک دسترخوان چھوڑ کر نہ اٹھے جب تک دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے (یعنی دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں) اور سکون سے کھانا نہ کھا چکیں۔یہ اپنا ہاتھ کھانے سے نہ کھینچے اور اگر کوئی پہلے فارغ ہونا چاہتا ہے تو دوسروں کو اپنے عذر سے مطلع کر دے۔کیونکہ بے عذر کھانے سے دست کشی کرنا دوسرے ساتھیوں کو شرمندہ کرنے والی بات ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھوک کے باوجود اس کی دیکھا دیکھی ہاتھ کھینچ لیں۔(ابن ماجہ)

نبی رحمت کا طریقہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ آخِرَهُمْ اَكِلًا

marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ جب اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے تو آپ سب سے آخر میں فارغ ہوتے تھے۔

نوٹ: بلاوجہ آہستہ آہستہ نہیں کھانا چاہیے تاکہ دوسرے لوگ کسی ایک دو کی وجہ سے پریشان نہ رہیں۔

اسلامی بھائیوں کی دعوتیں اور ان کے فوائد

ایک دعوت سے کئی دعوتیں پھوٹتی ہیں۔ دعوت میں کئی برادریاں اور کئی شعبے جمع ہوتے ہیں۔ نئے چہروں سے شناسائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آنکھیں ملتی ہیں تو دل جڑتے ہیں۔ کئی نئے رشتے جنم لیتے ہیں۔ معاشی، معاشرتی اور سماجی تعلقات ابھرتے ہیں۔

اسلام اور صاحب اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہی یہی ہے کہ اللہ کے بندے ایک رشتہ الفت میں جڑ گئے۔ دل جڑتے ہیں تو محبتیں پھوٹتی ہیں۔ دل ٹوٹتے ہیں تو فاصلے بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی بندے پیارے لگتے ہیں جو بندوں سے پیار کرتے ہیں۔ اس کی رضا جوئی کیلئے بندوں پر اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ ان پر مال خرچ کرتے ہیں۔ مال خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ لنگر وسیع ہوتے ہیں۔ عزتیں پروان چڑھتی ہیں۔

مسلمانوں کی باہم دعوتیں خلوص پر مبنی ہونی چاہئیں۔ رزق حلال اور طیب ہو تو دعوت کے فوائد نہ فقط اس دنیا میں میسر آتے ہیں بلکہ ان کے اثرات صبح قیامت کو بھی نور بن کر سامنے آئیں گے۔ کھانے پینے کی دعوتیں تو بہت بڑے فوائد کی حامل ہیں۔ فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے ناطے سے ملنے جلنے والوں کو روز محشر یوں پکارا جائے گا۔ این المتحابون فی این المتجالسون فی اربوں انسانوں کی صفوں سے اللہ رب العزت ان لوگوں کو آواز دے گا جو اس کی محبت اور فقط اس کی محبت کیلئے دور دراز سے سفر کر کے آتے تھے اور ایک دوسرے کو ملتے تھے اور آپس میں مل بیٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دلوں میں اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت بھر دے اور ایک دوسرے کے ساتھ خلوص کے رشتے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com

دوستوں کے حقوق

دوستی کی اہمیت

اسلام بھائی چارے کا مذہب ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دو سبق دیئے ہیں۔ ایک اللہ کے ساتھ دوستی کا اور دوسرا اہل ایمان کے ساتھ محبت بھری دوستی کا۔ ذات خداوندی کے ساتھ جو دوستی ہے وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ مسلمانوں کی باہم دوستی کی عملی شکل قرآن مجید کی درجہ ذیل آیت میں صاف نظر آتی ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29)

اس دھرتی کے سینے پہ انسانوں کے ایک گروہ نے جس انداز میں باہمی محبت و دوستی کے نقوش ثبت کیے ہیں۔ ان کی جگمگاہٹ سے سینہ کائنات ہمیشہ منور و تاباں رہے گا۔ قلم قدرت نے قرطاس قرآن پہ ان کی باہمی وفاؤں کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا (آل عمران:103)

یہ مکتب نبوت کی کرامت بھی تھی اور فیضان نظر بھی تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش صحابہ کرام جن کی ذاتیں جدا جدا، وطن جدا جدا، نسلیں اور رنگ جدا جدا بولیاں اور لباس جدا جدا تھے مگر تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے۔ فاصلے سمٹ گئے۔ رنگ ونسل کے تفرقے مٹ گئے جو ایک دوسرے کی گردنوں کو کاٹ کر مزے لیتے تھے جو بات بات پہ تلواریں بے نیام کر لیتے تھے اور جنگ وجدل کے شعلوں سے جہنم کے انگاروں کو ہوا دیتے تھے جن کے بارے میں قرآن مقدس کہہ چکا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (آل عمران:103) تم (وہی ہو) جو دوزخ (کی آگ کے) گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ پس اس نے تمہیں وہاں سے نجات دی ہے۔

یہ ان کا کمال نہ تھا کہ وہ خود بخود مالائے محبت میں پروئے گئے بلکہ ان کے مہربان آقا

marfat.com

ﷺ کی نگاہ ناز کا کرشمہ تھا۔

یہ فیض ہے تیرے خدنگ ناز کا　ورنہ یہ کہاں تھے آشنائے درد دل

یہ آفتاب نیم نہار سے بڑھ کر روشن حقیقت ہے کہ جس کا دل کملی والے آقا ﷺ سے جڑ گیا۔ پھر وہ دل اس کے سب یاروں پہ قربان رہا۔

کچھ انکے خلق نے کرلی کچھ انکے پیار نے کرلی　مسخر اس طرح دنیا شہ ابرار نے کرلی

میثاق مدینہ کتنی بڑی یادگار ہے وفا اور پیار کی۔ باہمی محبت اور دلنوازیوں کی۔ دلفگاریوں اور جاں نثاریوں کا یہ روح پرور منظر یہودیت اور اہل کلیسا نے اس سے پہلے کب دیکھا تھا۔ حالانکہ وہ یثرب (مدینہ طیبہ) میں صدیوں سے آباد تھے مگر ان کے اختلافات کی آگ بھی اہل کفر وشرک کی طرح ہمہ وقت بھڑکتی رہتی تھی۔ میثاق مدینہ کی ہر شرط پہ صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھایا۔ چند لمحوں میں خلوص' وفا' فدائیت' پیار اور محبتوں کا نیا جہان آباد ہو گیا جس کی برکتوں سے سارا عالم کفر سہم گیا اور طاغوتی طاقتیں حق کے مقابلہ سے قاصر ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو گئیں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (اسرائیل)

فرمایئے حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔ دوستی کے جتنے حقوق کوئی مقرر کر لے صحابہ کرام کی دوستی ایسی مثالی دوستی ہے جس سے بڑھ کر کسی محبت بھری دوستی کا تصور ناممکن ہے۔ تاجدار عرب وعجم ﷺ کی محنت نے ان لوگوں کو ایک جماعت میں ایک صف میں کھڑا کر دیا جن کا تعلق نہ فقط اپنوں سے ٹوٹا ہوا تھا بلکہ اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے رب سے بھی ٹوٹ چکا تھا۔ گویا سرکار کی ساری مساعی جمیلہ اسی مقصد پر مرکوز تھی۔

میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

نبی رحمت ﷺ نے نہ فقط ان کا رشتہ محبت اللہ کی ذات کے ساتھ جوڑ دیا بلکہ ان کو باہم بھائی بھائی بنا دیا۔ آج جو اہل ایمان ہنود و یہود اور باطل سے مار کھا رہے ہیں اس کی

marfat.com

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسوۂ صحابہ کرام کو چھوڑ دیا ہے۔ آپس میں نفاق ہے تو کفر و طاغوت سے حرص و آز اور خوف وخطر کی بنا پر یارانہ ہے۔ حکمرانوں کی ایسی دوستیوں کی سزا سارا عالم اسلام بھگت رہا ہے۔ کاش آج مسلمان قوم باہم متحد ہو جائے اور دوستی اور بھائی چارے کے تقاضے پورے کرے اور اقوام کفر پہ غلبہ حاصل کر کے ایک مرتبہ پھر اسلام کی شان وشوکت کا پرچم بلند کرے۔

دوستی کے آداب

خلوص، دوستی وہ پائیدار ہے جس میں جانبین سے خلوص پایا جائے۔ نفاق کی دوستی تھوڑی دور جا کر دم توڑ دے گی۔

ایثار

محبت قربانی مانگتی ہے۔ جہاں دونوں طرف سے ایثار کا فقدان ہو وہاں قصر رفاقت قائم نہیں کیا جاسکتا۔ ایثار کا مطلب ہے بندہ خود بھی اس چیز کا حاجت مند ہو مگر اپنی ضرورت پر دوست کی مجبوری کو مقدم کرے۔ دور صحابہ کرام میں ایک صحابی کے گھر بکری کی بھنی ہوئی سری تحفہ میں آئی۔ اس نے غور کیا تو اپنے سے زیادہ حاجت مند کے گھر ہدیہ بھیج دیا۔ اس نے پڑوس میں خیال کیا تو کسی اور کو تحفہ بھیج دی۔ حتیٰ کہ کئی گھروں سے لوٹ کر وہ سری اسی پہلے شخص کے گھر آ پہنچی۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:9)

فدائیت

جہاں دوستی میں جذبہ فدائیت کارفرما ہوگا وہاں برکتوں کا نزول ہوگا۔ مسائل خود بخود حل ہوتے جائیں گے۔ حضرت شیخ ابوالحسن نوری اپنے زمانہ کے گروہ اولیاء کے سرخیل تھے۔ ان کا ایک حلقہ احباب تھا جو فکر و ذکر میں مشغول رہتا تھا اور تصوف کی پاسداری کرتا تھا۔ حضرت نوری ان کو تزکیہ نفس کی تعلیم و تربیت دیتے تھے۔ کسی بد باطن نے صوفیاء کے اس مقدس گروہ کو بدنام کرنے کیلئے شاہ وقت کے سامنے ان کی شکایت کی۔ حاکم نے ان سب کو قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ جب ان کو مقتل میں لایا گیا تو سب سے پہلے حضرت شیخ

marfat.com

ابوالحسن نوری نے اپنا سر پیش کر دیا اور کہا۔

سر کٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

بادشاہ نے پوچھا لوگ قتل سے بچنے کی اپیلیں کرتے ہیں اور تم دوسروں پر فدا ہو رہے ہو کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا صوفی میرے دوست ہیں اور دوستی کا حق یہ ہے کہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو قتل ہوتے نہ دیکھوں۔ خود اپنی جان پر کھیل جانا میرے لیے آسان ہے ان کی تکلیف دیکھنے سے۔ بادشاہ نے فدائیت اور دوستی کا یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گیا اور سب کو چھوڑ دیا۔ چونکہ ان کی دوستی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تھی جو رنگ لائی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا روز محشر جس دن عرش الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو عرش معلی کا سایہ نصیب ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ گروہ ہے جو فقط اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کرتے ہوں گے اور تا دم واپسیں اس دوستی پر قائم رہے ہوں گے۔

اعتماد

دوستی کے حسین محل کی بنیاد باہمی اعتماد و اعتبار پر قائم ہونی چاہیے۔ اگر دونوں طرف سے خلوص بھرا اعتماد کا جذبہ کارگر ہوگا تو دنیا کا کوئی سیلاب اور جھکڑ اس محل کی دیواروں میں دراڑیں پیدا نہیں کر سکتا۔

بہتر چیز دوست کیلئے

جب دوستی اس مقام پہ پہنچ جاتی ہے کہ اپنی پسند دوست کی پسند کے رنگ میں ڈھل جائے تو دوستی کامل ہو جاتی ہے۔ اگر اپنے لیے کچھ اور پسند کرے اور دوست کیلئے اس سے کمتر کا انتخاب کرے تو جان لیں کہ دوستی ابھی خام ہے۔ ایک دن سرور کائنات ﷺ اپنے ایک صحابی کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے۔ سرکار نے ایک جگہ کو کھودا اور اندر سے دو مسواکیں نکالیں۔ ایک مسواک بالکل سیدھی تھی اور ایک ٹیڑھی مسواک تھی۔ اب خام دوستی کا تو یہ تقاضا تھا کہ اعلیٰ مسواک کو سرکار اپنے لیے پسند فرماتے اور ٹیڑھی کو اپنے صحابی کو دیتے

marfat.com

مگر کملی والے آقا ﷺ نے اس کے برعکس کیا۔ سیدھی مسواک اپنے صحابی کو عنایت فرما دی اور ٹیڑھی اپنے پاس رکھ لی۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار عرض بھی کیا آقا ﷺ عمدہ اور سیدھی آپ رکھ لیں اور مجھے یہ ٹیڑھی ہی عنایت فرما دیں مگر کریم آقا نے اس کی تربیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا جو بندہ کسی کی سنگت و محبت میں رہتا ہے خواہ وہ ایک گھڑی بھر ہی کیوں نہ ہو روز محشر اس سے سوال ہوگا کہ تو نے محبت کا حق ادا کیا ہے یا اس حق کو کسی وجہ سے برباد کر دیا۔

صالح دوستی

مسلمان کو مسلمان کا دوست بننا چاہیے۔ کافروں کی دوستی دین و ایمان کو ضائع کر دیتی ہے۔ (معاشرتی یا سیاسی تبادلہ خیالات یا معاملات الگ چیزیں ہیں) قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (توبہ:71)

مومن مرد اور مومن عورتیں باہم ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔

مسلمانوں میں سے بھی ان لوگوں کی دوستی پسندیدہ ہے جو دیندار ہوں' با اخلاق ہوں' علم و عمل سے مزین ہوں اور دوستوں کے خیر خواہ ہوں کیونکہ ایسے لوگوں کی زبان سے مشورہ ہوگا تو اچھا۔ لین دین ہوگا تو بہتر۔ ان کے ساتھ خورد و نوش کا علاقہ ہو تو پسندیدہ۔ کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

تم لوگ مومن کی سنگت اختیار کرو اور تمہارے دستر خوان پر اہل تقویٰ لوگ کھانا کھائیں۔

جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود بے نماز' بد اخلاق اور بدکردار ہوں ان کی دوستی دنیاوی لحاظ سے کتنی ہی چمک دمک سے مزین ہو۔ انجام کار اس دوستی کا اچھا نہ ہوگا۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اچھے اور برے دوست کی دوستی کی مثال ایسی ہے کہ جیسے عطار سے یا لوہار سے دوستی ہوتی ہے۔

marfat.com

عطار کی دوستی اچھی ہے کہ اگر خوشبو خریدی تو بھی نفع ورنہ جتنی گھڑیاں اس کی صحبت اختیار کی خوشبو کے جھونکے مشام جاں کو معطر کرتے رہے اور لوہار کی دوستی سے اس کی بھٹی کی آگ کی چنگاریاں اگر کپڑوں کو جلا گئیں تب بھی نقصان ورنہ راکھ اور دھواں سے کپڑے کالے ہوں گے اور دماغ میں یہ بھر جائے گی۔ (بخاری و مسلم، ابوداؤد)

نیک لوگوں کی دوستی نہ فقط اس جہاں فانی میں فائدہ مند ہے بلکہ دار باقی کیلئے بھی سرمایہ ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام دعا مانگتے تھے۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اے اللہ! موت تیری فرمانبرداری پہ ہو اور مجھے نیک لوگوں کی سنگت مرحمت فرما۔ دنیا میں جس سے کوئی محبت کرے گا آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ ایک آدمی نبی کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی خود اتنا نیک نہیں مگر کسی نیک آدمی کی نیکی کی وجہ سے اس سے پیار کرتا ہے تو کیا اسے اس محبت کا کچھ فائدہ ہے تو سرکار نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ بندہ روز حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ (بخاری)

اظہار محبت

دوست ملتے ہی کب ہیں جس کو اچھا دوست مل گیا اسے خدا اور رسول ﷺ کا راستہ مل گیا۔ اگر کوئی من پسند دوست مل جائے تو اس پر اپنی محبت کا اظہار خوبصورت انداز میں کر دینا بہتر ہے۔ اس لیے نہیں کہ اسے اپنی محبت جتائی جائے بلکہ اس لیے کہ وہ بھی پہلے سے زیادہ جذبہ محبت کو فروغ دے سکے۔

ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ والی دو جہاں ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے محبت کے جذبات اپنے دل میں رکھتا ہو تو اس کو اپنی محبت سے اپنے بھائی کو آگاہ کر دینا چاہیے (تاکہ وہ بھی اس سے محبت کیا کرے)

ایک مرتبہ سرکار کائنات ﷺ کی محفل جمی ہوئی تھی کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا۔ محفل سے ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں عرض کیا۔ پیارے آقا ﷺ یہ جو شخص قریب سے گزرا

marfat.com

ہے مجھے اس سے بڑا پیار ہے۔ سرکار نے فرمایا کیا تو نے اس کو اپنی محبت کے بارے میں بتا رکھا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو بتا دو۔ وہ گئے اور جانے والے کو روک کر کہا مجھے تم سے اللہ کے واسطے کا پیار ہے تو اس نے جواب میں کہا جس پاک ذات کی وجہ سے تو مجھ سے پیار کا جذبہ رکھتا ہے وہ پاک مولا تجھ سے بھی پیار کرے۔ (ترمذی شریف' ابوداؤد)

نئی دوستی

جس کے دوست زیادہ اس پر اللہ کی رحمت بھی زیادہ ہے جو لوگوں سے نالاں رہتا ہے۔ معاشرے سے کھچا کھچا' برادری سے دور دور اور ہر دم بیزار رہتا ہے۔ لوگ بھی اسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں بلکہ وہ بیمار پڑے تو کوئی پوچھنے نہیں آتا۔ مر جائے تو جنازے پر کوئی مرضی سے ہی آتا ہے۔ اس لیے ہنس مکھ آدمی۔ ہنستے بستے چہرے والا بندہ۔ لوگوں میں میل ملاپ والا بندہ سب کو بھاتا ہے۔ سب اس کے قرب سے سکون پاتے ہیں۔ نرم مزاج' خندہ رو اور گھل مل جانے والے لوگ جب مرتے ہیں تو ان کے جنازوں کا حال دیدنی ہوتا ہے۔ ہر کوئی ان کی تعریف کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے دوست بڑھتے رہتے ہیں۔

نئی دوستی پیدا کرنی چاہیے۔ اگر دل میں ہیبت ہو اور خلوص کی مہک ہو تو اچھے لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ دوستی کا طریقہ یہ ہے کہ بلا جھجک اپنے دوست سے اس کا نام' باپ کا نام' خاندان اور پورا پتہ پوچھ لیا جائے۔ معلوم ہو جائے تو اسے لکھ لیا جائے۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا جب مسلمان ایک دوسرے سے اخوت اور محبت کا رشتہ استوار کرنے لگیں تو ایک دوسرے کا نام' باپ کا نام اور خاندان کے احوال دریافت کر لیں۔ اس طریقہ کار سے دونوں کی محبتیں گہری اور مضبوط ہوں گی۔ (ترمذی)

محبت میں میانہ روی

محبت ایک ایسی کیفیت ہے' جس کی حدود کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اس کے اظہار میں میانہ روی لازمی ہے کیونکہ بعض دوستیاں رقابتوں اور دشمنیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ جہاں حد سے زیادہ محبتوں کے چرچے ہوتے ہیں۔ اگر وہاں دراڑیں پڑ جائیں تو عداوتیں

marfat.com

بھی جان لیوا ہوتی ہیں۔ اس لیے اعتدال اور توازن کا خیال شروع سے ہی رکھنا چاہیے۔
ایسے نہ ہو کہ بندہ اظہار محبت کے جوش میں بچوں کی طرح لپٹ لپٹ کر دوستی ظاہر کرے اور جب ناچاقی پیدا ہو جائے تو جان کا بھی دشمن بن جائے۔

مسلمان (کی دوستی) کے حقوق

جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔
(1) جب مسلمان سے ملاقات ہو تو سلام دے۔(2) کوئی اسلامی بھائی کھانے کی دعوت دے تو قبول کی جائے۔(3) جب مسلمان چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھے تو سننے والا مسلمان اسے یَرْحَمُکَ اللّٰهُ کہہ کر رحمت کے پھول پیش کرے اور وہ یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ کہہ کر اس پر برسات رحمت کے موتی برسائے۔(4) بیمار پڑے تو بیمار پرسی کی جائے۔(5) اگر مسلمان فوت ہو جائے تو جنازہ میں شرکت کرے۔(6) جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی مسلمان بھائی کیلئے پسند کرے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے انداز

بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں سرکار نے ارشاد فرمایا۔
ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے ایک عمارت کی مانند ہے کہ ایک دوسرے کی قوت اور سہارے کا باعث بنتا ہے جیسے عمارت کی اینٹیں ایک دوسرے سے باہم پیوست ہوتی ہیں اور ایک دوسری کی طاقت اور سہارے کا سبب بنتی ہیں۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس مثال کی وضاحت کیلئے) اپنے ایک دست مبارک کی انگلیاں دوسرے دست مبارک کی انگلیوں میں پیوست فرما کر منظر کشی فرمائی۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی باہمی محبت اور دوستی کو کئی مثالوں سے واضح فرمایا۔ ایک مثال دیتے ہوئے سرکار نے فرمایا کہ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جس کے کسی عضو کو تکلیف ہو یا بیمار پڑ جائے تو سارا بدن بخار اور بے خوابی میں اس کا ہمنوا اور شریک ہو جاتا ہے۔
یعنی مسلمانوں کی باہمی محبت اور رحم دلی کا یہ عالم ہے کہ وہ آپس میں ایک بدن کی طرح ہیں جس

marfat.com

کے کسی حصے میں ذرا سی تکلیف ہو تو پورا وجود تڑپ اٹھتا ہے اور برابر کا شریک ہوتا ہے۔

اگر اہل ایمان کی باہمی محبت کے یہ باریک تقاضے رحمۃ للعالمین ﷺ نہ بتاتے اور نہ سکھاتے تو اور کون اس گلستان الفت میں رنگ بھرتا۔ کاش آج کے مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کو حرز جاں بنائیں اور صلیب و زنار کے بچاریوں کو وہی نظارہ دکھائیں جو صدیوں پہلے میدان کارزار میں سرفروشان اسلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باہمی وفاؤں اور الفتوں کے نقوش ثبت فرما گئے ہیں۔

کتنے محبت بھرے انداز میں آقائے کونین ﷺ مسلمانوں کی دوستی کا راز بتاتے ہیں۔ آقائے رحمت نے فرمایا کسی نیکی کو حقیر مت تصور کرو۔ خواہ وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ روئی سے ملو۔ (مسلم) یعنی مسلمان جب بھی کسی مسلمان سے ملاقات کرے تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ رقصاں ہو۔ خواہ وہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ تعارف تھوڑا ہے کہ وہ بھی تاجدار مدینہ کا غلام کہلاتا ہے۔ اللہ اکبر مسلمان کا مسلمان بھائی کیلئے مسکراتے ہوئے ملنا اور دل میں اتر جانا کس قدر اچھے نتائج کا حامل ہے۔ (بشرطیکہ یہ مسکراہٹ سیاسی اور منافقانہ نہ ہو) بلکہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں ہو اور خلوص بھری مسکراہٹ ہو جو بھی یاد آئے تو سراپا مسکراتا ہوا سامنے آ جائے اور بندہ بے ساختہ یوں گنگنائے۔

کتنے حسین لوگ تھے جو مل کے ایک بار آنکھوں میں بس گئے دل میں سما گئے
ہر وقت اک حسیں تصور میں گم ہوں میں جلوے کسی کے کیا میری آنکھوں کو بھا گئے

اچھا دوست ایک خوبصورت آئینہ ہوتا ہے۔ چاہیے کہ دوست کے عیب کریدے نہ جائیں بلکہ کوئی عیب نظر آئے تو چھپایا جائے۔ کیونکہ عیب اور غلطیوں کو اچھالنا یہ دشمنوں کی کارروائیاں ہیں۔ اگر یہ فریضہ دوست ہی سرانجام دینا شروع کر دیں تو دوستوں کا مصرف کیا؟..... کوئی دوسرا اگر دوست کا عیب بیان کرے بھی تو دوست کا فرض ہے کہ اس کا دفاع کرے۔

دوستوں کیلئے نصیحت کے پھول

جس طرح دنیاوی فوائد سے دوستوں کو فائدہ دیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر دینی

marfat.com

تعلیمات اپنے دوستوں کو سکھانا چاہئیں۔ اگر کسی کی دنیا سنور گئی تو محض دنیا ہی سنوری۔ اگر دین سنوار دیا تو اس کے دونوں جہاں سنور جائیں گے۔ اگر کوئی دوست دین سیکھنے اور اچھی نصیحت پر مائل نہ ہو تو نرمی سے آہستہ آہستہ لگے رہیں۔ کبھی نہ کبھی کامیابی ہو ہی جائے گی ورنہ اچھے طریقے سے الگ ہو جانے کی کوشش کی جائے۔

دوستوں کی خطاؤں سے چشم پوشی

اکثر دوستی میں غلطیاں اور قصور بھی واقع ہوتے رہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ دوست کیلئے عذر تلاش کیا جائے۔ اس کی خطا معاف کی جائے۔ مزید اصلاح کی کوشش کی جائے۔

دوستی تا ابد رہے

دوستی کا مزہ تو یہ ہے کہ ہر حال میں دوستی نکھرتی ہی رہے۔ خوشحالی اور بدحالی دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کا ساتھ قائم رہے۔ نہ فقط زندگی میں بلکہ موت کے وقت اور موت کے بعد بھی یہ تعلق کبھی ٹوٹنے نہ پائے۔ موت کے بعد اس کی تجہیز و تکفین میں معاونت اور اس کیلئے ایصال ثواب کا روزانہ کوئی تحفہ اس کی قبر میں جاتا رہے۔ اس کی اولاد اور اہل خانہ کے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر تعاون اور خبر گیری کا سلسلہ جاری رہے۔ سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنگتیں لازوال تھیں۔ سرکار کائنات ﷺ سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں بلکہ ان کی سہیلیوں بلکہ ان کے در پہ آنے والی سائلات کے ساتھ بھی اسی طرح کا حسن سلوک فرماتے جس طرح سیدہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ احسانات کا ناطہ رکھتی تھیں۔

دوستی میں تکلف ناپسندیدہ ہے

دوستی اور دوستوں کے درمیان تکلف کی دیواریں حائل نہ ہونی چاہئیں۔ حضرت حیدر کرار فرماتے ہیں۔ وہ دوست سب قسم کے دوستوں سے بدتر ہے جس سے تم کو معذرت اور تکلف کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔ (کیمیائے سعادت از امام غزالی حجۃ الاسلام)

marfat.com

دشمن کے حقوق

جس مذہب کا تعارف سید الانبیاء ﷺ نے کرایا وہ مذہب حق اسلام ہے۔ اسلام کی حقانیت آفتاب نیم روز سے بڑھ کر تابندہ تر ہے۔ بے شمار دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت واضح ہے۔ ان دلائل میں سے ایک دلیل درخشاں یہ بھی ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دشمنوں کے حقوق سے بھی آگاہ کیا ہے اور یہ طرۂ امتیاز فقط اسلام ہی کا ہے۔

دنیا کا کوئی مذہب تعصب سے خالی نہیں مگر اسلام کی تعلیمات اتنی غیر جانبدار اور تعصب سے مبرا ہیں کہ اسلام پسند ہی نہیں کرتا کہ اس کا پیروکار کسی دشمن جان کے سامنے کسی وجہ سے بھی شرمسار ہو بلکہ یہ حقیقت دشمنان اسلام خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مسلمان محمد عربی ﷺ کے نظام پر یقین رکھتا ہے وہ اگر تخت عدالت پہ جلوہ گر ہو تو فاروق (حق و باطل) ہے۔ اگر مجروح خنجر ابولؤلو ہو تو انصاف کا موصی نظر آتا ہے۔ اگر کشتہ تیغ ابن ملجم ہو تو اپنے قاتل پر بھی زیادتی کا طلبگار نہیں بلکہ اس کیلئے جام شیریں وخنک کی فرمائش کرتا ہوا حیدر کرار نظر آتا ہے۔

اگر کسی مقام پر اپنے باپ یا اپنی ماں کے خلاف بھی گواہی دینا گریز ہو تو مسلمان گریز نہیں کرتا۔ قرآن مقدس میں بے شمار مقامات پر دشمنوں کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان آیات کا حوالہ پیش خدمت ہے۔ (1) سورۃ المائدہ پ 6' 6ع۔ (2) سورۃ المائدہ پ 6' 2ع۔ (3) النساء پ 5' 16ع۔

اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب بھی دی گئی ہے مگر اس کیلئے باضابطہ طور پر قوانین بھی مرتب فرما دیئے گئے ہیں۔ بار بار مسلمانوں سے یہ فرمایا گیا ہے کہ راہ خدا میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر ان پر زیادتی پسندیدہ نہیں۔ (سورۂ بقرۃ پ 2' 24ع) میں کئی آیات میں یہی مضمون باندھا گیا ہے۔ اصل میں کفار ومشرکین اور منافقین سے جہاد اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ کفار اپنے باطل نظریات سے تائب ہو کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لے کر

marfat.com

سعادت دارین حاصل کریں۔

اگر کفر وشرک کے سیل بدتمیزی کے سامنے بند نہ باندھے جائیں تو یہ طوفاں بے اماں بستیوں اور شہروں کو روندتا ہوا جنگلوں اور سمندروں کو بھی تاخت و تاراج کر ڈالے گا۔ چونکہ کفر کی نیچر میں بے سکونی اور بے چینی ہے کبھی باطل کو قرار نصیب نہ ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے وہ حق اور اہل حق کو امن وراحت میں نہیں دیکھ سکتا۔

رب العزت جو علیم بھی ہے حکیم بھی ہے۔ خوب جانتا ہے کہ طاقت کا توازن کیسے رکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے کفر وطغیان کے ساتھ جنگ نہایت ضروری ہے۔ مگر ان کے بچوں، عورتوں اور معذوروں کے ساتھ جنگ نہیں کی جاتی جبکہ وہ کسی طرح سے کفر کے معاون نہ ہوں۔

دشمن کے ایلچیوں، عورتوں اور بچوں کی رعایت

مسیلمہ کذاب کے دو ایلچی ابن نواحہ اور ابن اثال سرکار کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔ وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ خدا کا رسول ہے۔ تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُوْلًا لَقَتَلْتُكُمَا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا اگر میں کسی قاصد کا مار ڈالنے والا ہوتا (یعنی میرے نزدیک قاصد کا قتل جائز ہوتا) تو تم دونوں کو ابھی قتل کر دیتا۔ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اب یہ طریقہ جاری وساری ہے کہ کسی قاصد کو قتل نہ کیا جائے۔ (احمد)

اسی طرح سرور عالم ﷺ نے دشمنوں کے بچوں اور ایسی عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے جو نہ شر پسند ہوں اور نہ ہی کفار کو مقابلہ پر بھڑکانے والی ہوں۔ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ (متفق علیہ)

سرکار نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

نقض عہد نہ کرنا

ہاں مشرکین وکفار میں سے جن کے ساتھ تم نے (صلح کا) عہد کر رکھا تھا۔ پھر انہوں

marfat.com

نے (ایفائے عہد میں) تمہارے ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہے وہ مستثنیٰ ہیں تو ان کے ساتھ جو عہد و پیمان ہے۔ اسے اس مدت تک جو ان کے ساتھ مقرر ہوئی ہے۔ پورا کرو کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو (بدعہدی) سے بچتے ہیں۔ دوست رکھتا ہے۔ (توبہ 1 ع' پ 10)

نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال تک کی مسافت پر سونگھی جاسکتی ہے۔ (بخاری شریف)

نبی ﷺ رحمت کا فرمان گرامی:

سرکار نے فرمایا جس میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ پورا منافق ہے۔ (1) جب بولے تو جھوٹ بولے۔ (2) وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (3) عہد کرے تو توڑ ڈالے۔ (4) لڑائی میں فحش کلام کرے۔ ان میں سے ایک ہو تو جب تک اس ایک خصلت کو چھوڑ نہ دے منافق کہلائے گا۔ (بخاری شریف)

کفر کے میلان صلح پر صلح کر لینا

اگر کفر و طغیان کو اہل ایمان صلح کی پیش کریں تو وہ مشکل ہی سے صلح پر آمادہ ہوگا۔ کیونکہ کفر کی فطرت میں سرکشی اور بغاوت ہے۔ نرمی اور محض نرمی سے قابو میں لانا بہت مشکل ہے کیونکہ جن کی فطرت میں ہو ڈسنا وہ ڈسا کرتے ہیں۔

رب العزت نے طاغوت و باطل کے ساتھ برسرپیکار رہنے کو جہاد کا نام دیا ہے۔ جہاد سے جہاں بندہ مومن کی زندگی نکھرتی ہے اور عروس شہادت سے گلے ملتی ہے۔ وہاں کفر کا بھی علاج موجود ہے کہ کفر کے سرغنے جب خود کو اسلام کے شیروں کے نرغے میں دیکھتے ہیں اور موت کے شرارے ان کی آنکھوں کے سامنے رقص کرتے ہیں تو تلواروں کی چکا چاک سے گھبرا کر صلح پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جہاد اور مسلسل جہاد سے جہاں یہ بات مسلم ہے کہ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

marfat.com

اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہے کہ کفر و شرک کی گردن میں خم پیدا ہو جائے۔
جب گردن بولہبی میں خم آ گیا اور کفر کی یورشوں میں نرمی پیدا ہو گئی تو اسلام کا نصف مقصد پورا ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کا فرمان آ گیا کہ وہ اگر صلح پر آمادہ ہوں تو ان سے صلح کر لینی چاہیے۔
چنانچہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے اور مسلمانو! جہادی طاقت سے اور گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے جہاں تک ممکن ہو (کافروں کے مقابلے کے لئے) ساز و سامان تیار رکھو کہ اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے اور (نیز) ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے (اور) اللہ تعالیٰ ان (کی چالوں) سے خوب آگاہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا اعطا کرے گا (اور کسی طریقے سے بھی) تمہاری حق تلفی نہ ہو گی۔
اور (اے حبیب ﷺ) اگر (اہل کفر) صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی (صلح) کی طرف میلان فرمائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں کیونکہ وہی (سب کی) سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ (الانفال پ 10)

کافر کو پناہ عطا کرنا

مومن وہ ہے جو نہ دھوکہ کسی کو دے اور نہ کسی سے دھوکہ کھائے۔ یعنی مومن خود اتنا ستھرا ہوتا ہے کہ کسی حال میں کسی کافر کو بھی دھوکہ دینا پسند نہیں کرتا اور اتنا ذی شعور بیدار مغز اور صاحب دانش و بینش ہوتا ہے کہ کسی مداری سے دھوکہ کھانا اپنی شان ایمان کے خلاف تصور کرتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کافر اس کے دامن رحمت میں پناہ کا طلب گار ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ اس کو پناہ دے دیتا ہے تاکہ کافر جتنی گھڑیاں بندہ مومن کی صحبت میں رہے گا وہ امن میں رہے گا۔ ہو سکتا ہے وہ اس کے کردار سے متاثر ہو کر یا اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر وہ دولت ایمان سے سرفراز ہو جائے۔
کسی کافر کا کسی مومن کی پناہ طلب کرنا یہ منزل ایمان کی طرف اس کا پہلا قدم ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

marfat.com

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ توبہ)

''اور (اے پیارے نبی ﷺ) مشرکین میں سے کوئی مشرک اگر آپ کی پناہ رحمت میں آنا چاہے تو (اس کو) پناہ میں لے لو حتیٰ کہ وہ (سکون سے) کلام اللہ سن لے (اور سمجھ لے) پھر اس کو اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو یہ رعایت ان لوگوں کے حق میں اس لئے کرنا ضروری ہے کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں''۔

جان کے دشمنوں کو جس مذہب میں پیار بھری پناہ گاہیں عطا کرنے کا حکم خالق کائنات نے عطا فرمارہا ہے اس کی حقانیت کتنی واضح اور روشن ہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں مگر یاں اس کے خلاف تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں

یہود و نصاریٰ کا بڑا پرانا پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ موضوع اکثر زیر بحث رہتا ہے۔

''اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا تلوار سے''۔

اسلام تو ایک ایسی تابندہ حقیقت ہے۔ جس کا نور جب تک دل ونگاہ کی گہرائیوں تک اترے نہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ یہ تصور غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا ہے۔ تلوار کے خوف سے اگر کوئی لا الہ الا اللہ کہہ بھی دے تو کیا حاصل۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

ارشاد ربانی ہے:

لَاۤ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ:256)

''کوئی زبردستی نہیں ہے دین میں۔ بے شک خوب واضح ہو گئی ہے ہدایت

marfat.com

گمراہی سے''۔

اس آیت کی تفسیر صاحب ضیاء القرآن حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز میں بیان فرمائی ہے اس سے دشمنان اسلام کے پیدا کردہ شکوک و شبہات چھٹ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسلام کے دشمنوں نے اسلام پر لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کا جو الزام لگا رکھا ہے۔ قرآن نے پہلے ہی اس کا رد کر دیا تھا۔ دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ دین کی بنیاد ہے ایمان اور ایمان کا تعلق ہے دل سے اور دل جبر و اکراہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا جانتا ہی نہیں۔

نیز اسلام بحیثیت دین انسان کی باطنی اور قلبی اصلاح اور درستی کرنا چاہتا ہے۔ اگر کسی کے گلے میں آپ جبراً پھندا ڈال دیں تو کیا اس کی روحانی اصلاح ہو جائے گی اور کیا اسلام کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ایسے شخص کو مسلمان کرنے میں اسلام کو کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔ یہ تو ہوا اس بہتان کا نظری تجزیہ۔ اب آپ عملی پہلو پر نگاہ ڈالئے۔ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی آج ہندو پاک کے میدانوں میں مراکش کے صحراؤں میں ہمالہ کی چوٹیوں اور بحراوقیانوس کے دور افتادہ جزیروں، یورپ کے ہنگامہ زار شہروں میں اور ایشیا کے بیشتر ممالک میں۔ ہر روز پانچ دفعہ اذان کی آواز گونج رہی ہے۔ کیا جس دین کو ظلم و ستم کے خوف سے قبول کیا گیا ہو۔ اس سے لوگوں کی عقیدت کا یہ عالم ہوا کرتا ہے۔ بلکہ یہاں تو اسلام کے متوالوں کو ستایا گیا۔ ان پر ظلم توڑے گئے۔ انہیں تختہ دار پر سر راہ لٹکایا گیا۔ پروپیگنڈہ کے طوفان امڈ امڈ کر آئے۔ لیکن اپنا سر پٹخ پٹخ کر رہ گئے۔ ان اللہ کے بندوں کو جو عقیدت اپنے رب سے تھی جو عشق اپنے محبوب اور پیارے رسول ﷺ سے تھا۔ جو شیفتگی اپنے اس دین برحق سے تھی اس میں کمی نہ ہوئی۔

لیکن ایک اور چیز بھی پیش نظر رہے۔ اسلام جس طرح یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے اسی طرح وہ یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والوں پر تشدد کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کرے یا جو خوشی سے اسلام کی برادری میں شریک ہونا چاہتے

marfat.com

ہیں ان کو ایسا کرنے سے زبردستی روکا جائے اور اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اسلام اس وقت اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی حالت میں وہ ظالم قوت کا مقابلہ کریں اور یہی اسلام کا نظریہ جہاد ہے۔ اسلام کے بعض نکتہ چین جہاد کو اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن سے تعبیر کرتے ہیں اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ سن لیں کہ اسلام ان کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے اپنے ماننے والوں کو دشمنان دین و ایمان کے جور و ستم کا تختہ مشق بننے کی اجازت نہیں دے گا۔ (ضیاء القرآن/ج۔اول' ص179 ' حاشیہ 343)

marfat.com

حاجت مندوں کے حقوق

نظام مصطفیٰ ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے زندگی کے تمام مسائل کا آسان اور خوبصورت حل پیش کیا ہے۔ اس نے شعبہ ہائے حیات کا کوئی گوشہ تشنۂ بیان نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکیمانہ نظام فطرت با قاعدہ اصولوں کے تحت چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ بندوں کا رزق کس منظم انداز سے کم یا زیادہ فراہم کیا جانا چاہیے۔ اس نے نہ ساری دنیا کو امیر ترین بنایا ہے اور نہ ہی سارے غریبوں کو زندگی بھر غربت میں رکھا ہے۔ اگر سارے انسان دولت مند بنا دیئے جاتے تو زمین فسادوں کا اکھاڑہ بن جاتی۔ اس لیے رزق کی تقسیم کا نظام قدرت نے اپنے دست رحمت میں رکھا ہوا ہے۔ کسی کو دولت نصیب ہو تو وہ شکر گزار بن جائے۔ کسی پر غربت کے جان کاہ لمحے آئیں تو وہ صابر و قانع بن کر اس کی حمد وثناء بیان کرے تو دونوں طبقے اس کی رحمت سے مالا مال ہو جائیں۔

اگر صاحب ثروت دولت کے نشے میں تکبر و تمرد کا شکار ہو جائے اور محتاج بے دست و پا مایوسی کی دلدل میں پھنس کر اس کی ہمت سے ناامید ہو جائے تو دونوں طبقے اس کی رحمت سے دور ہو جائیں گے۔ کسی کو کوئی خبر نہیں کہ کون کب دولت کے انبار کا مالک بن جائے گا۔ یہ بھی خبر نہیں کہ بادشاہ کس لمحے گداگر بن جائے گا۔ اہل ثروت و خیر کیلئے حکم ہے کہ اپنے اموال میں سے محتاجوں کا حصہ الگ کر دیں اور یہ کام بڑی ہی خوش دلی اور جوش و جذبے کے تحت کیا جائے اور محتاجوں کو اتنا غیرت مند ہونا چاہیے کہ ضرورت سے زائد کیلئے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت نہ اٹھائیں بلکہ خود دار اور غیرت مند اہل حاجت جب کسی کے سامنے کشکول پیش کرنا گوارا نہیں کرتے تو قدرت ان کی سفارش کرتے نظر آتی ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

marfat.com

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ (بقرہ)

مفہوم آیات: خیرات تو ان ضرورت مندوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں محصور ہو گئے یعنی گھر گئے۔ ملک میں کسی طرف کو (گھوم پھر کر جانا چاہیں تو) جا نہیں سکتے۔ جو شخص ان کی حالت سے ناواقف ہے وہ ان کی غیرت اور خودداری کی وجہ سے ان کو مالدار تصور کرتا ہے مگر تو ان کو دیکھے تو ان کی شکل وصورت سے ان کو بالکل پہچان جائے (کہ محتاج ہیں مگر ہاں) یہ لوگ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر (بھیک) نہیں مانگتے اور جو کچھ بھی تم اپنے مال میں سے خرچ کرو گے بے شک اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: (اے اہل ایمان) صرف نیکی یہی نہیں کہ (نماز) میں اپنا منہ مشرق (کی طرف کرلو) یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور یوم قیامت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور سارے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور (غلامی وغیرہ اور قید سے لوگوں کی) گردنوں کو آزاد کرنے کیلئے خرچ کرے مال کو۔ (بقرہ پ 3، 22ع)

فضیلت صدقہ وخیرات

سید دو عالم ﷺ نے فرمایا صدقہ ضرور دیا کرو اگرچہ آدھی کھجور ہی ہو۔ اگر مالی صدقہ ممکن نہ ہو تو محبت بھری گفتگو ضرور کرنی چاہیے یعنی جب کوئی سائل آجائے اور اس کو دینے کیلئے پاس کچھ بھی نہ ہو حسن اخلاق سے پیش آنا اور نرمی سے گفتگو کرنا چاہیے تاکہ اس کا دل رنجیدہ نہ ہو۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے حلال مال سے صدقہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مال کی اپنی بارگاہ میں اس انداز سے پرورش فرماتا ہے جیسے تم اپنے چارپائیوں کی پرورش کرتے ہو حتیٰ کہ کھجور کے چند دانے کوہ احد کے برابر ہو جاتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا روز محشر ہر کوئی اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا حتیٰ کہ مخلوق

marfat.com

کے حساب کا حکم ہوگا۔

سرکار نے فرمایا صدقہ کی وجہ سے شر کے ستر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ سید کونین ﷺ سے صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جو صدقہ تندرستی کی حالت میں دیا جائے وہ افضل ہے۔ کیونکہ جب زندگی آخری مرحلہ پہ ہو اور افلاس وغربت کا خطرہ بھی نہ ہو اور جان حلقوم تک آیا ہی چاہتی ہو اس وقت وصیت کرنا کہ اتنا مال فلاں کو اور اتنا مال فلاں کو دے دینا۔ اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اس وقت تو لوگ اس کی موت کے بعد خود ہی اس کے مال کے مختلف انداز میں وارث اور مالک بن جائیں گے۔ بہتر صدقہ وہی ہے جب آدمی خود بھی مسائل حیات میں گھرا ہوا ہو اس کے باوجود اپنے حلال مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ بھی کرے۔

فرمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ نے فرمایا جس کے دروازے سے سائل محروم واپس چلا جائے اس کے گھر میں سات دن تک رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

سید کونین ﷺ کا عمل پاک

سرکار دو کام ہمیشہ اپنے ہاتھ سے خود کیا کرتے تھے۔ فقیر کو صدقہ عطا فرماتے تو خود اپنے دست کرم سے اور رات کے وضو کیلئے پانی کا اہتمام خود فرماتے۔

آقائے دو جہاں کا فرمان گرامی

جو شخص کسی کو کپڑا پہنائے جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا۔ پہنانے والے کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔

سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسوۂ حسنہ

آپ نے پچاس ہزار درہم صدقہ فرمائے جبکہ ان کے اپنے پیرہن پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ اپنے لیے نیا پیرہن نہ سلوایا فقیروں میں مال بانٹ دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے ستر برس تک عبادت کی۔ اس سے ایک اتنا بڑا گناہ

marfat.com

سرزد ہوگیا کہ وہ ساری عبادت ضائع ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ ایک فقیر کے پاس سے گزرا اور اسے ایک روٹی بطور صدقہ دے دی تو مالک الملک نے اس روٹی کے بدلے اس کا گناہ معاف فرما کر سابقہ عبادت کا ضائع شدہ ثواب بھی اس کے نامہ عمل میں لوٹا دیا۔

حضرت لقمان کی نصیحت

آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا جب گناہ سرزد ہو جائے تو صدقہ دو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل

آپ کو شکر بڑی پسند تھی۔ اس لیے آپ راہ خدا میں شکر بانٹا کرتے تھے اور فرماتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:92) کہ تم ہرگز (کامل) نیکی نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی محبوب ترین چیز راہ خدا میں نہ دے دو۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

آپ فرماتے ہیں کہ صدقہ دینے والا جب تک فقیر سے زیادہ اپنے آپ کو صدقہ دے کر ثواب کا محتاج تصور نہ کرے اس کا صدقہ قبول ہی نہیں ہوتا۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

ایک دن آپ نے ایک بردہ فروش کو ایک لونڈی بیچتے ہوئے دیکھا تو فرمایا لونڈی دو درہم کی بیچ دو۔ اس نے انکار کیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ تو اس لونڈی سے زیادہ خوبصورت باندی (حور عین) دو درہم میں بیچتا ہے۔ یعنی صدقہ کے بدلے عنایت فرماتا ہے اور تیرا یہ حال ہے۔

marfat.com

اہل تجارت کے حقوق

آداب وفضائل

دنیا آخرت کے راستہ کی ایک منزل ہے اور یہاں آدمی کھانے پینے کا محتاج ہے اور کھانا پینا بغیر کمائی کے عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے کسب وتجارت کے شرعی آداب کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو ہمیشہ دنیا کمانے میں مصروف رکھے گا وہ بدبخت متصور ہوگا اور جو شخص خدا پر توکل کر کے اپنے آپ کو اخروی کاموں میں مصروف رکھے گا وہ نیک بخت ہے۔ البتہ اعتدال وتوسط کی راہ یہ ہے کہ آدمی آخرت کی فکر کرے تو دنیا کی بھی فکر کرے لیکن اصل مقصد آخرت کی بہتری ہی ہو اور دنیاوی معاملات کی درستگی واصلاح کو آخرت کی فلاح کا زینہ بنائے۔ کسب وتجارت کے جن احکام وآداب کا جاننا ضروری ہے (ان کا بیان فقہ وحدیث کی کتب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے) اپنی اور اپنے اہل خاندان کی کسب حلال سے کفایت اور انہیں مخلوق سے بے نیاز رکھنا ایک طرح کا جہاد ہے اور کئی انواع عبادت سے افضل ہے۔

جناب سرور کائنات ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ ایک قوی اور مضبوط جوان کا ادھر سے گزر ہوا۔ جو ایک دوکان میں چلا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کاش یہ شخص اللہ کی راہ میں اتنی جلدی اٹھنے کا اہتمام کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی، اپنے والدین اور اپنے بچوں کی کفالت کی غرض سے ایسا کرتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جدوجہد کا ایک حصہ ہے۔ ہاں اگر اس کا مقصد محض لافانی، تفاخر اور تونگری ہے تو پھر اس کی بھاگ دوڑ شیطان کی راہ میں ہے۔

جناب رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص رزق حلال طلب کرتا ہو اور اس کا مقصد مخلوق سے بے نیازی اور اپنے پڑوسیوں اور اعزہ کی کفالت وخدمت ہو تو قیامت کے دن اس کا چہرا

marfat.com

چودھویں کے چاند کی طرح منور و تاباں ہوگا۔

سرکار نے فرمایا:

سچا اور دیانت دار تاجر قیامت کے دن صدیقین اور شہدا کے ساتھ آئے گا۔

سرکار نے فرمایا:

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ یعنی محنتی اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

اور فرمایا ہاتھ سے کام کرنے والے مسلمان کی کمائی کا مال سب سے زیادہ حلال وطیب ہے۔ بشرطیکہ اس کا مقصد دینی خیر خواہی ہو۔

آپ ﷺ نے تجارت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ روزی کے دس حصوں میں سے نو حصے اللہ تعالیٰ نے تجارت میں رکھ دیئے ہیں۔ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ افلاس وفقر کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا کیا کام کرتے ہو اس نے عرض کیا عبادت۔ آپ نے اس کے معاش کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا مجھے میرا بھائی کھانا وغیرہ مہیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ عابد یعنی عبادت گزار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ تجارت وکمائی سے ہاتھ نہ کھینچو اور یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ روزی دیتے ہیں کیونکہ آسمان سے سونا، چاندی نازل کرنے کی قدرت کے باوجود وہ کسی حیلہ سے ہی روزی مرحمت فرماتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عادت اور قانون ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا کسب وتجارت نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص مخلوق کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کا دین تنگ، عقل ضعیف اور مروت زائل ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک صاحب دل سے سوال کیا گیا کہ عابد اور دیانت دار تاجر میں سے کون بہتر ہے تو اس نے کہا کہ تاجر۔ اس لئے کہ وہ ایک طرح کا مجاہد ہے کیونکہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے میں اس کا تعاقب کرتا ہے۔ مگر یہ شخص اس کے خلاف چلتے ہوئے دیانت داری سے

marfat.com

کام لیتا ہے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

فرمایا کسی بھی جگہ موت مجھے اس سے زیادہ دوست نہیں کہ میں بازار سے اپنے اہل وعیال کے لئے حلال روزی کی تلاش میں ہوں اور مجھے موت آ جائے۔

حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو مسجد میں مصروف عبادت ہو اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے رزق دے گا۔ آپ نے فرمایا وہ آدمی جاہل ہے۔ شریعت اسلامیہ کو جانتا ہی نہیں کیونکہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روزی میری محنت اور جدوجہد میں رکھی ہے۔

حضرت امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم بن ادھم کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گھٹا گردن پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں تو ان سے سوال کیا میاں یہ سلسلہ کب تک جاری رکھو گے۔ تمہارے مسلمان بھائی تمہاری اس ضرورت کی کفالت کر سکتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا خاموش رہو۔ کیونکہ حدیث نبوی میں آتا ہے کہ جو شخص حلال روزی کی خاطر ایسی جگہ کھڑا ہو جو لوگوں کی نظر میں اس کے مرتبہ کے مناسب نہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

سوال: جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے میرے رب نے مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اپنے رب کی تسبیح بیان کر اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جا اور موت آنے تک عبادت میں مشغول رہ۔

تو اس ارشاد مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کسب وتجارت سے بہتر ہے۔

جواب: جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے اتنا مال ہو جو ان کی کفالت کر سکے تو اس کے لئے عبادت زیادہ بہتر ہے اور ضرورت سے زیادہ کی طلب وحرص فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان دہ اور دنیا سے دل لگانے کے مترادف ہے اور اس قسم کی کمائی سب گناہوں سے بڑھ کر ہے اور جو شخص زیادہ مال نہ رکھتا ہو ہاں پاکیزہ مال سے اس کی گزر بسر ہوتی ہو تو اس کا کمائی نہ کرنا اولیٰ ہے اور یہ بات چار قسم کے لوگوں کے لئے جائز ہے۔

marfat.com

ایک تو وہ شخص جو علم میں مشغول ہو جس میں سب لوگوں کا دینی یا دنیاوی فائدہ ہو مثلاً علوم شرعیہ یا علم طب۔ دوسرا وہ شخص جو منصب قضا (قاضی) پر فائز ہو یا کسی وقف کا نگران ہو اور یا اسی قسم کے کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جس میں مخلوق کی مصلحتیں ہوں۔

تیسرا وہ شخص جس کا باطن ارباب تصوف کے حالات و مکاشفات سے آراستہ ہو۔

چوتھا وہ شخص جو کسی ایسی خانقاہ میں مقیم ہو جہاں نیک لوگوں کا ہجوم ہو اور یہ ورد و وظائف اور عبادات میں مصروف ہو۔ ایسا شخص کسب و تجارت کی بجائے (اہل تصوف کا تزکیہ کرنے میں مصروف رہے تو زیادہ بہتر ہے)

ایسے لوگوں کی روزی اگر دوسرے ہاتھوں سے پہنچے لیکن حالات ایسے ہوں کہ بغیر سوال و احسان مندی سے کام بن جاتا ہو تو پھر تجارت نہ کرنے میں حرج نہیں۔ زمانہ گزشتہ میں ایک ولی کامل تھے۔ جن کے اتفاق سے (360) تین سو ساٹھ دوست تھے۔ یہ ولی اللہ ہمیشہ عبادت میں مصروف رہتے اور سال بھر ہر روز کسی ایک دوست کے ہاں مہمان ہوتے۔ ان کے دوستوں کی یہی عبادت تھی کہ انہیں (بےفکر۔ مطمئن) اور فارغ البال رکھیں۔ وہ اس طرح اس لئے کرتے تھے کہ لوگوں پر خیر کا (فیض و برکت کا) دروازہ کھلا رہے۔ اسی طرح ایک بزرگ صاحب کے تیس دوست تھے وہ ہر روز ایک دوست کے پاس قیام کرتے مگر جب صورت حال ایسی ہو کہ سوال کئے بغیر بات نہ بنے اور لوگ دے کر احسان جتائیں تو اپنی گزر و بسر کے لئے کسب و تجارت بہتر ہے کیونکہ سوال کرنا برا کام ہے۔

وہ شخص جس سے ظاہری عبادت کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے لئے کسب و تجارت بہتر ہے۔ اسی طرح جو شخص مشغول تجارت رہ کر بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھے۔ اس کے لئے بھی تجارت بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی تمام عبادات کا مغز ہے۔

(کیمیائے سعادت از ص 239 تا ص 242)

تاجر اور گاہک

دنیا کا کوئی معاشرہ تجارت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ زمین کی پیداوار کسی نہ کسی

marfat.com

طریقے سے معاشرے کی ضرورت بنتی ہے بلکہ اس دنیا کی کل متاع حیات کبھی کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ٹھہرا بلکہ معاشرے میں جوں جوں کسی کو ضرورت ہوتی ہے۔ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی رہتی ہیں اور یہی سلسلہ پورے معاشرے کو گھیر لیتا ہے۔

کچھ لوگ مستقل تجارت کو اپنا پیشہ بنالیتے ہیں۔ بعض مزدوریاں اور سروسز کرتے ہیں۔ بعض طبقہ حکمرانی سے واسطہ ہوتے ہیں اور کچھ تدریس و تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں۔ غرضیکہ کوئی کسی بھی طبقہ سے متعلق ہو۔ خرید وفروخت کی دنیا میں یا گاہک ٹھہرے گا یا دوکاندار۔ بہرحال مسلم معاشرے کو سنوارنے کے لئے اور اسلامی تجارت کو ہر قسم کے نقائص سے پاک کرنے کے لئے نبی رحمت نے زریں اور راہنما اصول عطا فرمائے۔ ان اصولوں کی روشنی میں جو تجارت ہوگی وہ نہ فقط فرد واحد کی آسودگی اور خوشحالی کا باعث ہوگی بلکہ بین الاقوامی سطح پر تمام افراد عالم کے لئے امن وآشتی اور نفع وسکون کا باعث ہوگی۔

سرور کون ومکان ﷺ اپنے دور ہمایوں کے عظیم راہنما تاجر تھے۔ آپ کی تجارت سے مکہ کی عظیم خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے حد متاثر ہوئیں اور آپ کے اخلاق وکردار کی گرویدہ ہو کر آپ سے نکاح کی درخواست کی جو قبول فرمائی گئی۔

اسلامی معاشرے میں گاہک اور تاجر کے درمیان ایک پیار بھرا رشتہ ہونا چاہیے۔

خریدار نفسیاتی طور پر اپنے اندر ایک برتری کا جذبہ لے کر آتا ہے کہ میں دوکاندار کی چیز خرید کر اس پر احسان کرنا چاہتا ہوں حالانکہ دونوں ایک دوسرے کے حاجت مند ہوتے ہیں۔ اصولی طور پر دونوں کو باہم محبت اور حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

گاہک اللہ کی رحمت بن کر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ڈیل میں نرم رویہ رکھنے سے وہ ہمیشہ کے لئے دوست بن سکتا ہے۔

بے شک دوکاندار کا سودا کھرا ہو، ستھرا ہو۔ ہر کھوٹ اور ملاوٹ سے پاک ہو اور گاہک کو پسند بھی ہو۔ پھر دوکاندار کا فرض ہے کہ اپنی چیز کو اچھے انداز میں پیش کرے۔ سخت روئی، ترش کلامی سے بھی سودا تو بک جائے گا مگر گاہک پھر نہیں آئے گا۔

marfat.com

تجارتی قسمیں

سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس طرح بکری تو زیادہ ہو جائے گی مگر برکت مٹ جائے گی۔ (مسلم)

فرمان نبوی (ﷺ) سرکار نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) بھی نہ فرمائے گا۔ جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

سرکار نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ السِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَکَةِ۔

قسم کھانے سے مال تو بک جاتا ہے مگر برکت مٹ جاتی ہے۔

سرکار نے فرمایا:

کہ خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ چاہے تو سودا قائم رکھیں یا فسخ کر دیں جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ اگر دونوں آپس میں سچ بولیں اور چیز کی حقیقت واضح کر دیں تو دونوں کے سودے میں برکت ہوگی اور اگر دونوں ایک دوسرے سے کچھ چھپا رہے ہوں اور جھوٹ بولیں تو ان کی اس تجارت سے برکت مٹا دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

سرکار نے فرمایا:

خریدار اور بائع اس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں جب تک سودے کے بارے میں مکمل طور پر ایک دوسرے سے راضی نہ ہوں۔ (یعنی سودے کی تمام تفصیلات سے ایک دوسرے کو آگاہ کر کے راضی ہو کر جدا ہوں) (ابوداؤد)

سرکار نے فرمایا:

کھجور اور درختوں کے پھل اس وقت تک نہ بیچے جائیں جب تک کہ وہ پھل سرخ و

marfat.com

زرد (ہوکر پک) نہ ہو جائیں اور کھیتی کے خوشے نمودار نہ ہو جائیں اور آفت سے امن نہ ہو جائے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی الله تعالیٰ عنه نَهٰی رَسُوْلُ الله صلی الله علیه وسلم عَنْ بَیْعِ فَضْلِ الْمَاءِ (مسلم)

سرکار نے اپنی ضروریات سے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب گاہک اور تاجر کے درمیان اختلاف ہو جائے تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا اور خریدار کو بیع قائم رکھنے یا فسخ کا اختیار حاصل ہوگا۔

والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص عیب والی چیز بیچے اور اس کا عیب گاہک پر ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک بازار سے گزرے اور ایک دوکان پر غلہ کا ڈھیر دیکھا۔ سرکار نے اس غلہ میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا۔ آپ نے اندر تری محسوس فرمائی۔ آپ نے غلہ کے مالک سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس پر بارش ہوگئی تھی۔ سرکار نے فرمایا بارش والے غلے کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ صاف طور پر دیکھ سکیں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ جس نے دھوکہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔ (مسلم)

ان راہنما اصولوں کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تجارتوں کو وہ عروج بخشا کہ کفار و مشرکین اور یہود و نصریٰ ان سے تجارت کے گر اور اصول سیکھتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بڑے بڑے تاجر جن کی تجارتوں سے نسلیں فائدہ اٹھاتی تھیں۔ انہیں زریں اصولوں پر عمل کیا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

کہ تاجروں کا قیامت کے دن فاجروں کے ساتھ حشر ہوگا مگر جو حرام سے بچا اور جھوٹی قسم کھانے سے بچا رہا اور صدق پر قائم رہا۔ (ترمذی شریف)

سرکار نے فرمایا:

جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو آگے نہ بیچے۔ (متفق علیہ)

سرور دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

کہ لوگو تم غلہ خریدنے کے لئے شہر سے باہر جا کر ٹانڈے سے نہ ملو اور ایک شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور بائع اور خریدار کے درمیان باہمی رضامندی پیدا ہو چکی ہو تو ان کے درمیانی سودے کو خراب کر کے تم اسے نہ خریدو اور قیمت چڑھا بڑھا کر کسی کو دھوکا نہ دو اور شہری کسی دیہاتی کی کوئی چیز نہ بیچے اور اونٹ، بکری کا دودھ نہ چڑھاؤ (یعنی تھنوں میں جمع کر کے گاہک کو دھوکہ نہ دو) جو آدمی ایسے جانور کو خریدے اسے جانور کو خرید کر دودھ کر رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ پسند ہو تو رکھ لے ورنہ واپس کر دے اور ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے اور دوسری روایت میں ہے جو آدمی دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے اسے تین دن تک اختیار ہے۔ تین دن کے اندر اندر واپس کرنا چاہے تو کر دے ورنہ رکھ لے۔ اگر واپس کرے تو ایک صاع کھجوروں کا بھی مالک کو دے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں نے سرکار سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک آدمی آ کر کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جبکہ میرے پاس وہ چیز موجود نہیں ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ بازار سے خرید کر اس کے ہاتھ بیچ دوں (یعنی اس سے سودا پہلے طے کرلوں) اور بعد میں بازار سے خرید کر اس کو دے دوں تو سرکار نے فرمایا لا تبع ما لیس عندک جو چیز تیرے پاس ہے ہی نہیں اس کی بیع (ترمذی) کس طرح ہو سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث پاک کا ایک مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ جو چیز قبضہ میں ہے غائبانہ طور پر اس

marfat.com

کا سودا کرنے کے بعد پھر بازار سے وہ چیز خرید کر اس کو دی جائے تو چونکہ اس میں جھگڑے، فساد کا خطرہ ہے۔ اس لئے ایسی مبہم بیع سے سرکار نے منع فرمایا۔

سرکار کی طرف سے ممانعت

سرور کونین ﷺ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کے چڑھاوے سے منع فرمایا ہے۔

نیلامی کا جواز

ایک غریب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے اس کی وکالت کرتے ہوئے اس سے لے کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں فرمایا یہ دونوں چیزیں کون خریدنا چاہتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں ایک درہم میں دونوں چیزیں خریدتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا من یزید علی درھم کہ ایک درہم سے زائد کون دیتا ہے۔ ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں یہ دونوں چیزیں دو درہم میں خریدتا ہوں تو سرکار نے دو درہموں کے بدلے پیالہ اور ٹاٹ اس کے ہاتھ بیچ دیا۔ (ابن ماجہ)

بیع سلم ورہن

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو جب تم ایک مقررہ میعاد تک ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ والے لوگ پھلوں کی خرید و فروخت میں کبھی ایک سال کبھی دو سال کبھی تین سال تک سلم کرتے تھے یعنی قیمت نقد دے کر شرط طے کر لیتے تھے کہ ایک سال یا دو سال تک ان درختوں کے پھل ہمارے ہوئے تو ہادی برحق ﷺ نے فرمایا جو شخص سلف کا معاملہ کرے (یعنی مذکورہ طریقے پر سودا کرے) تو معلوم پیمانے کے ساتھ

marfat.com

(اگر وہ چیز ماپی جاتی ہو) اور معلوم وزن کے ساتھ (اگر وہ چیز وزنی ہو) معاملہ کرے اور ساتھ ہی مدت کا تعین کر لیا جائے (مثلاً خریدار بائع سے کہہ دے کہ میں اتنے روپے دیتا ہوں اتنی مدت کے لئے) (صحیحین)

سرور عالم ﷺ کا طرز عمل

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیقہ فرماتی کہ سرور کونین ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔ (بخاری مسلم)

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

سرکار نے فرمایا جو گرانی میں غلہ روک کر رکھے اور زیادہ مہنگے داموں بیچنے کا انتظار کرتے ہوئے غلہ روکے رکھے وہ گناہ کا مرتکب ہے۔ (مسلم)

ذخیرہ اندوز لعنتی ہے

سرکار نے فرمایا جو شخص (اشیائے خوردنی) مناسب داموں بیچتا ہے۔ اسے برکت دی جاتی ہے اور وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ ملعون ہے۔ (ابن ماجہ)

ذخیرہ اندوز خود غرض ہوتا ہے وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی اغراض و تکالیف کا احساس نہیں کرتا اس لئے وہ لعنتی ٹھہرایا گیا ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا مہنگائی کے انتظار میں غلہ روک کر رکھنے والا بندہ بدترین آدمی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ چیزوں کے نرخ سستے کرتا ہے تو وہ غمگین ہو جاتا ہے اور جب گراں کرتا ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

سودی کاروبار کی حرمت

قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں سود کی حرمت اور مذمت شدید طریقے سے فرمائی گئی ہے۔ (سورہ بقرہ پ 3' ع 38) میں اور (سورہ آل عمران پ 4' ع 14) اور نساء پ 4' ع 22 میں اور سورۃ الروم پ 21' ع 4 میں بڑی تفصیل کے ساتھ سود کی مذمت کی گئی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا سود لینے والے، سود دینے والے، سود کی دستاویز لکھنے والے

marfat.com

اور سودی کاروبار کی گواہی دینے والے سب پر لعنت ہو۔ (مسلم)

سرکار کا فرمان گرامی

سرکار نے فرمایا سود کا ایک درھم جس کو آدمی جانتا ہے یعنی جان بوجھ کر سود کھاتا ہے۔ چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ سرکار نے فرمایا جس کا گوشت حرام سے پرورش پایا وہ دوزخ کی آگ کا زیادہ مستحق ہے۔ (احمد۔ دارقطنی)

حدیث طیبہ

سرکار نے فرمایا سود کے ستر جزو ہیں اور سب سے کم تر یہ ہے کہ بندہ اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ (بخاری)

حدیث نبوی

سرکار نے فرمایا جس رات مجھے سیر آسمانی کرائی گئی تو میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے پیٹ بڑے گھڑوں کی مانند تھے۔ ان میں اژدھے بھرے ہوئے تھے جو باہر کی طرف سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سود خور ہیں۔ (ابن ماجہ)

marfat.com

یتیموں کے حقوق

جب بچوں کے والدین زندہ ہوں خواہ وہ کتنے ہی غریب ہوں ان کے اندر خوداعتمادی کی لہر نمایاں ہوتی ہے اور جب ان کے سروں سے والدین کی سرپرستیوں کا سایہ اٹھ جائے وہ بظاہر کتنے ہی خوشحال نظر آئیں۔ایک عرصہ خاص تک ان کے اندر نفسیاتی طور پر انجانی بے یقینی اور خوف کی فضا پائی جاتی ہے کیونکہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہوتا ہے اسے پر کرنے کے لئے معاشرے کے دیگر افراد کی ہزار تسلیاں بھی ناکافی ہوتی ہیں۔رب العزت جو رب الارباب ہے۔اس کی رحمت یتیم بچے کی خصوصی نگرانی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔اللہ جل مجدہ پورے مسلم معاشرے کو یتیم کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (النساء:36)

”(اے اہل ایمان) اللہ ہی کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے اور قریبی رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک روا رکھو“۔

سید عالم ﷺ کا فرمان گرامی

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس یتیم کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا ہو۔(ابن ماجہ)

marfat.com

کفیل یتیم کے لئے فردوس بریں کی خوشخبری

غلاموں کے ملجاء، یتیموں کے ماوئی، دریتیم ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنی زیر نگرانی پلنے والے یتیم یا یتیمہ کے ساتھ حسن معاملہ کرے گا۔ (یعنی یتیموں کی بہتر تربیت، خوراک، رہائش، تعلیم وغیرہ کا بندوبست کرے گا) روز محشر وہ میرے ساتھ یوں قریب ترین سیٹ پر ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ سرکار نے دو انگلیوں کو باہم ملا کر لوگوں کو دکھایا (ترمذی)

ان احادیث کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رب العالمین یتیموں کے ساتھ کس قدر حسن سلوک کا متمنی ہے اور سرور کون و مکاں ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود اپنے اسوہ حسنہ سے روشناس فرمایا یتیموں کا دل اندر سے بجھ جاتا ہے۔ درد سے دل دکھی رہتا ہے۔ ان کو ستانے والے لوگوں سے اللہ تعالیٰ سخت غضبناک ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال کھانا، ان کو اذیت دینا تو بڑی دور کی بات ہے۔ قدرت تو ان کو جھڑکنے والوں پر بھی سخت ناراض ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (ماعون)

"(اے پیارے) کیا آپ نے اس شخص کے بارے غور فرمایا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ (اور اس کے باعث یہ اتنا سنگ دل ہو گیا ہے) اور یہ یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا"۔

یتیموں کی خیر خواہی

یتیم بچے اور بچیاں معاشرے کا وہ حصہ ہیں جن کی دیکھ بھال اگر ان کے سرپرست نہ کریں گے تو ان میں انتقامی جذبہ اور نفرت کے جراثیم جنم لیں گے اور یہی لوگ بڑے ہو کر معاشرے سے مختلف انداز سے انتقام لیں گے اور بے راہ روی کا شکار ہو کر امت مسلمہ کے لئے ناسور بن جائیں گے۔ ان کی خیر خواہی اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ ان کو والدین جیسا پیار اور تربیت تو کوئی بھی مہیا نہیں کر سکتا مگر ان کی اصلاح اور پرورش کے فرائض ادا

marfat.com

کیے جائیں تو نہ فقط یہ طبقہ سنورے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم راضی ہو کر انعام فرمائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے ہاں ان کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ ان کے سروں پہ شفقت کا ہاتھ دھرنے سے بندے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ جب کسی یتیم کے سر پہ کوئی رحمت و محبت بھرا ہاتھ پھیرے گا تو اس کے دل کے نہاں خانوں میں احساس خود اعتمادی کی شمع جل اٹھے گی اور احساس محرومی کی چنگاری دم توڑ کر بھسم ہو جائے گی۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جو بندہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اس کے دل میں سوائے رضائے الٰہی کے اور کوئی جذبہ اور غرض نہیں ہوتی تو اسے ہر بال کے بدلے نیکیاں ملتی ہیں جن پر اس کا ہاتھ گزرتا ہے۔ (ترمذی)

علاج سنگ دلی

ایک آدمی نے حبیب کبریا ﷺ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت عرض کی تو حکیم و کریم ﷺ نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کر۔ (مسند امام احمد)

رضائے الٰہی کی خاطر یتیم کو کھانا کھلانا

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ (الدہر)

"اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کی خاطر اور محبت الٰہی کے باعث مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو"۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا

جو بندہ یتیم کو اپنے خورد و نوش میں شریک کرتا ہے۔ اگر وہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو جس کی بخشش نہیں ہوتی (یعنی کفر و شرک) تو اس کے لئے جنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب کر دی جائے گی اور جو کوئی مسلمان تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کر کے ان کی اچھے انداز میں پرورش کرے اور ادب سکھا کے پروان چڑھاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے نیاز کر دیتا ہے (یعنی بلوغ یا تزوج یا تمول کی وجہ سے کسی منزل تک پہنچ جاتی ہیں تو ایسے آدمی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دیتا ہے۔

marfat.com

ایک آدمی نے عرض کیا یارسول ﷺ کیا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش وتربیت کے بدلے میں بھی ثواب کی ہی بشارت ہے۔ آپ نے فرمایا خواہ دو کی سرپرستی کرے تو بھی یہی بدلہ عطا کیا جائے گا۔

(راوی کا خیال یہ ہے کہ اگر کوئی ایک بیٹی یا بہن کی سرپرستی کے بارے میں پوچھتا تو سرکار اسی انعام کی نوید سناتے) پھر سرکار نے فرمایا جس کی اللہ تعالیٰ دونوں محبوب چیزیں چھین لیتا ہے۔ اس کے لئے بھی جنت واجب کر دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا سرکار دونوں سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا دونوں آنکھیں۔ (شرح السنہ)

یتیموں کے مال کی حفاظت

جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ لوگ بعض اوقات یتیموں کی سرپرستی کرتے اور اپنے ردی سامان کو ان کے اعلیٰ اور عمدہ سامان سے بدل لیتے تھے یا ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں ملا لیتے۔ اس طرز عمل سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

ترجمہ: اور یتیموں کے مال ان کے سپرد کر دو (جب وہ حد بلوغ کو پہنچ جائیں) اور طیب مال کے بدلے (حرام) ردی اور ناقص کو تبدیل نہ کرو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں ملا کر خورد برد نہ کرو۔ (کیونکہ) یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوسری جگہ یہ قرآن مقدس میں آیا ہے۔

ترجمہ: اور جو لوگ ظلماً اپنے پیٹوں میں یتیموں کا مال بھرتے ہیں گویا وہ انگارے اپنے پیٹوں میں بھرتے ہیں۔ عنقریب وہ جہنم کے شعلوں میں جائیں گے۔ (النساء)

اسلام نے جس قدر یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا ہے۔ کسی اور مذہب میں اس اعتدال اور ترتیب کے ساتھ یتیموں کی خیر خواہی کا درس نہیں ملتا۔

قدرت خداوندی کو یتیموں سے اتنا پیار کیوں ہے۔ دراصل رب ذوالجلال کا اپنا محبوب ترین بندہ دریتیم کے لقب سے ملقب ہے۔

سید الانبیاء ﷺ کی ولادت باسعادت سے دو ماہ قبل حضرت سیدنا عبداللہ پدر گرامی

marfat.com

مرتبت اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ چار برس کی عمر شریف تھی کہ سردار مکہ حضرت عبدالمطلب حضور انور کے دادا جان رحلت فرما گئے اور چھ برس کی ننھی عمر مبارک میں امینہ کائنات سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ ہمارے پیارے آقا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امی جان ہیں۔ اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئیں۔

وہ جو لاکھوں کروڑوں بے کسوں اور بے سہاروں کا ملجاء و ماویٰ ہے۔ آج اس پیارے کے سر سے عزت مآب ماں باپ کا سایہ اٹھ گیا تو قدرت پکار اٹھی۔ **اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى** ﴿۶﴾ (الضحیٰ) کیا اس نے تجھے یتیم پا کر اپنے دامن کرم میں پناہ نہیں عطا فرمائی۔

اللہ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پناہ عطا فرمائی اور پھر احسان یاد دلایا۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ کریم ہر لحہ اپنے یار پہ درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں نچھاور کرتا رہتا ہے اور ہر گھڑی اپنے یار کی اداؤں کو تکتا رہتا ہے۔ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا، پیارے تو تو میری آنکھوں میں بستا ہے۔ میں تو ہر وقت تجھے ہی تکتا رہتا ہوں مگر تاریخ حدیث کے سینے میں ایک ایسے خوش نصیب جوڑے کا ذکر صدیوں تک جگمگاتا رہے گا۔ جس نے اس گوہر نایاب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدف بن کر اپنی آغوشوں میں پالا۔ پدر گرامی کی آغوش گرم جوش کا لطف پیش کیا اور زلف مادر کے خنک سائے کا مزہ پیش کیا۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب تھے۔ جس نے باپ کے بعد باپ سے بچھڑنے کا احساس کبھی اس جان کائنات کو نہ ہونے دیا۔ تبھی تو آپ کملی والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے سال وفات کو حزن وملال کا سال قرار دیا اور سیدہ فاطمہ بنت اسد (ام حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جن کی نگاہوں سے میرے آقا نے ہمیشہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیار کی جھلک دیکھی اور جن کی سانسوں سے کملی والے نے اپنی ماں کی خوشبو سونگھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت اسد نے ماں بن کر دکھایا تو کریم آقا نے ان کو صلہ یہ دیا کہ ان کی وفات پر ان کی قبر میں لیٹے تاکہ قبر کے ذرے جان لیں کہ یہ در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی آرام گاہ ہے اور قبر کی وسعتوں میں جنت کا سماں بندھ جائے۔ اس دن سرکار نے فرمایا تھا

marfat.com

آج مجھے محسوس ہوا ہے کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جدائی کا احساس کبھی نہ ہونے دیا۔ اس منظر پہ اگر رب العزت کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۞ تو بات کھل کر سمجھ میں آ جاتی ہے کہ آغوش مادر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سائبان پدر حیدر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کرار یہ محض لطف ربانی تھا کہ قدرت نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ظاہری طور پر بھی ایسے اسباب فراہم فرما دیئے۔ جنہوں نے اس پیکر ناز کو عالم شباب تک یتیم ہونے کے باوجود یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا۔

خالق کائنات کو یتیم سے اتنا پیار ہے کہ کفیل یتیم کے لئے بہشت کے وعدے ہیں اور جب کوئی یتیم کا دل دکھاتا ہے تو عرش اعظم لرز اٹھتا ہے۔ کیونکہ اللہ پاک کو اپنے محبوب کی یتیمی کا سماں یاد آ جاتا ہے۔

استدعا

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ کتاب کی کوئی بات پسند آ جائے تو میرے لئے میرے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام اور والدین و برادران اور میرے جملہ اہل وعیال کے لئے دعا فرما دیں۔

تمت بالخیر

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبه الکریم وعلیٰ آله وازواجه واصحابه اجمعین، بجاہ طٰهٰ و یٰسین۔ صلی اللّٰہ علیه وسلم

marfat.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

تفسیرات احمدیہ

تفسیر ابن کثیر

تفسیر سورۃ النساء

تفسیر خزائن العرفان

تفسیر احکام القرآن

تفسیر مظہری ۱۰ جلد

تفسیر در منثور

تفسیر نور العرفان

یا ایہا الذین آمنوا

مفتی سعادت علی قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350

انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2211011
2630411